تفسیر قمی

مؤلف

حجۃ الاسلام والمسلمین ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم قمی

مترجم

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید منیر حسین رضوی

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ

لاہور۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علیؑ

پی ڈی ایف سازی

منجانب

Shia Books PDF منظر ایلیاء

MANZAR AELIYA HYDERABAD INDIA

تفسیر القمی (جلد سوم)

مؤلف

حجۃ الاسلام والمسلمین ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم القمی

مترجم

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سیّد منیر حسین رضوی

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، پاکستان

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	تفسیر القمی
جلد	سوم
مصنف	حجۃ الاسلام والمسلمین ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم القمی
مترجم	مولانا محمد کاظم شہیدی
ڈیزائننگ وسیٹنگ	قلب علی سیال
کمپوزنگ	فضل عباس سیال (الحمد گرافکس لاہور)
سال اشاعت	2020ء
ناشر	مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

سرٹیفکیٹ

میں نے تفسیر القمی جلد سوم میں قرآن مجید کے عربی متن پر مشتمل تمام مکمل آیات اور جزوی آیات کی کتابت کو حرف بہ حرف بغور اور امعانِ نظر سے پڑھا ہے۔ الحمد للہ اس کو اغلاط سے مبرا اور صحت متن کے لحاظ سے مکمل پایا ہے۔ لہٰذا پورے وثوق سے تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ کتاب ہر قسم (لفظی۔ اعرابی۔ رسم الخط) کی اغلاط سے مبرا اور پاک ہے۔

حافظ قاری عطاء اللہ
رجسٹرڈ پروف ریڈر پنجاب قرآن بورڈ محکمہ اوقاف
حکومت پنجاب لاہور۔ پاکستان۔ رجسٹریشن نمبر 013

ملنے کا پتہ

معراج کمپنی

LG-3 بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار، لاہور

فون: 0321-4971214/0423-3761214

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ ناشر

قارئین کرام! ---------- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ! مصباح القرآن ٹرسٹ ---- عہدِ حاضر کی بعض عظیم ترین تفاسیر وتالیفات کی نشر واشاعت کے سلسلہ میں ایک عظیم اور پروقار مرکز کی حیثیت سے اُمت مسلمہ کیلئے اپنی عاجزانہ خدمات انجام دے رہا ہے۔ ادارہ ھذا کی یہ شہرت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ حضرات کی تائید واعانت کا ثمرہ ہے۔

زیرِ نظر تفسیری مجموعہ ''تفسیر القمی'' حجۃ الاسلام والمسلمین ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم القمی کی سعیٔ جمیلہ کا ثمر عظیم ہے۔ جس کا اُردو میں ترجمہ حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید منیر حسین رضوی نے کیا ہے۔ مکمل عربی تفسیر کو اُردو ترجمے کے ساتھ چار جلدوں میں منقسم کیا گیا ہے۔

قرآن عظیم الشان کتاب ہے جو اس سے تمسک کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو اس سے منہ موڑے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ لہٰذا سب سے افضل وہ ہے جو قرآن پر عمل کرے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے فرمایا ہے: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ (سورہ نحل۔ ۸۹) اور ہم نے آپ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور ہدایت ہے اور رحمت ہے اور مسلمانوں کے لیے خوشخبری ہے۔ اور پھر دوسری آیت میں فرمایا وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (سورہ نحل۔ ۴۴) اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے لیے وہ کچھ واضح طور پر بیان کریں جو ان کے لیے نازل ہوا ہے۔

قارئین کرام کی خدمت میں اس عظیم تفسیری مجموعہ کی جلد دوم پیشِ خدمت ہے ہمیں اُمید ہے کہ صاحبانِ علم وتحقیق حسب سابق ''مصباح القرآن ٹرسٹ'' کی اس کوشش کو بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور اس گوہرِ نایاب سے بھرپور علمی وعملی استفادہ فرمائیں گے۔ اور ادارہ کو اپنی قیمتی تجاویز وآراء سے ضرور مستفید فرمائیں گے

مزید برآں آپ ہماری تمام کتب بشمول تفسیر قمی جلد دوم ''مصباح القرآن ٹرسٹ'' کی ویب سائٹ کے ذریعے گھر بیٹھے پڑھ سکتے ہیں۔ ''www.misbahulqurantrust.com'' ---- والسلام

اراکین

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ نمبر
سُوْرَةُ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ	12
فضائل اور اس کی تلاوت کا اجر وثواب:۔	12
ترجمہ	13
تفسیر	13
آسمانوں کے مناظر:۔	15
فوائد:	26
معراج کے لغوی معنی	27
اصطلاحی:	27
معراج رسولؐ خدا:	27
کیا معراج کا سفر ممکن ہے یا نہیں:	27
معراج روحانی ہے یا جسمانی:	28
اس نظریہ کا رد:	28
آغاز سفر معراج:	29
رسول خدا سے کلام کیا تو:	30
مسجد اقصیٰ سے کیا مراد ہے؟	33
آیت ۲ تا ۱۲	34
ترجمہ	35
تفسیر	36
آیت ۱۳ تا ۱۸	40
ترجمہ	41
تفسیر	42
آیت ۱۹ تا ۳۶	43
ترجمہ	44
تفسیر	46
شان نزول:	48
آیت نمبر ۳۷ تا ۶۲	50
ترجمہ	53
تفسیر	55
آیت نمبر ۶۳ تا ۷۲	59
ترجمہ	60
تفسیر	61

آیت نمبر ۷۳ تا ۸۸	66
ترجمہ	68
تفسیر	69
آیت نمبر ۸۹ تا ۹۵	72
ترجمہ	72
تفسیر	73
آیت نمبر ۹۶ تا ۱۱۱	76
ترجمہ	77
تفسیر	79
سُوْرَةُ الْکَهْفِ	82
تلاوت کا ثواب:	82
آیت نمبر ۱ تا ۲۰	82
[1] متقین سے مراد	84
ایمان کی تعریف	84
ترجمہ	84
تفسیر	86
شان نزول:	88
آیت نمبر ۲۱ تا ۴۴	90
ترجمہ	93
تفسیر	95
آیت نمبر ۴۵ تا ۵۹	99
ترجمہ	101
تفسیر	102
رجعت پر آیت:	103
آیت نمبر ۶۰ تا ۷۴	105
ترجمہ	106
تفسیر	107
حضرت موسیٰ وخضراء علیہما السلام کا واقعہ	107
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی:	107
آیت نمبر ۷۵ تا ۸۲	110
ترجمہ	111
تفسیر	112
آیت نمبر ۸۳ تا ۱۰۱	113
ترجمہ	115
تفسیر	116
آیت نمبر ۱۰۱ تا ۱۱۰	123
ترجمہ	124
تفسیر	125
سُوْرَةُ مَرْیَمِ	128
تلاوت کا ثواب:	128
آیت نمبر ۱ تا ۱۵	128
ترجمہ	129

تفسیر 130
آیت نمبر ۱۶ تا ۴۰ 132
ترجمہ 133
تفسیر 135
آیت نمبر ۴۱ تا ۵۵ 139
ترجمہ 140
تفسیر 141
آیت نمبر ۵۶ تا ۶۵ 142
ترجمہ 143
تفسیر 144
آیت نمبر ۶۶ تا ۸۲ 145
ترجمہ 146
تفسیر 147
آیت نمبر ۸۳ تا ۹۸ 149
ترجمہ 150
تفسیر 151
جنت: 155
سُوْرَۃُ طٰہٰ 158
تلاوت کا ثواب: 158
آیت ۱ تا ۴۴ 158
ترجمہ 160
تفسیر 162
حاشیہ 163
حضرت موسیٰ کا قصہ: 164
آیت ۴۵ تا ۸۵ 166
ترجمہ 169
تفسیر 172
(سامری کا واقعہ) 173
آیت ۸۶ تا ۱۰۴ 174
ترجمہ 176
تفسیر 177
آیت ۱۰۵ تا ۱۳۵ 180
ترجمہ 182
تفسیر 184
پارہ نمبر 17 190
سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَآءِ 190
تلاوت کا ثواب: 190
آیت ۱ تا ۲۹ 190
ترجمہ 192
تفسیر 194
آیت ۳۰ تا ۵۰ 198
ترجمہ 200

تفسیر 201
آیت ۵۰ تا ۷۷ 205
ترجمہ 206
تفسیر 208
آیت ۷۸ تا ۹۳ 212
ترجمہ 213
تفسیر 214
آیت ۹۴ تا ۱۱۲ 217
ترجمہ 219
تفسیر 220
سُوْرَۃُ الْحَجِّ 224
تلاوت کا ثواب: 224
آیت ۱ تا ۲۲ 224
ترجمہ 227
تفسیر 229
آیت ۲۳ تا ۳۸ 234
ترجمہ 236
تفسیر 238
آیت ۳۹ تا ۵۷ 242
ترجمہ 243
تفسیر 245
آیت ۵۸ تا ۷۸ 248
ترجمہ 251
تفسیر 253
پارہ نمبر ۱۸ 257
سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْن 257
تلاوت کا ثواب: 257
آیت ۱ تا ۱۷ 257
ترجمہ 258
تفسیر 259
آیت ۱۸ تا ۶۰ 262
ترجمہ 265
تفسیر 268
آیت ۶۱ تا ۱۰۰ 270
ترجمہ 272
تفسیر 274
آیت ۱۰۱ تا ۱۱۸ 279
ترجمہ 280
تفسیر 281
سُوْرَۃُ النُّوْرِ 283
تلاوت کا ثواب: 283
آیت ۱ تا ۱۰ 283

ترجمہ 284
تفسیر 285
زنا کی حد کی اقسام: 287
امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کا زنا۔۔ 288
شان نزول 290
آیت ۱۱ تا ۳۰ 291
ترجمہ 293
تفسیر 295
آیت ۳۱ تا ۴۰ 299
ترجمہ 301
تفسیر 303
آیت ۴۱ تا ۶۴ 310
ترجمہ 314
تفسیر 317

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ 323

تلاوت کا ثواب: 323
آیت ۱ تا ۲۰ 323
ترجمہ 325
تفسیر 327
پارہ نمبر ۱۹ 331
آیت ۲۱ تا ۴۴ 331
ترجمہ 332
تفسیر 334
قیامت کے دن دو ظالم دوستوں کی کہانی: 335
آیت ۴۵ تا ۷۷ 338
ترجمہ 340
تفسیر 342
اسراف: 346

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ 348

تلاوت کا ثواب 348
آیت ۱ تا ۹۰ 348
ترجمہ 352
تفسیر 356
موسیٰؑ اور جادوگروں کا مقابلہ 358
آیت نمبر ۹۱ تا ۲۲۷ 363
ترجمہ 368
تفسیر 373

سُوْرَةُ النَّمْلِ 379

تلاوت کا ثواب: 379
آیت نمبر ۱ تا ۵۹ 379
ترجمہ 384
تفسیر 388

آیت نمبر ۶۰ تا ۹۳ 395
ترجمہ 398
تفسیر 400

سُوْرَةُ الْقَصَصِ 407

تلاوت کا ثواب: 407
آیت نمبر ۱ تا ۲۸ 407
ترجمہ 410
تفسیر 413
آیت نمبر ۲۹ تا ۴۲ 422
ترجمہ 423
تفسیر 425
آیت نمبر ۴۳ تا ۶۵ 427
ترجمہ 430
تفسیر 432
آیت نمبر ۶۶ تا ۸۳ 435
ترجمہ 437
تفسیر 439
قارون کی ہلاکت کا واقعہ: 441
آیت نمبر ۸۴ تا ۸۸ 443
ترجمہ 443
تفسیر 444

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ 446

تلاوت کا ثواب: 446
آیت نمبر ۱ تا ۴۴ 446
ترجمہ 450
تفسیر 454
پارہ نمبر 21 459
آیت نمبر ۴۵ تا ۶۹ 459
ترجمہ 461
تفسیر 463

سُوْرَةُ الرُّوْمِ 466

تلاوت کا ثواب: 466
آیت نمبر ۱ تا ۲۷ 466
ترجمہ 468
تفسیر 470
آیت نمبر ۲۸ تا ۶۰ 473
ترجمہ 477
تفسیر 480
شان نزول: 480

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ 488

تلاوت کا ثواب: 488
آیت نمبر ۱ تا ۱۹ 488

ترجمہ	490
تفسیر	491
آیت نمبر ۲۰ تا ۳۴	497
ترجمہ	499
تفسیر	501
سُوْرَةُ السَّجْدَةِ	505
تلاوت کا ثواب:	505
آیت نمبر ۱ تا ۳۰	505
ترجمہ	508
تفسیر	510
سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ	516
تلاوت کا ثواب:	516
آیت نمبر ۱ تا ۸	516
ترجمہ	517
تفسیر	518
جواب از سوال دوم:	521
جواب از سوال سوم:	521
آیت نمبر ۹ تا ۲۷	524
ترجمہ	527
تفسیر	529
آیت نمبر ۲۸ تا ۵۸	542
ترجمہ	546
تفسیر	550
شان نزول:	550
شان نزول:	553
شان نزول:	554
شان نزول:	555
آیت نمبر ۵۹ تا ۷۳	557
ترجمہ	558
تفسیر	559
شان نزول:	560
شان نزول:	560
سُوْرَةُ سَبَاٍ	564
تلاوت کا ثواب:	564
آیت نمبر ۱ تا ۳۰	564
ترجمہ	567
تفسیر	570

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ

اس سورہ مبارکہ کا دوسرا نام اسراء ہے اس کی ترتیب قرآنی میں اس نمبر سترہ (۱۷) ہے اور ترتیب نزولی کے حساب وسے اس کا نمبر پچاس (۵۰) ہے یہ سورہ مبارکہ مکہ میں نازل ہوئی تھی۔

اور تقریباً علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ساری سورہ مکہ میں ہی نازل ہوئی تھی اس سورہ مبارکہ کے بارہ رکوع ہیں اور آیات کی تعداد ایک سو گیارہ ہے۔ اس سورہ کی ابتداء چونکہ معراج رسول خدا کے تذکرہ سے ہوئی ہے اس وجہ سے اس کو سورہ اسراء کا نام دیا گیا ہے اور اس میں بنی اسرائیل کی سرگذشت بھی اس میں ذکر ہوئی ہے اس وجہ سے اس کو سورہ بنی اسرائیل کا نام بھی دیا گیا ہے۔

فضائل اور اس کی تلاوت کا اجر وثواب:

کتاب ثواب الاعمال، مجمع البیان، تفسیر عیاشی اور تفسیر نور الثقلین میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے جس میں نقل ہوا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

جو شخص ہر شب جمعہ سورہ مبارکہ بنی اسرائیل کی تلاوت مرے گا تو وہ اسے وقت نہیں کرے گا جب تک اس قائم آل محمدؐ کی زیارت نہ ہو جائے اور وہ آپ علیہ السلام کے انصار و مددگاروں میں سے شمار ہوگا۔ نیز مجمع البیان میں ابی بن کعب سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص سورہ بنی اسرائیل کی تلاوت کرے گا اور والدین کے ذکر کے وقت اس کے دل میں رقت ونرمی پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے دو قنطار اجر عطا فرمائے گا۔ اور ایک قنطار بارہ سو اوقیہ کا ہوتا ہے اور ہر اوقیہ دنیا اور جو کچھ اس دنیا کے اندر پایا جاتا ہے اس سے بہتر ہے۔ (من جانب مترجم)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ①

ترجمہ

علم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے۔

پاک و منزہ ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے اطراف میں برکتیں ہی برکتیں ہیں تاکہ ہم اسے اپنے بعض نشانیاں دکھلائیں بے شک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

تفسیر

ہشام بن سالم نے حضرت امام ابو عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: حضرت جبرائیل و میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام براق کو ساتھ لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے ان میں سے ایک نے براق کی لجام کو پکڑا ہوا تھا اور دوسرے نے رکاب کو تھاما ہوا تھا اور تیسرا براق کے اوپر رکھی زین کو درست کر رہا تھا اس دوران براق مچلنے لگا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے ایک طمانچہ مارا اور کہا اے براق سکون و آرام کرو۔ اس سے قبل اس جیسا کوئی نبی تیسری پشت پر سوار نہیں ہوا اور نہ اس کے بعد کوئی اس سے بہتر تیری پشت پر سوار ہوگا۔ پھر براق نے پرواز کرنی شروع کی اور ابھی زیادہ بلندی پر نہ گیا اس دوران جبرائیل امین آپ کو زمین و آسمان کی نشانیاں دکھاتے رہے۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے دوران سفر کسی آواز دینے والے کی آواز کو سنا جس نے میرے دائیں جانب سے میرا نام لے کر مجھے آواز دی میں نے اس آواز کا کوئی جواب نہ دیا اور اس آواز کی طرف میں نے کوئی توجہ نہ دی پھر ایک آواز دینے والے نے میری بائیں جانب سے میرا نام لے کر مجھے پکارا اور میں نے اس کا بھی جواب نہ دیا اور اس کی طرف متوجہ نہ ہوا پھر میرے سامنے ایک عورت آئی اس کے ہاتھ کہنیوں تک عریان تھے اور وہ دنیا کے ہر قسم کے زیورات سے مزین تھی اس نے مجھے پکارا اے محمدؐ: میری طرف دیکھو میں آپؐ سے بات کرنا چاہتی ہوں میں نے اس کی طرف بھی توجہ نہ دی پھر میں وہاں سے بھی گذر گیا اسی دوران میں نے ایک خفیف سی آواز کو سنا اس نے مجھے پریشان کیا پس میں وہاں سے بھی گذر گیا اس کے بعد جبرائیل نے کہا آپ اس مقام پر اتریں میں وہاں اترا اور جبرائیل بھی میرے ساتھ اترا۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسولؐ اللہ: اس مقام پر نماز ادا کریں پس میں نے وہاں پر نماز ادا کی تو اس کے بعد جبرائیل نے مجھ سے پوچھا یا رسولؐ اللہ کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کس مقام پر نماز ادا فرمائی ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کون سا مقام ہے۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسولؐ: یہ مدینہ طیبہ ہے کہ جس کی طرف آپ نے ہجرت کر

کے آنا ہے پھر میں دوبارہ براق پر سوار ہوا اور دوبارہ سفر شروع کیا اور جتنا خدا چاہتا تھا میں نے سفر طے کیا۔ پھر جبرائیل نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ اس مقام پر اتریں اور نماز ادا فرمائیں پس میں وہاں پر براق سے اترا اور وہاں نماز ادا کی تو پھر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسولؐ اللہ: کیا آپؐ جانتے ہیں کہ یہ کون سا مقام ہے جہاں آپؐ نے نماز ادا کی ہے؟ تو میں نے کہا نہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یہ طور سینا ہے کہ جس مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ کلام کرتا تھا۔ آپؐ نے طور سینا پر نماز ادا کی ہے اس کے بعد دوبارہ براق پر سوار ہوئے اور سفر شروع ہوا اور جتنا خدا چاہتا تھا وہاں تک میں گیا تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا آپ پھر اس مقام پر اتریں اور نماز ادا کریں پس میں اترا اور وہاں نماز ادا کی اور نماز ادا کرنے کے بعد پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سوال کیا یا رسولؐ اللہ: کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کون سا مقام ہے جہاں آپ نے نماز ادا فرمائی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔

پھر جبرائیل نے عرض کی یہ مقام بیت لحم ہے جو بیت المقدس کی ایک جانب ہے اور یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اس کے بعد میں دوبارہ براق پر سوار ہوا اور سفر شروع کیا کہ ہم بیت المقدس پہنچے اور میں براق سے اترا اور میں نے اپنی براق کو اس زنجیر سے باندھا جس کے ساتھ دوسرے انبیاء اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔ پس میں مسجد میں داخل ہوا میرے ساتھ جبرائیل علیہ السلام بھی تھے۔ وہاں میں نے حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو کہ جن کو خدا چاہتا تھا ان کو خدا نے جمع کیا اور وہاں نماز کا وقت ہوا اور اقامہ جماعت ہوئے مجھے قوی گمان تھا کہ جبرائیل ہمیں نماز پڑھائیں گے لیکن جب جماعت کھڑی ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام نے میرے بازو کو پکڑا اور مجھے مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا پس میں نے نماز کی امامت کروائی اور اس پر میں کوئی فخر نہیں کرتا۔

اس کے بعد بیت المقدس کا خازن میرے لئے تین پیالے لے کر آیا۔ ان میں سے ایک میں دودھ تھا دوسرے میں پانی تھا اور تیسرے میں شراب تھی۔ اس دوران میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا اگر انہوں نے پانی والے پیالے کو اٹھایا تو یہ خود بھی غرق ہوں گے اور ان کی امت بھی غرق ہو جائے گی اور اگر انہوں نے شراب والا پیالہ اٹھایا تو یہ خود بھی گمراہ ہونگے اور ان کی امت بھی گمراہ ہو جائے گی۔ اور اگر انہوں نے دودھ کا پیالہ اٹھایا تو یہ خود بھی ہدایت یافتہ رہیں گے اور ان کی امت بھی ہدایت پر باقی رہے گی۔ پس میں نے دودھ والا پیالہ اٹھایا اور اس کو پیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا آپ بھی ہدایت پر باقی رہیں گے اور آپ کی امت بھی ہدایت یافتہ ہوگی۔

اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سوال کیا یا رسولؐ اللہ آپ نے اپنے سفر کے دوران کیا کیا دیکھا؟ میں نے کہا اے جبرائیل دوران سفر میں نے سنا کہ میری دائیں جانب سے کسی نے میرا نام لے کر مجھے آواز دی لیکن میں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور اس کی طرف اصلاً متوجہ بھی نہیں ہوا تو جبرائیل نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ آواز دینے والا یہودیت کا مبلغ تھا اگر اس کی آواز

کا جواب دیتے یا اس کی طرف متوجہ ہوتے تو آپ کی امت آپ کے بعد یہودیت اختیار کر لیتی پھر جبرائیل نے کہا اس کے بعد آپ نے کیا دیکھا؟ تو میں نے کہا کہ پھر میں نے سنا کہ کوئی میری بائیں جانب سے مجھے میرا نام لے کر پکار رہا ہے لیکن میں نے اس کا جواب نہ دیا حتیٰ کہ میں اس کی طرف متوجہ بھی نہیں ہوا تھا۔ اس پر جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ یا رسول اللہ: وہ نصاریٰ کا مبلغ تھا اگر آپ اس کا جواب دیتے یا اس کی طرف متوجہ ہو جاتے تو آپ کے بعد آپ کی امت نصرانیت کو اختیار کر لیتی۔

پھر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ: اس کے بعد آپ کے سامنے کون آیا تھا؟

میں نے کہا اس کے بعد میرے سامنے ایک عورت آئی تھی جس کے بازو کہنیوں تک عریاں تھے اور وہ تمام قسم کے زیورات سے مزین تھی۔ اس نے مجھے میرے نام سے پکارا کہ اے محمدؐ رک جائیں میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں تو جبرائیل نے سوال کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے اس سے بات کی؟

میں نے جواب دیا نہیں۔ میں نے اس سے بات نہیں کی بلکہ میں اس کی طرف متوجہ بھی نہیں ہوا تھا۔ اس پر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول وہ عورت دنیا تھی اگر آپ اس سے بات کرتے تو آپ کی ساری امت آخرت کے بدلے دنیا کو اختیار کر لیتی۔

اس کے بعد میں نے ایک خفیف سی آواز سنی جس سے میں خائف سا ہو گیا تھا تو اس پر جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ: کیا آپ نے اس آواز کو سنا؟ میں نے کہا ہاں تو اس پر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ جہنم کے کنارے کھڑے ہو کر میں نے آج سے ستر سال قبل ایک پتھر جہنم میں گرایا تھا جو اب اس کی تہہ پر جا کر گرا ہے۔

کہنے والوں نے کہا ہے کہ اس کے بعد جب تک رسول خدا اس دنیا میں زندہ رہے کبھی رسول خدا کو کسی نے آواز کے ساتھ ہنستے نہیں دیکھا تھا۔

آسمانوں کے مناظر:۔

رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے آسمانوں کی پرواز شروع کی اور میں بھی اس کے ساتھ آسمان کی باندیوں کی طرف سفر کر رہا تھا کہ پھر ہم آسمان اول کو جو اس دنیا کا آسمان ہے وہاں پیغمبرؐ نے دیکھا کہ اس کا ایک دربان تھا اس کا نام اسماعیل تھا اور یہ وہی فرشتہ ہے جو آسمانوں کی طرف آنے والے شیاطین کو شہاب ثاقب کے ساتھ مارتا ہے کہ جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

(اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝) (سورہ الصافات آیت نمبر 10)

"تاہم اگر ان میں سے کوئی کچھ لے اڑے تو ایک تیز شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے"

اس فرشتے کے تحت ستر ہزار فرشتے تھے تو اس نے عرض کیا اے جبرائیل یہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے اس سے فرمایا میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو اس نے عرض کیا کیا یہ معبوث ہو چکے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا ہاں!

پس اس نے آسمان کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا اور اس نے مجھے سلام کیا اور میں نے اس کو سلام کا جواب دیا اس نے میرے لئے مغفرت کی دعا کی اور میں نے اس کی مغفرت کی دعا کی اور کہا میں نبی صالح اور بہترین بھائی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور اس کے بعد ملائکہ نے میرے ساتھ ملاقات کی اور اس کے بعد میں دنیا کے آسمان میں داخل ہو گیا اور اس آسمان میں کسی فرشتے سے نہیں ملا مگر یہ کہ سب مسکراتے ہوئے میرے ساتھ ملے یہاں تک کہ میری ملاقات ایک ایسے فرشتے سے ہوئی کہ میں نے اس سے قبل اتنا بدشکل کہ جس کے چہرے پر غصے کے آثار اس سے زیادہ ہوں میں نے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے مجھے دیکھا اور اس نے مجھے سلام کیا اور میں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر خوشی کے آثار نہیں دیکھے اور اس کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا۔ اے جبرائیل یہ کون ہے؟ میں اس کو دیکھ کر گھبرا گیا ہوں اور غم زدہ ہو گیا ہوں تو جبرائیل نے عرض کیا یا رسول حق بھی تھا کہ اس کو دیکھ کر انسان گھبرا جائے اور ہم سب اس کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں۔ اور یہ دوزخ کا داروغہ ہے اور اس کو ہم نے کبھی بھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا اور جب سے خدا نے اس کو جہنم کا داروغہ قرار دیا ہے اس وقت سے اب یہ کبھی نہیں مسکرایا بلکہ ہر روز اس کا غصہ اور غضب دشمنان خدا اور گناہگاروں کے لئے زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ پس خدا اس کے ذریعے اپنے دشمنوں اور گناہگاروں سے بدلہ لے گا۔

اگر یہ کبھی آپ سے قبل مسکرایا ہوتا تو آپ کے سامنے بھی ضرور مسکراتا لیکن یہ اب تک اور نہ اس کے بعد کبھی نہیں مسکرائے گا۔ پس اس داروغہ نے مجھے سلام کیا اور مجھے جنت کی بشارت دی۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا اے جبرائیل: خدا نے آسمانوں پر آپ کی اطاعت سب پر واجب قرار دی ہے اور پھر آپ کو امین قرار دیا ہے آپ اس کو حکم دیں کہ یہ مجھے جہنم دکھائیں۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس داروغہ کو حکم دیا کہ وہ نبی رحمت کو جہنم دکھائے۔ اس نے جہنم کے منہ سے پردہ اٹھایا اور اس کا دروازہ کھول دیا تو اس دروازے میں آگ کا ایک جلا دینے والا ایک شعلہ خارج ہوا جو آسمانوں تک بلند ہوا اس قدر شعلہ بلند تھا کہ مجھے گمان ہو گیا کہ یہ ہمیں اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ پس میں نے جبرائیل سے کہا کہ اس سے کہو کہ وہ اس کے دروازے کو بند کر دے اور اس پر دوبارہ پردہ ڈال دے پس اس نے داروغہ کو حکم دیا تو اس نے جہنم کے شعلوں کو حکم دیا کہ واپس اپنی جگہ چلے جاؤ۔ تو وہ شعلے واپس اپنی جگہ چلے گئے۔

اس کے بعد میں نے پہلے آسمان پر ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کا جسم بڑا تھا اور اس کا رنگ گندمی تھا تو میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا یہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ آپ اور تمام انسانوں کا باپ آدم علیہ السلام ہیں۔ جب ان کے سامنے ان کی پاک و نیک اولاد پیش ہوتی ہے تو وہ اس سے کہتے ہیں مرحبا کہتے ہیں اور کہتے ہیں تیری روح بھی پاک ہے اور

تیری قسم سے پاک خوشبو آتی ہے۔ اس کے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ (المطففین) کی شروع کی سترہ نمبر آیت کو آخر تک پڑھا۔

(كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝)

"ہرگز نہیں بے شک نیک آدمیوں کا نامہ اعمال بلند پایہ لوگوں کے دفتر میں ہے اور تمہیں کیا خبر ہے کہ وہ بلند پایہ لوگوں کا دفتر کیا ہے؟ وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے جس کی نگرانی مقرب افراد کرتے ہیں۔"

میں نے اپنے والد حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کیا اور انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا میں نے ان کے لئے طلب مغفرت کی اور انہوں نے میرے لئے طلب مغفرت کی اور فرمایا: میں اپنے صالح فرزند اور صالح نبی کہ جو صالح زمان میں معبوث کیا گیا ہے اس کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

اس کے بعد میں ایک ایسے فرشتے کے قریب سے گذرا جو بیٹھا ہوا تھا اور ساری دنیا اس کے دونوں گھٹنوں کے درمیان تھی اور اس کے ہاتھوں میں ایک لوح (تختی) نورانی تھی تو اس لوح میں دیکھ رہا تھا وہ دائیں بائیں نہیں دیکھتا تھا وہ غم زدہ حالت میں بیٹھا ہوا تھا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا یہ کون ہے؟ تو اُنے بتایا یہ ملک الموت ہے جو روحوں کو قبض کرنے میں مصروف ہے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا مجھے اس کے پاس لے چلو تا کہ میں اس سے بات کر سکوں تو پس جبرائیل مجھے اس کے قریب لے گیا میں نے اس کو سلام کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے اس سے فرمایا اے ملک الموت یہ نبی الرحمت ہیں جن کو خدا نے اپنے بندوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ پس اس نے مجھے سلام کیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور اس نے مجھے بشارت دیتے ہوئے کہا۔ اے رسول خدا میں آپ کی امت میں خیر ہی خیر دیکھ رہا ہوں پس میں نے وہاں کہا:

(الحمد لله المنان ذى النعم على عباده ذلك من فضل ربى و رحمته على) "تمام حمد ہے اس منان کے لئے جو اپنے بندوں پر نعمتیں نازل کرتا ہے اور یہ سب میرے رب کی طرف سے فضل ہے اور اس کی رحمت ہے جو اس نے مجھ سے اوپر نازل فرمائی ہے"

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا تمام ملائکہ میں سے اس کا کام بہت سخت ہے میں نے اس سے کہا اے ملک الموت جو مر چکا ہے یا جو قیامت تک کے لئے مرے گا ان سب کی روح کو تو ہی قبض کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے پھر سوال کیا کیا آپ ساری دنیا کو ایسے ہی دیکھتے ہیں جیسے آپ اپنے آپ کو دیکھتے ہیں؟ تو ملک الموت نے جواب میں عرض کیا ہاں یا رسول اللہ خدا نے مجھے اس ساری دنیا پر تسلط عطا کیا ہے اور یہ ساری کائنات میرے سامنے ایسے ہی ہے جیسے ایک مرد کے ہاتھ میں ایک درہم ہے جسے وہ جیسے چاہتا ہے الٹ پلٹ کر دیتا ہے۔ یا رسول اللہ میں ایک دن میں ہر گھر میں پانچ مرتبہ دیکھتا ہوں اور جب کسی

مرنے والے کے گھر والے اس کے لئے گریا کرتے ہیں تو میں ان سے کہتا ہوں اس پر مت گریا کرمیں دوبارہ تمہارے پاس بھی آؤں گا اور اس قدر پلٹ پلٹ کر آؤں گا کہ تم میں سے کوئی بھی رونے والا نہیں بچے گا۔

رسول خدا فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اے جبرائیل موت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: یارسول اللہ آپ نے سچ فرمایا لیکن موت کے بعد والے حالات موت سے بھی سخت تر ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرا گذر ایک ایسے گروہ سے ہوا جن کے سامنے پاک و پاکیزہ طرح طرح کے کھانے موجود ہیں اور نجس و خبیث کھانے کی اشیاء بھی موجود ہیں لیکن وہ پاک وحلال کھانے نہیں کھا رہے بلکہ نجس وحرام کھانوں کو کھا رہے ہیں میں نے جبرائیل علیہ السلام سے ہو چھا کہ کون لوگ ہیں تو اس نے مجھے بتایا کہ یہ لوگ آپ کی امت میں سے ایک گروہ ہے۔

پھر رسول خدا فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عجیب خلقت فرشتے کو دیکھا کہ جس کا نصف جسم برف کا ہے اور دوسرا نصف آگ کا بنا ہوا ہے لیکن آگ برف کو نہیں پگھلا رہی اور برف آگ کو ٹھنڈا نہیں کر رہی۔ اور وہ بلند آواز سے یہ کہہ رہا ہے پاک ومنزہ ہے وہ ذات جس نے آگ کی گرمی کو روک دیا ہے کہ وہ برف کو پگھلا نہ دے اور برف کو روک رہا ہے کہ وہ آگ کی گرمی کو کم نہ کر دے۔ اے وہ ذات جس نے آگ اور برف کے درمیان ایسے جمع کیا ہے ایسے ہی اپنے مومن بندوں کے دلوں کو بھی آپس کی محبت میں جمع کر دے۔

میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا اے جبرائیل یہ کون ہے؟ آپ نے جواب دیا یہ وہ فرشتہ ہے جس کو خدا نے آسمانوں اور زمین کے گرد متوکل قرار کیا ہے اور تمام ملائکہ سے یہ فرشتہ ہر مومنین بندوں کے لئے زیادہ مہربان ہے اور جب سے خدا نے اس کو خلق کیا ہے اس وقت سے یہ مومنین کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتا ہے اس کے بعد میں نے دو فرشتوں کو دیکھا ان میں سے ایک یہ دعا کر رہا تھا اے میرے خدا جو تیری راہ میں خرچ کرے اس کو اور زیادہ عطا کر، اور دوسرا یہ دعا کر رہا تھا کہ اے خدا یا جو تیرے راہ خرچ نہیں کرتا اس کے مال کو تلف کر دے۔

اس کے بعد میں ایک ایسے گروہ کے قریب سے گزرا کہ جن کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی مانند ہیں اور فرشتے ان کے ہونٹوں کے گوشت کو قینچی سے کاٹ کاٹ کر ان کے منہ میں ڈالتے ہیں اور پھر وہی گوشت کے ٹکڑے ان کے مقام پاخانہ سے باہر نکل رہے ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو اس نے جواب دیا یارسول اللہ یہ وہ لوگ ہیں جو طعنہ دینے والے اور دوسروں کے عیب تلاش کر کے دوسروں کے سامنے بیان کرتے ہیں۔

پھر میرا گزر ایک ایسے گروہ کے قریب سے ہوا کہ جن کے سروں کو بڑی بڑی چٹانوں سے کچلا جا رہا تھا تو میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ لوگ ہیں جو نماز عشاء کو ادا کئے بغیر سو جاتے ہیں۔

اس کے بعد میرا گذر ایک ایسی قوم سے ہوا جن کے منہ میں آگ کو ڈالا جا رہا تھا اور وہ آگ ان کے مقام پاخانہ سے نکل

رہی تھی۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں تو جبرائیل نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناجائز طریقے سے کھا جاتے تھے۔ اب یہ فقط اپنے شکموں میں آگ کو بھرتے ہیں اور اسی حالت میں یہ جہنم میں داخل ہو جائیں گے اس کے بعد میرا گذر ایک ایسے گروہ سے ہوا کہ جو اٹھنا چاہتے ہیں لیکن اپنے بڑے شکموں کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے تھے اور ان لوگوں کو قیامت کے دن پاگلوں کی مانند معبوث کیا جائے گا اور یہ لوگ آل فرعون کے راہ کے راہی ہیں۔ اور ان کو صبح وشام دوزخ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور یہ آواز دے کر کہتے ہیں اے ہمارے خدا آخر قیامت کب آئے گی؟

پھر میں آگے بڑھا تو میرا گذر کچھ عورتوں کے قریب سے ہوا کہ جن کو ان کے پستانوں سے لٹکایا گیا تھا۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا کہ یہ عورتیں کون ہیں اور ان کا جرم کیا ہے؟ انہوں نے مجھے بتایا یارسول اللہ یہ بدکار عورتیں ہیں جو زنا کے ذریعے بچے پیدا کر کے اپنے شوہروں کے اموال کا ان بچوں کو وارث قرار دیتی پھر رسول خدا نے فرمایا اس عورت پر خدا غضب شدید ہوتا ہے جو کسی حرام زادہ کو دوسری قوم کے نسب میں شامل کرتی ہے اور وہ حرام زادہ اس قوم کا فرد نہ ہونے کے باوجود ان کے رازوں سے باخبر ہوتا ہے اور ان کے اموال کو کھاتا ہے۔

اس کے بعد میرا گزر فرشتوں میں سے ایک ایسے گروہ سے ہوا جو عجیب الخلقت تھے خدا نے ان کو جیسا چاہا خلق کیا اور ان کے لئے جیسے چاہے اور جتنے چاہے چہرے قرار دئے اور ان کے جسم کے تمام حصے مختلف زبانوں میں خدا کی حمد وتسبیح کر رہے تھے اور ان کی آوازیں خدا کی حمد کے ساتھ بلند ہو رہی تھیں اور وہ خوف خدا سے گریا کر رہے تھے میں نے جبرائیل سے سوال کیا ان کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا یارسول اللہ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں جب سے ان کو خدا نے خلق کیا ہے انہوں نے اپنے سر اٹھا کر نہیں دیکھا اور اپنے دوسرے ساتھی کی طرف بھی نہیں دیکھا اور انہوں نے کبھی اپنے سروں کو اوپر اٹھایا اور نہ کبھی اس موجود حد سے نیچے کیا ہے اور یہ خوف خدا کی وجہ سے ایسے کھڑے رہتے ہیں میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے اپنے سروں کے اشارہ سے میرے سلام کا جواب دیا۔ اپنے خشوع کی وجہ سے میری طرف نہ دیکھا تو اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے فرمایا یہ نبی رحمت ہیں خدا نے ان کو اپنے بندوں کی طرف نبی ورسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور یہ تمام انبیاء ومرسلین کے سردار اور آخری نبی ہیں اور تم نے ان سے کلام نہیں کی؟ تو جب انہوں نے یہ سنا تو وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے سلام کیا اور میرا احترام کیا اور مجھے میرے لئے اور میری امت کے لئے خیر کی بشارت دی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرائیل مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے کر بلند ہوا اور دوسرے آسمان میں دو آدمیوں کو دیکھا جو ایک دوسرے کے مشابہ تھے تو میں نے جبرائیل سے ان کے بارے میں سوال کیا یہ کون ہیں؟ تو آپ نے بتایا کہ دو خالہ زاد بھائی ہیں ایک یحیٰی بن زکریا اور دوسرے عیسیٰ بن مریم ہیں میں نے دونوں کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا

جواب دیا میں نے ان کے لئے طلب مغفرت کی اور انہوں نے میرے لئے طلب مغفرت کی اور انہوں نے فرمایا ہم نبی صالح اور صالح بھائی کو خوش آمدید کہتے ہیں اس آسمان میں بھی پہلے آسمان کی مانند فرشتوں کو دیکھا جن کی تخلیق کو خدا نے جیسا چاہا کیا اور خوف خدا ان پر طاری تھا اور وہ بھی خدا کی مختلف زبانوں میں حمد وثنا کر رہے تھے۔

پھر ہم تیسرے آسمان کی طرف بلند ہوئے اس پر میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کے طرح چمک رہا تھا میں نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا یہ کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے بھائی یوسف علیہ السلام ہیں پس میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا میں ان کے لئے طلب مغفرت کی اور انہوں نے میرے لئے مغفرت کی دعا کی۔ اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا، خوش آمدید ہو ایک نبی صالح اور صالح برادر کے لئے۔ اس آسمان پر بھی میں نے بہت زیادہ فرشتوں کو دیکھا جو مکمل خشوع وخضوع کے ساتھ خدا کی حمد وثنا کر رہے تھے پھر حضرت جبرائیل نے انکو بھی گذشتہ فرشتوں کی مانند میرے بارے میں بتایا اور انہوں نے بھی میرا احترام واکرام ویسے ہی انجام دیا جیسے دوسرے فرشتوں نے انجام دیا تھا۔

پھر ہم چوتھے آسمان کی طرف بلند ہوئے اور اس پر بھی ایک مرد کو دیکھا میں نے حضرت جبرائیل سے دریافت کیا یہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں جس کو خدا نے بلند مقام عطاء فرمایا ہے پس میں نے آپ کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا پھر میں نے ان کی مغفرت کی دعا کی اور انہوں نے بھی میری مغفرت کی دعا کی۔ اور اس آسمان پر بھی میں نے بہت زیادہ فرشتوں کو دیکھا جو دوسرے آسمانوں کے فرشتوں کی مانند خشوع وخضوع کے ساتھ خدا کا ذکر کر رہے تھے۔ پس انہوں نے مجھے اور میری امت کے لئے بشارت دی پھر میں نے ایک فرشتے کو دیکھا جو ایک تخت پر رونق افروز تھا اس نے سامنے ستر ہزار فرشتے اور ہر فرشتے کے سامنے ستر ستر ہزار فرشتے تھے پس رسول خدا کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ شاید یہ وہی ہے تو فوراً جبرائیل علیہ السلام نے چیخ کر اس سے کہا، کھڑے ہو جاؤ وہ کھڑا ہو گیا اور وہ قیامت تک کے لئے کھڑا ہی رہے گا۔

پھر ہم پانچویں آسمان کی طرف بلند ہوئے اس پر میں نے ایک سرمائی آنکھوں والا ایک شخص دیکھا کہ جس کی آنکھیں بہت خوبصورت تھیں۔ اس سے قبل میں نے اس قدر خوبصورت آنکھوں والا شخص نہیں دیکھا تھا اور اس کے گرد اس کی امت کے تین گروہ تھے ان کی کثرت دیکھ کر مجھے تعجب ہوا میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا یہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ اپنی قوم سے محبت کرنے والا ہارون ابن عمران ہے۔ پس میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور میں نے ان کے مغفرت کی دعا کی اور انہوں نے میری مغفرت کی دعا کی۔ اس آسمان پر بھی میں نے مثل گذشتہ آسمانوں کے فرشتوں کی ایک کثیر تعداد کو دیکھا جو خضوع وخشوع کے ساتھ خدا کے ذکر میں مصروف تھے۔

پھر ہم چھٹے آسمان کی طرف بلند ہوئے وہاں میں نے ایک گندمی رنگ کے طویل قامت بزرگ شخص کو دیکھا کہ اگر اس نے دو قمیص نہ پہن رکھی ہوتیں تو ان کے جسم کے بال باہر آجاتے۔ میں نے سنا وہ یہ کہہ رہا تھا کہ بنو اسرائیل والے گمان کرتے ہیں یہ

میں خدا کی بارگاہ میں زیادہ مکرم ومحترم ہوں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ نبی (محمدؐ) خدا کی بارگاہ میں مجھ سے زیادہ مکرم ومحترم وافضل ہے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا یہ کون ہے؟ تو آپ نے جواب دیا یا رسول اللہ یہ آپ کے بھائی موسیٰ ابن عمران ہیں۔ پس میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا میں نے ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور انہوں نے میری مغفرت کی بارگاہ میں دعا کی اور اس آسمان پر بھی میں ایک کثیر تعداد میں فرشتوں کو دیکھا جو انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ خدا کے ذکر میں مصروف تھے۔

پھر ہم ساتویں آسمان کی طرف بلند ہوئے راستے میں جس فرشتے کے قریب سے گذرا اس نے مجھے سلام کے بعد یہ کہا یا رسول اللہؐ آپ خود بھی حجامت کروایا کریں اور اپنی امت کو بھی حجامت کروانے کا حکم دیں۔ اس آسمان پر میں نے ایک بزرگ شخص کو دیکھا کہ جس کی داڑھی کے بال سفید وسیاہ تھے اور ان کے سر کے بال بھی ایسے ہی سیاہ وسفید تھے اور وہ بیت معمور کے قریب خدا کے جوار میں نورانی کرسی پر تشریف فرما تھے۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں جو بیت معمور کے قریب جوار خدا میں کرسی پر تشریف فرما ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ یہ آپ کے جد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جس مقام پر یہ تشریف فرما ہیں آپ کو اور آپ کی امت میں سے متقی افراد کا مقام بھی یہ ہی ہے (یعنی آپ کے خلفاء کا مقام بھی یہ ہی ہے)۔

اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

(اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝)

(سورہ آل عمران آیت نمبر 68) ”بے شک ابراہیم کے زیادہ قریب وہ ہے جو ان کی پیروی کرے اور یہ نبی اور اہل ایمان ان سے زیادہ قریب ہیں اور اللہ اہل ایمان کا ولی وسرپرست ہے“۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو سلام کیا اور انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا مرحبا خوش آمدید ہو نبی صالح اور میرے فرزند صالح کے لئے جو اس زمان میں مبعوث ہوئے ہیں جو ان کے ہی لائق ہے۔ اس آسمان میں بھی گذشتہ آسمانوں کی طرح ملائکہ کی ایک کثیر تعداد تھی جو دوستوں فرشتوں کی مانند خشوع وخضوع کے ساتھ خدا کے ذکر میں مصروف تھی پس ان سب نے مجھے اور میری امت کے لئے بشارت دی۔ رسول خدا فرماتے ہیں کہ میں نے ساتویں آسمان پر ایک نور کا دریا دیکھا جس کی چمک ونورانیت آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی اور اس آسمان پر میں نے ایک تاریکی کا دریا اور ایک برف کا دریا بھی دیکھا جو ہیبت ناک تھے، جب میں نے ان کو دیکھا تو ہیبت زدہ ہو گیا اور میں نے جبرائیل سے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ تو اس وقت اس نے مجھے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کو بشارت ہو اور جو خدا نے آپ کو عزت واکرام عطاء کی ہے اس پر خدا کا شکر ادا کریں۔ پس خدا نے اپنی قوت ومدد کے ساتھ مجھے ثبات قدمی عطا فرمائی تھی کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے بہت زیادہ مرتبہ کہا کہ مجھے اس پر تعجب ہوا ہے

مجھے بہت زیادہ چیزوں پر تعجب ہوا۔

پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے کہا یا رسول اللہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں کیا آپ اس کو بہت عظیم قرار دے رہے ہیں؟ یہ تو آپ کے رب نے خلق کیا ہے اس کو آپ عظیم قرار دے رہے ہیں اور خود اس خالق کی عظمت کی اندازہ کریں جس نے ان تمام اشیاء کو خلق کیا ہے جن کو آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور آپ نے ابھی اس سے زیادہ عظیم اشیاء کو دیکھا ہی نہیں ہے جان لیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں اور تمام مخلوق میں سے سب سے زیادہ اللہ کے قریب میں اور اسرافیل ہیں اور ہمارے اور اللہ کے درمیان بھی چار پردے حائل ہیں ایک پردہ نور کا ہے اس کے بعد ایک پردہ تاریکی کا ہے اور ایک پردہ ولوں کا ہے اور آخری پردہ پانی کا ہے۔

رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ میں نے ان پردوں کو دیکھا کہ جن کو اللہ نے خلق فرمایا ہے اور جس کے لئے وہ چاہتا ہے اس کے لئے ان پردوں کو مسخر کر دیتا ہے اور پھر میں نے خدا کے خلق شدہ عجائب میں سے ایک مرغا دیکھا جس کے پاؤں ساتویں زمین کی تہہ میں جمے ہوئے تھے اور اس کا سر عرش الٰہی کے پاس تھا اور ایک فرشتہ دیکھا کہ جس کے قدم ساتویں زمین کی تہہ پر تھے پھر وہ اوپر کی طرف متوجہ ہوا اور اس ہوا میں آسمان کی طرف پرواز کی یہاں تک کہ اس کے دونوں پر عرش الٰہی تک پہنچ گئے اور وہ یہ کہہ رہا تھا۔

"سبحان ربی حیث ما کنت لا تدری این ربك من عظم شانه"

اور اس مرغ کو دیکھا اس کے دو پر ہیں جب وہ ان پروں کو پھیلاتا ہے تو اس کا ایک پر مشرق اور دوسرا مغرب تک پھیل جاتا ہے اور جب سحر کا وقت ہوتا ہے تو وہ مرغا اپنے دونوں پر پھڑ پھڑاتا ہے اور بلند آواز سے خدا کی تسبیح یوں کرتا ہے۔

"سبحان الله الملك القدوس سبحان الله الكبير المتعال لا اله الا الله الحي القيوم"

جب وہ مرغا خدا کی تسبیح کرتا ہے تو اسی وقت تمام زمین کے مرغ خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور جب وہ خاموش ہو جاتا ہے تو زمین کے مرغ بھی خاموش ہو جاتے ہیں اس مرغ آسمانی کے پروں میں سے چھوٹے پر سبز رنگ اور بڑے سفید رنگ کے ہیں اور میں نے اس سے خوبصورت پروں والا مرغ نہیں دیکھا اس کے پر بہت خوبصورت ہیں۔

اس کے بعد میں جبرائیل کے ساتھ آگے بڑھا یہاں تک کہ میں بیت معمور میں داخل ہو گیا اور میں نے اس کے اندر دو رکعت نماز ادا کی۔ وہاں پر میرے ساتھ میرے کچھ اصحاب بھی تھے جن میں سے بعض کے لباس نئے تھے اور بعض کے پرانے تو جن میرے اصحاب کے لباس نئے تھے ان کو میرے ساتھ اندر داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور جن کے لباس پرانے تھے ان کو

اندر جانے سے روک دیا گیا۔ پھر میں جب اس سے باہر آیا تو میرے راستے میں دو نہریں آئیں ایک کا نام کوثر اور دوسری کا نام رحمت تھا میں نے کوثر سے پانی پیا اور رحمت کی نہر میں میں نے غسل کیا۔ پھر میں وہاں سے جنت کے راستے پر چلتے ہوئے جنت میں داخل ہوا۔

کوثر کے دونوں جانب میرے اور میری ازواج کے گھر تھے ان گھروں کی مٹی کستوری اور مسک سے زیادہ خوشبودار تھی۔ وہاں پر میں نے ایک لڑکی کو دیکھا جو جنت کی نہر میں غسل کر رہی تھی میں نے اس سے سوال کیا تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے زید ابن حارث کے لئے خلق کیا گیا ہے اور میں اس کی زوجہ قرار پاؤں گی۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اس کے بارے میں زید ابن حارث کو خوشخبری دی تو اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔

میں نے جنت میں خراسانی اونٹوں کی مانند بڑے بڑے پرندے دیکھے اور جنت کے انار بہت بڑے بڑے ڈولوں جیسے تھے۔ جنت میں ایک درخت ہے کہ اگر ایک پرندہ اس کے اردگرد پرواز کرنا چاہے تو نو سو سال جنتی اس کو لگ جائیں گے اس درخت کے اطراف میں ایک چکر لگاتے ہوئے اور جنت میں جتنے گھر تھے جس میں اس درخت ایک شاخ تھی تو میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا یہ درخت کون سا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ شجرہ طوبیٰ ہے جس کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے: (طوبی لهم و حسن مآب)

جب میں جنت میں داخل ہوا تو اس وقت میں نے اپنے آپ کو اطمینان میں پایا تو اس وقت جبرائیل سے ان حجابات (پردوں) کے بارے میں پوچھا اور ان کی ہولناکی کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کتنے عجیب پردے ہیں تو اس جبرائیل فرماتے ہیں یا رسول اللہ یہ وہ ہی حجابات سرادقات ہیں۔ جن میں نور خداوندی ہے اگر وہ حجابات نہ ہوتے تو نور عرش ہر چیز کو ختم کر دیتا ہے پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گیا اس کا ایک پتہ اس قدر بڑا تھا کہ اس کے سائے میں ایک پوری امت بیٹھ سکتی ہے۔ اور میں اس مقام پر تھا اور یہ وہی مقام ہے جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے (فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝) (سورہ نجم 9)

''وہاں دو کمانوں کا یا اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا''

وہاں مجھے آواز دی گئی ''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ'' (سورہ بقرہ آیت 285)

''اور اس کے بارے میں سورہ بقرہ کے بارے میں مکمل تحریر کیا گیا ہے) اس پر رسول خدا نے خدا کی بارگاہ میں التجا کی اے خدایا: تو نے تمام انبیاء کو فضائل عطا فرماتے ہیں پس مجھے بھی کچھ عنایت فرما۔ تو اس وقت آواز قدرت آئی اے میرے حبیب میں نے آپ کو وہ دو کلمے عطا کر دئے ہیں جو میرے عرش کے نیچے تحریر شدہ ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ''لاحول ولا قوة الا بالله ولا منجا منك الا اليك'' کوئی قوۃ وطاقت نہیں سوائے اللہ کی قوت وطاقت کے اور کوئی جائے فرار نہیں سوائے تیری جانب۔ اس وقت مجھے وہاں عرش کے پاس موجود ملائکہ نے مجھے یہ تعلیم دی کہ آپ صبح وشام یوں دعا کیا کریں۔

(الهم ان ظلمی اصبح مستجیرا بعفوك و ذنبی اصبح مستجیرا لمغفرتك و ذلی اصبح مستجیر بفرك و فقری اصبح مستجیرا بغناك و وجهه الغانی البالی اصبح مستجیرا بوجهك الدائم الباقی الذی لا یغنی)

پھر میں نے وہاں آذان کو سنا اور آذان اس فرشتے نے دی جس کو آسمانوں پر اس سے قبل نہیں دیکھا گیا تھا۔

اس فرشتے نے کہا: اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ تو خداوند نے ارشاد فرمایا:

اے میرے بندے تو نے سچ کہا ہے واقعاً میں ہی سب سے بڑا ہوں پھر اس نے کہا:

اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله۔ پھر خدا نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا ہے میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

پھر فرشتے نے کہا: اشهد ان محمدًا رسول الله. اشهد ان محمدًا رسول الله۔ پھر خدا نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا ہے تحقیق محمد میرا بندہ ہے اور میرا رسول ہے جس کو میں نے مبعوث فرمایا اور اس کا میں نے انتخاب کیا ہے۔

پھر اس نے کہا:

حیی علی الصلاة حیی علی الصلاة.

آؤ نماز کی طرف۔ پھر خدا نے فرمایا، میرے بندے نے سچ کہا ہے اور اس نے میرے فریضہ کی طرف بلایا ہے پس جو شخص اس فریضہ کی طرف آئے گا اور وہ اس میں رغبت رکھتا ہو اور وہ اس کو فقط ثواب کے لئے ادا کرے گا میں اس کے تمام گذشتہ گناہ معاف کردوں گا۔

پس پھر فرشتے نے کہا:

حیی علی الفلاح حیی علی الفلاح

(آؤ فلاح کی طرف) پھر خدا نے فرمایا: ہاں یہ نماز ہی فلاح و نجات اور صلاح ہے۔

پھر رسول خدا فرماتے ہیں اذان کے بعد میں نے ملائکہ کو آسمانوں پر امامت کروائی جس طرح میں نے بیت المقدس میں انبیاء کو امامت کروائی تھی۔ اس کے بعد میرے دل میں ایک اشتیاق پیدا ہوا کہ میں خدا کا شکر ادا کروں تو اس وقت میں سجدے میں گر گیا۔ اس وقت میرے رب نے مجھے پکارا اور فرمایا اے میرے حبیب: میں نے آپ سے قبل ہر نبی اور اس کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی یہ ہی نمازیں میں آپ اور آپ کی امت پر بھی فرض کر رہا ہوں۔ پس آپ اور آپ کی اُمت ان کو قائم کریں۔ رسولخدا فرماتے ہیں جب میں واپس آ رہا تھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب سے میرا گزر ہوا انہوں نے مجھ سے کوئی سوال نہ کیا لیکن

جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے مجھ سے سوال کیا اے محمد آپ کے لئے خدا نے کیا واجب کیا ہے؟ تو میں نے عرض کی کہ میرے رب نے فرمایا کہ میں نے آپ سے قبل تمام انبیاء اور ان کی امتوں پر پچاس نمازوں کو فرض کیا تھا اب آپ اور آپ کی امت کے لئے یہ ہی پچاس نمازیں فرض کر رہا ہوں اس وقت حضرت موسیٰ نے کہا، یا رسول اللہ آپ کی امت آخری امت ہے اور یہ سب سے کمزور و ضعیف امت ہے اور آپ کا رب آپ کی کوئی بات رد نہیں کرے گا آپ کی امت اتنی نمازیں پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتی پس آپ واپس جائیں اور اس سے اس کے بارے میں تخفیف کی گزارش کریں پس میں نے اس کو مان کر واپس سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آیا اور سجدے میں گر گیا اور التجا کی اے خدایا تو نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں ہیں اور میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی پس خدا نے اس میں تخفیف کرتے ہوئے دس نمازیں کم کر دیں۔ پس میں واپس آیا اور موسیٰ کو اس کے بارے میں خبر دی تو جناب موسیٰ نے پھر مجھے کہا پھر دوبارہ جائیں اور التجا کریں پھر میں واپس آیا اور التجا کی تو خدا نے پھر دس نمازیں کم کر دی یہاں تک کہ آخر میں پانچ نمازیں رہ گئیں تو اس وقت موسیٰ نے فرمایا آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی تو میں نے کہا اب مجھے دوبارہ واپس جانے میں حیاء آتی ہے اب میں اس پر صبر کرتا ہوں تو اس وقت آواز آئی کہ آپ نے اس پر صبر کیا ہے آپ کی امت کی یہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں کے برابر ہونگی۔ ہر نماز دس نمازوں کے برابر قرار دی گئی ہے۔ پس میں آپ کی امت میں سے جو کوئی ایک نیکی انجام دے گا میں اس کے لئے دس نیکیاں لکھوں گا اور گروہ انجام نہ دے اور صرف ارادہ کرے گا تو پھر بھی اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اور آپ کی امت میں سے جو ایک برائی کرے گا تو اس کے لئے فقط ایک برائی لکھی جائے گی اور اگر وہ برائی انجام دینے کا ارادہ کرے گا لیکن انجام نہیں دے گا تو اس کے لئے کچھ نہیں لکھا جائے گا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں خدا اس امت کی طرف سے حضرت موسیٰ کو جزاء خیر دے۔ یہ ہے خدا کے اس قول کی تفسیر کہ:

"سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ①"

حضرت امام صادق علیہ السلام نے حضرت رسولؐ خدا سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: ایک دفعہ میں "ابطح" میں سویا ہوا تھا علی میری دائیں طرف اور حمزہ میرے آگے سوئے ہوئے تھے اتنے میں مجھے ملائکہ کے پروں کے پھڑ پھڑانے کی آواز آئی۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے جبرائیلؑ! تمہیں کس کی طرف بھیجا گیا ہے؟ جبرائیل امین نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مجھے ان کی طرف بھیجا گیا ہے اور یہ اولاد آدم کے سردار ہے اور یہ علی ان کے وصی، وزیر اور ان کی امت میں ان کے جانشین ہیں۔ اور یہ ان کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ ہیں اور یہ اُن کے چچازاد بھائی جعفر ہیں جنہیں دو پر ملیں گے جن کے ساتھ وہ جنت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کریں گے ابھی ان کو سو لینے دو، ان کی آنکھیں کھلیں اور ان کے کان سنیں اور انکے لئے ایک مثال قائم کرو

کہ ایک بادشاہ نے گھر تعمیر کیا اور اس نے لوگوں کے لئے دستر خوان بچھایا اور ایک بلانے والے کو روانہ کیا کہ وہ لوگوں کو خود دستر خوان پر آنے کی دعوت دے۔

اس وقت محمدؐ نے کہا: وہ بادشاہ اللہ تعالیٰ ہے اور دستر خوان جنت ہے اور بلانے والا میں ہوں۔ پھر جبرائیل نے مجھے براق پر سوار کیا اور مجھے بیت المقدس لے گئے وہاں مجھے انبیاء کے محراب دکھائے اور میں نے وہاں نماز پڑھی۔ پھر اسی رات جبرائیل مجھے وہاں سے مکہ واپس لے آئے۔ گزرتے وقت میں نے قریش مکہ کے ایک تجارتی قافلے کو دیکھا ان کا پانی ایک برتن میں رکھا ہوتا تھا میں نے وہاں سے پانی پیا اور باقی پانی میں نے زمین پہ انڈیل دیا۔ اس وقت ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا اور اہل قافلہ اس کو تلاش کرنے میں لگے ہوئے تھے۔

راویوں کا بیان ہے کہ جب صبح ہوئی تو رسولؐ خدا نے قریش سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس رات مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی میں نے انبیاء کے محراب دیکھے اور واپسی پر میرا گزر تمہارے (قریش کے) قافلے سے ہوا۔ میں نے وہاں پانی پیا اور باقی پانی زمین پہ انڈیل دیا۔ اور قافلہ والوں کا اونٹ گم ہو گیا تھا۔ وہ اسے تلاش کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ جب ابوجہل کو آنحضرتؐ کی اس گفتگو کا پتہ چلا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ لو! تمہیں آج اچھا موقع ملا ہے محمدؐ سے جا کر پوچھو کہ تم نے جو مسجد اقصیٰ دیکھی ہے یہ بتاؤ اس کے ستون کتنے ہیں اور اس میں قندیلیں کتنی ہیں؟ کفار مکہ نے حضرت سے یہ سوال کیا: جبرائیل امین نے اسی وقت بیت المقدس کی تصویر آنحضرتؐ کے سامنے پیش کی۔ لوگوں نے جو کچھ پوچھا آپؐ نے تصویر کو دیکھ کر ان کو پوری تفصیل بتا دی۔ قریش نے کہا۔ اچھا ہمیں یہ بتاؤ کہ ہمارا قافلہ واپس کب آئے گا؟ ہم ان سے تمہارے بیان کی تصدیق کریں گے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ تمہارا قافلہ طلوع آفتاب کے قریب یہاں پر آجائے گا۔ ان کے آگے آگے ایک سرخ رنگ کا اونٹ ہوگا۔ دوسرے دن قریش کے افراد گھاٹی کے پاس پہنچ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ابھی آفتاب طلوع ہونے ہی والا ہے۔ ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ آفتاب طلوع ہوا اور ایک قافلہ آتے ہوئے دکھائی دیا۔ آگے آگے سرخ رنگ کا اونٹ تھا۔

قریش کے افراد نے ان کے سامنے رسولؐ خدا کا بیان پیش کیا تو انہوں نے کہا کہ واقعی یہ سچ ہے فلاں مقام پر ہمارا اونٹ گم ہو گیا تھا جب ہم اس کو ڈھونڈنے کے لئے گئے تو واپسی پر ہمارا سارا پانی انڈیلا جا چکا تھا۔ یہ بیان سننے کے بعد بھی قریش کی سرکشی میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔

فوائد:

معراج کے بارے میں کچھ بحث ذکر کرتے ہیں۔

معراج کے لغوی معنی

لغت کے اعتبار سے معراج مادہ عروج سے ہے اور اس کا مصدر عروج ہے جس کا لغوی معنی ہے سیڑھی کے ذریعے اوپر چڑھنا۔

اصطلاحی:

اسلامی مم حضرت رسولؐ خدا کا وہ سفر جو حضرت ام ہانی بنت ابوطالب علیہ السلام کے گھر سے شروع ہوا اور وہاں سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمانوں کی بلندیوں میں سدرہ المنتہیٰ تک اور وہاں سے واپس دوبارہ بستر تک کے سفر کو معراج کہتے ہیں دونوں کے درمیان مناسبت واضح و روشن ہے کیونکہ اس سفر میں چونکہ رسول خدا بذریعہ براق آسمان کی بلندیوں کی طرف گئے تھے لہٰذا اس وجہ سے اسے معراج کہتے ہیں کیونکہ دونوں کے درمیان مناسبت پائی جاتی ہے۔

معراج رسولؐ خدا:

معراج رسولؐ خدا کو کتنی مرتبہ ہوئی۔ اس میں اختلاف ہے۔ چند روایات ایسی ہیں جو بیان کرتی ہیں کہ آپؐ کو دو مرتبہ معراج ہوئی۔ جیسا کہ اصول کافی میں روایت جو ابوبصیر سے نقل ہوئی ہے انہوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اے فرزند رسول آپ بتائیں کہ رسول خدا کو کتنی مرتبہ معراج ہوئی؟ تو آپؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا دو بار۔ ایسے ہی تفسیر صافی میں بھی یہ روایت ہے۔ بعض روایات میں اس سے زیادہ کی بھی تعداد ذکر ہوئی ہے جیسا کہ الخصال میں روایت ہے کہ جس میں ذکر ہوا ہے۔ رسول خدا کو ایک سو بیس (۱۲۰) مرتبہ معراج نصیب ہوئی۔ بعض نے اس کے علاوہ بھی تعداد ذکر ہوئی ہے۔

لیکن حداقل دو مرتبہ کی روایات زیادہ ہے۔ بعض اس کے قائل ہوئے کہ رسول خدا نے دو سفر کئے۔ ایک سفر مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک جو زمینی سفر ہے جو سورہ بنی اسرائیل میں ذکر ہوا ہے اور دوسرا وہ سفر ہے جو مسجد الحرام سے سدرۃ المنتہیٰ کا سفر ہے جو سورہ النجم میں ذکر ہوا ہے۔ بہرحال ایک دفعہ کی معراج ضروریات دین میں سے ہے اس کا انکار ممکن نہیں ہے۔

کیا معراج کا سفر ممکن ہے یا نہیں:

علماء اسلام کے درمیان اختلاف ہے آیا یہ ممکن ہے یا نہیں بعض اس کے محال ہونے کے قائل ہوئے اور ان کی دلیل ہے کہ ایک مادی و کثیف جسم اس فضا خلائی کو عبور نہیں کر سکتا۔ لہٰذا یہ محال ہے اور لیکن قول حق یہ ہے کہ یہ محال نہیں بلکہ ممکن ہے بلکہ واقع ہوئی ہے اور ایک مسلمان کے لئے اس کا انکار کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ قرآن نے بیان کیا ہے جس کا ایک مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔

معراج روحانی ہے یا جسمانی:

اس میں بھی اختلاف ہے بعض علماء اس کے قائل ہوئے ہیں کہ یہ ہم مانتے ہیں کہ معراج نبیؐ کو حاصل ہوئی لیکن یہ معراج جسمانی نہیں تھی بلکہ یہ روحانی تھی جو رسول خدا نے خواب میں یہ سارا سفر کیا تھا۔ اس نظریے کے قائل لوگوں کی دلیل یہ ہے۔

اولاً: تو جسم اپنے مادہ کے ساتھ خلاء کو عبور نہیں کر سکتا دوسری طرف سے قرآن نے بھی کہا ہے کہ ہوئی ہے لہٰذا اس میں جمع یوں ہی کیا جا سکتا ہے کہ ہم قائل حق جائیں کہ یہ معراج سفر روحانی ہے۔

ثانیاً: حضرت ام المومنین عائشہ بنت ابی بکر یہ بیان کرتیں ہیں کہ آپ کو جسمانی معراج نہیں بلکہ روحانی ہوئی ہے کیونکہ اس رات رسول خدا کا سر اقدس میرے بستر پر میرے بازو پر تھا اور آپ بستر سے الگ نہیں ہوئے اس روایت کو تفسیر کشاف والے نے بھی نقل کیا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ معراج روحانی تھی جسمانی نہیں تھی۔

اس نظریہ کا رد:

اس نظریہ کے رد میں علماء نے یوں فرمایا معراج جسمانی ہے روحانی نہیں۔

اولاً۔ رسولؐ خدا کو خدا نے جو چیزیں خواب میں دکھائی ہیں وہ بھی قرآن میں موجود ہیں جیسا کہ سورہ انفال میں ارشاد فرمایا:

''اِذْ یُرِیْکَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا'' (انفال۔۴۳)

ہم نے خواب میں آپ کو ان کی تعداد کم دکھائی اور اگر ہم ان کی تعداد کو زیادہ دکھا دیتے۔۔۔۔۔

تو اس آیت میں خواب کا تذکرہ ہے۔ یا دوسری سورہ فتح میں آیت نمبر ۲۷ ہے جس میں خدا ارشاد فرماتا ہے:

''لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ۙ''

تحقیق: اللہ نے اپنے رسول کی خواب کو حق کے ساتھ سچا کر دیا۔

اس میں خواب کا ذکر ہے پس اگر معراج بھی روحانی اور خواب کا منظر ہوتا تو خدا اس کو بھی خواب کی تعبیر کے ساتھ ذکر کرتا۔ لیکن خدا کا اس کو خواب کی تعبیر کے ساتھ ذکر نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روحانی سفر نہیں بلکہ جسمانی سفر ہے۔

ثانیاً: خود قرآن کی تعبیر اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ ہے۔ عبد کا لفظ خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عبد روح کو نہیں کہا جاتا بلکہ جسم اور روح دونوں کے مجموعہ کو عبد کہا جاتا ہے۔ اگر خدا کا مقصود روح ہوتا تو پھر یوں تعبیر کرتا۔ ''اسری بروح عبدہ''۔

ثالثاً: معراج کے سفر کو خدا نے اپنے رسول کے لئے مقام فخر میں ذکر کیا ہے اور خواب قابل فخر نہیں ہوتا کیونکہ خواب تو دوسرے بھی دیکھ سکتے ہیں۔ لہٰذا اس کو مقام فخر پر ذکر کرنا اس کی دلیل ہے کہ یہ روحانی نہیں بلکہ جسمانی ہے اور بیداری کی حالت

میں واقع ہوا ہے۔

رابعاً: معراج سے واپس آنے کے بعد آپ نے اس کے بارے میں سب سے پہلے جناب ام ہانی سے اس کا تذکرہ کیا تو ام ہانی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اپنے اس سفر کے بارے میں کسی سے تذکرہ نہ کرنا ورنہ لوگ آپ کا مذاق اڑائیں گے۔ یا آپ کی تکذیب کریں گے خود یہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سفر روحانی نہیں تھا کیونکہ خواب قابل تصدیق وتکذیب نہیں ہوتا۔

خاصاً: خدا نے معراج کو ایک باعظمت چیز بیان کیا ہے اور اس پر پہلے اپنی تعریف کی ہے یوں فرمایا ''سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ'' یہ تعبیر روحانی سفر سے سازگار نہیں ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ سفر جسمانی اور حالت بیداری میں ہوا تھا۔

دوسرے نکتہ کا رد: یہ روایت تاریخی اور تفسیری دونوں اعتبار سے قابل اعتبار نہیں ہے۔

اولاً: معراج کا سفر رسول خداؐ کے مبعوث بر رسالت ہونے کے دوسرے سال میں ۲۷ رجب کو مکہ میں رونما ہوا بی بی عائشہ کی شادی رسول خدا سے مدینہ میں ہجرت کے بعد ہوئی جبکہ سورہ الاسریٰ اور سورہ نجم دونوں مکہ میں نازل ہوئیں۔ لہٰذا بی بی کی یہ روایت قابل قبول نہیں ہے اور اگر فرض کریں بی بی نے مکہ والی روایت کو بیان کیا ہے تو اس وقت اولاً تو شاید بی بی نہ ہو اور اگر ہو بھی تو انتہائی کم سن ہوگی۔ اس کی روایت کو پھر قبول نہیں کیا جا سکتا اور اس روایت کا دوسرا راوی معاویہ بن سفیان ہے وہ بھی معراج کے وقت ویسے ہی کافر تھا اس کی روایت کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

تیسرا نقطہ: مان جاتے ہیں کہ رسول خدا نہیں جا سکتے ہیں لیکن خدا فرماتا ہے کہ میں لے گیا۔ رسول کی قدرت نہیں لیکن خدا کی قدرت میں یہ ہے جو خلاؤں کو خلق کر سکتا ہے وہ اپنے رسول کے جسم کو ان سے عبور کروا کر اوپر لے جا سکتا ہے پس ثابت ہو گیا کہ روحانی معراج والا احتمال باطل ہے پس جسمانی معراج جو بیداری کی حالت میں واقع ہوئی وہ ثابت ہے۔ اس کے روایات میں جو تواتر کی حد تک ہیں۔

آغاز سفر معراج:

اس میں بھی دو قول ہیں۔ قول اول یہ ہے کہ معراج والی رات حضرت رسولؐ خدا حضرت علیؑ کی ہمشیرہ ام ہانی کے گھر سوئے ہوئے تھے اور وہاں سے سفر معراج شروع ہوا اور اس پر بہت زیادہ روایات دلالت کرتی ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ سفر معراج کا آغاز مسجد الحرام سے ہوا جیسا کہ ظاہر قرآن اس کو بیان کرتا ہے۔ اس اختلاف کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

اولاً معراج دو مرتبہ ہوئی۔ ممکن ہے کہ ایک مرتبہ ام ہانی کے گھر سے ہوئی ہو اور دوسری مسجد الحرام سے ہوئی ہو۔

ثانیاً: یہ بھی ہو سکتا ہے خدا نے پورے حرم کو مسجد قرار دیا ہے چونکہ ام ہانی کا گھر حرم میں تھا اس وجہ سے اسے بھی مسجد

سے تعبیر کیا ہو۔

براق کیا تھا: جنتی جانوروں میں سے ایک جانور ہے جو نورانی جانور ہے جو خچر سے چھوٹا ہے اور گدھے سے قد میں بڑا ہے اس کے کان ہر وقت متحرک رہتے تھے اس کی آنکھیں بہت تیز تھیں۔ جب اونچائی کی طرف جاتا تو آگے والے قدم چھوٹے اور پیچھے والے قدم بڑے ہو جاتے تھے اور جب وہ اترائی میں آتا تو پھر اس کے آگے والے قدم بڑے اور پیچھے والے قدم چھوٹے ہو جاتے تھے اس کے دو پر تھے اور وہ انتہائی خوبصورت جانور تھا اور اگر خدا اس کو اجازت دیتا تو دنیا و آخرت کو ایک جست میں عبور کر جاتا۔

رسول خدا سے کلام کیا تو:

کشف الغمہ میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ شب معراج آپؐ کے پروردگار نے آپ سے کس لہجہ میں بات کی تو فرمایا کہ مجھ سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لہجہ میں خطاب فرمایا تھا اور اسی وقت میرے دل میں یہ بات آئی میں نے عرض کیا اے خدایا: یہ تو مجھ سے بات کر رہا ہے یا علی ہے؟ ارشاد ہوا اے میرے حبیب میں ایک شیء ہوں لیکن میری جیسی کوئی شیء نہیں ہے۔ میرا قیاس انسانوں سے یا کسی اور چیز سے نہیں کیا جا سکتا نہ میری تعریف کسی چیز سے کی جا سکتی ہے میں نے آپ کو اپنے نور سے خلق کیا ہے اور علیؑ کو آپؐ کے نور سے خلق کیا ہے میں تیرے دل کے رازوں کو جانتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ آپ کے دل میں علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے زیادہ کسی کی محبت نہیں ہے لہٰذا میں نے علی کے لہجہ میں گفتگو کی ہے تا کہ آپ کا دل مطمئن ہو جائے۔ اسی روایت کو تفسیر الصافی میں علامہ فیض الکاشانی نے بھی ذکر کیا ہے کہ لہجہ علی میں گفتگو ہوئی۔ ص 176 ج 3۔

اور اس کے مفہوم کی روایت میزان کی جلد 13 میں بھی ذکر ہوئی ہے۔

سوال: کیا معراج میں رسول خدا کے ساتھ کیا علی علیہ السلام بھی موجود تھے؟

اس کے بارے میں مشہور خطباء سے یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام بھی معراج میں پردے کی دوسری طرف تھے لیکن اس کے بارے میں کسی تفسیر میں کسی معصوم امام سے یہ چیز نقل نہیں ہوئی۔ بس اتنا ضرور ملا ہے کہ اس رات قاب قوسین کے پردہ کی دوسری طرف سے لہجہ علی میں بات ہوئی تھی لیکن گذشتہ روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علی کے لہجہ میں بات تھی لیکن خود علی علیہ السلام نہیں تھے۔

باقی خدا قادر و مطلق ہے وہ جس سے آواز پیدا کر دے کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام سے درخت کے تنے سے آواز پیدا کی۔ لہٰذا وہ جس سے جس کے لہجہ میں بات کو ایجاد کر دے۔ اس کے خلاف حق یہ ہے کہ معراج فقط کائنات میں رسول خدا کا خاصہ ہے۔ آپ کے علاوہ کائنات میں کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا جو رسول خدا کو خدا نے شرف عطا فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس ایسی روایات بھی ہیں جس میں رسولؐ خدا کی حدیث ہے جس میں رسول خدا سے نقل ہے کہ زمین حجت خدا سے کبھی خالی

نہیں ہو سکتی ورنہ زمین اپنے تمام اہل کو ہڑپ کر جائے۔

جیسا کہ اصول کافی جلد اول کتاب حجت اور اسی میں ایک باب ہے جس کا عنوان ہی یہ ہے کہ" ان الارض لا تخلو من حجۃ"

اس میں تیرہ (۱۳) عدد احادیث معصومین ذکر ہوئی ہیں جن میں یہ ہی ذکر ہوا ہے کہ زمین بغیر حجت خدا کے نہیں رہ سکتی ورنہ وہ اپنے تمام اہل کو نگل جائے تو زمین باقی اور اس کے اہل باقی ہیں تو فقط اس وجہ سے کہ زمین پر ہر وقت حجت خدا موجود رہی ہے اور رہے گی۔

تو جب معراج ہوئی تھی اس وقت فقط دو حجت خدا تھیں ایک حضرت رسول خدا تھے اور دوسرے علی علیہ السلام تھے تو رسول خدا معراج پر گئے تو ضروری ہے کہ کوئی زمین پر رہے اور اس عالم کے بقاء کی دلیل بن کر رہے اور صرف علی علیہ السلام تھے جس نے رسول کے بعد رسول کا جانشین بن کر کائنات کے وجود کو محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ اگر علی بھی معراج پر چلے جائیں تو زمین کا حجت خدا سے خالی ہونا لازم آئے گا۔ اور پھر وہ تیرہ عدد احادیث کہ جن میں بیان ہوا ہے کہ بغیر حجت خدا زمین باقی نہیں رہے گی تو اس کا غلط ہونا لازم آئے گا جب کہ یہ روایات مسلما تمام علماء اور ائمہ نے ذکر کی ہیں۔

اور دوسری طرف سے حضرت علی علیہ السلام نے بھی کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں معراج پر تھا اور پھر معراج کا تذکرہ میں تقریباً تفسیروں میں یہ روایت درج ہے کہ خدا نے رسول خدا سے سوال کیا اے محمد زمین پر اپنا جانشین کس کو بنایا ہے تو آپ نے فرمایا زمین میں میرا جانشین علی علیہ السلام ہے۔

اور اس کے علاوہ ابن عباس سے ایک روایت ہے جو رسول خدا سے نقل ہوئی ہے آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے بھی پانچ چیزیں عطاء کی ہیں اور علی کو بھی پانچ چیزیں عطاء کی ہیں اور ان کو بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا مجھے معراج عطاء کی اور علی کو کشف الغطاء عطا کیا گیا۔ علی کے لئے زمین سے لیکر سدرۃ المنتہیٰ تک کے تمام پردے ہٹا دیے اور تمام آسمانوں کے دروازے کھول دیے جو کچھ میں نے وہاں جا کر دیکھا وہ علی علیہ السلام نے زمین پر رہ کر دیکھا اس حدیث کو نور الثقلین نے بھی نقل کیا ہے۔

ایسے ہی ایک حدیث امالی شیخ طوسی میں حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل ہوئی ہے جس میں حضرت رسول خدا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزیں مجھے اور پانچ چیزیں علی کو عطا فرمائیں ہیں۔

۱۔ اللہ نے مجھے جوامع الکلم عطاء فرمایا اور علی کو جوامع العلم عطاء فرمایا۔

۲۔ مجھے اللہ نے نبوت عطاء فرمائی اور علی کو میرا وصی قرار دیا۔

۳۔ مجھے کوثر عطاء فرمائی اور علی کو السلسبیل عطاء فرمائی۔

۴۔ اللہ نے مجھے وحی سے نوازا اور علی کو خدا نے الہام سے نوازا۔

۵۔ اللہ نے مجھے معراج کی سیر عطاء کی اور علی کے لئے تمام آسمانوں نے دروازے کھول دئے اور تمام پردے ہٹادئے حتیٰ کہ میں علی کو دیکھ رہا تھا اور علی میری طرف دیکھ رہے تھے۔

پھر رسول خدا نے گریا کیا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ روئے کیوں ہیں میری ماں و باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔

آپ نے جواب دیا اے ابن عباس: خدا نے مجھے حکم دیا کہ اے محمد آپ نیچے زمین کی طرف دیکھیں میں نے زمین کی طرف دیکھا تو میرے لئے تمام پردے ہٹادئے گئے اور آسمانوں کے تمام دروازے کھلے ہوئے تھے میں نے علی کی طرف دیکھا تو اس وقت علی کی حالت یہ تھی وہ سر اٹھائے ہوئے میری طرف دیکھ رہے تھے میں نے علی سے باتیں کی اور علی نے مجھ سے باتیں کی۔ اور پھر خدا نے بھی میرے ساتھ باتیں کی۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے آپ سے کون سی باتیں کیں؟ آپ نے جواب دیا کہ اس وقت خدا نے مجھ سے فرمایا اے رسول میں نے علیؑ کو آپ کو وصی قرار دیا ہے اور آپ کے بعد اس کو آپ کا خلیفہ قرار دیا ہے آپ اس کو ابھی اطلاع دیں۔ وہ آپ کی باتیں سن رہا ہے تو میں نے خدا کے سامنے علی کو اس کے بارے میں خبر دی تو علی نے کہا میں نے قبول کیا اور میں نے اس میں اطاعت کی۔ اس وقت اللہ نے تمام ملائکہ کو حکم دیا کہ تم سب علی کو سلام کرو۔ اور علی نے تمام کو سلام کا جواب دیا اور میں نے ملائکہ کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہیں اور جس فرشتے کے قریب سے بھی میں گذرا اس نے مجھے بھی مبارک دی اور سب نے کہا اے رسول خدا خدا نے آپ کو برحق نبی قرار دیا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق معبوث فرمایا اللہ نے علی کو آپ کا خلیفہ قرار دے کر ہم سب فرشتوں کو خوش کر دیا ہے۔

رسول خدا فرماتے ہیں کہ میں نے ان فرشتوں کو دیکھا جو عرش خدا کو اٹھائے ہوئے تھے وہ بھی اپنے سروں کو زمین کی طرف جھکائے ہوئے تھے میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ سر کو جھکائے ہوئے ہیں تو اس نے جواب دیا یا رسول اللہ یہ سب زمین پر علی کے چہرے کی طرف دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں کیونکہ ان فرشتوں کو اب اجازت ملی ہے کہ وہ علی کی خلافت پر علی کو مبارک باد دیں۔ اور میں جب زمین پر آیا اور میں نے علی کو بلایا کہ میں اس کو اس کے بارے میں خبر دوں تو آپ نے مجھے سب کچھ کے بارے میں خبر دے دی تو مجھے معلوم ہوا کہ جس جس مقام پر میں قدم سے چل کر گیا ہوں خدا نے وہ وہ مقام علی کے لئے کھول دیا تھا وہ یہاں سے وہاں دیکھ رہا تھا۔ (امالی شیخ طوسی ص 105)

یہ حدیث بھی بیان کرتی ہے کہ معراج کی رات سب کچھ علی نے دیکھا لیکن زمین پر رہ کر دیکھا آسمانوں پر نہیں گئے۔:۔

شاید پھر جو خدا نے فرمایا کہ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ وہ شاہد وہ علی و محمد کے درمیان ہو کہ گویا رسول خدا علی کو زمین پر اتنا قریب دیکھ رہے تھے کہ جیسے دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا ہو۔

مسجد اقصیٰ سے کیا مراد ہے؟

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس مسجد سے مراد وہ مسجد ہے جو آج بیت المقدس ہے جو اب اسرائیلوں کے قبضہ میں ہے اور اس کو مسجد اقصیٰ کیوں کیا گیا؟

تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اقصیٰ لغت میں اسم تفضیل ہے جس کا معنی ہے بہت دور چونکہ اس دور میں اس مسجد کو مسجد الحرام سے بہت دور سمجھا جاتا تھا اس وجہ سے اس کو اقصیٰ کا نام دیا ہے ورنہ اصل میں بیت المقدس ہی اس کا نام ہے۔

لیکن اس کے خلاف ایک دوسرا قول ہے کہ اس مسجد اقصیٰ سے مراد وہ مسجد ہے جو آسمان کی بلندیوں پر ہے کہ جس کو بیت المعمور کا نام دیا گیا اور یا اس سے بالا کوئی جگہ کہ جہاں کسی نے سجدہ کیا ہو، اور اس پر شاہد وہ روایت ہے جس کو تفسیر نور الثقلین نے نقل کیا ہے کہ جس میں راوی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپ ایک دن مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے اور آپ نے ایک مرتبہ کعبہ کی طرف دیکھا اور پھر آسمان کی طرف دیکھا اور اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ

اور آپ نے اس عمل کو تین مرتبہ دہرایا پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے اسماعیل اہل عراق اس آیت کے متعلق کیا کہتے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد بیت المقدس ہے جس کی طرف سیر کرائی گئی۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ خدا نے اپنے رسول کو یہاں (کعبہ) سے وہاں تک سیر کرائی یہ کہہ کر آپ نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا اور ان دونوں کے درمیان سارا حرم ہی حرم ہے۔

اس کے علاوہ ایک روایت جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے جس میں آپ سے سوال کیا گیا کہ افضل ترین مساجد کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا اول مسجد الحرام اور اس کے بعد مسجد النبوی افضل ترین مسجد ہے سائل نے سوال کیا کا مسجد اقصیٰ اس میں شامل نہیں ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ مسجد آسمان پر ہے اور رسول خدا کو اس تک معراج کی رات سیر کروائی گئی تھی۔

راوی نے عرض کیا لوگ تو اس سے مراد بیت المقدس لیتے ہیں آپؑ نے فرمایا ایسا نہیں اس بیت المقدس سے مسجد کوفہ افضل ہے (تفسیر نور الثقلین)

تو یہ روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ معراج والی مسجد اقصیٰ آسمان پر ہے۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت ۲ تا ۱۲

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ
دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝
وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ
وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا
لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ
رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ
اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۡ وَاِنْ اَسَاْتُمْ
فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ
كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ
يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝ اِنَّ
هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ
الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاۗءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ
الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ
وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ

السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝

ترجمہ

اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عنایت کی اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنا دیا کہ خبردار میرے علاوہ کسی کو اپنا کارساز نہ بنانا (۲) یہ بنی اسرائیل ان کی اولاد ہیں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں اٹھایا تھا جو ہمارے شکر گزار بندے تھے (۳) اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ اطلاع بھی دے دی تھی کہ تم زمین میں دو مرتبہ فساد کرو گے اور خوب بلندی حاصل کرو گے (۴) اس کے بعد جب پہلے وعدہ کا وقت آ گیا تو ہم نے تمہارے اوپر اپنے ان بندوں کو مسلط کر دیا جو بہت سخت قسم کے جنگجو تھے اور انہوں نے تمہارے دیار میں چن چن کر تمہیں مارا اور یہ ہمارا ہونے والا وعدہ تھا (۵) اس کے بعد ہم نے تمہیں دوبارہ ان پر غلبہ دیا اور اموال و اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہیں بڑے گروہ والا بنا دیا (۶) اب تم نیک عمل کرو گے تو اپنے لئے اور برا کرو گے تو اپنے لئے کرو گے۔ اس کے بعد جب دوسرے وعدہ کا وقت آ گیا تو ہم نے دوسری قوم کو مسلط کر دیا تا کہ تمہاری شکلیں بگاڑ دیں اور مسجد میں اس طرح داخل ہوں جس طرح پہلے داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر بھی قابو پا لیں اسے با قاعدہ تباہ و برباد کر دیں (۷) امید ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کر دے لیکن اگر تم نے دوبارہ فساد کیا تو ہم پھر سزا دیں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے ایک قید خانہ بنا دیا ہے (۸) بیشک یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ان صاحبانِ ایمان کو بشارت دیتا ہے جو نیک اعمال بجالاتے ہیں کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے (۹) اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ان کے لئے ہم نے ایک دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے (۱۰) اور انسان کبھی کبھی اپنے حق میں بھلائی کی طرح برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے کہ انسان بہت جلد باز واقع ہوا ہے (۱۱) اور ہم نے رات اور دن کو اپنی نشانی قرار دیا ہے پھر ہم رات کی نشانی کو مٹا دیتے ہیں اور دن کی نشانی کو روشن کر دیتے ہیں تا کہ تم اپنے پروردگار کے فضل

وانعام کو طلب کر سکو اور سال اور حساب کے اعداد معلوم کر سکو اور ہم نے ہر شے کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے (۱۲)

تفسیر

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۚ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝

یہ لوگ نوح اور ان لوگوں کی اولاد ہیں جن کو ہم نے نوح ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا اور تحقیق نوح ہمارے شکر گزار بندے تھے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا اور انہوں نے احمد بن نضر سے اور اس نے عمرو بن شمر سے اور اس نے حضرت جابر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام کی عادت تھی کہ ہر صبح و شام یوں کہا کرتے تھے۔ اشهدانه مامسنی بی من انعمة فی دین اودنیافانها من الله وحده لاشریك له له الحمد علی بها والشکر کثیرا میں گواہی دیتا ہوں کہ دین و دنیا کی جو نعمت بھی مجھے ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے جو وحدہ لاشریک ہے اور تمام حمد اس کیلئے ہے اور میں اس پر اس کا بہت زیادہ شکر ادا کرتا ہوں۔

پس اسی وجہ سے خدا نے نوح کو اپنا شکر گزار بندہ قرار دیا اور یہ ہی اس کا شکر تھا۔

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ

اور ہم بنی اسرائیل کو اپنی کتاب میں اطلاع دے دی تھی۔

اس آیت کے شروع میں خطاب بنی اسرائیل کو ہے لیکن پھر ان سے خطاب کو ہٹا کر امت محمد یہ کی طرف خطاب کا رخ موڑ لیا ہے اور ان کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ کہ یعنی اے فلاں فلاں اور ان کے ساتھی یہ دونوں زمین میں فساد برپا کریں گے اور ان کا فساد ان کی بیعت توڑنا ہے۔

وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ یعنی یہ زمین میں اس خلافت کا دعویٰ کریں گے جس کے یہ حقدار نہیں ہوں گے۔

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا۔ یعنی جب ان کے پاس ہمارا پہلا وعدہ آئے گا یعنی جنگ جمل میں تو ہم ان پر اپنے ان بندوں کو مسلط کریں گے جو بہت سخت جنگجو ہوں گے یعنی ان پر امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کے اصحاب کو تم پر مسلط کریں تمہیں چن چن کر قتل کریں گے۔

وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝

اور یہ جمل والا وعدہ بھی پورا ہو کر رہے گا۔

رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ اور پھر تم پر دوسرا دور بھی آئے گا کہ بنی امیہ آل محمد پر دوبارہ تسلط حاصل کریں گے اور تم حسین اور اس کی اولاد کو قتل کرو گے اور ان کی مستورات کو اسیر بناؤ گے۔ اس پر اگر تم نے نیکی کی تو وہ بھی اپنے لئے اور برائی کی تو وہ بھی اپنے لئے۔

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ اور پھر جب ہمارا دوسرا وعدہ آئے گا یعنی امام خاتم علیہ السلام اور ان کے اصحاب کا دور آئے گا تو اس وقت تمہارے چہرے سیاہ ہو جائیں گے اور وہی لوگ اس طرح مساجد کو آباد کریں گے جس طرح پہلے رسول خدا اور ان کے حقیقی اصحاب اور امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کے اصحاب نے آباد کیا تھا۔

اور وہ تم پر غلبہ حاصل کریں گے اور تم کو قتل کریں گے اور حضرت امام القائم اور ان کے اصحاب کیلئے فرمایا کہ خدا تم پر رحم کرے گا اور دشمن کے خلاف تمہاری مدد کرے گا۔

وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا۔ یعنی اگر تم سے بنی امیہ کے سفیانی کا وعدہ کیا گیا ہے تو ہمارے ساتھ القائم کا وعدہ کیا گیا ہے اور ہم نے ان کافروں کیلئے دردناک عذاب آخرت میں تیار کر رکھا ہے جو ہمارے القائم کے مخالف ہوں گے اور ان کا انکار کریں گے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ..... تحقیق یہ قرآن اس قوم کی ہدایت کرتا ہے یعنی ان کیلئے واضح اور روشن ہے جو اس کے ساتھ قائم ہیں یہ مومنین کو بشارت دیتا ہے اس مومنین سے مراد آل محمد ہیں اور مومنین ہیں جن کو قرآن بشارت دیتا ہے یہ وہی افراد ہیں جو ہمیشہ نیک اعمال کرنے والے ہیں ان کیلئے ہی اجر عظیم ہے اور ان کے بعد مقابل میں امیہ کیلئے بیان کر دیا۔

وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ .....

تحقیق یہ بنی امیہ وہ جو کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کیلئے آخرت میں دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے۔

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ..... اور انسان اپنے لیے خیر کی دعا طلب کرتا ہے اور اپنے دشمن کیلئے شر کی دعا کرتا ہے اور یہ عذاب کو طلب کرنے میں جلدی کرتا ہے، اس لئے فرمایا کہ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ عذاب کو طلب کرنے میں جلد بازی کرتا ہے۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ .....

اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں قرار دیا ہے پس ہم رات کی نشانی کو محو کر دیتے ہیں تو دن کی نشانی

کو ظاہر کر رہتے ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بیان کی اور انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے عبداللہ بن سنان (ماسیار) اور انہوں نے معروف بن خربوذ سے اور انہوں نے الحکم بن المیثم سے اور انہوں نے امام علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپؑ نے فرمایا: وہ اوقات جو خدا نے لوگوں کیلئے مقدر فرمائے ہیں یہ اوقات ان چیزوں میں سے ہیں جن کی طرف یہ لوگ محتاج ہیں اس خلاء میں جو خدا نے آسمان وزمین کے درمیان قرار دیا ہے خدا نے اس خلاء میں سورج و چاند اور ستاروں کیلئے راستے معین فرمائے ہیں اور پھر ان سب کو آسمان میں قرار دیا ہے اور اس آسمان پر ایک فرشتہ معین کیا ہے اور اس فرشتے کے زیر کمان ستر ہزار فرشتوں کو قرار دیا ہے جو اس کو آسمان میں رواں رکھتے ہیں۔ پس سورج چاند ستارے اس کے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔ اور اپنی اپنی منازل میں داخل ہوتے ہیں تو یہ وہ منازل ہیں جو خدا نے ان کیلئے قرار دیں ہیں۔ تاکہ دن ورات ہو سکیں۔ اور بندوں کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور خدا چاہتا ہے کہ وہ ان کو اپنی کسی نشانی کے ذریعے عقاب دے تو وہ اس فرشتے کو جو ان پر معین ہیں اس کو حکم دیتا ہے کہ وہ اسی آسمان کو اپنی جگہ سے ہٹا دے جو اس سورج و چاند اور ستاروں کے راستے میں ہے پس وہ فرشتہ ان فرشتوں کو حکم دیتا ہے ان کے زیر کمان ہوتے ہیں جو کہ ستر ہزار میں کہ وہ اس سمندر کو ان سے ہٹا دے، پس اس سے اس کی گرمی ختم ہو جاتی ہے اور اس کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔

پس جب خدا چاہتا ہے کہ کسی نشانی کو معظم کرے تو وہ سورج کو اس سمندر میں ڈبو دیتا ہے جتنی دیر چاہتا سمندر میں ڈبو دیتا ہے تاکہ وہ اپنی مخلوق کو اس نشانی سے ذریعے ڈرائے۔ یہ اسوقت جب سورج کو شدید قسم کا گرہن لگتا ہے۔ ایسے ہی خدا چاند سے بھی کرتا ہے اور جب خدا چاہتا ہے کہ ان کو اس سمندر سے نکالے وران کو اپنے مقررہ راستہ پر جاری کرے تو پھر اس فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ سورج کو اپنے راستے پر دوبارہ رواں دواں کر دے پس جو فرشتہ اس آسمان پر موکل ہے وہ اس کو اپنے راستے پر جاری کر دیتا ہے۔ پس وہ اس کو پانی سے باہر نکال دیتا ہے اور یہ ہی گرہن ہے اور چاند بھی ایسے ہی ہوتا ہے۔ [1]

اس کے بعد امام علی بن حسین علیہ السلام نے فرمایا تحقیق ان دونوں سے نہ خائف اور نہ ہی کوئی دہشت زدہ ہوتا ہے سوائے ان کے۔

لیکن اس کے درمیان جمع ممکن ہے کہ کہا جائے کہ سورج اور چاند کے گرہن کے دو اسباب ہیں۔ جو نئی تحقیق سے ثابت ہوا

---

[1] اس روایت نے جو سورہ اور چاند کے رہن کا سبب ذکر کیا ہے اگر وہ اس کے مطابق میں ہے جس کو آج کی نئی تحقیق کے ثابت کیا ہے۔ کیونکہ سورج کا گرہن جیسا کہ تحقیق عصری سے جو ثابت ہوا ہے وہ یہ ہے کہ سورج اور زمین کے درمیان چاند حائل ہو جاتا ہے اس سے سورج زمین والوں کو کامل نظر نہیں آتا تو اس کو سورج گرہن کہتے ہیں۔ اور چاند گرہن میں سورج اور چاند کے درمیان زمین آجائے تو چاند گرہن ہو جاتا ہے تو پھر فضا میں پانی کہاں سے آیا اور پھر سورج کا ان میں ڈوبنا کیسا۔

ہے اور دوسرا وہ سبب ہے جس کو روایت بیان کر رہی ہے باقی رہا کہ فضا میں پانی کا ہونا یہ محال نہیں ہے جیسا کہ خود قرآن کی آیت اس کو بیان کر رہی ہے وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ اس کے علاوہ بھی اس کی توجیہ ہو سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ زمین ۴/۳ حصہ پانی ہے یا اس سے بھی زیادہ پانی ہے۔

لوگوں کے جو ہمارے شیعہ ہیں پس جب تم اس خوف زدہ ہو جاؤ۔ تو جب زمین سورج و چاند کو درمیان حائل ہوتی ہے تو پانی کا سایہ چاند پر پڑتا ہے تو گویا اس طرح نظر آتا ہے کہ چاند واقعاً پانی میں ہے اور جب ہم فرض کریں کہ سورج ایک طرف سے اور چاند دوسری طرف ہے اور درمیان میں زمین ہے اور اس کا وہ حصہ ہے جس میں پانی ہے اور اسکی سطح ابھری ہوئی ہو زمین کی اس ابھاری وجہ سے سورج کی شعاعیں چاند تک پہنچنے میں مانع ہوں کیونکہ وہ دونوں کے درمیان حائل ہے اور اس کی گرمی کا سایہ اس پر پڑتا ہو اس سے چاند کو گرہن ہوتا ہو۔ خواہ کامل یا ناقص ہو، اس وجہ سے پانی درمیان میں حائل ہے لہٰذا ایسے معلوم ہوتا ہے ہو کہ چاند پانی میں ڈوب چکا ہے اس کو کہا جائے کہ خواہ مجازاً کیوں نہ ہو کہ چاند پانی میں ڈوب گیا ہے ایسے ہی سورج گرہن میں بھی کہا جا سکتا ہے کہ سورج اور زمین کے درمیاں خود سیارہ حائل نہ ہو بلکہ پانی کا وہ حصہ حائل ہو جائے جو اس پر موجود تھا، خواہ وہ زمان سابق میں ہی تھا کیونکہ پانی کا ہونا محال نہیں ہے۔

جیسا کہ بعض محققین نے بیان کیا ہے اور اس کی تائید و مطلب ہے کرتا ہے جس کو کتاب ''ماء'' میں ذکر کیا گیا ہے کہ جو فارسی زبان میں علامہ محقق سید برگزوار امام جمعہ جزائری نے تحریری ہے۔ اور اسکا خلاصہ ہے۔

آخری تصاویر جو امریکی سٹلائٹ کے ذریعے چاند کی لی گئی ہیں ان میں واضح نظر آتا ہے کہ چاند پر ایسی لہریں نظر آتی ہیں جو زمین کی لہروں کی ساتھ کاملاً ہم شکل ہیں۔ اور یہ ہی وہ سبب ہے کہ بعض محققین نے یہ اعتقاد پیدا کر لیا ہے کہ چاند پر پہلے کافی مقدار میں پانی موجود تھا امریکی ماہر فلکیات پروفیسر پوری (H,C.Urdu) اس نے اپنی مجلہ الطبیعہ کہ جو ۲۰۱۴ میں تحریر ہوا تھا نقل کیا ہے۔ ابھی واضح دلیل ہے کہ چاند پر پانی وافر مقدار میں موجود تھا۔ اور اس کے بہنے کے واضح آثار موجودہ تصاویر میں نظر آتے ہیں، لیکن زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ سورج کی گرمی کی وجہ سے بخارات میں تبدیل ہو کر فضا میں اڑ گیا ہے چونکہ چاند میں قوت جاذبہ بہت کم ہے جس کی وجہ سے وہ بخارات کو دوبارہ اپنی طرف جذب نہیں کر سکتی، لہٰذا وہ بخارات فضاؤں میں منتشر ہو گئے ہیں۔

یہاں تک اس نے کہا کہ اس وقت بھی چاند پر پانی موجود ہے۔ جو چاند کے اندر برف کی صورت میں موجود ہے یہ اس تحقیق کا مفاد ہے جس میں کہا گیا ہے کہ چاند اجزا مائیہ سے مرکب ہے اور اس کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جس میں امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے: تحقیق اللہ نے چاند آگ کی روشنی اور پانی سے خلق کیا ہے اور یہ طبقا بعد از طبقا ہے یعنی یہ تہہ در تہہ ہیں۔ تو اس تحقیق نے بھی بیان کر دیا اور روایت نے بھی بیان کر دیا کہ اہل بیت کس طرح اس عصری علوم سے بھی واقف تھے۔ بلکہ رسوخ

رکھتے تھے۔ اور زمانہ کے گزرنے کے باوجود بھی نئی تحقیق بھی اس سے زیادہ نہیں بیان کرتی کہ جس کو اہل بیت نے کئی سال پہلے بیان کر دیا تھا۔

ہاں اسی روایت میں آپ نے فرمایا: ان دونوں کا باطن آسمان والوں کیلئے روشن ہے اور ان کا ظاہر زمین والوں کیلئے چمکتا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ سورج و چاند اپنے دونوں جانب سے ہمارے لیے نہیں چمکتا بلکہ ہماری طرف ان کا ایک رخ ہے اس کے بارے میں آج کے علماء متوجہ ہوئے ہیں جبکہ امام نے کئی سو سال پہلے اس کو بیان کر دیا ہے۔

جیسا کہ اصول کافی اور بحار الانوار میں امیر المومنین فرماتے ہیں کہ اگر سورج کامل زمین والوں کے روشنی دے تو پوری زمین اور جو کچھ اس پر ہے وہ سب جل کر راکھ ہو جائے۔

اس کے بعد امام علی بن حسین نے فرمایا تحقیق ان دونوں سے خائف نہیں اور نہ ہی کوئی دہشت زدہ ہے سوائے ان لوگوں کے جو ہمارے شیعہ ہیں پس جب تم اس سے خوف زدہ ہو جاؤ تو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف پلٹ آؤ۔ امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زمین کا میسر پانچ سو سال کا ہے ان میں سے چار سو سال کا مسافت ویران ہے اور سو سال کی مسافت ہے جو آباد ہے۔ تو دن میں سے سورج کا سیر ساٹھ فرسخ ضرب ساٹھ فرسخ ہے۔ اور چاند چالیس فرسخ ضرب چالیس فرسخ ہے۔ ان دونوں کا باطن آسمان والوں کیلئے روشن ہے اور ان دونوں کا ظاہر زمین والوں کیلئے روشن ہے اور سیارے ایسے ہی جیسے زمین پر بڑے بڑے پہاڑ ہیں۔ سورج کو اللہ نے چاند سے پہلے خلق کیا تھا۔ سلام بن المستنیر بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ سورج چاند سے زیادہ گرم ہے؟

آپ نے فرمایا: اللہ نے سورج کو آگ کے نور سے اور پانی صفو سے تہہ در تہہ خلق کیا ہے یہاں تک کہ سورج کے سات طبقات ہیں اور پھر اس پر آگ کا لباس چڑھایا ہے اس وجہ سے یہ چاند سے زیادہ گرم ہے۔

پھر میں نے عرض کیا چاند کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: چاند کو خدا نے آگ کی روشنی اور پانی کی تری سے خلق ہے اس کو بھی تہہ در تہہ قرار دیا اور اس کے بھی سات طبقات ہیں اور پھر اسکو پانی کا لباس دیا ہے اس وجہ سے یہ سورج سے ٹھنڈا ہے۔

آیت ۱۳ تا ۱۸

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ

حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾

ترجمہ

اور ہم نے ہر انسان کے نامہ اعمال کو اس کی گردن میں آویزاں کر دیا ہے اور روز قیامت اسے ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح پیش کر دیں گے (۱۳) کہ اب اپنی کتاب کو پڑھ لو آج تمہارے حساب کے لئے یہی کتاب کافی ہے (۱۴) جو شخص بھی ہدایت حاصل کرتا ہے وہ اپنے فائدہ کے لئے کرتا ہے اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے وہ بھی اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہے اور ہم تو اس وقت تک عذاب کرنے والے نہیں ہیں جب تک کہ کوئی رسول نہ بھیج دیں (۱۵) اور ہم نے جب بھی کسی قریہ کو ہلاک کرنا چاہا تو اس کے ثروت مندوں پر احکام نافذ کر دئے اور انہوں نے ان کی نافرمانی کی تو ہماری بات ثابت ہو گئی اور ہم نے اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا (۱۶) اور ہم نے نوح کے بعد بھی کتنی امتوں کو ہلاک کر دیا ہے اور تمہارا پروردگار بندوں کے گناہوں کا بہترین جاننے والا اور دیکھنے والا ہے (۱۷) جو شخص بھی دنیا کا طلب گار ہے ہم اس کے لئے جلد ہی جو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں پھر اس کے بعد اس کے لئے جہنم ہے جس میں وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ داخل ہوگا (۱۸)

تفسیر

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ

اور ہم نے ہر انسان کی گردن میں اس کے نامہ اعمال کو قرار دیا ہے۔

یعنی انسان جو کچھ انجام دیتا ہے خدا اس کو فرشتوں کے ذریعے تحریر کرواتا ہے اور جس کتاب پر وہ تحریر کرتے ہیں وہ کتاب جس کا نام نامہ اعمال رکھا گیا ہے وہ اس کی گردن میں ہی آویزاں کر دی گئی ہے اور قیامت کے دن اس کتاب کو جو ظاہر میں اس انسان میں پوشیدہ ہے وہ قیامت کے دن محشر میں ظاہر کر دی جائے گی اور اس کو اس کے سامنے کھولا جائے گا پھر اسی انسان کو حکم دیا جائے گا اے انسان اپنے نامہ اعمال کی کتاب کو پڑھو۔ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ یعنی اس کتاب کو پڑھ لو اور آج حساب لگانے کیلئے تو خود ہی کافی ہے۔

''ابوالجارود'' نے حضرت امام جعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے اس قول خدا کے ذیل میں ارشاد فرمایا: انسان کے اعمال خواہ نیک ہوں یا برے ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں خواہ وہ جہاں بھی چلا جائے اس سے جدا نہیں ہوں گے حتماً وہ اگر جدا کرنا بھی چاہے تب بھی جدا نہیں کر سکتا یہاں تک کے قیامت دن ایک کتاب کی صورت میں اس کے سامنے کر دی جائے گی۔

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا

اور جب ہم کسی بستی والوں کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہیں تو پھر ہم ان خوشحال (امیروں) کو حکم دیتے ہیں۔

یعنی اس بستی کے امیروں کو سرکشی اور جابر بنا دیتے ہیں اور وہ فاسق ہو جاتے ہیں۔

فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾

پس وہ نافرمانیاں شروع کر دیتے ہیں تب عذاب کا فیصلہ اس بستی کا مقدر بن جاتا ہے اور ہم اس کو برباد کر دیتے ہیں۔

(اس میں کسی بستی کی بربادی کا سبب امیروں کی نافرمانیاں قرار دیا گیا ہے حالانکہ غریب بھی اس میں نافرمان موجود ہوتے ہیں لیکن مجرم امیروں کو قرار دیا گیا ہے اس کی وجہ ہے کہ غریب ہمیشہ امیروں کے ہم نواہ اور ہم پیالہ ہوتے ہیں اس لیے ان کی طرف نسبت نہیں دی گی کیونکہ امیروں کے تابع ہوتے ہیں۔ مترجم)

آیت ۱۹ تا ۳۶

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ
قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ
سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ
مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ
مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ
اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا
كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝
وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ
اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝

ترجمہ

اور جو شخص آخرت کا چاہنے والا ہے اور اس کے لئے ویسی ہی سعی بھی کرتا ہے اور صاحبِ ایمان بھی ہے تو اس کی سعی یقیناً مقبول قرار دی جائے گی (۱۹) ہم آپ کے پروردگار کی عطا و بخشش سے اُن کی اور سب کی مدد کرتے ہیں اور آپ کے پروردگار کی عطا کسی پر بند نہیں ہے (۲۰) آپ دیکھئے کہ ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور پھر آخرت کے درجات اور وہاں کی فضیلتیں تو اور زیادہ بزرگ و برتر ہیں (۲۱) خبردار اپنے پروردگار کے ساتھ کوئی دوسرا خدا قرار نہ دینا کہ اس طرح قابلِ مذمت اور لاوارث بیٹھے رہ جاؤ گے اور کوئی خدا کام نہ آئے گا (۲۲) اور آپ کے پروردگار کا فیصلہ ہے کہ تم سب اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اگر تمہارے سامنے ان

دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو خبردار ان سے اُف بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان سے ہمیشہ شریفانہ گفتگو کرتے رہنا (۲۳) اور ان کے لئے خاکساری کے ساتھ اپنے کاندھوں کو جھکا دینا اور ان کے حق میں دعا کرتے رہنا کہ پروردگار اُن دونوں پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح کہ انہوں نے بچپنے میں مجھے پالا ہے (۲۴) تمہارا پروردگار تمہارے دلوں کے حالات سے خوب باخبر ہے اور اگر تم صالح اور نیک کردار ہو تو وہ توبہ کرنے والوں کے لئے بہت بخشنے والا بھی ہے (۲۵) اور دیکھو قرابتداروں کو اور مسکین کو اور مسافر غربت زدہ کو اس کا حق دے دو اور خبردار اسراف سے کام نہ لینا (۲۶) اسراف کرنے والے شیاطین کے بھائی بند ہیں اور شیطان تو اپنے پروردگار کا بہت بڑا انکار کرنے والا ہے (۲۷) اگر تم کو اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کے تم امیدوار ہو ان افراد سے کنارہ کش بھی ہونا پڑے تو ان سے نرم انداز سے گفتگو کرنا (۲۸) اور خبردار نہ اپنے ہاتھوں کو گردنوں سے بندھا ہوا قرار دو اور نہ بالکل پھیلا دو کہ آخر میں قابلِ ملامت اور خالی ہاتھ بیٹھے رہ جاؤ (۲۹) تمہارا پروردگار جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو وسیع یا تنگ بنا دیتا ہے وہ اپنے بندوں کے حالات کا خوب جاننے والا اور دیکھنے والا ہے (۳۰) اور خبردار اپنی اولاد کو فاقہ کے خوف سے قتل نہ کرنا کہ ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں بیشک ان کا قتل کر دینا بہت بڑا گناہ ہے (۳۱) اور دیکھو زنا کے قریب بھی نہ جانا کہ یہ بدکاری ہے اور بہت برا راستہ ہے (۳۲) اور کسی نفس کو جس کو خدا نے محترم بنایا ہے بغیر حق کے قتل بھی نہ کرنا کہ جو مظلوم قتل ہوتا ہے ہم اس کے ولی کو بدلہ کا اختیار دے دیتے ہیں لیکن اسے بھی چاہئے کہ قتل میں حد سے آگے نہ بڑھ جائے کہ اس کی بہر حال مدد کی جائے گی (۳۳) اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جانا مگر اس طرح جو بہترین طریقہ ہے یہاں تک کہ وہ توانا ہو جائے اور اپنے عہدوں کو پورا کرنا کہ عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا (۳۴) اور جب ناپو تو پورا ناپو اور جب تولو تو صحیح ترازو سے تولو کہ یہی بہتری اور بہترین انجام کا ذریعہ ہے (۳۵) اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے مت جانا کہ روزِ قیامت سماعت، بصارت اور قوتِ قلب سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا (۳۶)

تفسیر

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ.....

اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرے گا اور ایمان کے ساتھ اس کیلئے کوشش کرے گا تو اس کی کوشش ثمر آور ہوگی۔

اس سے قبل آیت میں دنیا والوں کے حال کو بیان کیا جو مال دنیا کا ارادہ رکھتا اور اس کے سامنے آخرت نہیں ہوتی اسے دنیا مل جاتی ہے لیکن آخرت میں اسکا کوئی اجر وثواب نہیں ہے وہ آخرت میں دوزخ کی آگ میں اس حالت میں ڈالا جائے گا وہ ناامیدی کی حالت میں ہوگا اور اس آیت میں دوسرا رخ بیان ہو رہا ہے کہ جو شخص آخرت کا ارادہ رکھتا ہوگا۔

یعنی واقعاً خدا کیلئے اعمال کو انجام دے گا اس کا مطمع نظر دنیا نہیں ہے اور وہ ایمان کے ساتھ اس کیلئے کام بھی کرنے کی کوشش بھی کرے تو اس کی یہ کوشش واقعاً ثمر آور ہوتی اور اس کا آخرت میں اجر وثواب بھی دے گا۔ دنیا میں تو خدا دونوں کو رزق دیتا ہے اور یہ اس کا رزق دینا یہ اس کی عطا ہے اور کبھی بھی بند نہیں ہونے والی۔ چونکہ رازق ہے وہ سب کو دینے والا ہے۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾

اے میرے نبی آپ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود مت قرار دینا (یعنی شرک نہ کرنا) ورنہ قیامت کے دن مذموم و بے یار و مددگار ہو جاؤ گے۔

ظاہر آیہ خطاب نبی کو ہے لیکن مراد اس سے لوگ ہیں یہ اسے ہی ہے کہ کہنا بیٹی کو اور سنانا بہو کو، اور اس آیت کے ذیل میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی یہ ہی فرمایا ہے۔

ورنہ نبی سے شرک ممکن ہی نہیں ہے ورنہ وہ نبی نہیں ہو سکے گا اور جو مشرک ہوگا اس کیلئے کوئی معبود قیامت کے دن کارآمد نہیں ہوگا وہ بے یار و مددگار ہوگا۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ.....

اور اللہ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے سامنے بوڑھے ہو جائیں پس ان کو اف نہ کہنا۔

یعنی علامہ فرماتے ہیں اگر خدا اف سے کم لفظ بھی چاہتا تو اس کو بھی منع قرار دیتا وَلَا تَنْهَرْهُمَا یعنی ان سے

[illegible] امت کرنا۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اف یعنی اسم فعل نہیں کہ جس کا معنی یہ ہے ان کو ناپسند کرنا، بلکہ اس سے مراد ان (الفاظ [illegible] ساتھ) ہے جس کے معنی ہے کے سامنے لفظ اف اف کہنا۔

قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ ان کے مودبانہ انداز میں بات کرو نرم اور احسن انداز میں بات کرو۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ.....

اور ان کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے نرمی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے کندھوں کو جھکا کر رکھو۔

یعنی ان پر جبر وظلم مت کرو۔ بلکہ ان کے حق میں یوں دعا کرو، اے اللہ ان دونوں پر اس طرح رحم فرما جیسے ان دونوں نے میرے بچپنے میں مجھ پر رحم فرمایا۔

او یاد رکھو تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے میں اس کو خوب جانتا ہوں اور اگر تم نیک کردار ہو تو خدا بھی ایسے لوگوں کیلئے بہت [illegible] والا ہے۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ.....

اور آپ اپنے قرابت داروں کو ان کا حق ادا کر دیں اور مساکین اور مسافروں کو۔

یعنی اس آیت میں رسول خدا کو حکم ہے تو قرابت دار بھی رسول کے ہی مراد ہیں یہ آیت حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے [illegible] نازل ہوئی ہے۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک کی جاگیر بی بی پاک کو دے دی۔ اور اس [illegible] کو بی بی کی ملکیت قرار دیا۔ اور یہ فدک خود سیدہ کا اور آپ کی اولاد میں سے جو مساکین اور مسافر ہیں ان کا حق ہے مسافر جو آل [illegible] سے اور اولاد فاطمۃ سے ہیں۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾

فضول خرچی نہ کرو۔

یعنی خدا کی اطاعت کے راہ کے علاوہ مال کو خرچ نہ کرو یہ فضول خرچی ہے کیونکہ فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے [illegible] ہیں۔ اس میں بھی خطاب ظاہراً نبی سے لیکن مراد امت ہے۔

اس کے بعد خدا پھر دوبارہ والدین کے حق میں خطاب کر رہا ہے۔

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ یعنی اگر تم لوگوں کو والد سے جدا بھی ہونا پڑے۔

یعنی والد کے ساتھ نہیں رہ سکتے ان سے الگ ہونا چاہتے ہو اور اس وجہ سے میری اپنی آل واولاد ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ ان کے ساتھ گزارا نہیں ہوسکتا یا تو خود مریض ہے ان کی خدمت نہیں کرسکتا۔ یا خود تو نادار و تنگ دست ہوگیا اب ان کا خرچ برداشت نہیں کرسکتا تو اس صورت میں ان سے اچھے انداز میں بات کرو یعنی جب انکی خدمت نہیں کرسکتا یا ان کے ساتھ نیکی نہیں کرسکتا (ان کو خرچ نہیں دے سکتا تو اس صورت میں ان کے بارے میں خدا کی رحمت کے طلب گار ہوجاؤ۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ

اور آپ اپنے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھ کر مت رکھو (یعنی کنجوسی مت کرو)

اور نا ہی اپنے ہاتھوں کو پھیلا دو، ورنہ ملامت زدہ اور حسرت سے بیٹھے رہو گے۔

شان نزول:

حضرت رسول خداؐ کی عادت تھی جو بھی آپ سے سوال کرتا آپ اس کو عطا کرتے آپ نے کبھی کسی سائل کو رد نہ فرمایا۔ ایک دن ایک سائل آپ کے پاس آیا اور اس نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔ اس وقت میرے پاس کوئی چیز نہیں جو میں تجھے عطا کروں۔ اگر آگئی تو انشاء اللہ تجھے دوں گا۔ پس اس نے عرض کی یارسول اللہ آپ مجھے اپنی پوشاک عطاء کردیں۔ چونکہ آپ کی عادت تھی کہ سائل کو وہ خالی نہیں لوٹاتے تھے تو آپ نے اس کے سوال پر اپنی پوشاک اتار کر اس کو عطاء کردی۔ تو جب آپ نے اپنی قمیض عطاء کردی تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور آپ کو کنجوسی کرنے اور اسراف کرنے سے بھی روکا گیا۔ تاکہ آپ محسور یعنی ننگے جسم کے ساتھ بیٹھے رہیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے محسور سے مراد ننگے جسم کے ساتھ ہونا ہے۔ یعنی بغیر قمیض ہوجانا۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ

خبردار اپنی اولاد کو فقر وفاقہ کی وجہ سے قتل مت کرو۔

عرب کے لوگوں کی عادت تھی وہ اپنے بچوں کو ہوتے ہی مار دیتے تھے کہیں وہ بھوک و پیاس کی وجہ سے نہ مرجائیں اور وہ برداشت کرنا مشکل ہوگا۔ تو اس سے خدا روک رہا ہے کہ فقر وفاقہ کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو کیونکہ جو خدا تمہیں رزق دے رہا ہے وہ ان کو بھی دے گا۔ لہٰذا فقر فاقہ کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى ...

خبردار زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کیونکہ یہ بدکاری ہے اور برا راستہ ہے۔ یہ محکم آیت ہے اس میں کوئی ابہام ہی نہیں ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر سے روایت فرمائی ہے آپ نے فرمایا اس آیت میں خدا نے زنا کے بارے

تین احکام بیان کیے ہیں۔

۱۔ یہ بدکاری ہے۔ اور کھلم کھلا بدکاری ہے۔

۲۔ یہ وہ فعل ہے جس سے خدا کو بہت زیادہ نفرت ہے۔

۳۔ یہ ایسا بدفعل ہے کہ جس کا انجام سوائے جہنم کے اور کوئی نہیں ہے۔ یعنی یہ تمام گناہان کبیرہ میں سے زیادہ بڑا ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ

اور جس نفس کو خدا نے محترم قرار دیا ہے اس کو ناحق قتل نہ کرو۔ کسی شخص کو بغیر جرم وخطاء کے قتل کرنا ناحق قتل ہے اور اگر کسی شخص کو قصاص میں قتل کیا جائے تو اس کو قتل حق کہتے ہیں اس آیت میں ناحق قتل سے روکا ہے اور اگر کوئی کسی کو ناحق قتل کردے گویا مظلوم قتل ہوا اب اس کے اولیا اور وارثوں کو حق حاصل ہے کہ وہ قاتل سے قصاص لے اور قصاص میں اس قتل کردے۔

فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ... پس وہ قتل کرنے میں اسراف نہ کرے۔

یعنی مقتول کے وارث کو حق حاصل ہے کہ اپنے مقتول کے قاتل کو قصاص کے طور پر قتل کرے لیکن اس میں اسراف نہ کرے۔ یعنی جس نے قتل کیا ہے فقط اس کو قتل کرے۔ اس کے ساتھ کسی اور کو قتل نہ کرے۔ یا قتل کے بدلے قتل ہے قتل کے بعد اس کا مثلہ نہ کرے۔

اور اگر دو آدمیوں نے مل کر قتل کیا ہے تو وہ ان میں سے جس کو چاہے قتل کردے لیکن زندہ رہنے والا قتل ہونے والے کو آدھی دیت دے گا دونوں کو وارث قتل نہیں کرسکتا ورنہ اسراف ہوجائے گا۔ لہٰذا اگر مقتول کے وارث اسراف نہ کریں تو پھر اس قصاص لینے میں ان کی مدد کی جائے گی تاکہ وہ قاتل کو قتل کرسکیں۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ ...

خبردار یتیم کے مال کے قریب بھی مت جاؤ۔

یعنی یتیم کے مال کو ناجائز کھانا جائز نہیں۔ اور اگر اس کے مال کے قریب جانا ہے تو ناحق کھانے کے لئے نہیں بلکہ اس کے فائدہ کے لئے ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے یہ ہی احسن انداز ہے یعنی اس کے فائدہ کے لیے مال خرچ کرو اور وہ بھی نیکی کے انداز میں اسراف نہ ہو۔ اس کے مال کو ضائع مت کرو۔

اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ... اپنے عہد و پیمان کو پورا کرو۔

یعنی اگر انسان کوئی عہد کرلے تو اس کو پورا کرنا واجب وضروری ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن عہد و پیمان کے بارے میں سوال ہوگا۔ تو گویا وعدہ خلافی جان بوجھ کر نا یہ گناہ کبیرہ ہے۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ ...

اور جب وزن کرو تو وزن پورا کرو یعنی پورا پورا تولو۔ کم نہ تولو۔ ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کو نقل کیا ہے آپ نے فرمایا۔ قِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۔ یہ وہ ترازو ہے کہ جس کے لئے زبان ہے۔ یعنی وہ تیری زبان ہے جس سے پورا تولو یعنی پہلے تولو پھر بولو۔ حق ہے تو بولو۔ باطل ہے تو مت بولو۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۔۔

کسی شخص کے بارے میں ایسی بات مت کہو جس کا تمہیں علم نہیں یعنی تہمت مت لگاؤ۔ حضرت رسول خدا فرماتے ہیں جو شخص کسی مومن یا مومنہ پر تہمت لگائے گا اس کو جہنم کے گارے میں اس وقت تک کھڑا کیا جائے کہ اس نے جو کچھ کہا وہ نکل آئے۔

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ -----

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں لاتقف سے مراد لاتقل ہے یعنی جس کا علم نہیں وہ کسی کے بارے میں مت کہو۔

تحقیق تمہارے کان آنکھیں اور دل ان میں سے ہر ایک کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

یعنی جو کچھ تم سنتے رہے ہو یا جو کچھ تم نے دیکھا جس کا تم نے اعتقاد رکھا اس کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔

ابوحمزہ الثمالی۔ نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن خدا کی بارگاہ میں بندہ اس وقت تک قدم نہیں ہٹائے گا جب تک اس سے چار باتوں کا سوال نہ کیا جائے۔

۱۔ پوچھا جائے کہ تو نے اپنی عمر کہاں ضائع کی۔

۲۔ اپنے جسم کو کن کن کاموں میں مبتلا کیے رکھا۔

۳۔ تو نے دولت کس ذریعے سے کمائی اور کہاں خرچ کی۔

۴۔ ہماری اہل بیت کی محبت و ولایت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

آیت نمبر ۳۷ تا ۶۲

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰۤى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ

الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ

لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٥٢﴾ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ
الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿٥٣﴾
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ
اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿٥٤﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ
زَبُوْرًا ﴿٥٥﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ
الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿٥٦﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ
الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ
رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿٥٧﴾ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿٥٨﴾
وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا
ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿٥٩﴾
وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ
اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا
يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿٦٠﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿٦١﴾ قَالَ

اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٢﴾

ترجمہ

اور روئے زمین پر اکڑ کر نہ چلنا کہ نہ تم زمین کو شق کر سکتے ہو اور نہ سر اٹھا کر پہاڑوں کی بلندیوں تک پہنچ سکتے ہو (۳۷) یہ سب باتیں وہ ہیں جن کی برائی تمہارے پروردگار کے نزدیک سخت ناپسند ہے (۳۸) یہ وہ حکمت ہے جس کی وحی تمہارے پروردگار نے تمہاری طرف کی ہے اور خبردار خدا کے ساتھ کسی اور کو خدا نہ قرار دینا کہ جہنم میں ملامت اور ذلت کے ساتھ ڈال دیئے جاؤ (۳۹) کیا تمہارے پروردگار نے تم لوگوں کے لئے لڑکوں کو پسند کیا ہے اور اپنے لئے ملائکہ میں سے لڑکیاں بنائی ہیں یہ تم بہت بڑی بات کہہ رہے ہو (۴۰) اور ہم نے اس قرآن میں سب کچھ طرح طرح سے بیان کر دیا ہے کہ یہ لوگ عبرت حاصل کریں لیکن ان کی نفرت ہی میں اضافہ ہو رہا ہے (۴۱) تو آپ کہہ دیجئے کہ ان کے کہنے کے مطابق اگر خدا کے ساتھ کچھ اور خدا بھی ہوتے تو اب تک صاحب عرش تک پہنچنے کی کوئی راہ نکال لیتے (۴۲) وہ پاک اور بے نیاز ہے اور ان کی باتوں سے بہت زیادہ بلند و بالا ہے (۴۳) ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اس کی تسبیح کر رہے ہیں اور کوئی شے ایسی نہیں ہے جو اس کی تسبیح نہ کرتی ہو یہ اور بات ہے کہ تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو۔ پروردگار بہت برداشت کرنے والا اور درگذر کرنے والا ہے (۴۴) اور جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے درمیان حجاب قائم کر دیتے ہیں (۴۵) اور ان کے دلوں پر پردے ڈال دیتے ہیں کہ کچھ سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں کو بہرہ بنا دیتے ہیں اور جب تم قرآن میں اپنے پروردگار کا تنہا ذکر کرتے ہو تو یہ الٹے پاؤں متنفر ہو کر بھاگ جاتے ہیں (۴۶) ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ آپ کی طرف کان لگا کر سنتے ہیں تو کیا سنتے ہیں اور جب یہ باہم راز داری کی باتیں کرتے ہیں تو ہم اسے بھی جانتے ہیں یہ ظالم

آپس میں کہتے ہیں کہ تم لوگ ایک جادوزدہ انسان کی پیروی کررہے ہو(۴۷) ذرا دیکھو کہ انہوں نے تمہارے لئے کیسی مثالیں بیان کی ہیں اور اس طرح ایسے گمراہ ہوگئے ہیں کہ کوئی راستہ نہیں مل رہا ہے (۴۸) اور یہ کہتے ہیں کہ جب ہم ہڈی اور خاک ہوجائیں گے تو کیا دوبارہ نئی مخلوق بنا کر اٹھائے جائیں گے (۴۹) آپ کہہ دیجئے کہ تم پتھر یا لوہا بن جاو (۵۰) یا تمہارے خیال میں جو اس سے بڑی مخلوق ہوسکتی ہو وہ بن جاو پس عنقریب یہ لوگ کہیں گے کہ ہمیں کون دوبارہ واپس لاسکتا ہے تو کہہ دیجئے کہ جس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے پھر یہ لوگ استہزاء میں سر ہلائیں گے اور کہیں گے کہ یہ سب کب ہوگا تو کہہ دیجئے کہ شاید قریب ہی ہوجائے (۵۱) جس دن وہ تمہیں بلائے گا اور تم سب اس کی تعریف کرتے ہوئے لبیک کہو گے اور خیال کرو گے کہ بہت تھوڑی دیر دنیا میں رہے ہو (۵۲) اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ صرف اچھی باتیں کیا کریں ورنہ شیطان یقیناً ان کے درمیان فساد پیدا کرنا چاہے گا کہ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے (۵۳) تمہارا پروردگار تمہارے حالات سے بہتر واقف ہے وہ چاہے گا تو تم پر رحم کرے گا اور چاہے گا تو عذاب کرے گا اور پیغمبر ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا ہے (۵۴) اور آپ کا پروردگار زمین و آسمان کی ہر شے سے باخبر ہے اور ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی ہے اور داود کو زبور عطا کی ہے (۵۵) اور ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ خدا کے علاوہ جن کا بھی خیال ہے سب کو بلالیں کوئی نہ ان کی تکلیف کو دور کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ان کے حالات کے بدلنے کا (۵۶) یہ جن کو خدا سمجھ کر پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کے لئے وسیلہ تلاش کررہے ہیں کہ کون زیادہ قربت رکھنے والا ہے اور سب اسی کی رحمت کے امیدوار اور اسی کے عذاب سے خوفزدہ ہیں یقیناً آپ کے پروردگار کا عذاب ڈرنے کے لائق ہے (۵۷) اور کوئی نافرمان آبادی ایسی نہیں ہے جسے ہم قیامت سے پہلے برباد نہ کردیں یا اس پر شدید عذاب نہ نازل کردیں کہ یہ بات کتاب میں لکھ دی گئی ہے (۵۸) اور ہمارے لئے منہ مانگی نشانیاں بھیجنے سے صرف یہ بات مانع ہے کہ پہلے والوں نے تکذیب کی ہے اور ہلاک ہوگئے ہیں اور ہم نے قوم ثمود کو ان کی خواہش کے مطابق اونٹنی دے دی جو ہماری قدرت کو روشن کرنے والی تھی لیکن ان لوگوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم تو نشانیوں کو صرف ڈرانے

کے لئے بھیجتے ہیں (۵۹) اور جب ہم نے کہہ دیا کہ آپ کا پروردگار تمام لوگوں کے حالات سے باخبر ہے اور جو خواب ہم نے آپ کو دکھلایا ہے وہ صرف لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ ہے جس طرح کہ قرآن میں قابل لعنت شجرہ بھی ایسا ہی ہے اور ہم لوگوں کو ڈراتے رہتے ہیں لیکن ان کی سرکشی بڑھتی ہی جارہی ہے (۶۰) اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کرلیا سوائے ابلیس کے کہ اس نے کہا کہ کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے (۶۱) کیا تو نے دیکھا ہے کہ یہ کیا شے ہے جسے میرے اوپر فضیلت دے دی ہے اب اگر تو نے مجھے قیامت تک کی مہلت دے دی تو میں ان کی ذریت میں چند افراد کے علاوہ سب کا گلا گھونٹتا رہوں گا (۶۲)

تفسیر

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا : اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔

یعنی زمین اکڑ کر اور تکبرانہ انداز میں چلنے سے منع کیا جارہا ہے۔

اس سے مراد ہے زیادہ نعمتیں پاکر اترا جانا ہے اپنے سے باہر ہوجانا ہے اور یہ خدا کو پسند نہیں ہے اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ. کیونکہ نہ تم ہماری زمین کو پھاڑ سکتے ہو۔

یعنی اگر تم اس قدر ہو گے ہو تو اپنے تکبرنا انداز سے ہماری زمین پھاڑ دو تو بھی اور یہ تم نہیں کرسکتے اور پھر تم وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ ۔اور نا ہی تم میں اتنی ہمت ہے کہ تم ہمارے پہاڑوں کی بلندیوں سے بلند ہوجاو تو پھر تکبر کس بات کا ہے۔

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۔اور یہ سب کچھ وہ حکمت کی باتیں جن کی آپ نے رب نے آپ کی طرف وحی فرمائی ہے۔

یعنی یہ قرآن اور جو کچھ اس میں غیب کی خبریں ہیں وہ سب خدا نے آپ کی طرف وحی فرمائی ہے گویا خدا فرمانا چاہتا ہے کہ میرے نبی کے علم کا سرچشمہ میری وحی ہے۔مترجم)

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ۔۔۔خبردار اپنے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود و الٰہ قرار مت دینا ورنہ سوائے ملامت و مذمت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔اس آیت میں بھی خطاب تو نبی کو ہے لیکن مراد لوگ اور امت ہے۔کیونکہ نبی سے یہ کارسرزد ہونا ممکن نہیں ہے۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ۔۔۔کیا تمہارے رب نے تمہارے لئے لڑکے پسند

کیے ہیں اور اپنے لیے ملائکہ کو لڑکیاں قرار دیا ہے۔

یہ آیت قریش کا رد ہے وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے اور کہتے بھی کہ ملائکہ خدا کی لڑکیاں ہیں۔ اس نے ہمیں لڑکے دے ہیں اور اپنے لئے ملائکہ کو لڑکیاں پسند کر لیا ہے تو اس آیت میں ہمزہ استفہام انکاری کے تحت قریش کا رد کیا جا رہا کہ ایسا نہیں جیسے کہ گمان کرتے ہو۔

وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝ .. اور ان کے لئے سوائے نفرت کے کسی اور چیز کا اضافہ نہیں ہوا۔

یعنی باجود اس کے یہ قرآن کی تلاوت سنتے ہیں اور اس کے حقائق کو جانتے ہیں تو تب بھی ہدایت کے بجائے قرآن و اسلام اور رسول سے نفرت کے علاوہ اور کسی چیز کے اضافہ نہیں ہوا۔ لہذا وہ قرآن و اسلام سے نفرت کرتے ہیں اور قرآن و رسول کی تکذیب کرتے ہیں۔

اس کے بعد خدا بت پرستوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرماتا! اے میرے محمد آپ ان بت پرستوں سے فرمادیں۔ لَوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ۔

اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا جیسا کہ وہ گمان کرتے ہیں۔

یہ بت معبود اور خدا ہیں تو ان کو چاہیے تھا کہ عرش الٰہی تک جانے کا کوئی راہ تلاش کر لیتے۔

یعنی جیسا کہ تمہارا یہ گمان ہے کہ یہ ہمارے بت خدا و معبود ہیں تو پھر یہ زمیں پر کیوں ہیں؟ بلکہ ان کو عرش خدا کی طرف بلندیوں پر چلے جانا چاہیے تھا۔ اور عرش پر قابض ہو جاتے ان کا ایسے نہ کر سکنا ان کے معبود نہ ہونے کی دلیل ہے اور جو کچھ تم بے ہودہ باتیں کرتے ہو۔ ان سے اللہ بہت بلند و بالا ہے۔ اور وہ ان سے پاک و منزہ ہے۔

وان من شئی الا یسبح بحمدہ۔۔ کائنات کی کوئی ایسی چیز نہیں مگر یہ کہ وہ اللہ کی تسبیح اور اس کی حمد کرتی ہے۔

یعنی ہر چیز کا اس کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق چلنا یہ اس کی حمد و تسبیح ہے۔ ورنہ ان کو اس کا انکار کرنا چاہیے تھا تو یہ اس کے حکم کے مطابق چلنا ہی اس کی اطاعت حمد و تسبیح ہے۔ لہذا سورج و چاند کا اس کے حکم کے مطابق چلتے رہنا یہ ان کی تسبیح و حمد ہے۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ...

اور جب آپ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو اس وقت ہم آپ کے اور ان کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے پردہ قرار دیتے ہیں۔

یعنی آپ کے اور ان شیاطین کے درمیان پردہ ڈال دیتے ہیں۔

وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً ۔ اور ہم ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں اکنۃ سے پردہ ہے۔ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۔ اور ان کے کانوں میں وقر قرار دیتے ہیں وقر۔ یعنی ان کے کانوں کو بیدار قرار دیتے ہیں۔

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ ..

اور جب آپ قرآن میں اپنے رب کا تذکرہ کرتے ہیں تو وہ فرار کر جاتے ہیں جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شب میں قرآن کی تلاوت فرماتے تھے تو قریش والے آپ کی خوبصورت لحن اور آواز کو سننے کے لئے آجاتے تھے اور خوب لطف لیتے تھے لیکن جیسے ہی آپ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پڑھتے تو وہ سب فرار کر جاتے تھے۔ اور یہ قریش والوں کے بارے میں خدا خبر فرماتا ہے۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ ... اور جو کچھ یہ سنتے ہیں ہم اس کے بارے خوب جانتے ہیں کہ یہ کیا سنتے ہیں۔

قریش والے قرآن کی تلاوت کو بڑے غور سے سنتے تھے لیکن قرآن کی تلاوت سننے کے بعد آپس میں ایک دوسرے سے کہتے یہ شخص بہت بڑا جادوگر ہے اور یہ لوگ بھی عجیب ہے اس جادوزدہ کی اطاعت کر رہے ہے۔ اس کے بارے میں خدا فرما رہا ہے کہ ظالم ہیں جو ہمارے نبی کو جادوگر کہتے ہیں۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا ...

اس آیت میں خدا نے حضرت رسول خدا کے سامنے دھریے کے قول کو نقل کیا ہے۔ یہ دھریے کہتے ہیں جب ہم ہڈیاں اور خاک ہو جائیں گے اس کے بعد بھلا کون دوبارہ زندہ کرے گا؟ یعنی ان کے نزدیک یہ کام بہت مشکل تھا۔ اس لئے خدا ارشاد فرماتا ہے خواہ تم اس سے سخت ترین مخلوق ہو جاؤ یا پتھر اور لوہے کے بن جاؤ گے تب بھی تم کو دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا۔

جب ان سے کہا گیا پھر وہ مذاق میں سر ہلاتے ہوئے کہتے ہیں اچھا اگر ہمیں پھر دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا تو وہ کون کرے گا تو آپ ان سے فرمادیں کہ جس ذات نے پہلی مرتبہ تمہیں خلق کیا تھا وہی ذات دوبارہ بھی خلق کرے گی۔ اور جب ان کو یہ جواب دے دیا جائے تو پھر وہ سر ہلاتے تھے کہ ہیں اچھا تو یہ سب کچھ کب ہوگا آپ فرمادیں کہ یہ سب کچھ عنقریب ہو جائے گا۔

ابو جارود نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے وہ مخلوق جو تمہارے سینوں سے تکبر کو ختم کر دے گی وہ موت ہے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ ..

اے میرے رسول میرے بندوں سے فرمادیں کہ آپس میں اچھی اچھی باتیں کرو تا کہ شیطان تمہارے اندر داخل نہ ہو جائے۔

یعنی جب شیطان لوگوں کے درمیان داخل ہوتا ہے تو وہ ان کو گناہوں پر آمادہ کرتا ہے۔ غیبت کرنا۔ تہمت لگانا وغیرہ یہ شیطان کے آمادہ کرنے پر ہوتا ہے۔

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ...

تمہارا رب تمہارے بارے میں خوب جانتا ہے کہ کس پر رحم کرنا ہے اور کس کو عذاب کرنا ہے۔

یہ آیت وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ تک محکم ہے اس میں کوئی شبہ ہی نہیں ہے۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْیَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا ...

اور کوئی ایسی بستی نہیں ہے کہ جس کو ہم ہلاک کرنا چاہتے ہیں قیامت سے قبل بستی سے مراد اہل بستی ہے۔ یا ہم ان کو کسی دوسرے عذاب میں مبتلاء کرتے ہیں۔ دوسرے عذاب سے مراد۔ خواہ وہ زمین کا دھنس جانا۔ یا کوئی موذی مرض آنا یا ویسے ہلاک کر دینا ہے اور یہ ہمارا فیصلہ ہماری کتاب میں لکھا جا چکا ہے۔ مسطور سے مراد مکتوب ہے۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا ...

یہ آیت قریش مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ رسول خدا سے مختلف معجزات اور نشانیوں کا مطالبہ کرتے تھے۔ ان کے بارے میں خدا نے فرمایا ان لوگوں کے مطالبہ کے مطابق ہم اپنی نشانیاں نازل کر سکتے ہیں لیکن ہم ان کی بہتری کے لئے ایسا نہیں کر سکے۔

کیونکہ ان سے پہلے والی قوموں نے بھی ہم سے اپنی مرضی کے نشانیاں طلب کیں اور ہم نے ان کے لئے اپنی نشانیاں ظاہر کر دیں لیکن پھر ان لوگوں نے ہماری ان نشانیوں کا انکار کیا ان کی تکذیب کی تو جس کی وجہ سے ان پر ہمارا عذاب نازل ہوا۔ جیسا کہ قوم ثمود نے ہم سے ایک اونٹنی کا مطالبہ کیا کہ جو اپنے بچے سمیت پہاڑ سے نکل کر آئی تو وہ مطالبہ ہم نے پورا کر دیا اور ایک اونٹنی اپنے بچے سمیت پہاڑ سے باہر آئی تو ان ظالموں نے اس پر ظلم کیا اور اس کو قتل کر دیا جس کی وجہ سے ان پر عذاب نازل ہو۔ لہذا اب بھی ہم اپنی نشانیاں اسی خوف سے نہیں بھیجتے۔ کہ دوبارہ تم عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

ابوالجارود نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے جو روایت نقل کی ہے اس میں یہ درج ہے آپ نے اسی آیت کے ذیل میں فرمایا حضرت رسول خدا سے قریش والے ایسے ایسے معجزے طلب کرتے تھے حتیٰ کہ جو انکے دل میں آتا وہی نشانی طلب کر لی۔

اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اس آیت کو لے کر نازل ہوئے۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ...

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ۔ اور جو کچھ خواب میں ہم نے آپ کو دکھایا ہے وہ فقط لوگوں کے لئے ایک فتنہ ہے اور قرآن میں شجرہ ملعونہ کی مثال بھی ایسے ہی ہے۔

اسی آیت کے ذیل میں علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں۔ حضرت رسول خدا نے خواب میں دیکھا کچھ بندر میرے منبر پر ناچ رہے ہیں کبھی اوپر جاتے ہیں کبھی نیچے آجاتے۔ اس خواب نے آپ کو بہت پریشان کیا اور آپ غم زدہ ہو گئے۔ تو اس

وقت یہ آیت نازل ہوئی یہ جو خواب آپ کو ہم نے دکھایا ہے وہ لوگوں کے لئے ایک فتنہ ہے اور وہ لوگ بنو امیہ تھے اور شجرہ ملعونہ سے مراد بھی بنو امیہ ہی ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ابلیس کے واقعہ کی حکایت فرما رہا ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ....

اور یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے ملائکہ سے کہا تم سب آدم کو سجدہ کرو پس سب نے سجدہ کر دیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے کہا کیا میں اس کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر اس نے کہا اے خدا یا کیا تو اس کو دیکھ رہا ہے کہ جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دے دی تو میں اس کی اکثر اولاد کو گمراہ کروں گا۔ سوائے چند افراد لاضلن ذریة لاقلیل۔ یعنی میں ان کی اکثر اولاد کو گمراہ کر دوں گا یعنی فاسد کر دوں گا۔

آیت نمبر ۶۳ تا ۷۲

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَیْهِمْ بِخَیْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰی بِرَبِّكَ وَكِیْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴿۶۶﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَی الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِیْلًا ﴿۶۸﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَكُمْ فِیْهِ تَارَةً

اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٧٢﴾

ترجمہ

جواب ملا کہ جاب جو بھی تیرا اتباع کرے گا تم سب کی جزا مکمل طور پر جہنم ہے (۶۳) جا جس پر بھی بس چلے اپنی آواز سے گمراہ کر اور اپنے سوار اور پیادوں سے حملہ کر دے اور ان کے اموال اور اولاد میں شریک ہو جا اور ان سے خوب وعدے کر کہ شیطان سوائے دھوکہ دینے کے اور کوئی سچا وعدہ نہیں کر سکتا ہے (۶۴) بیشک میرے اصلی بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں ہے اور آپ کا پروردگار ان کی نگہبانی کے لئے کافی ہے (۶۵) اور آپ کا پروردگار ہی وہ ہے جو تم لوگوں کے لئے سمندر میں کشتیاں چلاتا ہے تا کہ تم اس کے فضل و کرم کو تلاش کر سکو کہ وہ تمہارے حال پر بڑا مہربان ہے (۶۶) اور جب دریا میں تمہیں کوئی تکلیف پہنچی تو خدا کے علاوہ سب غائب ہو گئے جنہیں تم پکار رہے تھے اور پھر جب خدا نے تمہیں بچا کر خشکی تک پہنچا دیا تو تم پھر کنارہ کش ہو گئے اور انسان تو بڑا ناشکرا ہے (۶۷) کیا تم اس بات سے محفوظ ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں خشکی ہی میں دھنسا دے یا تم پر پتھروں کی بوچھاڑ کر دے اور اس کے بعد پھر کوئی کارساز نہ ملے (۶۸) یا اس بات سے محفوظ ہو گئے ہو کہ وہ دوبارہ تمہیں سمندر میں لے جائے اور پھر تیز آندھیوں کو بھیج کر تمہارے کفر کی بنا پر تمہیں غرق کر دے اور اس کے بعد کوئی ایسا نہ پاؤ جو ہمارے حکم کا

پیچھا کر سکے (۶۹) اور ہم نے بنی آدم کو کرامت عطا کی ہے اور انہیں خشکی اور دریاؤں میں سواریوں پر اٹھایا ہے اور انہیں پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سوں پر فضیلت دی ہے (۷۰) قیامت کا دن وہ ہوگا جب ہم ہر گروہ انسانی کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے اور اس کے بعد جن کا نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اپنے صحیفہ کو پڑھیں گے اور ان پر ریشہ برابر ظلم نہیں ہوگا (۷۱) اور جو اسی دنیا میں اندھا ہے وہ قیامت میں بھی اندھا اور بھٹکا ہوا رہے گا (۷۲)

تفسیر

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿٦٣﴾

جا پس جو بھی ان میں سے تیری اتباع کرے گا پس تم سب کی سزا جہنم ہوگی۔ جو تمہارے لئے کامل سزا ہوگی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ محکم آیت ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ جو بھی شیطان کی اتباع کرے گا اس کا ٹھکانہ سوائے جہنم کے کوئی اور نہیں ہوگا۔

وَاسْتَفْزِزْ : یعنی اخدع : تو جا دھوکا دے ان میں سے جس جس کو دھوکا دے سکتا ہے دے خواہ اپنی آواز کے ذریعے یا اپنے خیالات ان پر مسلط کر سواروں اور پیدل لشکر کے ذریعے ان کو گمراہ کر ان کی اولاد اور ان کے مال میں شریک ہو جا۔ اور ان سے خوب وعدے کر جب کہ شیطان کے وعدے سوائے دھوکے اور فریب کے اور کچھ نہیں ہوگا۔

فرماتے ہیں جو مال حرام کا ہے اس میں شیطان شریک ہے اور جب وہ اس مال حرام سے کوئی کنیز خریدتا ہے اور اس سے مباشرت کرتا ہے یا کسی آزاد عورت سے اسی مال کے ذریعے نکاح کرتا ہے اس میں شیطان شریک ہے۔ اور جو بچہ اس سے پیدا ہوتا ہے اس میں شیطان شریک ہے۔ جیسا کہ یہ اس سے پیدا ہو رہا ہے۔ تو وہ شیطان اس مرد کے ساتھ ہے جب وہ مباشرت کرتا ہے گویا وہ بچہ اس مرد اور شیطان کے منتشر کہ نطفہ سے خلق ہوتا ہے لہذا وہ بچہ حرام زادہ ہوگا۔

ایک حدیث میں یہ بھی نقل ہوا ہے کہ جب کوئی شخص مباشرت کرے اور وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھتا تو شیطان اس کے ساتھ شریک ہو جاتا ہے۔

فائدہ) حضرت زرارہ رحمۃ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ حجاج بن یوسف کا والد یوسف حضرت امام علی زین العابدین کا دوست تھا ایک مرتبہ اس نے اپنی زوجہ سے مباشرت کرنا چاہی تو اس کی بیوی نے کہا کہ کیوں تنگ کرتا ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے تو مجھ سے مباشرت کر کے گیا ہے اب پھر تنگ کر رہا ہے۔ جب اس نے یہ بات سنی تو وہ امام علیہ السلام کے پاس آیا اور اس سے آپ کے سامنے

اپنی بیوی کی بات کو نقل کیا۔

آپ نے اس سے فرمایا اب تم اپنی بیوی سے مباشرت نہ کرنا وہ شیطان سے حاملہ ہو چکی ہے چنانچہ وہ حاملہ تھی اور جب اس نے بچے کو پیدا کیا تو اس کا نام حجاج رکھا تو حجاج بن یوسف ابلیس کے نطفہ کا ثمر تھا۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۵ اسی آیت کے ذیل میں یہ روایت درج ہے۔ مترجم)

رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ...

تمہارا رب وہی ہے جو تمہارے لیے سمندر میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اس کے فضل و کرم کو تلاش کر سکو اور وہ تمہارے حق میں بہت زیادہ مہربان ہے۔ اور جب سمندر میں تمہیں کوئی نقصان یا تکلیف پہنچتی ہے تو اس وقت اس خدائے وحدہ لاشریک کے علاوہ تمام وہ خدا جن کو پکارتے تھے وہ سب تمہارے دل و دماغ سے غائب ہو جاتے ہیں۔ اور کوئی تمہاری مدد نہیں کر پاتا۔ اور انسان ان سب سے ناامید ہو جاتا ہے وہی خدائے یکتا ہی ہے جو تمہیں سمندر سے نجات دلا کر خشکی پر لے آتا ہے۔ اور خشکی پر آنے کے بعد تم پھر اس سے منہ موڑ جاتے ہو تم کتنے بڑے ناشکرے انسان ہو کیا تم اس سے مطمئن ہو گئے ہو کہ اب ہم سمندر سے باہر آ گئے ہیں لہٰذا اب ہم اس خدا کے مرہون منت نہیں ہونگے اس سے کوئی خطرہ نہیں حالانکہ وہ خشکی پر بھی تم کو زمین میں دھنسا سکتا ہے یا تم پر خشکی پر بھی پتھروں کی بارش برسا سکتا ہے۔ اور اس وقت تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اور کیا یہ امکان نہیں ہے کہ دوبارہ تم سمندر میں سفر کرو اور پھر وہ ہی خدا دوبارہ وہاں پر طوفانی ہواؤں کو چلا دے اور تمہارے اس کفر کی سزا میں تمہیں دوبارہ غرق کر دے اور تمہیں کوئی ایسا نہ ملے جو تم کو ہمارے عذاب سے نجات دلا سکے۔

یہ خدا نے اپنے ہونے پر دلیل قائم کر دی ہے۔

فائدہ) اس آیت میں یہ ہی بتلایا گیا کہ اللہ اس ہستی کو کہتے ہیں جب بندے کے سارے سہارے اور امیدیں ٹوٹ جائیں اور عالم مایوسی میں جس ہستی کی طرف انسان رجوع کرے اس ہستی کو اللہ کہتے ہیں۔

تفسیر نور الثقلین جلد نمبر ۵ میں اسی آیت کے ذیل میں ایک روایت ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے ایک شخص نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا آپ مجھے خدا یکتا کے بارے میں رہنمائی فرمائیں کیوں کہ بحث و مباحثہ کرنے والوں نے مجھے حیران و سرگردان کر دیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ بتاؤ کیا تم نے کبھی سمندر کا سفر کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں میں نے سمندری سفر کیا ہے۔

آپ نے فرمایا سمندری سفر کے دوران کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ تیز ہواؤں کی وجہ سے تیری کشتی ٹوٹ گئی ہو اور وہاں کوئی بچانے والا نہ ہو؟

اس نے کہا ہاں ایک دفعہ میرے ساتھ ایسا ہو چکا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ اس وقت جب ظاہری سارے سہارے ٹوٹ چکے تھے اور کسی طرف سے مدد ملنے کا امکان نہ تھا اس نا امیدی کے عالم میں تمہارے دل میں کسی ایسی ہستی و طاقت کا تصور آیا تھا وہ اب بھی تجھے بچا سکتی ہے اب اس طاقت غیبی کے علاوہ کوئی نہیں بچا سکتا اس نے کہا ہاں ایسا ہوا تھا۔

تو امام علیہ السلام نے فرمایا: وہی ہستی جس کا عالم نا امیدی میں تیرے دل میں تصور آیا تھا اسی کا نام تو اللہ ہے۔ مترجم)

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ ...

اور ہم نے اولاد آدم کو عزت و کرامت عطاء فرمائی ہے اور انہیں خشکی اور تری میں سواریوں پر سوار کیا ہے اور ان کو پاک پاکیزہ چیزوں کا رزق عطاء کیا ہے اور انہیں اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

ابو حمزہ الثمالی: نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کو نقل کیا ہے آپ نے فرماتے ہیں۔ اللہ نے کافر کے روح کو مکرم نہیں کیا بلکہ مومنین کی ارواح کو مکرم محترم قرار دیا ہے اور نفس و خون کی کرامت و عزت روح کی وجہ سے اور روح کی عزت پاک و طیب رزق کی وجہ سے ہے اور وہ علم ہے۔

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ...

قیامت کے دن ہم ہر انسانی گروہ کو ان کے امام کے نام سے پکاریں گے۔ اسی آیت کے ذیل میں علامہ نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کو نقل کیا ہے جس میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جب قیامت کا دن ہوگا انسانوں کا ایک گروہ آئے گا جن کے امام رسول خدا ہونگے پھر ایک گروہ ہوگا جن کے امام علی علیہ السلام ہو گے۔ حسن علیہ السلام بھی ایک گروہ میں ہونگے جو بھی ہماری نسل کا ہوگا اس کی قوم اس کے ساتھ ہوگی علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے۔ قیامت کے دن منادی ندا دے گا۔

فلاں اور اس کے شیعہ کھڑے ہو جائیں۔ فلاں اور اس شیعہ کھڑے ہو جائیں فلاں اور اس کے شیعہ کھڑے ہو جائیں۔ علی اور اس کے شیعہ کھڑے ہو جائیں وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ۝ ان پر ظلم نہیں ہوگا فَتِیْلًا کھجور کی گٹھلی پر جو باریک سا پردہ ہوتا ہے اس کو کہا جاتا ہے یعنی خدا کسی پر اس باریک پردہ کے برابر بھی ظلم نہیں کرے گا۔

وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ...

جو اس دنیا میں اندھا بنا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور وہ راہ نجات سے بہت دور بھٹکا ہوا ہوگا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ابرہیم بن عمر الیمانی سے اور انہوں ابو الطفیل سے اور انہوں نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے والد علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس نے

عرض کی۔

اے میرے مولا وآقا ابن عباس یہ گمان کرتا ہے کہ قرآن کی ہر آیت کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ کہاں نازل ہوئی کب نازل ہوئی۔ کس کے بارے میں نازل ہو۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا جاؤ اس سے سوال کرو کہ یہ آیت وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى .

یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی پھر اس سے سوال کرو کہ یہ آیت لَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۔ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور پھر اس نے سوال کیا یہ آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا : کس کے بارے میں نازل ہوئی۔

وہ شخص ابن عباس کے پاس آیا اور اس نے ان آیات کے بارے میں اس سے سوال کیا اور وہ جواب نہ دے سکا لیکن اس نے کہا جس نے آپ کو میرے پاس آنے کا حکم دیا ہے میں چاہتا ہوں تم اس کے پاس جاؤ اور اس عرش کے بارے میں سوال کروں کہ وہ کس سے خلق ہوا؟ کب خلق ہوا؟ کیا ہے کیسا ہے؟

وہ شخص امام علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو امام نے اس پوچھا ہاں بتاؤں اس نے جواب دیا۔ تو اس نے جواب دیا نہیں آپ نے فرمایا میں اس کے بارے میں تجھے علم ونور کے تحت بتاتا ہوں کہ ان کا مصداق کون کون ہے لیکن میرا یہ جواب غلط بیانی اور جھوٹ پر مبنی نہیں ہوگا۔ جو ہوگا سچ ہوگا۔

آپ نے فرمایا۔ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى.. یہ خود اس کے اور اس کے باپ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ ... یہ آیت فقط اس کے والد کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا .. یہ آیت اس کے والد اور ہمارے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

اس وقت تو اس کا ہمارے معاملہ میں ہمارے ساتھ کوئی ارتباط نہیں ہے۔

لیکن آئندہ دور میں اس کی نسل سے ہمارے ساتھ ارتباط رکھنے والے پیدا ہونگے اور ہماری نسل سے بھی وہ پیدا ہونگے ان سے ارتباط رکھیں گے۔

اب جو اس نے عرش کے بارے میں سوال کیا ہے۔ کہ وہ کس سے خلق ہوا ہے کب خلق ہوا ہے اس کا جواب یہ ہے۔

اللہ نے عرش کو چوتھے نمبر پر خلق کیا ہے اس سے قبل اللہ نے تین چیزوں کو خلق کیا تھا۔ ھواء قلم۔ نور۔ اور اس کے بعد اس نے اس نور سے مختلف انوار کو خلق کیا۔ اسی نور سے سبز رنگ کا نور پیدا کیا جو سبزہ اسی نور کی وجہ سے ہے۔ اور کسی نور سے زرد رنگ کا نور خلق کیا یہ جو زردی ہے وہ اسی نور سے ہے اسی سے سرخ رنگ کا نور خلق کیا سرخی اس نور سے ہے پھر اس سے سفید رنگ کا نور خلق کیا اور یہ نور الانوار ہے اسی سے دن کی روشنی ہے۔ اور پھر اس کے ستر ہزار طبقات بنائے اور ہر طبقہ موٹائی میں اول طبق کی مانند تھا۔

عرش اس کے سب سے نیچے والے طبق کا نام ہے اور ہر طبقہ اس کی تسبیح اور حمد وتقدیس بیان کرتا ہے اور ہر طبقہ مختلف آوازوں میں مختلف زبانوں میں اس کی حمد وتسبیح کرتا ہے جو ایک دوسرے کے مشتبہ نہیں ہوتے۔ اور ان زبانوں میں سے کسی ایک زبان کو اذن ہوا ہے کہ اس چیز کو بیان کرے جو اس کے تحت ہے تو یہ پہاڑ شہر قلعے منہدم ہو جائیں اور سمندر پھٹ جائیں جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ سارے ہلاک ہو جائیں۔

اور اس عرش کے آٹھ ستون وپائے ہیں اور ہر ستون کو فرشتوں ایک کثیر تعداد نے اٹھایا ہوا ہے جن کی تعداد کو سوائے خدا کوئی نہیں جانتا وہ دن رات خدا کی حمد وتسبیح کرتے رہتے ہیں۔ اور وہ ہمیشہ ومتواتر اس عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور اگر وہ فرشتہ اس چیز کو درک واحساس کر لیں جو ان کے اوپر ہے تو وہ ایک لمحہ کے لئے بھی باقی نہ رہیں ان کے احساس اور اوپر کے درمیان خدا کی عزت وکبریائی عظمت تقدس رحمت وعلم حائل ہے اور کے پس پردہ کوئی اور بات نہیں ہے۔ تحقیق لالچ کرنے والے نے غیر محل میں لالچ کیا ہے۔

بہر حال اس کی صلب میں ایک اور مخلوق کو رکھا ہے کہ جس کو اس نے جہنم کی آگ کے لئے پیدا کیا ہے پس وہ دین خدا سے گمراہ ہو کر نکل جائیں گے۔ اور وہ عنقریب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچوں میں سے ایک بچے کے خون سے زمین کو رنگیں کر دیں گے جو بچہ ان کے ہاتھ سے قتل کر جائے گا وہ اس چیز کو طلب کریں گے جس کو درک نہیں کر سکیں۔

اور دوسری طرف سے جو صاحب ایمان ہیں وہ ایک دوسرے سے رابطہ رکھیں گے اور صبر کریں گے اور صبر کی تلقین کریں گے یہاں تک کہ سب سے بہتر حاکم ان کے درمیان حکم کرے گا۔

حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے نیز فرمایا اس آیت کہ جس میں خدا فرماتا ہے۔ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا وہ راہ حق سے گمراہ ہو چکا ہے۔

یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس پر حج کا وجوب آچکا ہو اور وہ حج کرنے میں تاخیر کر دے اور وہ حج ادا کرنے سے قبل مر جائے پس یہ وہ شخص ہے جو اندھا ہے اس نے اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ کو ادا کرنے میں اندھا پن کیا ہے۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ

ترجمہ: اے رسول یہ ظالم کافر لوگ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ آپ کو ہماری وحی سے ہٹا کر دوسری باتوں کے افتراء پر آمادہ کر دیں۔

یعنی وہ جس کے بارے میں وحی ہوئی ہے۔ وہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

اِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ : اس طرح وہ آپ کو اپنا دوست بنا لیتے۔

یعنی اے رسول اگر آپ امیر المومنین کو ہٹا کر کسی دوسرے کو امیر المومنین بنا دیں تو پھر یہ ظالم لوگ آپ کو اپنا خلیل بنا لیتے۔

اس کے بعد خدا فرماتا ہے۔

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۵﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

ترجمہ: اور اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو ممکن تھا آپ ان کی طرف کچھ نہ کچھ جھک جاتے اور اگر آپ ایسا کرتے تو ہم آپ کو دنیا میں دوہرے عذاب کا مزہ چکھاتے اور آخرت میں بھی دوہرے عذاب میں مبتلا کر دے۔

آخرت سے مراد: موت کے دن سے لے کر قیام قیامت تک آپ دہرے عذاب میں رہتے۔ آپ کا کوئی مددگار بھی نہ ہوتا۔

اس کے بعد خدا فرماتا ہے۔ "وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ"

ترجمہ: یہ کفار اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ آپ کو اس زمین سے باہر نکال دیں۔

یعنی یہ کفار آپ کو مکہ کی سرزمین سے باہر نکال دینا چاہتے ہیں۔

اور یہ ایسے کریں گے تو پھر۔ "لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾"

یہ لوگ بھی آپ کے چلے جانے کے بعد زیادہ دیر سرزمین پر نہیں رہ سکیں گے۔

مراد ہے کہ تمام لوگ کچھ عرصہ بعد جنگ بدر میں قتل ہو جائیں گے۔

آیت نمبر ۷۳ تا ۸۸

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ

ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَي الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰي شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾

ترجمہ

اور یہ ظالم اس بات کے کوشاں تھے کہ آپ کو ہماری وحی سے ہٹا کر دوسری باتوں کے افترا پر آمادہ کردیں اور اس طرح یہ آپ کو اپنا دوست بنا لیتے (۷۳) اور اگر ہماری توفیق خاص نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو آپ (بشری طور پر) کچھ نہ کچھ ان کی طرف مائل ضرور ہو جاتے (۷۴) اور پھر ہم زندگانی دنیا اور موت دونوں مرحلوں پر دُہرا مزہ چکھاتے اور آپ ہمارے خلاف کوئی مددگار اور کمک کرنے والا بھی نہ پاتے (۷۵) اور یہ لوگ آپ کو زمین مکہ سے دل برداشتہ کر رہے تھے کہ وہاں سے نکال دیں حالانکہ آپ کے بعد یہ بھی تھوڑے دنوں سے زیادہ نہ ٹھہر سکے (۷۶) یہ آپ سے پہلے بھیجے جانے والے رسولوں میں ہمارا طریقہ کار رہا ہے اور آپ ہمارے طریقہ کار میں کوئی تغیر نہ پائیں گے (۷۷) آپ زوال آفتاب سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کریں اور نماز صبح بھی کہ نماز صبح کے لئے گواہی کا انتظام کیا گیا ہے (۷۸) اور رات کے ایک حصہ میں قرآن کے ساتھ بیدار رہیں یہ آپ کے لئے اضافہ خیر ہے عنقریب آپ کا پروردگار اسی طرح آپ کو مقامِ محمود تک پہنچا دے گا (۷۹) اور یہ کہئے کہ پروردگار مجھے اچھی طرح سے آبادی میں داخل کر اور بہترین انداز سے باہر نکال اور میرے لئے ایک طاقت قرار دے دے جو میری مددگار ثابت ہو (۸۰) اور کہہ دیجئے کہ حق آ گیا اور باطل فنا ہو گیا کہ باطل بہر حال فنا ہونے والا ہے (۸۱) اور ہم قرآن میں وہ سب کچھ نازل کر رہے ہیں جو صاحبانِ ایمان کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالمین کے لئے خسارہ میں اضافہ کے علاوہ کچھ نہ ہوگا (۸۲) اور ہم جب انسان پر کوئی نعمت نازل کرتے ہیں تو وہ پہلو بچا کر کنارہ کش ہو جاتا ہے اور جب تکلیف ہوتی ہے تو مایوس ہو جاتا ہے (۸۳) آپ کہہ دیجئے کہ ہر ایک اپنے طریقہ پر عمل کرتا ہے تو تمہارا پروردگار بھی خوب جانتا ہے کہ کون سب سے زیادہ سیدھے راستہ پر ہے (۸۴) اور پیغمبر یہ آپ سے روح کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو کہہ دیجئے کہ یہ میرے پروردگار کا ایک امر ہے اور تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے (۸۵) اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ آپ کو وحی کے ذریعہ دیا گیا ہے

اسے اُٹھا لیں اور اس کے بعد ہمارے مقابلہ میں کوئی سازگار اور ذمہ دار نہ ملے (۸۶) مگر یہ کہ آپ کے پروردگار کی مہربانی ہو جائے کہ اس کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے (۸۷) آپ کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جنات سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں تو بھی نہیں لا سکتے چاہے سب ایک دوسرے کے مددگار اور پشت پناہ ہی کیوں نہ ہو جائیں (۸۸)

تفسیر

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ

سورج کے ڈھلنے سے لیکر رات کے اندھیرے تک نماز ادا کرو لوک سے مراد سورج کا ڈھل جانا یعنی زوال آفتاب اور غَسَقِ الَّيْلِ سے مراد آدھی رات تک ہے۔ "قُرْاٰنَ الْفَجْرِ" سے مراد نماز فجر ہے۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا "بیشک نماز فجر وہ جس پر گواہی دی گئی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے اس نماز فجر کو کو مشہور اس لئے کہا گیا ہے اس نماز پر رات کے ملائکہ بھی گواہ ہوتے ہیں اور دن کے ملائکہ بھی گواہی دیتے ہیں۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ: اور رات کے ایک حصہ میں نافلہ کے ساتھ بیداری کریں اور یہ آپ کے لئے بہتر ہے۔

اس سے مراد نماز شب ہے انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن نور کا سبب نماز شب ہے۔

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ترجمہ: عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کر دے گا۔

علامہ علی ابن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے الحسن بن محبوب سے اور انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے قیامت کے دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے بارے میں آپ سے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا:

قیامت کے دن لوگوں کے منہ تک پسینہ آجائے گا اس وقت وہ پکار کر کہیں گے ہمیں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ ہمارے رب کے سامنے ہماری شفاعت کریں۔ لوگوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لایا جائے گا اور وہ آپؑ کی خدمت میں عرض کریں گے اے آدم علیہ السلام آپ بارگاہ خدا میں ہماری شفاعت فرمائیں۔ تو جناب آدم علیہ السلام جواب میں ارشاد فرمائیں گے: نہیں میں خدا کے حکم کی نافرمانی اور ترک اولیٰ کر چکا ہوں اور میں نہیں کر سکتا آپ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں۔ پس وہ بھی

لوگوں کو بعد والے نبی کے پاس روانہ کریں گے یہاں تک لوگوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے۔ تم سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جائیں لوگ سارے حضرت رسالت مآب کی خدمت اقدس میں حاضر ہونگے اور عرض کریں گے یارسول اللہ آپ ہماری بارگاہ خدا میں شفاعت فرمائیں حضرت رسول خدا فرمائیں گے۔ کہ چلو۔ پھر آپ لوگوں کو ساتھ لے کر جنت کے دروازہ رحمت پر تشریف لائیں گے اور وہاں بارگاہ خدا میں سجدہ میں چلے جائیں گے اور جب تک خدا چاہے گا آپ اس وقت تک سجدہ میں ہی رہیں گے پھر آواز قدرت آئے گی۔ اے میرے حبیب اپنا سر اٹھائیں اور شفاعت کریں آپ کی شفاعت کو قبول کیا جائے گا۔ اور مجھ سے مانگو آپ کو عطاء کیا جائے گا۔ یہ ہے وہ جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے معاویہ سے اور انہوں نے ہشام سے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب خدا مجھے مقام محمود پر فائز فرمائے گا اس وقت میں اپنے والد۔ والدہ چاچا (ابوطالب) اور جاھلیت کے دور کے ایک بھائی کے بارے میں شفاعت کرونگا۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ ۔

اور آپ فرمادیں اے میرے پروردگار مجھے اچھی طرح آبادی میں داخل اور بہترین انداز سے باہر نکال اور میرے لئے اپنی بارگاہ سے ایک طاقت قرار دے جو مدد کرنے والی ہو۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت فتح مکہ کے دن نازل ہوئی تھی جب رسول خدا نے مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: اے محمد آپ دعا کریں کہ ادخلنی مدخل صدق: اے خدایا مجھے سچائی کے ساتھ مکہ میں داخل کر۔ اور جب اس باہر جاؤ تو بھی اچھے انداز میں باہر نکالنا اور مجھے اپنی طرف سے ایک معین سلطان عطاء کرنا جو مددگار ہو۔ جب حضرت رسول خدا اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ شہر میں داخل ہوئے تو آپ نے اصحاب کی آوازوں سے مکہ کی پوری فضا گونج پڑی آپ یہ اور آپ نے اصحاب نے یہ کہا۔ ۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾: ۔ آپ کہہ دیں کے حق آگیا اور باطل مٹ گیا یقیناً باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰي شَاكِلَتِهٖ ۔ آپ فرمادیں کہ ہر شخص اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے۔

شَاكِلَتِهٖ: سے مراد انسان کی نیت ہے۔

فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ ۔ پس تمہارا رب زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون ہے جو سب سے زیادہ سیدھے راستے پر ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے فرمایا اور انہوں نے جعفر بن ابراہیم سے نقل کیا اور انہوں حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے نقل فرمایا۔ آپؑ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا بندہ خدا کی بارگاہ میں کھڑا ہوگا تا کہ وہ اپنے اعمال کا حساب دے۔ پھر اس کے سامنے اس کا نامہ اعمال پیش کیا جائے پس وہ اپنے نامہ اعمال کو دیکھے گا اور بس سے پہلے وہ اپنی برائیوں کو دیکھے گا اور اس رنگ تبدیل ہوجائے گا اور اس کے وجود میں لرزہ پیدا ہوجائے گا اور اس کے اعضا میں رعشہ پیدا ہوجائے گا اور اس کا سانس لینا مشکل ہوجائے پھر اس کو اس کی نیکیاں دکھائی جائیں گی ان کے دیکھنے سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں گی۔ اور وہ خوش ہوجائے گا پھر خدا ان نیکیوں کے بدلے جو اس کو ثواب دے گا وہ دکھایا جائے گا تو اس کی خوشی میں اور اضافہ ہوجائے گا پھر خدا فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کی نیکیوں کا دفتر اس کے سامنے رکھو جب اس کے سامنے نامہ اعمال رکھا جائے گا تو وہ اس میں اپنی نیکیاں دیکھے گا جن کو اس نے انجام نہیں دیا ہوگا۔ پھر وہ عرض کرے گا اے خدایا تیری عزت کی قسم کو جانتا ہے کہ میں نے ان اعمال کو انجام نہیں دیا تو خدا کی آواز آئے گی اے میرے بندے تو نے سچ کہا ہے لیکن تو نے ان اعمال خیر کے انجام دینے کی نیت کی تھی اور اس کو انجام نہیں دیا تھا ہم نے اسے بھی تیرے نامہ اعمال میں لکھ دیا ہے پھر ان ناکردہ نیکیوں پر بھی خدا اپنے مومن بندے کو ثواب عطاء کرے گا۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ

،،اور اے رسول آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیں روح میرے رب کا ایک امر ہے۔

حدثنی: علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ: روح اللہ کا فرشتہ و ملک ہے جو جبرائیل اور میکائیل سے بھی اعظم ہے بزرگ ہے وہ رسول خدا کے ساتھ ہوتا تھا اور ان کے بعد ہم آئمہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ روح ایک ملکوتی طاقت ہے۔

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾

،،آپ کہہ دیں کہ اگر تمام انسان اور جن سب مل کر قرآن جیسی کتاب لانا چاہیں تو وہ اس جیسی کتاب نہ لاسکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے پشت پناہ کیوں نہ ہوں۔

یعنی خواہ ایک دوسرے کے مددگار بھی ہوجائیں تب بھی اس جیسی کتاب نہیں لائی جاسکتی۔

آیت نمبر ۸۹ تا ۹۵

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤى اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾

ترجمہ

اور ہم نے اس قرآن میں ساری مثالیں اُلٹ پلٹ کر بیان کردی ہیں لیکن اس کے بعد پھر بھی اکثر لوگوں نے کفر کے علاوہ ہر بات سے انکار کردیا ہے (۸۹) اور ان لوگوں نے کہنا شروع کردیا کہ ہم تم پر ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمارے لئے زمین سے چشمہ نہ جاری کردو (۹۰) یا تمہارے پاس کھجور اور انگور کے باغ ہوں جن کے درمیان تم نہریں جاری کردو (۹۱) یا ہمارے اوپر اپنے خیال کے مطابق آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے گرادو یا اللہ اور ملائکہ کو ہمارے سامنے لاکر کھڑا کردو (۹۲) یا تمہارے پاس سونے کا کوئی مکان ہو یا تم آسمان کی بلندی پر چڑھ جاؤ اور اس بلندی پر بھی ہم ایمان نہ لائیں گے

جب تک کوئی ایسی کتاب نازل نہ کردو جسے ہم پڑھ لیں آپ کہہ دیجئے کہ ہمارا پروردگار بڑا بے نیاز ہے اور میں صرف ایک بشر ہوں جسے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے (۹۳) اور ہدایت کے آجانے کے بعد لوگوں کے لئے ایمان لانے سے کوئی شے مانع نہیں ہوئی مگر یہ کہ کہنے لگے کہ کیا خدا نے کسی بشر کو رسول بنا کر بھیج دیا ہے (۹۴) تو آپ کہہ دیجئے کہ اگر زمین میں ملائکہ اطمینان سے ٹہلتے ہوتے تو ہم آسمان سے ملک ہی کو رسول بنا کر بھیجتے (۹۵)

تفسیر

اور ان لوگوں نے کہنا شروع کردیا کہ ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمارے لئے زمین سے چشمہ نہ جاری کردو۔

علامہ فرماتے ہیں کہ۔ یہ آیت کریمہ ام المومنین حضرت ام سلمٰی رضی اللہ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اس نے یہ بات حضرت رسول خدا سے ہجرت سے قبل مکہ میں کہی تھی۔

اور جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو فاتح بن کر مکہ میں داخل ہوئے تو دوسرے لوگوں کی طرح عبداللہ بن ابی امیہ نے بھی آپ کا استقبال کیا۔ اور آپ کو سلام کیا تو رسول خدا نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا اور اس سے منہ موڑ لیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس سفر میں ام المومنین اُم سلمٰی رضی اللہ عنہا رسول خدا کے ساتھ تھیں عبداللہ ابن ابی امیہ ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے میری بہن رسول خدا نے تمام لوگوں کے اسلام کو قبول کیا ہے لیکن میرے اسلام کو رد کردیا ہے جیسے میرے علاوہ دوسرے لوگوں کے اسلام کو قبول فرمایا ہے ویسے میرے اسلام کو قبول نہیں کیا۔

جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے تو اُم المومنین اُم سلمٰی رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے تمام لوگوں کے اسلام کو قبول فرما کر سب کو سعادت و شرف بخشا ہے۔ لیکن میرے بھائی عبداللہ کو یہ شرف و سعادت نہیں بخشی آپ نے تمام عرب کے قریش میں سے فقط میرے بھائی کے اسلام کو رد کردیا ہے اور باقی سب لوگوں کے اسلام کو قبول فرمایا ہے۔ تو حضرت رسول خدا نے فرمایا اے اُم سلمٰی: تیرے بھائی نے میری اس انداز میں تکذیب کی تھی کہ اس طرح کسی اور نے تکذیب نہیں کی تھی یہ ہی وہ ہے جس نے مجھے کہا تھا۔ اے محمد ہم آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک تو ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری نہ کردیں یا تیرے لئے بھی ایک کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو اس میں چشمے جاری ہوں تاکہ آپ بھی اس سے کھائیں اور ہمیں بھی اس سے کھلائیں یا جیسا کو گمان کرتا ہے ایسے ہمارے اوپر آسمان گر جائے یا اللہ اور اس کے ملائکہ کو ہمارے

سامنے لے آئیں یا تیرے لئے سونے کا گھر ہو۔ یا تو ہمارے سامنے آسمان کی طرف چڑھ جائے اور وہاں سے ہمارے لئے ہمارے نام کی کتاب لے کر آئیں تا کہ ہم اس کو پڑھیں۔ یہ مطالبہ کسی اور نے نہیں کیے تھے۔

حضرت اُمِ سلمٰی رضی اللہ عنھا نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ نے ہی فرمایا تھا کہ اسلام کے قبول کرنے سے گزشتہ سارے گناہ اللہ معاف کر دیتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں پھر رسولؐ خدا نے عبداللہ کا اسلام قبول کر لیا۔

ابوالجارود نے حضرت امام جعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ۔۔ عبداللہ بن ابی امیہ نے رسول خدا سے کہا تھا۔ ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک آپ ہمارے لیے زمین سے چشمہ جاری نہ کر دیں یا تمہارے لئے کھجور و انگور کے باغ ہوں جن کے درمیان نہریں جاری کر دو۔ یا ہمارے اوپر اپنے خیال میں آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دو یا اللہ اور ملائکہ ہمارے سامنے نازل کر دو یا سونے سے مزین تمہارے لئے گھر ہو یا تو آسمانوں پر جاؤ اور ہمارے لئے کتاب لے کر آؤ تا کہ ہم اس کو پڑھیں اور وہ کتاب بولے میں اللہ کی طرف سے عبداللہ بن ابی امیہ کی طرف آئی ہوں۔ اور وہ کتاب بیان کرے کہ یہ محمد سچا ہے میں نے اس کو نبی مبعوث کیا ہے۔ اور پھر اس پر چار فرشتے گواہی دیں کہ ہاں یہ واقعی خدا کی طرف سے ہے۔ اس پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ ۔ اے میرے آپ ان سے فرما دیں میرا رب پاک و منزہ ہے میں فقط بشر و رسول ہوں۔

قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾

ترجمہ اے رسول آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر زمین پر فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے تو ہم آسمان سے فرشتے کو ہی رسول بنا کر نازل کرتے۔

علامہ علی ابن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے احمد بن النصر سے اور انہوں عمرو بن شمر سے انہوں نے جابر سے اور انہوں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی موجود تھے۔ کہ اچانک جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور آپ کا خوف و حزن کی وجہ سے رنگ تبدیل ہونا شروع ہو گیا یہاں تک کہ اس کا رنگ زعفرانی ہو گیا۔ پھر وہ رسول خداؐ کی پناہ میں آ گیا رسول خدا نے بھی اس چیز کو دیکھنا شروع کر دیا جس کو جبرائیل دیکھ رہے تھے اچانک ایک چیز نے جس نے مشرق و مغرب کو پر کر دیا ہے۔ اور رسول خداؐ کی طرف آ رہی ہے یہاں کہ زمین اس کے نصف قوس کی مانند ہے۔ پھر اس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ میں خدا کی طرف سے آپ کی طرف مبعوث ہوا ہوں تا کہ آپ کو

خبر دی جا سکے آیا آپ بادشاہ رسول بننا چاہتے ہیں یا عبد اور رسول؟ پس رسول خدا جبرائیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے کہ جس کا رنگ اصلی حالت میں آ چکا تھا پس جناب جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یا رسول آپ عبد اور رسول بننا پسند فرمائیں۔

رسولؐ خدا نے فرمایا بس عبد اور رسول ہونا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد وہ فرشتہ واپس آسمان کی طرف چلا گیا۔ اور اس کے جانے کا انداز یہ تھا کہ اس نے اپنا دایاں پاؤں اٹھایا تو اسے اول آسمان پر رکھا اور دوسرا اٹھایا تو دوسرے آسمان پھر رکھا پر آسمان پر ایک قدم رکھتا ہوا ساتویں آسمان تک چلا گیا۔

جیسے جیسے وہ اوپر جاتا گیا وہ چھوٹا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ چونٹی کی مثل نظر آنے لگا۔ پس رسولؐ خدا جبرائیل کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے جبرائیل میں نے آپ کو اس قدر خائف کبھی نہیں دیکھا تھا جس قدر آپ کو آج خائف و ڈرا ہوا دیکھا ہے۔ اور آپ کا رنگ اس قدر تبدیل ہو چکا تھا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ میری ملامت نہ کریں آپ جانتے ہیں یہ کون تھا؟

رسول خدا نے فرمایا: نہیں۔ جبرائیلؑ نے فرمایا یا رسول اللہ یہ اسرافیل تھا جو آپ کے پروردگار کا دربان ہے۔ اور جب سے یہ خلق ہوا ہے اسے آج تک میں نے اپنی جگہ سے نیچے آتے نہیں دیکھا اور میں نے اس کو نازل ہوتے دیکھا میں ڈر گیا کہ شاید قیامت آنے والی ہے اس وجہ سے میرا رنگ آپ نے تبدیل ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور جب میں نے دیکھا کہ اس سے خدا نے آپ کو مصطفٰی قرار دیا ہے۔ تو میرا رنگ اصلی حالت میں بدل گیا اور میرا خوف ڈر ختم ہو گیا۔ جب وہ واپس جا رہا تھا تو آپ نے اس دیکھا کہ چھوٹا ہوتا جا رہا تھا تو اس کی وجہ یہ ہے خدا کی بارگاہ میں کوئی نہیں جا سکتا مگر یہ وہ اس کی عظمت کے مقابل میں چھوٹا ہوتا ہے۔

یہ آپ کے رب کا دربان ہے مخلوق خدا میں سے کوئی بھی اس سے زیادہ خدا کے قریب نہیں ہے۔ اور سرخ یاقوت سے بنی ہوئی لوح جتنی اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ اور جب خداوحی کا کوئی تکلم کرتا ہے تو وہ لوح اس کی پیشانی پر لگتی ہے۔ پھر وہ اس لوح کی طرف دیکھتا ہے اور وہاں سے لے کر وہ ہماری طرف اترا کرتا ہے۔ اور ہم اس کو آسمانوں اور زمینوں میں جاری دیکھتے ہیں یہ خدا کے سب سے زیادہ قریب ہے اس کے اور دوسری مخلوق کے درمیان ستر پردے ہیں۔ اور ہر پردے کا دوسرے پردے کے درمیان ایک ہزار سال کی مسافت ہے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓی اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾

ہدایت آنے کے بعد لوگوں کو ایمان سے روکنے والی فقط یہ ہی چیز ہے کہ خدا نے بشر کو کیوں رسول مبعوث فرمایا ہے۔

آپ نے فرمایا کفار نے یہ اعتراض کیا تھا کہ خدا نے ہماری طرف فرشتوں کو رسول بنا کر کیوں مبعوث نہیں فرمایا تو ان کے جواب میں خدا نے فرمایا کہ اگر ہم ان لوگوں کی طرف فرشتوں کو مبعوث کرتے اور یہ ایمان نہ لاتے تو ہم سب کو وہ ہلاک کر دیتا۔ اور اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے تو ہم ان کی طرف فرشتے ہی رسول بنا کر مبعوث فرماتے یہ تو انسان ہیں اس لئے ان کی

طرف انسان ہی کو رسول بنا کر مبعوث کیا ہے۔

آیت نمبر ۹۶ تا ۱۱۱

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا
بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ
اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا
وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ
جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا
لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ
فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ
اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَلَقَدْ
اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ
لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ
هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ
مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ
جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ

وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى
مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ
سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ
وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا
فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ
ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ
شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

ترجمہ

کہہ دیجئے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ بننے کے لئے خدا کافی ہے کہ وہی اپنے بندوں کے حالات سے باخبر ہے اور ان کی کیفیات کا دیکھنے والا ہے (۹۶) اور جس کو خدا ہدایت دے دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لئے اس کے علاوہ کوئی مددگار نہ پاؤ گے اور ہم انہیں روز قیامت منہ کے بل گونگے اندھے بہرے محشور کریں گے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا کہ جس کی آگ بجھنے بھی لگے گی تو ہم شعلوں کو مزید بھڑکا دیں گے (۹۷) یہ اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کا انکار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہم ہڈیاں اور مٹی کا ڈھیر بن جائیں گے تو کیا دوبارہ از سرِ نو پیدا کئے جائیں گے (۹۸) کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا ہے کہ جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا

ہے وہ اس جیسا دوسرا بھی پیدا کرنے پر قادر ہے اور اس نے ان کے لئے ایک مدّت مقرر کر دی ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے مگر ظالموں نے کفر کے علاوہ ہر چیز سے انکار کر دیا ہے (۹۹) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ میرے پروردگار کے خزانوں کے مالک ہوتے تو خرچ ہو جانے کے خوف سے سب روک لیتے اور انسان تو تنگ دل ہی واقع ہوا ہے (۱۰۰) اور ہم نے موسیٰؑ کو کھلی ہوئی نشانیاں دی تھیں تو بنی اسرائیل سے پوچھو کہ جب موسیٰؑ ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہہ دیا کہ میں تم کو سحر زدہ خیال کر رہا ہوں (۱۰۱) موسیٰؑ نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ سب معجزات آسمان و زمین کے مالک نے بصیرت کا سامان بنا کر نازل کئے ہیں اور اے فرعون میں خیال کر رہا ہوں کہ تیری شامت آ گئی ہے (۱۰۲) فرعون نے چاہا کہ ان لوگوں کو اس سرزمین سے نکال باہر کر دے لیکن ہم نے اس کو اس کے ساتھیوں سمیت دریا میں غرق کر دیا (۱۰۳) اور اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ اب زمین میں آباد ہو جاؤ پھر جب آخرت کے وعدہ کا وقت آ جائے گا تو ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آئیں گے (۱۰۴) اور ہم نے اس قرآن کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور یہ حق ہی کے ساتھ نازل ہوا ہے اور ہم نے آپ کو صرف بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (۱۰۵) اور ہم نے قرآن کو متفرق بنا کر نازل کیا ہے تاکہ تم تھوڑا تھوڑا لوگوں کے سامنے پڑھو اور ہم نے خود اسے تدریجاً نازل کیا ہے (۱۰۶) آپ کہہ دیجئے کہ تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جن کو اس کے پہلے علم دے دیا گیا ہے ان پر تلاوت ہوتی ہے تو منہ کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں (۱۰۷) اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک و پاکیزہ ہے اور اس کا وعدہ یقیناً پورا ہونے والا ہے (۱۰۸) اور وہ منہ کے بل گر پڑتے ہیں روتے ہیں اور وہ قرآن ان کے خشوع میں اضافہ کر دیتا ہے (۱۰۹) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس طرح بھی پکارو گے اس کے تمام نام بہترین ہیں اور اپنی نمازوں کو نہ چلا کر پڑھو اور نہ بہت آہستہ آہستہ بلکہ دونوں کا درمیانی راستہ نکالو (۱۱۰) اور کہو کہ ساری حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے نہ کسی کو فرزند بنایا ہے اور نہ کوئی اس کے ملک میں شریک ہے اور نہ کوئی اس کی کمزوری کی بنا پر اس کا سرپرست ہے اور پھر باقاعدہ اس کی بزرگی کا اعلان کرتے رہو (۱۱۱)

تفسیر

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا

اور ہم ان کو قیامت کے دن منہ کے بل گونگے اندھے اور بہرے محشور کریں گے علامہ فرماتے ہیں ان کو پیشانی کے بل گھسیٹا جائے گا اور ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا کہ جس کی آگ بجھنے لگے گی تو ہم اس کے شعلوں کو مزید بھڑکا دیں گے۔

علامہ علی ابن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ہشام بن عمیرہ سے نقل کیا ہے انہوں نے مرفوعاً علی ابن الحسین علیہما السلام سے نقل کیا ہے۔

آپ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس کو سعیر کہا جاتا ہے۔ اور جہنم جب جوش میں آتی ہے تو وہ اس سعیر کو کھول دیتی ہے اور یہی بیان کرتی یہ آیت كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝ : یعنی جب بھی جہنم شعلے ماند پڑتے ہیں تو ہم اس لئے سعیر کو بھڑکا دیتے ہیں۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝

کہہ دیں کہ اگر تم لوگ میرے رب کے خزانوں کے مالک ہوتے تو خرچ ہو جانے کے خوف سے سب روک لیتے اور انسان تو تنگ دل و بخیل ہی واقع ہوا ہے۔

فتورا: یعنی بخیل ہوتا۔ یعنی انسان بخیل ہے۔ اور اگر تمام اموال دنیا والوں کے ہاتھوں میں ہوتے تو لوگ اموال کے ختم ہو جانے کے خوف سے کسی دوسرے کو کچھ بھی نہ دیتے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ

اور تحقیق ہم نے موسیٰ کو نو کھلی ہوئی نشانیاں عطا کی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطاء ہونے والی نو نشانیاں یہ ہیں۔

۱۔ طوفان۔ ۲۔ ٹڈی دل۔ ۳۔ جوئیں۔ ۴۔ مینڈک۔ ۵۔ خون۔ ۶ پتھر۔ ۷۔ عصا۔ ۸۔ ید بیضا۔ ۹۔ سمندر۔

وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ : اے فرعون میں گمان کرتا ہوں کہ تو ضرور برضرور غرق ہونے والا ہے۔

فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ پس فرعون نے چاہا کہ ان لوگوں (بنی اسرائیل) کو مصر کی زمین سے باہر نکال دے۔

یعنی فرعون یہ چاہتا تھا کہ وہ ان کو زمین سے باہر نکال دے حالانکہ فرعون اور اس کی قوم جانتی تھی کہ یہ جتنی نشانیاں اور عذاب ان پر نازل ہو رہا ہے وہ سب خداوندِ متعال کی طرف سے ہے۔ لیکن ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو ہی دریا میں غرق کر دیا۔ اور اس کے بعد موسیٰ کی قوم سے کہا کہ اب تم اس زمین پر سکونت اختیار کرو۔

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ پس جب آخرت کے وعدہ کا وقت آئے گا تو ہم سب کو سمیٹ کر لے آئیں گے۔

یعنی قیامت کے دن تمام اطراف کے لوگوں کو سمیٹ کر اپنی بارگاہ میں لے آئیں گے۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ

"اور ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔ اور ہم نے خود اس کو تدریجاً نازل کیا ہے۔

اس کے بعد فرمایا اے محمد قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ... آپ کہہ دیں کہ تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ جن کو اس سے قبل علم دے دیا گیا ہے۔

یعنی اہل کتاب میں سے جن لوگوں کو علم دیا اور وہ رسول خدا پر ایمان لا چکے ہیں۔ جب ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے۔ منہ کے بل خدا کی بارگاہ میں سجدے میں گر جاتے ہیں۔

وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک و پاکیزہ ہے اور اس کا وعدہ یقیناً پورا ہونے والا ہے۔ اور وہ منہ کے بل گر پڑتے ہیں اور قرآن ان کے خشوع میں اضافہ کر دیتا ہے۔

یعنی وہ اہل کتاب کی قوم جو ایمان لا چکی ہے یہ ان کی حالت ہے کہ وہ قرآن کو سنتے ہیں اور قرآن ان کے خشوع کو زیادہ کرتا ہے۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے۔ اور انہوں نے الصباح سے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے خدا کے اس قول بارے میں نقل کیا ہے آپ نے فرمایا۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا : اور تم اپنی نمازوں کو نہ چلا کر پڑھو اور نہ ہی بہت آہستہ بلکہ درمیان راہ اختیار کر دی۔

آپؑ نے فرمایا۔ جہر سے مراد بلند آواز سے پڑھنا اور تخافیت سے مراد ہے اس قدر آہستہ پڑھنا کہ خود اپنے کان بھی انسان کی آواز نہ سن سکیں بلکہ اس کے درمیانہ راستہ اختیار کرو۔

نیز ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے آپ نے فرمایا:

جہر سے مراد بلند آواز اور تخافت سے مراد ایسی آواز کہ جس کو خود انسان بھی نہ سن سکے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں عرض کیا اگر کسی کی پیشانی پر پھوڑا ہو جس کی وجہ سے وہ زمین پر سجدہ نہ کر سکے۔

تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا اس کو چاہیے کہ وہ بالوں والی جگہ پر سجدہ کرے اور اگر وہ اس پر بھی طاقت نہیں رکھتا تو پھر وہ ماتھے کے دائیں جانب سجدہ کرے اور اگر یہ بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر بائیں جانب سے سجدہ کرے اور اگر وہ اس پر بھی طاقت نہ رکھتا تو پھر وہ ٹھوڑی کے ذریعے سجدہ کرے۔

میں نے عرض کیا کیا وہ اپنی ٹھوڑی کو زمین پر سجدہ گاہ پر رکھے گا تو آپؑ نے فرمایا۔ ہاں۔ کیا تو نے قرآن کو نہیں پڑھا۔ جس میں خدا فرماتا ہے۔ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ ۔ وہ اپنی ٹھوڑیوں کے بل زمین پر سجدے میں گر جاتے ہیں۔

نیز حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جہر سے مراد کہ آواز کو اس قدر بلند کیا جائے کہ تو جہر سے دور ہے وہ بھی اس کو سن لے اور اخفاف مراد یہ ہے کہ آواز اس قدر آہستہ ہو کر جو تیرے قریب ہے وہ بھی اس کہ خود سن سکے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

اور آپ کہہ دیں کہ ساری حمد اللہ کے لئے جس نے نہ کسی کو اپنا فرزند بنایا ہے اور نہ کوئی اس کے ملک میں شریک ہے اور نہ کوئی اس کا سرپرست ہے اور پھر باقاعدہ اس کی بزرگی کا اعلان کرتے ہو۔

مِنَ الذُّلِّ سے مراد ہے وہ محتاج نہیں تا کہ اس کا کوئی سرپرست ہو۔ اور وہ کمزور نہیں کہ اس کا کوئی مددگار ہو۔

سورہ بنی اسرائیل ختم شدہ

سُوْرَةُ الْكَهْفِ

یہ سورہ مبارکہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی آیات کی تعداد ۱۱۰، ایک سو دس ہیں اور اس کے بارہ رکوع ہیں۔
اس سورہ کا قرآن میں نمبر شمار 18 ہے لیکن ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا نمبر شمار 69 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص ہر شب جمعہ سورہ کہف کی تلاوت کرے گا وہ شہید ہو کر اس دنیا سے جائے گا اور اللہ اس کو بزم شہداء میں محشور فرمائے گا وہ قیامت کے دن شہداء کی صف میں کھڑا ہوگا۔

نیز اصول کافی میں آپؑ سے ہی روایت ہے آپ نے فرمایا:
جو شخص ہر شب جمعہ سورہ کہف کی تلاوت کرے گا تو یہ آئندہ جمعہ تک اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگی۔
رسول خداؐ سے نقل ہوا ہے جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے گا تو پورا سال تک وہ ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا خواہ دجال کا فتنہ ہی کیوں نہ ہو۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت نمبر ۱ تا ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجَا ۜ﴿۱﴾ قَيِّمًا
لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ
الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ﴿۲﴾ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ
قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۚ﴿۴﴾ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ
كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝﴿۵﴾ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ

نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝﴿۶﴾ اِنَّا جَعَلْنَا
مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝﴿۷﴾ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ
مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝﴿۸﴾ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ
كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝﴿۹﴾ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا
مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝﴿۱۰﴾ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي
الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝﴿۱۱﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا
لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝﴿۱۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا
بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝﴿۱۳﴾ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا
شَطَطًا ۝﴿۱۴﴾ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ
بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝﴿۱۵﴾ وَاِذِ
اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ
رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ
اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ
ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ
فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝﴿۱۷﴾ وَتَحْسَبُهُمْ

اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۚ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۚ
وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ
فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۚ
قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۚ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ
قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۚ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى
الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ
وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿١٩﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ
يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿٢٠﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

ساری حمد اس خدا کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی ہے اور اس میں کسی طرح کی کجی نہیں رکھی ہے (۱) اسے بالکل ٹھیک رکھا ہے تاکہ اس کی طرف سے آنے والے سخت عذاب سے ڈرائے اور جو مومنین نیک اعمال کرتے ہیں انہیں بشارت دے دو کہ ان کے لئے بہترین اجر ہے (۲) وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں (۳) اور پھر ان لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈرائے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو اپنا فرزند بنایا ہے (۴) اس سلسلے میں نہ انہیں کوئی علم ہے اور نہ ان کے باپ دادا کو۔ یہ بہت بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے کہ یہ جھوٹ کے علاوہ کوئی بات ہی نہیں کرتے (۵) تو کیا آپ شدتِ افسوس سے ان کے پیچھے اپنی جان خطرہ میں ڈال دیں گے اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائے (۶) بیشک ہم نے روئے زمین کی ہر چیز کو زمین کی زینت قرار دے دیا ہے تاکہ ان

لوگوں کا امتحان لیں کہ ان میں عمل کے اعتبار سے سب سے بہتر کون ہے (۷) اور ہم آخرکار روئے زمین کی ہر چیز کو چٹیل میدان بنا دینے والے ہیں (۸) کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ کہف و رقیم والے ہماری نشانیوں میں سے کوئی تعجب خیز نشانی تھے (۹) جبکہ کچھ جوانوں نے غار میں پناہ لی اور یہ دعا کی کہ پروردگار ہم کو اپنی رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے ہمارے کام میں کامیابی فراہم کر دے (۱۰) تو ہم نے غار میں ان کے کانوں پر چند برسوں کے لئے پردے ڈال دیئے (۱۱) پھر ہم نے انہیں دوبارہ اٹھایا تاکہ یہ دیکھیں کہ دونوں گروہوں میں اپنے ٹھہرنے کی مدت کسے زیادہ معلوم ہے (۱۲) ہم آپ کو ان کے واقعات بالکل سچے سچے بتا رہے ہیں چند جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا تھا (۱۳) اور ان کے دلوں کو مطمئن کر دیا تھا اس وقت جب یہ سب یہ کہہ کر اٹھے کہ ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا مالک ہے ہم اس کے علاوہ کسی خدا کو نہ پکاریں گے کہ اس طرح ہم بے عقلی کی بات کے قائل ہو جائیں گے (۱۴) یہ ہماری قوم ہے جس نے خدا کو چھوڑ کر دوسرے خدا اختیار کر لئے ہیں آخر یہ لوگ ان خداؤں کے لئے کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے۔۔۔ پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو پروردگار پر افترا کرے اور اس کے خلاف الزام لگائے (۱۵) اور جب تم نے ان سے اور خدا کے علاوہ ان کے تمام معبودوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے تو اب غار میں پناہ لے لو تمہارا پروردگار تمہارے لئے اپنی رحمت کا دامن پھیلا دے گا اور اپنے حکم سے آسانیوں کا سامان فراہم کر دے گا (۱۶) اور تم دیکھو گے کہ آفتاب جب طلوع کرتا ہے تو ان کے غار سے داہنی طرف کترا کر نکل جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو بائیں طرف جھک کر نکل جاتا ہے اور وہ وسیع مقام پر آرام کر رہے ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جس کو خدا ہدایت دے دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو وہ گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لئے کوئی راہنما اور سرپرست نہ پاؤ گے (۱۷) اور تمہارا خیال ہے کہ وہ جاگ رہے حالانکہ وہ عالمِ خواب میں ہیں اور ہم انہیں داہنے بائیں کروٹ بھی بدلوا رہے ہیں اور ان کا کتا ڈیوڑھی پر دونوں ہاتھ پھیلائے ڈٹا ہوا ہے اگر تم ان کی کیفیت پر مطلع ہو جاتے تو اُلٹے پاؤں بھاگ نکلتے اور تمہارے دل میں دہشت سما جاتی (۱۸) اور اس طرح ہم نے انہیں دوبارہ زندہ کیا تاکہ

آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں تو ایک نے کہا کہ تم نے کتنی مدت توقف کیا ہے تو سب نے کہا کہ ایک دن یا اس کا ایک حصہ ان لوگوں نے کہا کہ تمہارا پروردگار اس مدت سے بہتر باخبر ہے اب تم اپنے سکے دے کر کسی کو شہر کی طرف بھیجو وہ دیکھے کہ کون سا کھانا بہتر ہے اور پھر تمہارے لئے رزق کا سامان فراہم کرے اور وہ آہستہ جائے اور کسی کو تمہارے بارے میں خبر نہ ہونے پائے (۱۹) یہ تمہارے بارے میں باخبر ہو گئے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا تمہیں بھی اپنے مذہب کی طرف پلٹا لیں گے اور اس طرح تم کبھی نجات نہ پا سکو گے (۲۰)

تفسیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ؕ﴿۱﴾

تمام حمد ہے اس اللہ کے لئے جس نے اپنے بندے پر کتاب قیم کو نازل کیا جس میں کوئی کجی نہیں ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں تقدم وتاخر ہوا ہے جس کو مقدم ہونا چاہیے تھا قیما وہ موخر ہے اور جس کو موخر ہونا چاہیے تھا وہ مقدم ہے۔ اس کو یوں ہونا چاہیے تھا کہ الکتاب قیما اور لم یجعل لہ عوجا، یعنی اس ٹھیک کتاب نازل کی ہے جس میں کوئی کجی نہیں ہے۔ (فصاحت وبلاغت کا قانون ہے کہ بعض اوقات کسی خاص غرض کے لئے تقدم وتاخیر کرنا جائز ہے اور وہ غرض اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ اس نے قرآن پر اعتراض کیا ہے اور نہ یہ تقدم وتاخیر جو غرض عقلائی کے تحت ہو وہ عیب نہیں بلکہ حسن ہوتا ہے۔ مترجم) اور بعض اوقات ایک حرف کو دوسرے حرف پر مقدم کیا جاتا ہے۔

قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ تاکہ اپنی طرف سے دیے جانے والے سخت عذاب کے بارے میں لوگوں کو ڈرائے،،

یعنی اس کتاب کے نزول کی اول غرض یہ ہے کہ لوگوں ڈرایا جائے اور ان کا متنبہ کیا جائے اس عذاب کے بارے میں جو ان کی نافرمانی کی وجہ سے خدا کی طرف سے ان پر نازل ہو سکتا ہے۔

وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ﴿۲﴾ مَّاكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ۙ﴿۳﴾

اور جو مومنین نیک اعمال کرتے ہیں انہیں بشارت دی جائے کہ ان کے لئے بہترین اجر ہے۔

قرآن کے نازل ہونے کی دوسری غرض بتائی جا رہی ہے کہ وہ صاحبان ایمان جو نیک وصالح اعمال انجام دیتے ہیں ان کو اس کی بشارت دی جائے ان کے لئے بہترین اجر کے طور پر جنت ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ؕ﴿۴﴾ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ

اور ان لوگوں کو عذاب خدا سے ڈرائے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو اپنا فرزند بنایا ہے اس کے بارے میں انہیں کوئی

یہ ان لوگوں کے بارے میں جو کہتے ہیں خدا کی اولاد ہے جیسا کہ قریش والوں کا گمان تھا کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ یا [illegible] کا گمان ہے کہ حضرت عزیر اللہ کے فرزند ہیں نعوذ باللہ) عیسائیوں کا نظریہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم روح اللہ اللہ کے [illegible] (نعوذ باللہ) اللہ ان سب کو رد کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ ارشاد فرما رہا ہے کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور پھر فرماتا ہے کہ [illegible] ان کو اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ اور ان کے اباؤ واجداد کو بھی علم نہیں ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے جو اپنی [illegible] جاری کرتے ہیں اور یہ فقط ان کا جھوٹ ہے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ؕ﴿۶﴾

تو کیا آپ شدت افسوس میں ان کی خاطر اپنی جان خطرے میں ڈال دیں گے اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائے۔

ابوالجارود نے اسی آیت کے بارے میں حضرت امام جعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا مراد یہ ہے۔ [illegible] کیا آپ اپنے آپ کو ان کے ایمان نہ لانے کے افسوس میں ختم کر دیں گے۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَةً لَّهَا: اور ہم نے روئے زمین پر ہر چیز کو زمین کے لئے زینت قرار دیا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں مراد زمین پر جو درخت ونباتات بلکہ جو کچھ زمین پر موجود ہے وہ سب زمین کی زینت [illegible] اور یہ اس لئے قرار دیا تا کہ ہم لنبلوھم،، تا کہ ہم ان کا امتحان لیں کہ ان میں سے کون ہے جو اچھا عمل انجام دیتا ہے۔ اور [illegible] اس زمین کو چٹیل میدان قرار دیں گے

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ؕ﴿۹﴾

کیا تم گمان کرتے ہوئے اصحاب کہف اور رقیم ہماری تعجب خیز نشانیوں میں سے ہیں۔

خدا یہ کہتا ہے کہ آپ کے پاس ان سے بھی زیادہ تعجب خیز نشانیاں آئیں گئی۔ یہ اصحاب کہف حضرت عیسیٰ اور محمد علیہما السلام [illegible] زمانے کے چند مومن جوان تھے۔

الرقیم تانبے کی دو تختیاں تھیں جن پر ان جوانوں کے حالات تحریر تھے۔ اور ان کے اسلام قبول کرنے اور وقیانوس [illegible] کی طرف ان کے ساتھ سلوک روا رکھا گیا تھا وہ سب ان تختوں پر تحریر ہے۔

شان نزول:

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس کے شان نزول کے بارے میں بیان فرمایا کہ سورہ کہف کا شان نزول یہ ہے کہ مکہ کے قریش نے تین افراد نضر بن الحارث بن کلاۃ وعقبۃ بن ابی معیط اور العاص بن وائل سھمی کو نجران کے اہل کتاب کی طرف روانہ کیا تا کہ یہ افراد۔ یہود ونصاری سے مسائل کی تعلیم حاصل کر کے آئیں اور وہ مسائل رسول سے پوچھے جائیں۔ پس یہ افراد نجران کے یہود ونصاری کے پاس گئے اور وہاں کے یہود ونصاری کے علماء سے ملاقاتیں کی۔ اور ان سے سوال دریافت کیے تا کہ وہ رسول سے سوال کیے جائیں۔ علماء یہود ونصاریٰ نے کہا کہ تم محمد جو مدعی نبوت ہے اس سے تین سوال پوچھو اگر وہ وہی جواب دے جو ہمارے پاس درج میں تو پھر وہ سچا نبی ہے پھر آخر میں اس ایک سوال کرنا اگر وہ اس کے جواب کہتا ہے کہ مجھے معلوم ہے تو پھر جھوٹا ہے اور اگر اس کے جواب سے لاعلمی کا اظہار کرے تو وہ سچا ہے کیونکہ اس کے علم کے بارے میں سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ انہوں نے کہا وہ سوال کون سے ہیں۔

۱۔ انہوں نے کہا کہ جاؤ اس سے سوال کرو وہ جوان کون تھے۔ جنہوں نے دین کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑا تھا اور غائب ہو گئے تھے اور ان پر نیند طاری ہو گئی تھی وہ کتنے عرصے کے لئے سورہے اور پھر وہ جب بیدار ہوئے ان کی تعداد کیا تھی اور غیر انسان ان کے ساتھ کون سا جانور تھا۔ جوان کے ہمراہ تھا اور ان قصہ کیا تھا؟

۲۔ دوسرا سوال یہ کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کس عالم کے پاس گے تھے انہوں نے اس سے کیا علم حاصل کیا اور اپنے استاد کی پیروی کیسے کی۔

۳۔ تم ان سے تیرا مسئلہ یہ پوچھو کہ وہ حکمران کون تھا جو مغرب ومشرق تک گیا اور یاجوج وماجوج کی دیوار تعمیر کروائی۔ پھر علماء نے ان تین رکنی وفد کو یہ سوال بھی تحریر کروائے اور ان کے جوابات بھی تحریر کروائے کہ اگر اس کے مطابق جواب دے تو سچا ہے اور آخر میں ان سے پوچھو کہ قیامت کب آئے گی؟ اگر وہ اسے کے لئے وقت معین کرے تو پھر جھوٹا ہے کیونکہ قیامت کا علم فقط خدا کے پاس ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔

پھر قریش کا تین رکنی وفد مکہ آیا۔ اور انہوں نے حضرت ابوطالبؑ سے ملاقات کی۔ اور ان سے کہا کہ آپ کا بھتیجا یہ گمان کرتا ہے کہ اسکے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں۔ ہم اس سے کچھ مسائل پوچھنا چاہتے ہیں اگر اس نے ہمیں صحیح جواب دیے تو ہم جان لیں گے کہ وہ سچا ہے اور اگر وہ ہمیں ان سوالات کے جوابات نہ دے سکا تو ہم جان لیں گے کہ وہ جھوٹا ہے۔

حضرت ابوطالبؑ نے کہا: جو تمہارے جی میں آئے ان سے پوچھو۔ چنانچہ مشرکین مکہ نے آپؐ سے مذکورہ تین مسائل پوچھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: میں ان کے کل جواب کل دوں گا۔ آپؐ نے اس وقت انشاء اللہ نہ کہا:

آپؐ پر چالیس دن تک وحی کا سلسلہ رک گیا جس کی وجہ سے آپؐ کو سخت افسوس ہوا اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کو بھی [illegible] اور بعض افراد کو نبوت میں بھی شک ہونے لگا جب کہ قریش کو بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے دل کھول کر آپ کا مذاق [illegible] اس معاملہ پر حضرت ابوطالبؑ کو سخت افسوس ہوا۔

پھر چالیس دن بعد آپؐ پر سورہ کہف نازل ہوئی۔ آپؐ نے جبرائیل سے فرمایا: تم نے اس بار بڑی دیر کر دی اس کی کیا [illegible] جبرائیل امین نے کہا ہم حکم خداوندی کے بغیر نازل نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر اصحاب کہف کا قصہ نازل فرمایا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اصحاب کہف کے زمانے میں ایک سرکش بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اور اہل مملکت کو بت پرستی کی دعوت دیتا تھا۔ جو اسے قبول نہ کرتا وہ اسے قتل کرا دیتا۔ جبکہ اصحاب کہف مومن تھے اور خدا کی عبادت کرنے والے تھے۔ بادشاہ نے شہر کے پر دروازے [illegible] نصب کرا دیے تھے۔ اور ہر دروازے پر فوجی مقرر کیے تھے اور انہیں حکم دیا تھا کہ شہر سے اس وقت تک کسی کو نکلنے نہ دیں [illegible] تک وہ بتوں کو سجدہ نہ کرے۔

اصحاب کہف شکار کا بہانہ کر کے گھر سے نکل پڑے راستے میں چرواہے سے ان کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے چرواہے کو اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی چرواہے نے ان کی دعوت قبول نہ کی لیکن اس کا کتا اسے چھوڑ کر ان کے ساتھ چل پڑا۔

یہی وجہ ہے کہ جنت میں صرف تین جانور داخل ہوں گے (۱) بلعم بن باعور کا گدھا (۲) حضرت یوسف کا بھیڑیا (۳) اصحاب کہف کا کتا۔

اصحاب کہف شکار کا بہانہ بنا کر گھر سے نکلے شام ہوئی تو وہ غار میں داخل ہوئے۔ کتا بھی ان کے ساتھ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند مسلط کر دی اور وہ آرام سے سو گئے یہاں تک کہ اس دور کا ظالم بادشاہ ہلاک ہو گیا اور اس کے اہل مملکت بھی مر گئے۔ اور زمانہ بدل گیا اس کی جگہ دوسرا زمانہ شروع ہو گیا۔

دوسری قوم نے پہلی قوم کی جگہ سنبھالی۔ اس وقت وہ بیدار ہوئے اور انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ تم کتنا عرصہ یہاں رہے ہو؟

انہوں نے سورج کی طرف دیکھ کر کہا کہ ہم دن یا دن کا کچھ حصہ یہاں رہے ہیں۔ پھر انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو چاندی کا سکہ دے کر کہا کہ تم بازار جاؤ اور کوشش کرو کہ تمہیں کوئی نہ پہنچانے اور وہاں سے پاکیزہ سا کھانا لے آؤ۔ اور خیال رکھنا کہ کسی کو ہمارا پتہ نہ چلے، کیونکہ اگر ان لوگوں کو ہمارا پتہ چل گیا تو وہ ہمیں قتل کر دیں گے یا ہمیں مجبور کر کے اپنی ملت میں شامل کر دے گے اور اگر ایسا ہوا تو ہم کبھی نجات حاصل نہ کر پائیں گے۔ چنانچہ انکا ساتھی شہر میں گیا اور اس نے شہر کو عجیب سا پایا اور اسے شہر میں وہ لوگ دکھائی دیئے جو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے اور شہر والے اس کی بولی نہ سمجھتے تھے اور وہ اہل شہر کی بولی سمجھنے سے قاصر تھا۔

لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے اپنا تعارف کروایا لوگوں نے اس کا احترام کیا اور اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے اپنے دوستوں کو اور اس شخص کو ساتھ لیا اور غار کے دھانے پر پہنچ گیا۔ اصحاب کہف کا فر واندر چلا گیا۔ لوگ غار کے دھانے پر کھڑے ہو گئے اور ان کی تعداد کے متعلق اندازے لگانے لگے کچھ کہتے تھے کہ اندر تین افراد ہیں اور چوتھا ان کے ساتھ انکا کتا ہے۔ کچھ کہتے تھے کہ وہ پانچ ہیں اور چھٹا ان کا کتا ہے۔

کچھ نے کہا کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا اللہ تعالیٰ نے غار کے دھانے پر حجاب رعب ڈال دیا۔ باہر کے لوگ اندر نہ جا سکے ان کا جو ساتھی باہر کی دنیا دیکھ کر آیا تھا اس نے انہیں بتایا کہ طویل عرصہ تک یہاں سوتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانی بنا دی۔ اب تمہیں وقیانوسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ باہر ایک صاحب ایمان بادشاہ ہمارے استقبال کے لئے کھڑا ہے۔ جب انہوں نے یہ سنا تو وہ رو دیے اور انہوں نے خدا سے درخواست کی کہ وہ ان پر دوبارہ نیند مسلط کر دے۔

باہر کے لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ ہمیں یہاں ایک عمارت بنا دینی چاہیے لیکن بادشاہ اور ان کے ساتھیوں نے کہا ہم یہاں ایک مسجد تعمیر کرواتے ہیں ہم یہاں آ کر ان لوگوں کی زیارت کریں گے، کیونکہ یہ مومن ہیں ہر سال وہ دو مرتبہ کروٹ بدلتے ہیں۔ چنانچہ چھ ماہ تک وہ دائیں پہلو پر سوتے ہیں اور چھ ماہ کے بعد وہ بائیں پہلو سوتے ہیں۔ ان کا کتا پاؤں پھیلائے غار کے دھانے پر بیٹھا ہے اسی طرف اشارہ کر رہا ہے قرآن۔

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ۔ اور ان کا کتا دروازے پر دو پاؤں پھیلائے ڈٹا ہوا۔

آیت نمبر ۲۱ تا ۴۴

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ
لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ
بُنْيَانًا ۗ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۗ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ
عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ
خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ
كَلْبُهُمْ ۗ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ

فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۖ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿٢٢﴾ وَلَا تَقُوْلَنَّ
لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۚ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا
نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ وَلَبِثُوْا فِيْ
كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۗ مَا لَهُمْ مِّنْ
دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ
كِتَابِ رَبِّكَ ۗ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾
وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ
وَجْهَهٗ ۚ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ
مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ وَقُلِ
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا
لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۗ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ
كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۗ بِئْسَ الشَّرَابُ ۗ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾ اِنَّ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ
اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ

مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾
وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ
وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا
وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ
لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ
وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَاۤ اَظُنُّ
السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾
قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ
مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّيْۤ
اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ
اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ
جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾
اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ
فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَاۤ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا
وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَيْرٌ

ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾

ترجمہ

اور اس طرح ہم نے قوم کو ان کے حالات پر مطلع کر دیا تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے
اور قیامت میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے جب یہ لوگ آپس میں ان کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے
اور یہ طے کر رہے تھے کہ ان کے غار پر ایک عمارت بنا دی جائے۔ خدا ان کے بارے میں بہتر جانتا
ہے اور جو لوگ دوسروں کی رائے پر غالب آئے انہوں نے کہا کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے (۲۱)
عنقریب یہ لوگ کہیں گے کہ وہ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا اور بعض کہیں گے کہ پانچ تھے اور چھٹا ان
کا کتا تھا اور یہ سب صرف غیبی اندازے ہوں گے اور بعض تو یہ بھی کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں
ان کا کتا تھا۔ آپ کہہ دیجئے کہ خدا ان کی تعداد کو بہتر جانتا ہے اور چند افراد کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے
لہذا آپ ان سے ظاہری گفتگو کے علاوہ واقعاً کوئی بحث نہ کریں اور ان کے بارے میں کسی سے
دریافت بھی نہ کریں (۲۲) اور کسی شے کے لئے یہ نہ کہیں کہ میں یہ کام کل کرنے والا ہوں (۲۳) مگر
جب تک خدا نہ چاہے اور بھول جائیں تو خدا کو یاد کریں اور یہ کہیں کہ عنقریب میرا خدا مجھے واقعیت سے
قریب تر امر کی ہدایت کر دے گا (۲۴) اور یہ لوگ اپنے غار میں تین سو برس رہے اور اس پر نو دن کا
اضافہ بھی ہو گیا (۲۵) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ان کی مدتِ قیام سے زیادہ باخبر ہے اسی کے لئے آسمان و
زمین کا سارا غیب ہے اور اس کی سماعت و بصارت کا کیا کہنا ان لوگوں کے لئے اس کے علاوہ کوئی
سرپرست نہیں ہے اور نہ وہ کسی کو اپنے حکم میں شریک کرتا ہے (۲۶) اور جو کچھ کتاب پروردگار سے وحی
کے ذریعہ آپ تک پہنچایا گیا ہے آپ اسی کی تلاوت کریں کہ کوئی اس کے کلمات کو بدلنے والا نہیں ہے
اور اس کو چھوڑ کر کوئی دوسرا ٹھکانا بھی نہیں ہے (۲۷) اور اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ صبر پر آمادہ کرو
جو صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اسی کی مرضی کے طلب گار ہیں اور خبردار تمہاری نگاہیں ان

کی طرف سے پھر نہ جائیں کہ زندگانی دنیا کی زینت کے طلب گار بن جاو اور ہرگز اس کی اطاعت نہ کرنا جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے محروم کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہشات کا پیروکار ہے اور اس کا کام سراسر زیادتی کرنا ہے (۲۸) اور کہہ دو کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے اب جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کافر ہو جائے ہم نے یقیناً کافرین کے لئے اس آگ کا انتظام کر دیا ہے جس کے پردے چاروں طرف سے گھیرے ہوں گے اور وہ فریاد بھی کریں گے تو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح کے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی فریادرسی کی جائے گی جو چہروں کو بھون ڈالے گا یہ بدترین مشروب ہے اور جہنّم بدترین ٹھکانا ہے (۲۹) یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہم ان لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ہیں جو اچھے اعمال انجام دیتے ہیں (۳۰) ان کے لئے وہ دائمی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک اور دبیز ریشم کے سبز لباس میں ملبوس اور تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے یہی ان کے لئے بہترین ثواب اور حسین ترین منزل ہے (۳۱) اور ان کفار کے لئے ان دو انسانوں کی مثال بیان کر دیجئے جن میں سے ایک کے لئے ہم نے انگور کے دو باغ قرار دیئے اور انہیں کھجوروں سے گھیر دیا اور ان کے درمیان زراعت بھی قرار دے دی (۳۲) پھر دونوں باغات نے خوب پھل دیئے اور کسی طرح کی کمی نہیں کی اور ہم نے ان کے درمیان نہر بھی جاری کر دی (۳۳) اور اس کے پاس پھل بھی تھے تو اس نے اپنے غریب ساتھی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ میں تم سے مال کے اعتبار سے بڑھا ہوا ہوں اور افراد کے اعتبار سے بھی زیادہ باعزت ہوں (۳۴) وہ اسی عالم میں اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا اپنے باغ میں داخل ہوا اور کہنے لگا کہ میں تو خیال بھی کرتا ہوں کہ یہ کبھی تباہ بھی نہیں ہو سکتا ہے (۳۵) اور میرا گمان بھی نہیں ہے کہ کبھی قیامت قائم ہوگی اور پھر اگر میں پروردگار کی بارگاہ میں واپس بھی گیا تو اس سے بہتر منزل حاصل کر لوں گا (۳۶) اس کے ساتھی نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ تو نے اس کا انکار کیا ہے جس نے تجھے خاک سے پیدا کیا ہے پھر نطفہ سے گزارا ہے اور پھر ایک با قاعدہ انسان بنا دیا ہے (۳۷) لیکن میرا ایمان یہ ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور میں کسی کو اس کا شریک نہیں بنا سکتا ہوں

(۳۸) اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوتا تو کہتا ماشاء اللہ اس کے علاوہ کسی کے پاس کوئی قوت نہیں ہے اگر تو یہ دیکھ رہا ہے کہ میں مال اور اولاد کے اعتبار سے تجھ سے کم تر ہوں (۳۹) تو امید وار ہوں کہ میرا پروردگار مجھے بھی تیرے باغات سے بہتر باغات عنایت کر دے اور ان باغات پر آسمان سے ایسی آفت نازل کر دے جو سب کو خاک کر دے اور چٹیل میدان بنا دے (۴۰) یا ان باغات کا پانی خشک ہو جائے اور اس کے طلب کرنے پر بھی قادر نہ ہو (۴۱) اور پھر اس کے باغ کے پھل آفت میں گھیر دیئے گئے تو وہ ان اخراجات پر ہاتھ ملنے لگا جو اس نے باغ کی تیاری پر کئے تھے جب کہ باغ اپنی شاخوں کے بل اُلٹا پڑا ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ اے کاش میں کسی کو اپنے پروردگار کا شریک نہ بناتا (۴۲) اور اب اس کے پاس وہ گروہ بھی نہیں تھا جو خدا کے مقابلہ میں اس کی مدد کرتا اور وہ بدلہ بھی نہیں لے سکتا تھا (۴۳) اس وقت ثابت ہوا کہ قیامت کی نصرت صرف خدائے برحق کے لئے ہے وہی بہترین ثواب دینے والا ہے اور وہی انجام بخیر کرنے والا ہے (۴۴)

تفسیر

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ۔ اور ہم نے اسی طرح قوم کو ان کے حالات سے آگاہ کر دیا تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ

قوم سے وہ لوگ ہیں جو غار کے دروازے تک گئے تھے ان کو اصحاب کہف کے حالت سے آگاہ کر دیا۔

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ : وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا ہے یعنی ان کی تعداد میں اختلاف ہے کچھ نے کہا پانچ تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا۔ بعض نے کہا کہ وہ پانچ ہیں اور چھٹا ان کا کتا تھا بعض نے کہا کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا یہ روایتی تیر ہیں ان میں سے کسی کو ان کی تعداد کا علم نہیں ہے۔

اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا: قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ۔ آپ کہہ دیں کہ میرا رب ہی ان کی تعداد کو بہتر جانتا ہے اور چند لوگوں کے علاوہ کوئی ان کی تعداد کو نہیں جانتا۔

اس پر ان کی خبر تمام ہوئی ہے۔ اس کے بعد خدا فرماتا ہے۔

فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۖ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ

اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۔

اور آپ ان لوگوں سے اصحاب کہف کے بارے اور ان کی تعداد کے بارے میں سرسری کریں اور ان کے بارے میں کسی سے گفتگو بھی نہ کریں۔ اور کسی کام کے بارے میں یہ نہ کہیں کہ میں کل کرنے والا ہوں مگر جب تک خدا نہ چاہے۔

اس آیت میں وحی کے رک جانے کا سبب بیان کیا گیا ہے۔

آپ پر وحی کا نزول چالیس دن تک رک گیا یہاں کہ قریش والے مذاق کرنے لگے اس کی وجہ یہ تھی آپ نے قریش سے یہ کہا تھا۔

میں اس کے بارے میں کل بتاؤں گا لیکن آپ نے انشاء اللہ نہیں کہا تھا۔ پس خدا نے فرمایا: کسی چیز کے بارے میں نہ کہیں کہ یہ کام کل کروں گا مگر ساتھ یہ بھی کہہ دیں انشاء اللہ اور اگر آپ کو بھول جائیں تو کہہ دیں کہ خدا مجھے یاد کروائے گا۔ اور اس امر کی ہدایت کرے گا جو واقعہ کے قریب تر ہے۔ اس کے بعد اللہ نے دوبارہ اصحاب کہف کی بات کو شروع کر دیا ہے اور بعد والے جملے کا پہلے والے جملہ پر عطف کر رہا ہے کہ جس میں اس نے فرمایا کہا جاتا ہے۔ وہ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا۔ اس کے بعد خدا فرماتا ہے۔

وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾

اور یہ لوگ اپنی غار میں تین سو سال اور نو کا اس پر اضافہ کرو۔

یہ آیت ان کے حالات کی حکایت ہے لیکن الفاظ خبر یہ بیان ہوتے ہیں غار میں وہ تین سو نو سال تک رہے تھے بعض نے اس سے کم ذکر کیا ہیں۔ بعض نے کہا کہ تین سو سال میں بعض نے کہا تین سو سال اور نو دن رہے۔ یہ مختلف اقوال بیان ہو رہے ہیں اب خدا فرماتا ہے۔ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔

اے رسول آپ ان سے کہہ دیں کہ میرا رب ہی ان کے بارے میں بہتر جانتا ہے کہ وہ کتنے سال غار میں رہے ہیں کیونکہ میرا رب ہی زمین آسمان کا غیب کا جاننے والا ہے ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ ہم اس کے علاوہ کسی کو اللہ نہیں پکاریں گے اور اگر ایسا کیا تو ہم ظلم نے کیا ہے۔

آپ نے فرمایا اگر ہم نے اللہ کا کسی کو شریک قرار دیا تو ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ ۔ اگر وہ اس پر روشن دلیل لے کر آئیں۔ یعنی اگر وہ خدا کا شریک قرار دینے پر دلیل روشن لانا چاہیں تو نہیں لا سکیں گے۔

وَتَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۔ اور لوگ ان کو جاگتے گمان کرتے حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے دن کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں جس کی وجہ سے لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں۔

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۔ اور ہم کی سال میں دو دفعہ کروٹیں تبدیل کرتے ہیں دائیں بائیں اور بائیں جانب یہ کروٹ اس لئے تبدیل کرتے ہیں تا کہ ان کے جسم کو زمین نہ کھا جائے۔ ایسے ہی ہم ان کے حالات پر گواہ کر دیا ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا وعدہ محشور کرنے میں سچا ہے اور قیامت کہ جس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اور جو لوگ ان کی تعداد کے بارے میں باتیں کرتے ہیں وہ فقط ہوائی تیر، میں پس آپ ان لوگوں سے ان اصحاب کے بارے میں بحث نہ کریں۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ

اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ صبر کرنے پر آمادہ کرو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اور اس کی مرضی کے طلب گار ہیں۔ اور آپ کی نظر ان سے پھر نہ جائے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت سلمان فارسی کی شان میں نازل ہوئی ان کے پاس ایک ہی چادر تھی وہی ان اوڑھنا بچھونا اور سفر و حضر ان کا کام دینی تھی۔ اور وہ اون کی موٹی چادر تھی حضرت سلیمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ ایک [illegible] کا نام عیینۃ بن حصین تھا وہ رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اسے سلیمان کی چادر سے گھن محسوس کی۔ اس نے رسول خدا کی خدمت عرض کیا یا رسول اللہ جب ہم سرداروں میں سے کوئی آپ کے پاس آیا کرے تو آپ اس کو اپنی محفل سے اٹھا دیا کریں اور جب ہم چلے جائیں تو پھر اس کو دوبارہ بلا لیا کریں۔ اور جب تک چاہیں اس کو اپنے پاس بٹھایا کریں اس پر خدا ناراض ہوئی اور یہ آیت نازل کی اور ساتھ ہی فرمایا۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا اور خبردار جس نے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اس کی اطاعت نہ کرو نہ ہی یہ اپنے خواہشات کا تابع ہے اور اس کا کام زیادتی کرنا وہ جس کے دل کو غافل کر دیا [illegible] عیینہ بن حصین تھا جس نے یہ بات رسول سے کی تھی۔

علامہ علی بن ابرہیم فرماتے ہیں کہ یہ آیت۔ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ ۚ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۔ اور آپ کہہ دیں کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے جس کا دل چاہے ایمان لے آئے اور جس کا دل چاہے کفر کرے۔ ہم نے کافرین ظالمین کے لئے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جو ان کو چاروں طرف سے گھیر لے گی۔

حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اس حق سے مراد علی علیہ السلام کی ولایت ہے جو خدا کی طرف سے ہے۔ جو چاہے اس

پر ایمان سے آئے اور جو چاہیے اس کا کفر کرے۔ اور ہم آل محمدؐ پر ظلم کرنے والوں کے لئے سخت ترین آگ تیار کر رکھی ہے جو ان چاروں طرف سے گھیرے گی۔ اور اگر وہ فریاد کریں گے تو کھولتے ہوئے تانبے کے پانی سے ان کو پلایا جائے گا جو ان کے چہروں بھون ڈالے گا اور یہ بدترین مشروب ہوگا جو ان کو دیا جائے گا پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جو بدترین ٹھکانا ہے۔ اس کے بعد والی آ میں خدا ان چیزوں کو بیان کرتا ہے جو علی علیہ السلام کی ولایت کو قبول کرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لاتے اور عمل صالح انجام دیتے ہیں ہم ان لوگوں کا اجر و ثواب ضائع نہیں کرتے جو اچھے اعمال انجام دیتے میں ان کے ہے وہ دائمی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور باریک اور دبیز ریشم کے سبز لباس میں ملبوس ہوں گے اور ان تختوں پر تکے لگائے بیٹھے ہوں گے یہی ان کا بہترین اجر اور حسین ترین منزل و ٹھکانہ ہوگا۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾

اور آپ ان کے لئے ان دو مردوں کی مثال بیان کریں جن میں سے ایک شخص کے دو باغ تھے جو انگوروں سے بھرے ہوئے تھے اور کھجوروں نے ان کو گھیرا ہوا تھا اور ان کے درمیان زراعت بھی قرار دی۔

یہ ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی کہ جس کے دو باغ تھے جو بہت بڑے بڑے تھے اور ان میں بہت سے درخت تھے جو پھلوں سے لدھے ہوئے تھے جیسا کہ خدا نے ذکر کیا ہے۔ اس میں کھجوریں اور زراعت بھی تھی۔ اور اس کا ایک ہمسایہ تھا جو فقیر و غریب تھا اور وہ باغوں والا اس غریب پر اکثر فخر کیا کرتا تھا اور اس کو کہا کرتا تھا۔

اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ

میرا تیرے سے مال بھی زیادہ ہے اور قوم کے افراد کے اعتبار سے زیادہ غلبہ والا ہوں۔ اور اپنے باغ میں داخل ہوا وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والا تھا اسی کو قرآن بیان کرتا ہے۔ جب وہ اپنے باغ میں داخل ہوا تھا تو یہ کہہ دیا تھا میں تو خیال نہیں کرتا کہ یہ کبھی تباہ ہوگا۔ اور میرا گمان بھی نہیں ہے کہ کبھی قیامت ہوگی اور اگر میں اپنے رب کی بارگاہ میں چلا بھی گیا تو اس کی بارگاہ میں بہترین محل حاصل کرلوں گا۔

تو اس کے فقیر ہمسائے نے اس سے کہا اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ کیا تو نے اس کا انکار کیا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر نطفہ قرار دیا ہے پھر ایک باوقار انسان بنا دیا لیکن میرا ایمان یہ ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور میں کسی کو اس کا شریک نہیں قرار دیتا۔

اس کے بعد اس فقیر نے غنی سے کہا۔

کیا کیوں نہ ہو کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوتا تو یہ کہتا ماشاء لاقوۃ الا باللہ۔ اگر تو یہ دیکھ رہا ہے کہ میں مال اور اولاد میں تجھ سے کم ہوں۔ پھر فقیر نے کہا۔ عنقریب میں امید کرتا ہوں کہ میرا رب مجھے بھی تیرے ان باغات سے بہتر باغات اور تجھ سے ان باغات میں وہ آسمانوں سے ایسی گرفت نازل کرے گا جو ان سب کو خاک کر دے گی اور وہ چٹیل میدان

یا ان باغوں کا پانی خشک ہو جائے اور تو اس کو طلب کرنے پر بھی قادر نہ ہو۔

پھر اس فقیر نے اس غنی کے حق میں کہا تھا اسی رات ویسے ہی ہوا اور اس غنی نے جب صبح کی برباد ہو چکا تھا جیسا کہ قرآن

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا

اور پھر اس کے باغوں کے پھل کو آفت میں گھیر دیا گیا اور جب صبح ہوئی اور اس نے دیکھا تو ان اخراجات پر ہاتھ ملنے لگا

ان کی تباہی پر کیے ہوئے تھے اور وہ یوں کہنے لگا ہائے اے کاش میں نے کسی کو اپنے رب کا شریک نہ قرار دیا ہوتا۔ اور

اس کا کوئی گروہ بھی نہیں تھا جو خدا کے مقابل میں اس کی مدد کرتا۔ اور وہ بدلہ دے سکتا۔

آیت نمبر ۴۵ تا ۵۹

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰي رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ

مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ
صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ
وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿٤٩﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ
اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ
اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿٥٠﴾ مَآ
اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ
مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿٥١﴾ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ
فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَاَ
الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ
اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰى
وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ
قُبُلًا ﴿٥٥﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا
هُزُوًا ﴿٥٦﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا
قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ

وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿٥٧﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ
ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ
مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا
ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿٥٩﴾

ترجمہ

اور (اے رسول) دنیا کی زندگانی کی مثال اس پانی کی بتا دیجئے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا تو زمین کی روئیدگی اس سے مل گئی پھر آخر میں وہ ریزہ ریزہ ہوگئی جسے ہوائیں اڑا دیتی ہیں اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے (۴۵) مال اور اولاد زندگانی دنیا کی زینت ہیں اور باقی رہ جانے والی نیکیاں پروردگار کے نزدیک ثواب اور امید دونوں کے اعتبار سے بہتر ہیں (۴۶) اور قیامت کا دن وہ ہوگا جب ہم پہاڑوں کو حرکت میں لائیں گے اور تم زمین کو بالکل کھلا ہوا دیکھو گے اور ہم سب کو اس طرح جمع کریں گے کہ کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے (۴۷) اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف بستہ پیش کئے جائیں گے اور ارشاد ہوگا کہ تم آج اسی طرح آئے ہو جس طرح ہم نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا تھا لیکن تمہارا خیال تھا کہ ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ گاہ نہیں قرار دیں گے (۴۸) اور جب نامہ اعمال سامنے رکھا جائے گا تو دیکھو گے کہ مجرمین اس کے مندرجات کو دیکھ کر خوفزدہ ہوں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری اس کتاب نے تو چھوٹا بڑا کچھ نہیں چھوڑا ہے اور سب کو جمع کر لیا ہے اور سب اپنے اعمال کو بالکل حاضر پائیں گے اور تمہارا پروردگار کسی ایک پر بھی ظلم نہیں کرتا ہے (۴۹) اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کر لیا کہ وہ جنات میں سے تھا پھر تو اس نے حکم خدا سے سرتابی کی تو کیا تم لوگ مجھے چھوڑ کر شیطان اور اس کی اولاد کو اپنا سرپرست بنا رہے ہو جب کہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں یہ تو ظالمین کے لئے بدترین بدل ہے (۵۰) ہم نے ان شیاطین کو نہ زمین و

آسمان کی خلقت کا گواہ بنایا ہے اور نہ خود ان ہی کی خلقت کا اور نہ ہم ظالمین کو اپنا قوت باز و اور مددگار بنا سکتے ہیں (۵۱) اور اس دن خدا کہے گا کہ میرے ان شریکوں کو بلاؤ جن کی شرکت کا تمہیں خیال تھا اور وہ پکاریں گے لیکن وہ لوگ جواب بھی نہیں دیں گے اور ہم نے تو ان کے درمیان ہلاکت کی منزل قرار دے دی ہے (۵۲) اور مجرمین جب جہنّم کی آگ کو دیکھیں گے تو انہیں یہ خیال پیدا ہوگا کہ وہ اس میں جھونکے جانے والے ہیں اور اس وقت اس آگ سے بچنے کی کوئی راہ نہ پا سکیں گے (۵۳) اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ساری مثالیں اُلٹ پلٹ کر بیان کر دی ہیں اور انسان تو سب سے زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے (۵۴) اور لوگوں کے لئے ہدایت کے آجانے کے بعد کون سی شے مانع ہوگئی ہے کہ یہ ایمان نہ لائیں اور اپنے پروردگار سے استغفار نہ کریں مگر یہ کہ ان تک بھی اگلے لوگوں کا طریقہ آجائے یا ان کے سامنے سے بھی عذاب آجائے (۵۵) اور ہم تو رسولوں کو صرف بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجتے ہیں اور کفّار باطل کے ذریعہ جھگڑا کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ حق کو برباد کر دیں اور انہوں نے ہماری نشانیوں کو اور جس بات سے ڈرائے گئے تھے سب کو ایک مذاق بنا لیا ہے (۵۶) اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جسے آیاتِ الٰہیہ کی یاد دلائی جائے اور پھر اس سے اعراض کرے اور اپنے سابقہ اعمال کو بھول جائے ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ یہ حق کو سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں بہرا پن ہے اور اگر آپ انہیں ہدایت کی طرف بلائیں گے بھی تو یہ ہرگز ہدایت حاصل نہ کریں گے (۵۷) آپ کا پروردگار بڑا بخشنے والا اور صاحب رحمت ہے وہ اگر ان کے اعمال کا مواخذہ کر لیتا تو فوراً ہی عذاب نازل کر دیتا لیکن اس نے ان کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس وقت اس کے علاوہ یہ کوئی پناہ نہ پائیں گے (۵۸) اور یہ وہ بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ان کے ظلم کی بنا پر ہلاک کر دیا ہے اور ان کی ہلاکت کا ایک وقت مقرر کر دیا تھا (۵۹)

تفسیر

اور ان کے لئے مثال بیان کرو کہ دنیاوی زندگی کی مثال اس پانی کی مانند ہے جو آسمان سے نازل ہوتا ہے۔

مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے بکر بن محمد الازدی سے نقل کیا ہے

حضرت امام ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام ابو عبداللہ سے سنا

کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ کیونکہ دونوں واجب موت کو دور رکھتے ہیں اور رزق کو قریب کرتے

زمین کی طرف ایسے نازل ہوتا ہے جیسے بارش کا پانی ہر دن اور ہر نفس کی طرف نازل ہوتا ہے اس چیز

کے لئے اللہ نے مقدر کیا ہے کمی اور زیادتی کے ساتھ اس کے اہل کے بارے میں یا اس مال یا خود اس کی

کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے خواہ وہ اس کے مال کے بارے میں یا اس کی ذات کے بارے میں اور

کھلونا دیکھتا ہے پس وہ اس کے لئے فتنہ ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمان مرد جب تک اس کو کوئی مصیبت نہ آئے

وہ اس کو یاد کرتا ہے تو اس کے خشوع میں اضافہ ہوتا ہے اور بدبخت لوگ اس سے دھوکہ کھاتے ہیں۔ یہ

والا شخص جو شروع میں اپنے آپ کو کامیاب سمجھتا ہے جس کے ذریعے اس کو نفع ہوگا اور وہ اپنے آپ کو نقصان

ہے وہ مسلمان شخص جو خیانت اور کذب سے اپنے آپ کو بری دیکھتا ہے وہ دو میں سے ایک نیکی کا انتظار کرتا

ہے پس اس کے لئے وہ ثواب کا انتظار کرتا ہے اور یا رزق کا کہ جس کا وہ اہل یا عیال اور اس کے ساتھ دین

دنیا کی بھتی ہے اور عمل صالح یہ آخرت کی کھیتی ہے۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ بعض اقدام کے لئے دونوں کو جمع

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾

اور ہم پہاڑوں کو حرکت میں لائیں گے اور تم زمین کو بالکل ہراہرا پاؤ گے۔ اور ہم سب کو جمع کریں

کسی کو نہیں چھوڑیں گے۔

آیت:

حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس آیت کریمہ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا ۔اس دن ہم ہر امت سے ایک

کے بارے میں سوال کیا۔ تو آپؑ نے فرمایا اس کے بارے میں لوگ کیا کہتے میں نے عرض کیا کہ لوگ یہ

کا تعلق محشر کے دن کے ساتھ آپ نے فرمایا: نہیں اس کا تعلق رجعت کے دن کے ساتھ ہے اس دن ایک ایک

کے بارے میں تو خدا نے یہ فرمایا ہے۔ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ

ہم سب کو محشور کریں گے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے اور لوگ سب کے سب تیرے رب کے حضور صف

بستہ پیش ہونگے۔

یہ آیت محکم ہے: وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ۔۔

اور جب نامہ اعمال سامنے رکھا جائے گا تو دیکھے گا کہ مجرمین اس کے مندرجات دیکھ کر خوف زدہ ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ ہائے افسوس اس کتاب نے تو چھوٹا بڑا کچھ بھی نہیں چھوڑا سب کو جمع کر لیا ہے سب اپنے اعمال کو بالکل حاضر پائیں گے اور تمہارا رب کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا ہے۔

یعنی وہ اپنے نامہ اعمال میں ہر اس کام کو لکھا پائیں گے جو انہوں نے انجام دیا ہوگا خواہ وہ نیکی ہو یا بدی۔

وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾ اور نہ ہم ظالمین کو اپنا قوت بازو اور مددکار بنا سکتے ہیں،، (عضدا) یعنی مددگار اور ناصر مراد وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ ،، اور ہم نے ان کے درمیان ہلاکت منزل قرار دی ہے۔ ،، وَرَاَ الْمُجْرِمُوا النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا ،، اور جب مجرمین آگ کو دیکھیں گے وہ گمان کریں گے کہ اس میں ہم جھونکے جانے والے ہیں اور اس آگ سے بچنے کی کوئی راہ نہیں پائیں گے، یعنی ان کا وہ گمان یقین ہوگا،، یعنی ان کو یقین ہو جائے گا۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى

اور لوگوں کو ہدایت کے آجانے کے بعد کون سی چیز مانع ہے۔ کہ یہ ایمان نہ لائیں اور اپنے رب سے استغفار نہ کریں مگر یہ کہ ان تک بھی اگلے لوگوں کا طریقہ آجائے یا ان کے سامنے سے بھی عذاب آجائے۔ اور ہم نے تو رسولوں کو صرف بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر مبعوث کیا ہے اور کفار باطل کے ذریعے جھگڑا کرتے ہیں اس کے ذریعے حق کو برباد کر دیں اور انہوں نے ہماری نشانیوں کو اور جس سے ڈرائے گئے تھے سب کو ایک مذاق بنا لیا ہے۔ اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جسے آیات الٰہی کی یاد دلائی جائے اور پھر اس سے اعراض کرے اور اپنے سابقہ اعمال کو بھول جائے ہم ان کے دلوں پر پردے ڈال رہے ہیں کہ یہ حق کو سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں پر پردے ڈال دیے ہیں۔ اور آپ ان کو ہدایت کی طرف بلائیں گے تو یہ ہرگز ہدایت حاصل نہ کریں گے۔ آپ کا رب بڑا غفور اور رحمت والا ہے اگر ان کے اعمال کا موازنہ کر لیتا تو ان پر فوراً عذاب نازل کر دیتا لیکن اس نے ان کے لئے ایک وقت مقرر کیا ہے۔ جس دن وہ اس کے علاوہ کوئی پناہ نہیں پائیں گے۔ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى : وہ بستیاں۔ یعنی بستیوں کے اہل کو۔ اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ : ان بستیوں کے اہل کو ان کے ظلم کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور ان کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر کیا ہے۔

یعنی ان کی ہلاکت کا ایک دن قیامت کا دن مقرر کیا ہے جس دن ہم ان کو جہنم کی آگ میں داخل کر کے ہلاک کریں گے جب رسول خدا نے قریش والوں کو اصحاب کہف کے واقعہ کے بارے میں بیان کر دیا تو اس کے بعد انہوں نے کہا اے محمد آپ ہمیں اس واقعہ کے بارے میں بیان کریں۔ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عالم کے پاس گئے تھے۔

آیت نمبر ۶۰ تا ۷۴

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۡ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۚ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِىْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِىْ فَلَا تَسْـَٔلْنِىْ عَنْ شَىْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ فَانْطَلَقَا ۖ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا ۖ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ

نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

ترجمہ

اور اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنے جوان سے کہا کہ میں چلنے سے باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ جاؤں یا یوں ہی برسوں چلتا رہوں (۶۰) پھر جب دونوں مجمع البحرین تک پہنچ گئے تو اپنی مچھلی چھوڑ گئے اور اس نے سمندر میں سرنگ بنا کر اپنا راستہ نکال لیا (۶۱) پھر جب دونوں مجمع البحرین سے آگے بڑھ گئے تو موسیٰؑ نے اپنے جوان صالح سے کہا کہ اب ہمارا کھانا لاؤ کہ ہم نے اس سفر میں بہت تھکان برداشت کی ہے (۶۲) اس جوان نے کہا کہ کیا آپ نے یہ دیکھا ہے کہ جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں نے مچھلی وہیں چھوڑ دی تھی اور شیطان نے اس کے ذکر کرنے سے بھی غافل کر دیا تھا اور اس نے دریا میں عجیب طرح سے راستہ بنا لیا تھا (۶۳) موسیٰؑ نے کہا کہ بس وہی جگہ ہے جسے ہم تلاش کر رہے تھے پھر دونوں نشان قدم دیکھتے ہوئے الٹے پاؤں واپس ہوئے (۶۴) تو اس جگہ پر ہمارے بندوں میں سے ایک ایسے بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی طرف سے رحمت عطا کی تھی اور اپنے علم خاص میں سے ایک خاص علم کی تعلیم دی تھی (۶۵) موسیٰؑ نے اس بندے سے کہا کہ کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ آپ مجھے اس علم میں سے کچھ تعلیم کریں جو رہنمائی کا علم آپ کو عطا ہوا ہے (۶۶) اس بندہ نے کہا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے (۶۷) اور اس بات پر کیسے صبر کریں گے جس کی آپ کو اطلاع نہیں ہے (۶۸) موسیٰؑ نے کہا کہ آپ انشاء اللہ مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی مخالفت نہ کروں گا (۶۹) اس بندہ نے کہا کہ اگر آپ کو میرے ساتھ رہنا ہے تو بس کسی بات کے بارے میں اس وقت تک سوال نہ کریں جب تک میں خود اس کا ذکر نہ شروع کر دوں (۷۰) پس دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اس بندہ خدا نے اس میں سوراخ کر دیا موسیٰؑ نے کہا کہ کیا آپ نے اس لئے سوراخ کیا ہے کہ سواریوں کو ڈبو دیں یہ تو بڑی عجیب

(۷۱) اس بندہ خدا نے کہا کہ میں نے نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے (۷۲) موسیٰؑ نے کہا کہ فراموش ہو گئی اس کا مواخذہ نہ کریں اور معاملات میں اتنی سختی سے کام نہ لیں (۷۳) پھر دونوں آگے بڑھے یہاں تک کہ ایک نوجوان نظر آیا اور اس بندہ خدا نے اسے قتل کر دیا موسیٰؑ نے کہا کہ کیا آپ نے ایک پاکیزہ نفس کو بغیر کسی نفس کے قتل کر دیا ہے یہ تو بڑی عجیب سی (۷۴)

تفسیر

حضرت موسیٰ و خضراء علیہما السلام کا واقعہ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى:

علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ جب رسول اکرمؐ نے قریش کو اصحاب کہف کا واقعہ سنایا تو انہوں نے آپؐ سے کہا کہ آپ ہمیں اس عالم کا قصہ سنائیں۔ جس کی پیروی کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا تھا۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا اور انہیں الواح کی شکل میں تورات عطا فرمائی۔ جب حضرت موسیٰؑ تورات لے کر آئے تو آپ منبر پر تشریف لائے اور قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلام کیا ہے اور مجھ پر تورات نازل کی ہے۔ انہوں نے دل میں سوچا کہ مجھ سے بڑا بھی کوئی عالم ہو سکتا ہے میں تو براہ راست خدا کا شاگرد اور اس کا کلیم ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ جبرائیل کی طرف وحی کی کہ فوراً زمین پر جاؤ اور موسیٰؑ کو جا کر سنبھالو وہ ہلاک ہونے لگا ہے اور اسے جا کر بتا کہ اپنے علم کے لئے وہاں دو دریا جمع ہوتے ہیں اس چٹان کے پاس میرا ایک بندہ ہے جو تم سے بھی بڑا علم ہے۔ اگر تمہیں علم کی ضرورت ہو تو اس کے پاس جاؤ اور اسی سے جا کر علم سیکھو۔

حضرت جبرائیل اترے اور انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو خدا کا پیغام سنایا۔ موسیٰ کو معلوم ہو گیا کہ ذہن میں غرور لا کر مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ اور وہ گھبرا گئے۔ پھر انہوں نے اپنے وصی یوشع بن نون سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دریاؤں کے سنگم کے پاس اس عالم کے پاس جانے کا حکم دیا ہے اور کہا ہے کہ وہاں ایک عالم رہتا ہے اس سے جا کر علم حاصل کرو۔

حضرت یوشع تیار ہوئے انہوں نے نمک لگی ہوئی مچھلی ساتھ لی۔ جب سفر کرتے ہوئے وہ دونوں چٹانوں کے پاس

پہنچے تو وہاں ایک شخص کو پشت کے بل لیٹے ہوئے دیکھا۔ وہ اسے نہیں جانتے تھے موسیٰؑ نے توشہ دان سے مچھلی نکالی اور اسے وہاں کے پانی سے دھویا اور مچھلی کو چٹان پر رکھا اور مچھلی اٹھانا بھول گئے اور وہاں سے چل پڑے۔ چٹان کا پانی دراصل آب حیات تھا جیسے ہی وہ پانی مچھلی کے وجود سے مس ہوا۔ تو وہ فوراً زندہ ہوئی اور پانی میں چلی گئی۔ اس منظر کو یوشعؑ نے دیکھا تھا لیکن وہ موسیٰؑ کہنا بھول گئے۔

موسیٰؑ اور یوشعؑ اتنا چلے کہ وہ تھک گئے۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ نے حضرت یوشع سے کہا کہ اب کھانا لے آؤ اب ہم تھک چکے ہیں۔ اس وقت یوشعؑ کو مچھلی کی بات یاد آئی اور کہنے لگے کہ میں تو مچھلی کو چٹان پر بھول آیا اور عجیب بات ہے کہ وہ زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ اس جگہ کی تو ہمیں تلاش تھی۔ پھر وہ دونوں الٹے پاؤں واپس ہوئے اور چٹان کے قریب پہنچ کر اس بندہ خدا کو نماز میں مصروف دیکھا چنانچہ وہ دونوں اس کے پاس رک گئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت موسیٰؑ نے انہیں سلام کیا۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن علی بن بلال نے انہوں نے یونس سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ یونس اور ہشام بن ابراہیم میں اس عالم کے بارے میں اختلاف ہو گیا جس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے تھے کہ ان دونوں میں سے زیادہ اعلم کون تھا۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جو زمین پر اس زمانے میں خدا کی حجت تھے کیا ان پر کوئی اور رجحت ہو سکتا ہے کہ جو خدا کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر خدا کی طرف سے حجت ہو؟

قاسم الصقل کہتے ہیں کہ ہم نے یہ اختلاف حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی طرف لکھ کر روانہ کر دیا۔ اور اس کے بارے آپ سے رائے دریافت کی گئی۔ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عالم کے پاس جن کو انہوں نے سمندر کے جزائر میں سے ایک جزیرہ میں پایا تھا جس میں وہ بیٹھے ہوئے یا لیٹے ہوئے تھے اور حضرت موسیٰ نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا تھا کیونکہ آپ اس جگہ میں رہتے تھے جس میں سلام کا رواج نہیں تھا۔ تو اس عالم نے سوال کیا آپ کون ہیں؟

جناب موسیٰ نے جواب دیا میں موسیٰ ابن عمران علیہ السلام ہوں اس عالم نے فرمایا۔ وہی موسیٰ بن عمران جس سے خدا نے کلام کیا ہے تو آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس عالم نے فرمایا۔ میرے پاس کیوں آئے ہو۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میں اس لئے آیا ہوں کہ جو خدا نے آپ کو علم و رشد عطاء فرمایا ہے اس سے کچھ حاصل کروں تو اس عالم نے فرمایا۔ آپ کو اس چیز کا حکم دیا گیا ہے جس پر آپ صبر نہیں کریں گے اور مجھے اس حکم دیا گیا ہے کہ جس پر میں صبر نہیں کروں گا۔ پھر اس عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آل محمد پر ظالموں کی طرف سے جو مصائب نازل ہونے والے تھے وہ بیان کیے اور دونوں نے ملک کر خوب گریہ کیا اور اس کے بعد اس عالم نے آل محمد علیہم السلام کے فضائل کو بیان کیا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ خواہش ظاہر کر دی کہ کاش میں بھی

اس عالم نے ان ظالموں کا تذکرہ بھی کیا جن سے آپؐ نے بیزاری کا اعلان فرمایا۔ پھر اس عالم نے حضرت رسول [illegible] ہونے کا تذکرہ کیا اور جو قوم کی طرف سے آپ پر مظالم ہونے تھے وہ ذکر کیے اور جو قوم نے آپ کی [illegible] اس کو بھی ذکر کیا۔ اور پھر ان آیات کی تاویل ذکر کی جو خدا نے فرمایا ہے۔ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ [illegible] اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو اس طرح پھیر دیں گے۔

کہ وہ کسی مرتبہ بھی ایمان نہیں لائے تھے۔

[illegible] اول ملاقات کے وقت ہی ان لوگوں نے ایمان کو قبول نہیں کیا تھا اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ ۔ کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ آپ مجھے اس علم میں سے کچھ تعلیم [illegible] خدا نے آپ کو عطاء کیا ہے۔

اس عالم حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ [illegible] آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر پاؤ گے اور اس بات پر آپ کیسے صبر کریں گے جس کی آپ کو اطلاع ہی نہیں ہے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾ ۔ آپ انشاء اللہ مجھے صابر [illegible] آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرونگا۔

خضر علیہ السلام نے فرمایا: فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ : اگر آپ میرے پاس رہنا ہے تو کسی بات کے بارے میں سوال نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود اس کے بارے ذکر نہ کروں۔

(کہ جو میں کام کروں اس کے بارے میں سوال نہ کرنا اور میرے کسی کام کو برا بھی نہ قرار دینا یہاں تک میں خود اس کی [illegible] کروں تو جناب موسیٰ علیہ السلام نے وعدہ کرتے ہوئے کہا۔ ہاں۔)

[illegible] وہ تینوں افراد ساحل دریا پر پہنچ گئے وہاں ایک کشتی سفر کے لئے تیار تھی تو آپ نے ان کشتی والوں سے کہا ہم تین [illegible] کشتی پر سوار کر لیں ہم نیک لوگوں میں سے ہیں۔ پس کشتی والوں نے ان کو سوار کر لیا۔ جب کشتی دریا کے وسط میں گئی تو [illegible] اور انہوں نے کشتی کو ایک جانب کو پھوڑ دیا اور پھر اس کو مٹی اور بوسہ سے بھر دیا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام غضبناک [illegible] خضر سے فرمایا۔ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿٧١﴾ ۔ آپ نے اس لئے سوراخ کر دیا ہے [illegible] کو ڈبو دیں یہ بڑی عجیب و غریب بات ہے؟ اس پر جناب خضر علیہ السلام نے فرمایا: اے موسیٰ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ [illegible] صَبْرًا ﴿٧٢﴾ ۔ کیا میں نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر پائیں گے۔

اس وقت جناب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿٧٣﴾ : جو

فروگزاشت ہو چکی ہے۔اس پر میرا مواخذہ نہ کریں۔اور میرے معاملات میں اتنی سخت سے کام نہ لیں۔

جیسے ہی کشتی سے باہر آتے تو ان سب نے چلنا شروع کر دیا تو جناب خضر علیہ السلام نے ایک بچہ دیکھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا وہ اتنا خوبصورت تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور اس دونوں کانوں میں دُر تھے جناب خضرؑ نے کچھ دیر غور و فکر کیا اور اس بعد اس کو قتل کر دیا۔جناب موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر پر بہت غصے ہوئے اور آپ کو زمین پر پٹک دیا۔اور کہا۔ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـــًٔا نُّكْرًا ۝ ۔ آپ نے ایک محترم نفس کو بغیر نفس کے قتل کر دیا ہے یہ بڑی عجیب سی بات ہے

آیت نمبر ۷۵ تا ۸۲

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ
عَنْ شَيْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝
فَانْطَلَقَا ۣ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ
يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ
شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ
سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ اَمَّا السَّفِيْنَةُ
فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ
وَرَاۗءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ
مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ
يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ
لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا

صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۚ
رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ
عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝

ترجمہ

(خضر صالح نے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے ہیں (۷۵) موسیٰؑ نے کہا کہ اس [illegible] کی بات کا سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں کہ آپ میری طرف سے منزل عذر [illegible] (۷۶) پھر دونوں آگے چلتے رہے یہاں تک کہ ایک قریہ والوں تک پہنچے اور ان سے [illegible] طلب کیا ان لوگوں نے مہمان بنانے سے انکار کر دیا پھر دونوں نے ایک دیوار دیکھی جو قریب تھا [illegible] بندہ صالح نے اسے سیدھا کر دیا تو موسیٰؑ نے کہا کہ آپ چاہتے تو اس کی اجرت لے سکتے (۷۷) بندہ صالح نے کہا کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی کا موقع ہے عنقریب میں تمہیں [illegible] باتوں کی تاویل بتا دوں گا جن پر تم صبر نہیں کر سکے (۷۸) یہ کشتی چند مساکین کی تھی جو سمندر [illegible] داری کا کام کرتے تھے میں نے چاہا کہ اسے عیب دار بنا دوں کہ ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا [illegible] کشتی کو غصب کر لیا کرتا تھا (۷۹) اور یہ بچہ ۔۔۔۔اس کے ماں باپ مومن تھے اور مجھے خوف [illegible] کہ یہ بڑا ہو کر اپنی سرکشی اور کفر کی بنا پر ان پر سختیاں کرے گا (۸۰) تو میں نے چاہا کہ ان کا [illegible] اس کے بدلے ایسا فرزند دیدے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور صلہ رحم میں بھی (۸۱) اور یہ دیوار شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ دفن تھا اور ان کا باپ ایک نیک [illegible] آپ کے پروردگار نے چاہا کہ یہ دونوں طاقت و توانائی کی عمر تک پہنچ جائیں اور اپنے خزانے کو [illegible] یہ سب آپ کے پروردگار کی رحمت ہے اور میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا ہے اور یہ [illegible] باتوں کی تاویل ہے جن پر آپ صبر نہیں کر سکے ہیں (۸۲)

تفسیر

جناب خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے موسیٰ کیا میں نے نہیں کہا تھا۔

اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ . کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر پائیں گے۔

جناب موسیٰ نے عرض کیا۔ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ . اگر اس کے بعد میں کسی چیز کے بارے میں اعتراض کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا آپ میری طرف سے منزل عذر تک پہنچ چکے ہیں۔

پھر ان لوگوں نے چلنا شروع کر دیا یہاں تک ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچ گئے اس گاؤں کے نام الناصریہ تھا آپ رات کے وقت ان کے پاس گے انہیں کی طرف نصاریٰ والے منسوب ہیں۔ اس سارے گاؤں والوں میں سے کسی نے آپ کو اپنا مہمان نہ بنایا اور آپ لوگوں کو کسی نے کھانا وغیرہ نہ دیا آپ نے ان سے کہا بھی کوئی ہے جو ہمیں اپنا مہمان بنائے اور ہمیں کھانا کھلائے لیکن کسی نہ دیا۔

جناب خضر علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک دیوار ہے جو گرنے والی ہے جناب خضر علیہ السلام نے اس پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اپنے رب کے نام پر سیدھی کھڑی رہ۔ پس وہ سیدھی کھڑی ہوگی جناب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ کو یہ دیوار کھڑی نہیں کرنا چاہیے تھی یہاں تک یہ لوگ ہمیں کھانا کھلاتے۔ یا آپ اس کی اجرت کے طور پر ان سے کھانا طلب کرتے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ : آپ چاہتے تو اس کی اجرت لے سکتے تھے۔

اس وقت جناب خضر علیہ السلام نے فرمایا: هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾ . یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت ہے عنقریب میں آپ کو ان باتوں کی تاویل بیان کرونگا جن پر تم نے صبر نہیں کیا اما السفینۃ: بہر حال وہ کشتی جس میں میں نے سوراخ کیا تھا۔ وہ ایک غریب قوم کی کشتی تھی جس کے ساتھ وہ رزق روزی کماتے تھے۔ اور میں نے چاہیں کہ اس کو عیب دار کر دوں کیونکہ ہمارے پیچھے ایک ظالم بادشاہ تھا جو ان تمام کشتیوں کو غصب کرے گا اور اگر یہ کشتی عیب دار ہوگی تو وہ اس کو غصب نہیں کرے گا۔ اس طرح ان کی یہ کشتی بچ جائے گی۔

وَاَمَّا الْغُلٰمُ : اس کے والدین مومنین ہیں۔ اور میں نے اس بچے کی پیشانی پر لکھا ہوا دیکھا تھا کہ یہ کافر ہے اور میں پریشان ہوا کہ بڑا ہو کر ان کو پریشان کرے گا اور میں نے اس کو قتل کر دیا اور خدا سے التجا کی ہے کہ وہ اس کے بدلے میں اس کے والدین کو نیک و صالح اولاد عطاء کرے۔ جو پاک و پاکیزہ ہو۔

خدا نے ان والدین کو ایک پاک پاکیزہ بیٹا عطاء کیا کہ اس کی نسل سے (70) نبی اللہ نے قرار دے۔

وَاَمَّا الْجِدَارُ : بہر حال وہ دیوار جس کو میں نے کھڑا کیا ہے اس شہر میں دو یتیم بچوں کی ہے جس کے نیچے ان کے لئے [illegible] ان کے نیک باپ نے ان کے لئے چھپایا ہوا تھا تو خدا چاہتا تھا کہ یہ بچے جب بالغ ہو جائیں تو اس وقت اس کو نکال [illegible] ان چیزوں کی جس پر آپ صبر نہیں کر پائے تھے۔

[illegible] علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیرؒ سے نقل کیا [illegible] معاویہ بن عمار اور انہوں حضرت ابو عبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: خزانہ جو اس دیوار کے [illegible] کی تختی تھا جس پر یہ لکھا ہوا تھا: بسم اللہ لا الہ لا اللہ محمد رسول اللہ والائمۃ حجج واللہ۔ اس [illegible] تعجب اس شخص پر جو موت کو حق جانتا ہے پھر بھی خوش رہتا ہے تعجب اس شخص پر جو خدا کی تقدیر پر ایمان رکھتا ہے [illegible] تعجب ہے اس شخص پر جو جہنم کی آگ کو یاد کرتا ہے اور پھر بھی قہقہہ لگا کر ہنستا ہے۔ اور تعجب ہے اس شخص پر جو [illegible] کے حالات تبدیل ہوتے رہتے ہیں پھر بھی اس پر مطمئن رہتا ہے۔

ابو الجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ وہ جوان جو حضرت موسیٰ کے ساتھ گیا تھا وہ یوشع بن نون تھا۔

لَا اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ . میں سفر سے باز نہیں آؤں گا یہاں تک میں دو دریاؤں [illegible] جاؤں یا پھر عرصہ دراز تک چلتا جاؤں۔

الحقب: اسی سال کے مسافت کو کہا جاتا ہے۔ ولقد جئت شیا امرا۔ نکرا۔ یعنی حضرت موسیٰ نے اس کو ظلم شمار کیا آپ ظلم کو [illegible] تھے۔ اور جو کچھ آپ نے دیکھا وہ اس سے بھی عظیم تھا۔

آیت نمبر ۸۳ تا ۱۰۱

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۳﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ

عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِۨ الْحُسْنٰى ۚ
وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ
الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾
كَذٰلِكَ ۚ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ
بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾
قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ
نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ
فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ اٰتُوْنِىْ
زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۚ حَتّٰٓى اِذَا
جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ
وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ
جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِىْ
بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ
لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِىْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِىْ وَكَانُوْا
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾

ترجمہ

اور اے پیغمبر یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں عنقریب تمہارے سامنے ان کا تذکرہ پڑھ کر سنادوں گا (۸۳) ہم نے ان کو زمین میں اقتدار دیا اور ہر شے کا ساز و سامان عطا کر دیا (۸۴) پھر انہوں نے ان وسائل کو استعمال کیا (۸۵) یہاں تک کہ جب وہ غروب آفتاب کی منزل تک پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک کالی کیچڑ والے چشمہ میں ڈوب رہا ہے اور اس کے پاس ایک قوم کو پایا تو ہم نے کہا کہ تمہیں اختیار ہے چاہے ان پر عذاب کرو یا ان کے درمیان حسن سلوک کی روش اختیار کرو (۸۶) ذوالقرنین نے کہا کہ جس نے ظلم کیا ہے اس پر بہر حال عذاب کروں گا یہاں تک کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں پلٹایا جائے گا اور وہ اسے بدترین سزا دے گا (۸۷) اور جس نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا ہے اس کے لئے بہترین جزا ہے اور میں بھی اس سے اپنے امور میں آسانی کے بارے میں کہوں گا (۸۸) اس کے بعد انہوں نے دوسرے وسائل کا پیچھا کیا (۸۹) یہاں تک کہ جب طلوع آفتاب کی منزل تک پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک ایسی قوم پر طلوع کر رہا ہے جس کے لئے ہم نے آفتاب کے سامنے کوئی پردہ بھی نہیں رکھا تھا (۹۰) یہ ہے ذوالقرنین کی داستان اور ہمیں اس کی مکمل اطلاع ہے (۹۱) اس کے بعد انہوں نے پھر ایک ذریعہ کو استعمال کیا (۹۲) یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچ گئے تو ان کے قریب ایک قوم کو پایا جو کوئی بات نہیں سمجھتی تھی (۹۳) ان لوگوں نے کسی طرح کہا کہ اے ذوالقرنین یاجوج و ماجوج زمین میں فساد برپا کر رہے ہیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ ہم آپ کے لئے اخراجات فراہم کر دیں اور آپ ہمارے اور ان کی درمیان ایک رکاوٹ قرار دیدیں (۹۴) انہوں نے کہا کہ جو طاقت مجھے میرے پروردگار نے دی ہے وہ تمہارے وسائل سے بہتر ہے اب تم لوگ قوت سے میری امداد کرو کہ میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک روک بنادوں (۹۵) چند لوہے کی سلیں لے آو۔ یہاں تک کہ جب دونوں پہاڑوں کے برابر ڈھیر ہو گیا تو کہا کہ آگ پھونکو یہاں تک کہ جب اسے بالکل آگ بنا دیا تو کہا آو اب اس پر تانبا پگھلا کر ڈال دیں

(۹۶) جس کے بعد نہ وہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ اس میں نقب لگا سکیں (۹۷) ذوالقرنین نے کہا کہ یہ پروردگار کی ایک رحمت ہے اس کے بعد جب وعدہ الٰہی آجائے گا تو اس کو ریزہ ریزہ کردے گا کہ وعدۂ رب بہرحال برحق ہے (۹۸) اور ہم نے انہیں اس طرح چھوڑ دیا ہے کہ ایک دوسرے کے معاملات میں دخل اندازی کرتے رہیں اور پھر جب صور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو ایک جگہ اکٹھا کرلیں گے (۹۹) اور اس دن جہنّم کو کافرین کے سامنے باقاعدہ پیش کیا جائے گا (۱۰۰) وہ کافر جن کی نگاہیں ہمارے ذکر کی طرف سے پردہ میں تھیں اور وہ کچھ سننا بھی نہیں چاہتے تھے (۱۰۱)

تفسیر

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝

اور یہ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ ان سے کہہ دیں کہ عنقریب تمہارے سامنے ان کا تذکرہ پڑھ کر سناؤں گا۔ اور ہم نے ان کو زمین پر اقتدار دیا اور ہر شئی کا ساز وسامان عطاء کردیا۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے قریش مکہ کے دو سوالوں کے جوابات دے دئے تو اب انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں اس بادشاہ کے بارے میں بیان کریں جس نے مشرق ومغرب تک کی سیر کی وہ کون تھا اور اس کا واقعہ کیا تھا تو ان کے اس سوال کے جواب میں خداوند کریم نے رسول خدا پر یہ آیات نازل فرمائیں۔ اس آیت میں جو لفظ سباذکر ہوا ہے اس سے مراد دلیل ہے۔ اور انہوں نے اس دلیل کی اتباع کی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ہمیں جعفر بن احمد نے ذکر کیا ہے انہوں نے عبداللہ بن موسیٰ سے اور انہوں نے الحسن بن علی سے انہوں نے ابوحمزہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپؑ سے خدا کے اس قول ،، یسالونک عن ذی القرنین قل سا تلوعلیکم منہ ذکرا۔ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا ذوالقرنین کو خدا نے ایک قوم کی طرف مبعوث فرمایا تو اس قوم نے آپ کے سر کے دائیں جانب ضرب لگائی جس کی وجہ سے وہ وفات پاگئے اور خدا آپ کو پانچ سو سال تک حالت موت میں رکھا۔ پھر اس کو دوبارہ زندہ کیا اور پھر ایک دوسری قوم کی طرف مبعوث فرمایا: اس نے بھی آپ کے سر کے بائیں جانب ضرب لگائی وہ پھر اس ضرب سے انتقال کر گئے اور خدا نے اس کو پانچ

سو سال تک مردہ حالت میں رکھا اس کے بعد خدا نے اس کو دوبارہ زندہ فرمایا اور پوری دنیا کی حکومت آپ کو عطاء فرمائی اور مشرق ومغرب آپ کی حکومت تحت قرار دیا۔ یعنی جہاں سے سورج طلوع کرتا اور جہاں جا کر غروب ہوتا ہے وہاں تک آپ کی حکومت تھی۔ اس کے بارے میں خدا نے فرمایا: حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ..... یہاں تک وہ سورج کے غروب کی جگہ تک پہنچ گئے کو دیکھا کہ وہ ایک کالی کیچڑ والے چشمہ میں ڈوب ہو رہا ہے۔ اور اس چشمہ کے پاس ایک قوم کو پایا تو ہم نے کہا کہ آپ کو اختیار رہے خواہ ان پر عذاب نازل کردیا۔ ان کے درمیان حسن سلوک کی روش اختیار کرو۔ آپ نے کہا کہ جو ظلم کیا اس کو عذاب وسلوک کی روش اختیار کرو۔ آپ نے کہا کہ جس نے ظلم کیا اس کو عذاب دونگا یہاں تک کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں پلٹ آئے اور وہ اسے بدترین سزا دے گا

یعنی اس کو آگ میں عذاب دیا جائے گا پس ذوالقرنین کے ان کے درمیان ایک دیوار قرار تھا۔ جو پیتل اور لوہے تانبا اور سیسہ سے تیار کی گئی تھی۔

ان کے اور ان کے خروج کے درمیان دیوار حائل تھی جس سے وہ وہاں سے نکل نہیں سکتے تھے۔

اس کے بعد حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا اس قوم (یاجوج وماجوج) کا کوئی فرد بھی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک وہ اپنی نسل کے ایک معزز مردوں کو نہ دیکھ لے۔ ملائکہ کے بعد اللہ کی تمام مخلوق سے زیادہ تعداد میں یہ قوم ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کیا گیا کیا وہ نبی تھے یا فرشتہ تھے۔ آپ نے فرمایا وہ نہ نبی تھے اور نہ فرشتہ بلکہ وہ خدا کا بندہ تھے جو خدا سے محبت کرتے اور خدا ان سے محبت کرتے تھے۔ اور وہ خدا سے خالص دوستی رکھتے تھے اور خدا بھی ان سے ایسے ہی دوستی رکھتا تھا پس خدا نے ان کو ایک قوم کی طرف مبعوث فرمایا اس قوم نے آپ کے سر کے دائیں قرن پر ضرب ماری پس آپ ان لوگوں سے غائب ہوگئے اور جب تک خدا نے چاہا وہ غائب رہے۔ پھر دوسری مرتبہ ایک دوسری قوم کی طرف مبعوث کیا تو انہوں نے بھی آپ کے بائیں قرن پر مارا آپ پھر ان سے غائب ہوگئے اور جب تک خدا نے چاہا وہ غائب رہے اور تیسری مرتبہ خدا نے بادشاہ بنایا اور پوری زمین پر ان تو سلطنت عطاء کی اور تمہارے درمیان اس کو مثال موجود ہے (یعنی امیر المومنین کی مثال ذوالقرنین) کی ہے۔ کیونکہ آپ کے سر میں پر بھی دو دفعہ ضربیں لگی) حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰي قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ .

یہاں تک کہ وہ طلوع آفتاب کی جگہ تک پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک ایسی قوم پر طلوع ہو رہا تھا۔ جس کے لیے ہم آفتاب کے سامنے کوئی پردہ بھی نہیں رکھا تھا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ قوم کپڑے بنانے کی صنعت کو نہیں جانتے تھے ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ یعنی وہ دلیل کی اتباع کرتے رہے: حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝ .

یہاں تک وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچ گئے تو ان کے قریب ایک قوم کو پایا جو کوئی بات نہیں سمجھتی تھی۔ ان لوگوں نے کسی طرح ذوالقرنین سے عرض کیا اے ذوالقرنین یاجوج و ماجوج زمین میں فساد برپا کر رہے ہیں تو کیا ممکن ہے کہ ہم آپ کے لیے اخراجات فراہم کریں اور آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی رکاوٹ کھڑی کر دیں انہوں نے فرمایا جو طاقت خدا نے مجھے دی ہے وہ تمہارے وسائل سے بہتر ہے رب تم لوگ قوت سے میری مدد کرو کہ میں تمہارے اور ان کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دوں۔ پس تم لوہا لیکر آؤ۔ یہاں تک وہ دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک ڈھیر ہو گیا تو آپ نے کہا کہ اس کو آگ سے پگھلائیں تو جب پگھل گیا تو کہا اس کو پر تانبا ڈال دیں۔"

یعنی جب لوہا جمع ہو گیا تو اس کو آگ لگائی گی اور اس کو شعلہ وار کیا یہاں تک وہ لوہا آگ کی مثل ہو گیا۔ پھر اس پر تانبا ڈالا گیا۔ وہ زرد ہو گیا۔ پھر وہ ایک چٹان نما بن گیا دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک دیوار نما بنا دیا گیا۔ اس وقت حضرت ذوالقرنین نے فرمایا یہ میرے رب کی رحمت کی وجہ سے ہوا ہے۔ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝ ذوالقرنین نے کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے اس کے بعد جب وعدہ الٰہی آجائے گا۔ تو یہ دیوار ریزہ ریزہ ہو جائے گی۔ خدا کا وعدہ بہر حال برحق ہے۔

آپؑ نے فرمایا جب قیامت سے قبل آخری زمانہ آئے گا تو وہ رکاوٹ (دیوار) منہدم ہو جائے گی۔ اور یاموج و ماجوج کی قوم اس دنیا کی طرف نکل آئے گی۔ اور وہ جو بھی ان کے سامنے آئے گا وہ اس کو کھا جائیں گے۔ اسی کے بارے میں قرآن فرماتا ہے۔ حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ (انبیاء)

اس کے بعد ذوالقرنین مغرب کی جانب چلے آپ جس آبادی سے بھی گزرتے تو غضب ناک شیر کی مانند ان کو دیکھتا اور جو بھی آپ کی مخالفت کرتا تو آپ سے تاریکی رعد برق اور بجلی خارج ہوتی جس کو چاہتے تو جو مخالفت کرتا اس کو ہلاک کر دیتے وہ ابھی مغرب تک نہیں پہنچے تھے کہ تمام اہل مشرق و مغرب ان کے مطیع ہو گئے امیر المومنین فرماتے ہیں یہ ہی وہ قول خدا جس میں اس نے فرمایا ہے۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝

اور ہم نے اس کو زمین میں سلطنت دی اور ہر چیز کے لئے دلیل عطاء کی۔

پھر آپ سے کہا گیا کہ زمین پر ایک ایسا چشمہ ہے جس کو چشمہ حیات کیا اور اس کے پانی کو آب حیات کہا جاتا ہے جس سے جو صاحب پی لے گا وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ موت کی خود خواہش نہیں کرے گا۔ جناب ذوالقرنین نے حضرت خضر علیہ السلام کو بلایا جو اس کے خاص افراد میں سے سب سے زیادہ افضل اور قابل اعتماد تھے۔ اور اس کے علاوہ تین سو ساٹھ (330 یا 360) افراد کا انتخاب کیا اور ہر ایک کو ایک مچھلی دی اور کہا کہ تم فلاں فلاں مقام پر چلے جاؤ اور وہاں پر تین سو ساٹھ چشمے ہیں۔ اور تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے چشمے سے اپنی اپنی مچھلی دھوئیں۔ پس وہ سارے چلے گئے۔ پس جناب خضر ایک

مچھلی کو دھویا تو مچھلی زندہ ہو کر اس چشمہ میں چلی گئی اور خضر علیہ السلام اکیلے رہ گئے اور اس کو تعجب ہوا اور اپنے ذوالقرنین سے کیا کہوں گا پھر آپ نے اپنے کپڑے اتارے اور اس چشمے میں خوب نہائے اور اس سے مچھلی کو تلاش کیا لیکن وہ مچھلی کو نہ پا سکے۔ اس کے بعد سب لوگ ذوالقرنین کے پاس واپس آئے اور سب کے پاس آخر میں حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے تو آپ کے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ تو ذوالقرنین نے آپ ہی کو بلایا اور سوال کیا کہ مچھلی کو کیا ہوا کہاں گئی؟ تو جناب خضر علیہ السلام نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ تو اس نے کہا پھر آپ نے اس کو خوب غوطہ زنی کی تلاش کیا لیکن مچھلی کو نہ پا سکا۔ پھر ذوالقرنین سے سوال کیا کیا آپ نے اس چشمے کو خوب تلاش کیا ہے کہا۔ ہاں۔ پھر ذوالقرنین نے اس چشمے کو خوب تلاش کیا لیکن وہ اس کو نہ پا سکا۔ تو اس نے جناب خضرؑ سے کہا پانی آپ کے نصیب میں تھا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے یوسف بن ابو حماد سے نقل کیا ہے اور عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لئے جا رہے تھے تو جبرائیل کی سواری کی مانند تھی۔ آپ نے جبرائیل سے اس کے بارے میں سوال کیا یہ بوکسی ہے تو انہوں نے آپ کو آگاہ کیا ہے۔

اس گھر میں ایک قوم کو خدا کی طرف سے عذاب دیا گیا اور وہ اس بو کی وجہ سے مر گئی تھی۔ پھر آپ نے رسول خدا سے بادشاہ زادوں میں سے ایک تھا جو اپنے والد کے گھر کے ایک کمرے میں اکیلے رہتے تھے اور اس میں کوئی اور فرزند نہیں تھا۔ پس آپ کے والد کو مشورہ دیا گیا کہ اس خدا اس کو ایک فرزند عطاء کرے جو اس سلطنت کا بادشاہ ہو اور اس کا جانشین ہو۔ پس آپ کے لئے ایک ازدواج کیا گیا اور اس عورت کو آپ کے کمرے میں بھیجا گیا لیکن جناب خضر اس کی طرف متوجہ ہی نہ ہوئے۔ اور آپ نے اس عورت سے فرمایا۔ کیا تو میرے راز کو پوشیدہ رکھے گی۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا خواہ سوال کرے۔ اس معاملہ کے بارے میں جو مردوں کا عورتوں سے ہوتا ہے۔ تو تو کرے گی کہا ہاں۔ اس کی ہاں۔ میں ایسا ہی کروں گی پس بادشاہ نے اس عورت سے اس کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہاں ہاں ایسے ہی والد کو لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپ چند عورتوں کے ذریعے اس عورت (اپنی بہو) کا معائنہ کروائیں۔ تو بادشاہ نے حکم دیا۔ تو جب معائنہ ہوا تو وہ عورت ویسے ہی باکرہ نکلی جیسے وہ پہلے تھی۔ لوگوں نے بادشاہ سے کہا آپ نے ایک کی شادی ایک ناتجربہ کار عورت سے کر دی ہے۔ اس سے کیا ہوگا آپ کسی تجربہ کار عورت سے اس کی شادی کریں۔ اور ایک جوان سال عورت سے آپ کی شادی کر دی۔ جب وہ بھی جناب خضرؑ کے کمرے میں داخل ہوئی تو

جناب خضر علیہ السلام نے اس سے بھی سوال کیا۔ کیا تو میرے راز کو پوشیدہ رکھے گی تو اس عورت نے بھی کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا بادشاہ ہی آپ سے سوال کرے۔ کہا ہاں۔ جب بادشاہ نے اس دوسری بہو سے سوال کیا تو اس نے کہا۔ آپ کا فرزند گونگا ہے۔ کیا عورت کی عورت سے شادی کرنے سے بچہ پیدا ہو جائے گا۔ اس بات کے سننے سے بادشاہ کو غصہ آ گیا۔ اور بادشاہ نے دیا کہ آپ کو کمرے میں بند کر دیا جائے تو آپ پر کمرے کا دروازہ بند کر دیا جب تیسرا دن ہوا دروازے کو بند ہوئے تو بادشاہ دل میں باپ والا رحم و نرم دلی حرکت میں آئی اور اس نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا جب دروازہ کھولا گیا تو کمرے کوئی نہیں خالی تھا۔ خدا نے جناب خضر کو اس دوران وہ طاقت دے دی تھی وہ جیسا چاہتے تھے ویسے ہی ہو جاتے تھے پھر آپ ذوالقرنین کے سامنے آئے اور پھر وہی معاملہ آب حیات والا پیش آیا اور آپ نے اس چشمہ سے پانی پیا اور جب تک وہ چاہیں وہ زندہ رہیں گے۔

پھر جبرائیل نے فرمایا: پھر آپ کے والد کے شہر سے دو بندے تجارت کی غرض سے شہر سے سفر پر گئے اور انہوں سمندر کا سفر کیا جب وہ سمندر کے ایک جزیرہ میں پہنچے کو وہاں انہوں نے جناب خضرؑ کو پایا جو نماز ادا کر رہے تھے جب آپ کی ہوئی تو آپ ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے حال اموال لیا۔ اور ان دونوں نے بھی آپ کو حال احوال کے بارے خبر دی۔ تو آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ اگر میں آپ دونوں کو آج ہی اپنے اپنے گھروں تک پہنچا دوں کو کیا تم میرے معاملے کو پوشدہ رکھو گے؟ دونوں نے کہا ہاں۔ لیکن دل میں ایک نے نیت کی کہ میں اس کو پوشیدہ رکھوں گا۔ لیکن دوسرے نے دل رکھا کہ جب میں واپس جاؤں گا تو آپ کے والد کو اسکے بارے میں خبر دونگا۔ آپ نے بادل کو بلایا اور حکم دیا کہ ان اٹھا کر لے جاؤ اور ان کو ان کے گھروں تک پہنچا دو۔ پس بادل نے ان دونوں کو اٹھایا اور دونوں کو ان کے شہر کے قریب اس دیا۔ ان میں سے ایک نے تو معاملہ کو پوشیدہ رکھا لیکن دوسرا بادشاہ کے پاس چلا گیا اور اس کو جناب خضر کے بارے میں دی۔ اور سارا معاملہ گوش گزار کر دیا۔ تو بادشاہ نے کہا اس واقعہ کا گواہ کون ہے جو تیری سچائی کی خبر دے۔ تو اس تاجر نے کہا تاجر بھی میرے ساتھ تھا اس کے بارے میں بھی اطلاع دے دی۔ بادشاہ نے اس تاجر کی طرف غلام کو روانہ کیا اور اس کو طلب کیا جب وہ تاجر بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ نے اس واقعہ کے بارے میں اس سے دریافت کیا تو وہ دوسرا تاجر نے اس شخص کو شناخت کرنے سے بھی انکار کر دیا کہا کہ میں اسی کو جانتا ہی نہیں ہوں۔ تو تاجر اول نے بادشاہ سے کہا اے بادشاہ میرے ساتھ چند سواروں کو میرے ساتھ اس جزیرہ کی طرف روانہ کریں اگر میں آپ کے فرزند کو لے کر آ جاؤں تو پھر اس گرفتار کر لینا۔ بادشاہ نے چند افراد کو اس تاجر کے ساتھ روانہ کیا لیکن انہوں نے خضر کو وہاں نہ پایا اور خالی ہاتھ واپس آ گئے نے اس تاجر کو رہا کر دیا جس نے جناب خضر کے راز کو پوشیدہ رکھا تھا۔ اس کے بعد اس بادشاہ کی قوم نے خدا کی نافرمانیاں کر دیں تو خدا نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ اور ان کے سارے شہر تہ و بالا کر دیا۔ پورا شہر الٹ دیا سارے شہر کے لوگ ہلاک

جناب خضر کے راز کو پوشیدہ رکھا اور اس تاجر مرد کے جس نے آپ کا راز پوشیدہ رکھا وہ دونوں شہر کے معاملہ ہوا سارے ہلاک ہوئے سوائے ان دو کے جب صبح ہوئی دونوں کی آپس میں ملاقات ہوئی ایک دوسرے کو خبر دی تو اس وقت دونوں نے کہا ہم دونوں تو بچ گئے پس یہ فقط اس راز داری جناب خضر کے بارے میں کی ہے۔ اور ہم دونوں جناب خضر کے رب پر احسن انداز سے ایمان لائے دونوں نے آپس میں شادی کر لی۔ اور وہاں سے کسی دوسرے بادشاہ کی سلطنت میں چلے گئے ایک دن وہ بادشاہ کی بیٹی کو سنوار رہی تھی جس وقت وہ بادشاہؑ کے بالوں میں کنگی کر رہی تھی کہ اچانک اس پر گر گیا تو اس کی زبان سے ہ فقرہ نکل گیا لاحول والا قوۃ الا باللہ تو بادشاہ زادی نے اس سے کہا کہ یہ کون ادا کیا ہے۔ تو اس عورت نے جواب دیا کہ میرا ایک خدا ہے جو تمام امور کو جاری کرنے والا ہے۔ سارے جاری و ساری ہیں تو بادشاہ زادی نے کہا کیا میرے باپ کے علاوہ تیرا کوئی اور خدا ہے؟ اس عورت جو تیرا اور تیرے والد کا بھی خدا ہے۔ بادشاہ زادی اپنے باپ کے پاس گئی اور اس کو اس کے بارے میں اس عورت سے سنا تھا۔ بادشاہ نے اس عورت کو طلب کیا اور اس سے اس کے بارے میں سوال کیا۔ تو اس کنیزہ اپنے عقیدہ کے بارے میں بادشاہ کو خبر دے دی۔ بادشاہ نے سوال کیا اور کون کون تیرے دین و عقیدہ پر ہے۔ تو عقیدہ میں میرا شوہر اور میرا بیٹا ہے بادشاہ نے ان دونوں کو بھی طلب کیا اور ان سب کو حکم دیا کہ اس عقیدہ توحید خدا ہونے کا اقرار کریں۔ تو ان لوگوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس نے پانی گرم کرنے والے میں پانی کو خوب گرم کیا۔ اور ان افراد کو ان گرم پانی میں ڈال دیا اور پھر ان پر اس گھر کو گرا دیا تا کہ وہ وہی دفن

جبرائیل نے فرمایا یا رسول اللہ یہ خوشبو اس گھر سے آ رہی ہے۔ جس کو آپ نے سونگا ہے۔

آپ ہی سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ سلیمان فارسی اور آپ کا ہاتھ سلیمان فارسی کے کندھے پر تھا اور چلتے چلتے مسجد الحرام میں داخل ہوئے۔ جب آپ مسجد میں ایک بلند قد و قامت کا مالک شخص خوبصورت لباس پہنے ہوئے ان کے قریب آیا اور حضرت علی علیہ السلام کو سلام کیا اور یوں کہا:

اے امیر المومنینؑ! آپ سے تین مسئلے پوچھنا چاہتا ہوں اگر ان کے درست جواب دیے تو میں سمجھوں گا کہ جن لوگوں نے آپ کو منتخب کیا ہے ان لوگوں نے اپنی دنیا و آخرت برباد کر لی ہے (اور آپ حق پر ہیں) ورنہ وہ لوگ اور آپ برابر فرمایا: جو چاہیں، پوچھیں اس شخص نے کہا: آپ مجھے یہ بتائیں کہ انسان جب سوتا ہے تو اس کی روح ۲۔ انسان کیسے ایک چیز کو یاد کرتا ہے اور ایک چیز کو بھول جاتا ہے؟ ۳۔ انسان کیسے اپنے چچا اور ماموں کا ہم

شکل بن جاتا ہے؟۔

اس حضرت علی علیہ السلام اپنے بیٹے حسنؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابا محمدؑ! اس شخص کے سوالات کے جوابات دیں۔

حضرت امام حسن نے اس ناشناس شخص کی طرف رخ کیا اور اس کے سوالات کے جوابات یوں مرحمت فرمائے۔

۱۔ انسان جب سوتا ہے تو اس کی روح ہوا کے ساتھ متصل ہو جاتی ہے اور ہوا فضا میں معلق ہو جاتی ہے۔ جس وقت انسان کا بدن بیدار ہونے کے لئے حرکت میں آتا ہے تو اس وقت خداوند متعال روح کو اجازت دیتا ہے کہ اپنے پیکر میں واپس چلی جائے۔ اجازت ملنے پر وہ روح ہوا کو اور ہوا فضا کو جذب کرتی ہے اور روح اپنے پیکر میں پلٹ جاتی ہے اور اس میں آرام کرتی ہے۔ اگر اللہ روح کو پلٹنے کی اجازت نہ دیں تو فضا ہوا کو اور ہوا روح کو جذب کر لے گی اور قیام قیامت روح اپنے پیکر میں نہیں پلٹے گی۔

۲۔ کسی چیز کے یاد آنے اور بھول جانے کا جواب یہ ہے کہ قلب انسان اساس حق پر قائم ہے۔ اور حق کے اوپر ایک چڑھائی گئی ہے۔ اگر اس وقت انسان محمدؐ و آل محمدؐ پر کل صلوٰات بھیجے تو وہ پردہ حق کے اوپر سے اٹھ جاتا ہے۔ اور قلب انسان روشن ہو جاتا ہے اور فراموش شدہ مطلب انسان کو یاد آجاتا ہے اور اگر کامل درود نہ بھیجے تو حق کے اوپر پردہ پڑا رہتا ہے، جس کے نتیجے میں قلب انسان تاریک ہو جاتا ہے۔ اور فراموشی کے درمیان گر جاتا ہے۔

۳۔ بچے کی اپنے چچا یا ماموں سے شباہت کے بارے میں یوں ہے کہ اگر مرد آرام و سکون کے ساتھ اپنی بیوی سے ہم بستری کرے اور اس وقت نطفہ منعقد ہو جائے تو وہ بچہ اپنے ماں باپ کی شکلیں دے گا اور اگر اضطراب و پریشانی کے عالم میں اپنی بیوی سے مباشرت کرے اور نطفہ منتقل ہو جائے تو وہ پیدا ہونے والا اپنے ماموں اور چچا پر جائے گا۔ اور اگر مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر سبقت لے جائے تو بچہ والد اور چچا کے ہم مشکل ہوگا اور اگر عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ سے سبقت لے جائے تو بچہ ماں اور ماموں کے ہم مشکل ہوگا۔

پس وہ سوال کرنے والا مرد امیر المومنین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمیشہ رہنے والے خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور میں اس کا ہمیشہ قائل ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ محمد رسول اللہ کے وصی اور ان کی امت۔ میں ان کے خلیفہ برحق ہیں اور آپ کے بعد آپ کے امر کو حسن لے کر کھڑے ہونگے اور اس کے بعد اس امر کے ساتھ قیام کرنے والے حسین ابن علی علیہ السلام ہونگے اور ان کے بعد اس امر کے ساتھ علی بن حسین قیام کریں گے اور اس کے بعد یہ امر ان کے فرزند محمد بن علی کے سپرد ہوگا اور ان کے بعد جعفر بن محمد اور ان کے بعد موسیٰ بن جعفر ان کے بعد علی بن موسیٰ اور ان کے بعد محمد بن علی اور ان کے بعد علی بن محمد و حسن بن علی اور وصی حسنؑ بن علی کے وصی جو اس امر کے ساتھ قیام کریں گے اور وہ اس دنیا کو عدل

اس طرح وہ پہلے ظلم و جور سے پر ہوگی۔ اس کے بعد وہ مرد کھڑا ہوا اور ماہر چلا گیا امیر المومنین علیہ السلام نے

قریش والوں کو اصحاب کہف اور موسیٰ خضر اور ذوالقرنین کے بارے میں بیان کر دیا تو اس کے بعد

سوال کیا ہے رسول خدا نے فرمایا وہ کون سا سوال ہے تو انہوں نے کہا وہ سوال یہ ہے کہ قیامت کب

اس کے جواب میں خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا

اس سے قیامت کے دن کے بارے میں سوال کرتے ہیں یہ کب واقع ہوگی تو آپ ان سے کہہ دیں کہ اس کا علم

میرے پاس ہے۔ (سورہ اعراف)

راوی کہتے ہیں کہ سورہ کہف نے نزول کا سبب یہ تھا یہ آیت قیامت والی سورہ اعراف میں سے ہے۔ مناسب وہ

تھا کہ اس سورہ میں سے ہوتی۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ

ہم نے ان کو ایسے چھوڑ دیا ہے کہ ایک دوسرے کے معاملات میں دخل اندازی کرتے رہیں اور پھر جب صور پھونکا

جائے گا ایک جگہ اکٹھا کریں گے اور اس دن جہنم کو کافروں کے سامنے باقاعدہ پیش کیا جائے گا وہ کافر جن کی نگاہیں

پردہ میں تھیں اور وہ کچھ سننا بھی نہیں چاہتے تھے۔

آیت نمبر ۱۰۱ تا ۱۱۰

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ

اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ

اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ

يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ

اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ

بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا
يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ
الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾ قُلْ اِنَّمَا اَنَا
بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ
رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١٠﴾

ترجمہ

تو کیا کافروں کا خیال یہ ہے کہ یہ ہمیں چھوڑ کر ہمارے بندوں کو اپنا سرپرست بنالیں گے تو ہم نے [illegible] کو کافرین کے لئے بطور منزل مہیا کر دیا ہے (۱۰۲) پیغمبر کیا ہم آپ کو ان لوگوں کے بارے میں اطلاع دیں جو اپنے اعمال میں بدترین خسارہ میں ہیں (۱۰۳) یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش زندگانی دنیا میں بہک گئی ہے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ اچھے اعمال انجام دے رہے ہیں (۱۰۴) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آیات پروردگار اور اس کی ملاقات کا انکار کیا ہے تو ان کے اعمال برباد ہو گئے ہیں اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے (۱۰۵) ان کی جزا ان کے کفر کی بنا پر جہنم ہے کہ انہوں نے ہمارے رسولوں اور ہماری آیتوں کو مذاق بنالیا ہے (۱۰۶) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ان کی منزل کے لئے جنّت الفردوس ہے (۱۰۷) وہ ہمیشہ اس جنّت میں رہیں گے اور اس کی تبدیلی کی خواہش بھی نہ کریں گے (۱۰۸) آپ کہہ دیجئے کہ اگر میرے پروردگار کے کلمات کے لئے سمندر بھی روشنی بن جائیں تو کلماتِ رب کے ختم ہونے سے پہلے ہی سارے سمندر ختم ہو جائیں گے چاہے ان کی مدد کے لئے ہم ویسے ہی سمندر اور بھی لے آئیں (۱۰۹) آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارا ہی جیسا ایک بشر ہوں مگر میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا ایک اکیلا ہے لہٰذا جو بھی اس کی

[illegible] چاہئے کہ عمل صالح کرے اور کسی کو اپنے پروردگار کی عبادت میں شریک نہ

تفسیر

[illegible] كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ
[illegible]

[illegible] کافروں کا خیال یہ ہے کہ یہ ہمیں چھوڑ کر ہمارے بندوں کو اپنا سرپرست بنالیں گے تو ہم نے جہنم کو [illegible] کے لئے منزل مہیا کر دیا ہے۔: نزلا یعنی منزل۔

[illegible] نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا۔

[illegible] هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ
[illegible] يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾

[illegible] آپ فرما دیں۔ کیا ہم تم لوگوں کو ان کے بارے میں خبر دیں جو اپنے اعمال کے اعتبار سے بدترین خسارے [illegible] ان کی کوشش زندگانی دنیا میں بہک گئی اور یہ خیال کرتے رہے کہ یہ اچھے کام انجام دے رہے ہیں۔

[illegible] کن لوگوں کے بارے میں ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہود و نصاریٰ اور ان مشائخ نصاریٰ کے راہب اور مسلمانوں [illegible] اور خوارج کی پیروی کرنے والے حروریہ اور اہل بدعت ہیں۔

[illegible] اور [illegible] فرماتے ہیں کہ یہ آیت نازل یہود کے بارے میں ہوتی ہے لیکن یہ خوارج کے بارے میں بھی جاری

[illegible] الَّذِيْنَ كَفَرُوْا .. یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی آیات کا کفر کرتے ہیں۔ اور قیامت کے دن کا انکار کرتے ہیں [illegible] ہو جائیں گے اور ان کو وزن کے پیش نہیں کیا جائے گا۔ یعنی ان کی حسنات کا اجر نہیں دیا جائے گا۔

[illegible] ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ .. ان کی یہ جزاء جہنم ہے کیونکہ ہمارے آیات یعنی اوصیا کا مذاق اڑاتے تھے۔

[illegible] اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
[illegible] يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾

یقیناً جولوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال انجام دے ان کی منزل کے لئے جنت فردوس ہے۔
وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اس کی تبدیل کی خواہش بھی نہیں کریں گے۔

یہاں سے خدا مومنین کے بارے میں بیان فرمارہا ہے ان کے لئے خدا نے جنت فردوس کو تیار کیا ہے جو ان کی
ہوگی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور کبھی اس منزل کو تبدیل کرنے کی خواہش نہیں کریں گے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾

آپ کہہ دیں کہ اگر میرے رب کے کلمات کے لئے سمندر بھی روشنائی بن جائیں تب میرے رب کے
کلمات کے ختم ہونے سے قبل یہ روشنائی ختم ہوجائے گی خواہ اس کی مثل اور روشنائی لے آئی جائے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ہمیں محمد بن جعفر یا احمد نے نقل کیا ہے انہوں نے عبداللہ بن موسیٰ سے اور انہوں نے حسن بن علی
ابی حمزہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا
انہوں نے خدا کے اس قول کے بارے فرمایا: خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ مومنین جنت فردوس میں ہمیشہ
گے ان کو اس سے نکالا نہیں جائے گا اور وہ خود بھی کبھی خدا سے اس منزل کی تبدیلی کی خواہش نہیں کریں گے۔ پھر میں نے عرض کیا
خدا یہ قول۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا۔۔

آپ نے فرمایا میں آپ کو خبر دے رہا ہوں کہ خدا کے کلمات کی کوئی ابتداء نہ کوئی انتہاء اور نہ ہی کبھی
ہونے والا ہیں۔

پھر میں نے عرض کیا کہ خدا کے یہ قول کے بارے میں ان الذین امنوا۔۔۔

آپ نے فرمایا یہ آیت ابوذر مقداد۔ سلیمان فارسی۔ عمار بن یاسر رحمۃ اللہ علیہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے
کے لئے جنت فردوس میں منزل ومقام ہے۔ اس کے بعد فرمایا: قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ
وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ آپ کہہ دیں کہ
تمہارے جیسا ایک بشر ہوں مگر میری طرف وحی نازل ہوئی ہے کہ تمہارا خدا اکیلا ہے لہذا جو بھی اس کی ملاقات کا امیدوار ہے
چاہیے کہ نیک اعمال انجام دے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

اس شرک سے مراد ریا کاری ہے یعنی عبادت خدا میں ریا کاری کرنے والا مشرک ہے۔

ابوالجارود۔ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اس آیت کی تفسیر خود رسول خدا سے دریافت کی گئی

۔۔۔ سے کیا مراد ہے تو آپ نے فرمایا جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز ادا کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ جو لوگوں کو دکھانے
کے لئے پرہیز گاری کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ جو لوگوں کو دکھانے کے لئے روزہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے جو لوگوں کو دکھانے کے لئے
حج کرتا ہے وہ مشرک ہے اور جو خدا کے امر کردہ چیزوں پر لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ اللہ ریا کار کا کوئی عمل
قبول نہیں کرتا۔

حدثنا: علامہ علی بن ابراہیم نے فرماتے ہیں مجھے جعفر بن احمد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے عبداللہ بن موسیٰ سے نقل
کیا ہے اور انہوں نے الحسن بن علی بن ابی حمزہ سے نقل کیا اور انہوں اپنے والد سے اور الحسین بن ابی العلاء سے اور عبدالہ بن
سنان سے اور شعیب العقرقوفی ان سب سے نقل ہے اور انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام
سے نقل کیا ہے۔ کہ انما انا بشر مثلکم۔ سے مراد ہے خلقت میں میں تمہاری ہی طرح کی مخلوق ہوں لیکن میری طرف وحی کا نزول ہوتا
ہے۔ ولا یشرک بعبادۃ ربہ احد: یعنی اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے
کہ آل محمد کی ولایت دوستی کے ساتھ کسی غیر کی ولایت قرار نہ دے آل محمدؐ کی ولایت ہی حقیقی عمل صالح ہے اور جو عبادت میں خدا
کا شریک قرار دیتا ہے۔ اس نے ہماری ولایت کا انکار کیا ہے اور جس نے ہماری ولایت کا کفر کیا ہے اس نے امیر المومنینؑ کے
اس دوستی کا انکار کیا ہے اس نے خدا کا شریک قرار دیا ہے۔

الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ. ذکر سے مراد علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ یعنی وہ سننے کی کوشش نہیں کرے گا۔ یعنی جب ان کے سامنے علی علیہ السلام کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ اپنے بعض ودشمنی جو ان کو علی اور
اس کی آل سے ہے اس کی وجہ سے سننا نہیں چاہتے۔ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ
اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ : وہ کافر جنہوں نے مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا سرپرست قرار دیا ان کے لئے ہم
نے جہنم برا ٹھکانہ قرار دیا ہے۔

یعنی جن لوگوں نے دشمنان آل محمد کو اپنا سرپرست قرار دیا ہے اور ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کی اتباع کرتے ہیں اور
انہوں نے خدا کے علاوہ ان دشمنان آل محمد کا اپنا ولی اور سرپرست قرار دیا ہے اور یہ لوگ ان دشمنان آل محمد سے محبت رکھتے ہیں۔
اور یہ گمان کرتے ہیں یہ دشمن آل محمد ہمیں جہنم کے عذاب سے نجات دلوادیں گے ایسے کافروں کے لئے ہم نے جہنم کی
آگ کا عذاب قرار دیا ہے جو ان کے لئے برا ٹھکانہ ہے۔ اور یہ جہنم منزل وٹھکانہ ہے ان دشمنان آل محمد کے لئے اور ان کے لئے جو
ان کی اتباع کرتے ہیں۔

سورہ کہف تمام شد

سُوْرَةُ مَرْيَمَ

سورہ مریم مکی ہے اور آیات 98 ہیں۔ قرآنی ترتیب سے اس کا نمبر 19 اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا نمبر ہے اور اس میں 6 (چھ) رکوع ہیں۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہے آپ نے فرمایا جو شخص سورہ مریم کی تلاوت کرے گا تو مرنے سے قبل اللہ تعالیٰ اس کی جان و مال اور اولاد کی کفایت فرمائے گا آخرت میں وہ حضرت عیسیٰ محشور فرمائے گا۔ اور اس کو سلیمان بن داؤد نبی خدا کی حکومت کے برابر ثواب عطا کرے گا۔ 220 پر ختم۔

آیت نمبر ۱ تا ۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً
خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا
وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ
وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ
اٰلِ يَعْقُوْبَ ۗ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ
يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿٧﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ
وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ
قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ﴿٩﴾

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً ۗ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ
سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا
بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿١١﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ
صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۗ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ
يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ
يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

کھیعص (۱) یہ ذکر یا کے ساتھ تمہارے پروردگار کی مہربانی کا ذکر ہے (۲) جب انہوں نے اپنے پروردگار کو دھیمی آواز سے پکارا (۳) کہا کہ پروردگار میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور میرا سر بڑھاپے کی آگ سے بھڑک اٹھا ہے اور میں تجھے پکارنے سے کبھی محروم نہیں رہا ہوں (۴) اور مجھے اپنے بعد اپنے گھرانے والوں سے خطرہ ہے اور میری بیوی بانجھ ہے تو اب مجھے ایک ایسا ولی اور وارث عطا فرما (۵) جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور پروردگار اسے اپنا پسندیدہ بھی قرار دے دے (۶) ہم تم کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے اور ہم نے اس سے پہلے ان کا ہمنام کوئی نہیں بنایا ہے (۷) زکریا نے عرض کی پروردگار میرے فرزند کس طرح ہوگا جب کہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بھی بڑھاپے کی آخری حد کو پہنچ گیا ہوں (۸) ارشاد ہوا اسی طرح تمہارے پروردگار کا فرمان ہے کہ یہ میرے لئے بہت آسان ہے اور میں نے اس سے پہلے خود تمہیں بھی پیدا کیا ہے جب کہ تم کچھ نہیں تھے (۹) انہوں نے کہا کہ پروردگار اس ولادت کی کوئی علامت قرار دے دے ارشاد ہوا کہ

تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم تین دنوں تک برابر لوگوں سے کلام نہیں کرو گے (۱۰) اس کے بعد زکریا محراب عبادت سے قوم کی طرف نکلے اور انہیں اشارہ کیا کہ صبح وشام اپنے پروردگار کی تسبیح کرتے رہو (۱۱) یحییٰ ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو اور ہم نے انہیں بچپنے ہی میں نبوت عطا کر دی (۱۲) اور اپنی طرف سے مہربانی اور پاکیزگی بھی عطا کر دی اور وہ خوف خدا رکھنے والے تھے (۱۳) اور اپنے ماں باپ کے حق میں نیک برتاؤ کرنے والے تھے اور سرکش اور نافرمان نہیں تھے (۱۴) ان پر ہمارا سلام جس دن پیدا ہوئے اور جس دن انہیں موت آئی اور جس دن وہ دوبارہ زندہ اٹھائے جائیں گے (۱۵)

تفسیر

كٓهٰيٰعٓصٓ ① . علامہ علی بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ مجھے جعفر بن احمد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے عبید اللہ یا عبداللہ سے اور انہوں نے الحسن بن علی سے اور انہوں اپنے والد سے اور انہوں نے ابوالبصیر سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: یہ حروف مقطعہ اللہ کے اسماء کا مخفف ہے۔ اور لفظ كٓهٰيٰعٓصٓ. کا پورا جملہ ہے اللہ ہوا لکافی الہادی الصادق ذوالایادی الفطام ۔ اللہ ہی کافی ہے ہادی ہے صادق اور عظیم نعمات عطاء کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ ایسے ہی ہے جیسے اس نے خود اپنی وصف بیان کی ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے خدا کی اس قول کے بارے میں نقل ہے۔ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ② . تیرے رب کی رحمت کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی۔

آپ نے فرمایا کہ تیرے رب نے اپنے بندہ زکریا کا ذکر کیا کہ پس خدا نے ان پر اپنی وحی نازل فرمائی اس وقت اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ③. جب اس نے اپنے رب کو چپکے سے پکارا کہ۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ . اے میرے خدا میری ہڈیاں تک لاغر اکمزور ہو چکی ہیں۔ یعنی میں ضعیف ہو چکا ہوں۔ اور میرا سر پڑھاپے کی وجہ سے سفید ہو چکا ہے۔

وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ④. اور میں تجھے پکارنے سے کبھی محروم نہیں رہا ہوں یعنی میری دعا کبھی تیری بارگاہ میں رد نہیں ہوں تو نے ہمیشہ میری دعا کو قبول کر کے مجھے شرف بخشا ہے وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ . اور مجھے اپنے بعد اپنے خاندان والوں سے خطرہ ہے۔

یعنی میں اپنے بعد اپنی وراثت کے بارے میں خائف ہوں وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا '' اور میری زوجہ بھی مایوس ہو چکی ہے۔ یعنی میری بیوی جو بڑھاپے کی وجہ سے یائسہ ہو چکی ہے جو اب بچہ جننے کے قائل نہیں رہی۔ یہ دعا حضرت زکریا نے

ان ایام میں فرمائی کہ جب آپ بوڑھے ہو چکے تھے اور آپ کی بیوی بھی بوڑھی ہو چکی اور آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی جو آپ کی میراث کی وارث ہو نہ لہٰذا آپ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے پریشان سے تھے اور یہ دعا آپ نے فرمائی۔ تاکہ ان کی کوئی اولاد ہو جو ان کی وارث ہو سکے۔

کیونکہ بنی اسرائیل والے اپنے ہدایا اور نذورات اپنے احبار کو دیا کرتے تھے اور آپ علیہ السلام احباریں سے تھے بلکہ تمام احبار کے سردار تھے آپ کی زوجہ مریم بنت عمران بن ماثان کی خالہ تھی اور بنو ماثان یہ ساری بنی اسرائیل کے سردار تھے اور ان کے بادشاہوں کی اولاد تھی یہ ساری حضرت سلیمان بن داؤد کی اولاد تھے۔ تو حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا: فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ⑤ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ⑥ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ⑦ . پس اب مجھے اپنی طرف سے ایک ولی عطاء فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور اے خدا اس کو اپنا پسندیدہ بھی قرار دے ہم نے آواز دی اے زکریا ہم آپ کو ایک بچے کی خوشخبری دیتے ہیں کہ جس کا نام یحییٰ ہے اور اس سے قبل ہم نے اس کا ہم نام کوئی نہیں بنایا''

حضرت یحییٰ سے قبل کوئی بچہ بھی ایسا نہیں تھا کہ جس کا نام یحییٰ ہو یہ پہلا بچہ تھا جس کا یحییٰ رکھا گیا تھا۔ اور جب خدا کی طرف سے بشارت آئی تو جناب زکریا کو تعجب ہوا اور عرض کیا: رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ⑧. اے میرے خدا میرے لیے بچہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ میری بیوی بڑھاپے کی وجہ سے مایوس ہو چکی ہے اور میں بڑھاپے کی آخری حد کو پہنچ چکا ہوں۔

یعنی میری بیوی یائسہ ہے اور میں بڑھاپے کی وجہ سے مایوس ہوں یہ عمر بچہ کے پیدا کرنے کی نہیں ہے۔

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ⑨ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ⑩ . اس نے کہا کہ ایسے ہی ہوگا اور آپ کا رب کہتا ہے کہ یہ کام میرے لیے بہت آسان ہے اور میں نے اس سے قبل خود آپ کو بھی تو خلق کیا ہے حالانکہ آپ کچھ بھی نہیں تھے انہوں نے عرض کی اے خدا میرے لیے کوئی نشانی قرار دے۔ آواز آئی آپ کے لیے نشانی ہے کہ آپ تین رات دن متواتر لوگوں سے بات نہیں کر سکیں۔

یعنی باوجود کہ تندرست وصحیح ہونگے لیکن لوگوں سے بات نہیں کر سکیں گے بلکہ اشارہ سے باتیں کریں گے۔ اس کے بعد حضرت زکریا محراب عبادت سے اپنی قوم کی طرف نکلے وہ انہیں اشارہ کر کے تبلیغ فرماتے تھے۔ اور خدا نے حضرت یحییٰ حضرت زکریا کو عطاء فرمایا جو شکم مادر میں چھ ماہ رہے یعنی آپ کی مدت حمل چھ ماہ تھی۔

آیت نمبر ۱۶ تا ۴۰

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾
فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۖ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا
سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا
رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ
يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ
وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ
فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ
قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ
تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ
النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا
تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ
الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ
شَيْـــًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ
بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ
صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِيْ

مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾
وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ
وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ
الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى
اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۳۵﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ
هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ
لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ
يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ
الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ
نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ

اور پیغمبر اپنی کتاب میں مریم کا ذکر کرو کہ جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ مشرقی سمت کی طرف چلی گئیں (۱۶) اور لوگوں کی طرف پردہ ڈال دیا تو ہم نے اپنی روح کو بھیجا جو ان کے سامنے ایک اچھا خاصا آدمی بن کر پیش ہوا (۱۷) انہوں نے کہا کہ اگر تو خوفِ خدا رکھتا ہے تو میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں (۱۸) اس نے کہا کہ میں آپ کے رب کا فرستادہ ہوں کہ آپ کو ایک پاکیزہ فرزند عطا کردوں (۱۹) انہوں نے کہا کہ میرے یہاں فرزند کس طرح ہوگا جب کہ مجھے کسی بشر نے چھوا بھی نہیں ہے اور میں کوئی بدکردار نہیں ہوں (۲۰) اس نے کہا کہ اسی طرح آپ کے پروردگار کا ارشاد ہے کہ

میرے لئے یہ کام آسان ہے اور اس لئے کہ میں اسے لوگوں کے لئے نشانی بنادوں اور اپنی طرف سے رحمت قرار دیدوں اور یہ بات طے شدہ ہے (۲۱) پھر وہ حاملہ ہوگئیں اور لوگوں سے دور ایک جگہ چلی گئیں (۲۲) پھر وضع حمل کا وقت انہیں ایک کھجور کی شاخ کے قریب لے آیا تو انہوں نے کہا کہ اے کاش میں اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور بالکل فراموش کردینے کے قابل ہوگئی ہوتی (۲۳) تو اس نے نیچے سے آواز دی کہ آپ پریشان نہ ہوں خدا نے آپ کے قدموں میں چشمہ جاری کردیا ہے (۲۴) اور خرمے کی شاخ کو اپنی طرف ہلائیں اس سے تازہ تازہ خرمے گر پڑیں گے (۲۵) پھر اسے کھائیے اور پیجئے اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی رکھئے پھر اس کے بعد کسی انسان کو دیکھئے تو کہہ دیجئے کہ میں نے رحمان کے لئے روزہ کی نذر کرلی ہے لہٰذا آج میں کسی انسان سے بات نہیں کرسکتی (۲۶) اس کے بعد مریم بچہ کو اٹھائے ہوئے قوم کے پاس آئیں تو لوگوں نے کہا کہ مریم یہ تم نے بہت برا کام کیا ہے (۲۷) ہارون کی بہن نہ تمہارا باپ برا آدمی تھا اور نہ تمہاری ماں بدکردار تھی (۲۸) انہوں نے اس بچہ کی طرف اشارہ کردیا تو قوم نے کہا کہ ہم اس سے کیسے بات کریں جو گہوارے میں بچہ ہے (۲۹) بچہ نے آواز دی کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے (۳۰) اور جہاں بھی رہوں بابرکت قرار دیا ہے اور جب تک زندہ رہوں نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے (۳۱) اور اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا ہے اور ظالم و بدنصیب نہیں بنایا ہے (۳۲) اور سلام ہے مجھ پر اس دن جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن دوبارہ زندہ اٹھایا جاؤں گا (۳۳) یہ ہے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں قول حق جس میں یہ لوگ شک کررہے تھے (۳۴) اللہ کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنا فرزند بنائے وہ پاک و بے نیاز ہے جس کسی بات کا فیصلہ کرلیتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ ہوجا اور وہ چیز ہوجاتی ہے (۳۵) اور اللہ میرا اور تمہارا دونوں کا پروردگار ہے لہٰذا اس کی عبادت کرو اور یہی صراطِ مستقیم ہے (۳۶) پھر مختلف گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا اور ویل ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا اور انہیں بڑے سخت دن کا سامنا کرنا ہوگا (۳۷) اس دن جب ہمارے پاس آئیں گے تو خوب سنیں اور دیکھیں گے لیکن یہ ظالم آج کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہیں

(۳۸) اور ان لوگوں کو اس حسرت کے دن سے ڈرایئے جب قطعی فیصلہ ہوجائے گا اگرچہ یہ لوگ غفلت کے عالم میں پڑے ہوئے ہیں اور ایمان نہیں لارہے ہیں (۳۹) بیشک ہم زمین اور جو کچھ زمین پر ہے سب کے وارث ہیں اور سب ہماری ہی طرف پلٹا کر لائے جائیں گے (۴۰)

تفسیر

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾

اے رسولؐ اپنی کتاب میں مریم کا ذکر کرو جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ مشرقی سمت میں ایک مقام کی طرف چلی گئی۔

یعنی جناب مریم کھجور کے خشک درخت کی طرف چلی گئی۔

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا اور اس نے لوگوں کی طرف پردہ ڈال دیا۔ یعنی جناب مریم اپنے محراب عبادت میں تھی جس کے آگے پردہ ڈالا ہوا تھا۔

فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا پس ہم نے اپنی روح کو ان کی طرف بھیجا،، اور روح الامین حضرت جبرائیل علیہ السلام کو جناب مریم کے پاس بھیجا۔

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ ۔ پس وہ ان کے سامنے ایک اچھا خاصا مرد بن کر سامنے آیا، جب حضرت جبرائیلؑ جناب مریمؑ کے سامنے آیا تو ایک اجنبی مرد کو جب آپ نے دیکھا تو فوراً یوں فرمایا:

قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾

جناب مریمؑ نے فرمایا آپ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں اگر تم تو متقی اور خدا سے ڈرنے والے ہو۔

یعنی آپ متقی اور خدا کا ڈر رکھنے والے ہوں تو میں آپ سے خدا کی پناہ مانگتی ہو یعنی میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں مجھ سے دور رہو یہ کلمات آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمائے:

قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا۔ جناب جبرائیلؑ نے فرمایا کہ میں آپ کے رب کا فرستادہ ہوکر آیا ہوں تاکہ آپ کو ایک پاک و پاکیزہ بچہ ھبہ کروں۔

جب جناب مریم سے یہ کہا گیا تو آپ نے اس کا انکار کردیا کہ نہیں۔ ایسے کیسے ہوسکتا ہے۔ اور اس انکار کی وجہ یہ تھی کہ بغیر شوہر کے عورت کا حاملہ ہونا یہ عادت نہیں تھی۔ اور آپ نے عرض کی۔

اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾

جناب مریم نے فرمایا۔ بھلا میرے ہاں بچہ کیسے ہوسکتا حالانکہ مجھے کسی بشر نے مس نہیں کیا ہے اور میں کوئی بدکردار بھی نہیں ہوں۔

خود حضرت جبرائیلؑ بھی خدا کی اس قدرت کی کیفیت کے بارے نہیں جانتا تو آپؑ نے جناب مریم سے فرمایا۔ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ ۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ایسے ہی آپ کے رب کا فرمان ہے وہ فرماتا ہے کہ بغیر باپ کے بچہ پیدا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور اس کو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کی نشانی قرار دونگا اور میری طرف سے رحمت ہے اور یہ طے شدہ بات ہے۔

جناب جبرائیل علیہ السلام نے جناب مریم میں جب پھونک ماری اسی سے جناب مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حاملہ ہوگئی۔ حاملہ رات ہوئی اور اگلے دن دوپہر کے وقت جناب عیسیٰ کی پیدائش ہوئی اس طرح جناب عیسیٰ کا حمل 9 گھنٹے تک رہا۔ اور خدا نے ہر گھنٹے کو ایک ماہ کے برابر قرار دیا اور نو گھنٹے کے بعد آپ کی ولادت ایسے بچے کی مانند صحیح وسالم ہوئی جیسے کوئی 9 ماہ کے بعد پیدا ہوا ہو۔

اس کے بعد جناب جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم کو آواز دی اے مریم کھجور کے خشک درخت کو ہلاؤ۔ جناب مریمؑ اس خشک درخت کی تلاش میں نکل پریں بازار میں آپ کا سامنے ایک جولاہی عورت سے ہوا اس دور میں کپڑا بنانے کا کام بہت زیادہ تھا جولاہے اپنے خچروں پر جارہے تھے۔

جناب مریمؑ نے ان سے پوچھا کہ کھجور کے خشک درخت کہاں میں تو ان لوگوں نے بی بی کا مذاق اڑایا اور آپ کو زجر کیا جناب مریم نے ان کو بددعا دی۔ خدا تمہارے کام میں برکت نہ دے اور تم کو لوگوں میں رسواء و بے عزت قرار دے۔ اس کے بعد آپ کا سامنا تاجروں سے ہوا اور کھجور کے خشک درخت کے بارے میں سوال کیا تو تاجروں نے اس درخت کی طرف رہنمائی فرمائی تو آپ نے دعا دی کہ خدا تمہارے کام میں برکت قرار دے اور لوگوں کو آپ کا محتاج رکھے۔

پس جناب مریم اس درخت کے پاس پہنچے گئیں تو وہاں پردہ بنایا اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کو وہاں جنم دیا اور جب جناب عیسیٰ علیہ السلام کو پہلی نظر سے دیکھا تو آواز دی۔ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ ۔ ہائے کاش میں اس سے قبل مرچکی ہوتی یا فراموش کردینے کے قابل ہوجاتی۔

میں اپنے خالو۔ اور بنی اسرائیلؑ والوں کو کیا جواب دوں گی۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اس درخت کے نیچے سے آواز دی۔ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ ۔ اس نے نیچے سے آواز دی کہ آپ پریشان نہ ہوں خدا نے آپ کے قدموں میں چشمہ جاری کردیا ہے۔ سریا سے مراد چشمہ ہے جو آپ کے قدموں میں جاری ہوا تھا۔ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ ۔ آپ اس درخت کی شاخ کو حرکت دیں۔ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ ۔ اس سے آپ کے لئے تازہ تازہ کھجوریں

گر پڑیں گی۔

وہ درخت جس کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اس کو حرکت دینے کا حکم ہوا تھا وہ مدتوں سے خشک تھا جیسے ہی جناب مریم نے اس کی طرف ہاتھ بلند کیا وہ پتوں والا ہوگیا سبز ہوگیا اور پھل دار ہوگیا اور اس نے جناب مریم کے لئے تازہ کھجوریں گرادیں جو نرم اور خوش مزہ تھیں پس جناب عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اماں جان مجھے کپڑے میں لپٹ لو۔ اور ایسے ایسے کرو بی بی عیسیٰ علیہ السلام کی ہدایات پر عمل کرتی گئیں۔

اس کے بعد جناب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا ۔ پھر اسے کھائیں اور پئیں اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا رکھیں پھر اس کے بعد کسی انسان کو دیکھیں تو فرمادیں کہ میں نے خدا کے لئے روزہ رکھا ہوا ہے۔ لہذا آج میں کسی انسان سے بات نہیں کرونگی۔

ادھر جب لوگوں نے جناب مریم کو اپنی عبادت گاہ میں نہ پایا تو وہ سب آپ کو تلاش کرنے کے لئے نکل پڑے اور لوگوں کے ساتھ ساتھ آپ کے خالو۔ حضرت زکریا علیہ السلام بھی تھے۔ سب سے پہلے آپ کا سامنہ حضرت زکریا سے ہوا آپ کا بچہ آپ کے ساتھ تھا اور اس کے بعد بنی اسرائیل کی مومنات عورتوں سے ہوا وہ ساری آپ کے چہرے کی طرف دیکھتیں رہ گئیں۔ لیکن آپ نے کسی سے کوئی بات نہ کی اور خاموشی سے اپنی محراب عبادت میں داخل ہوگئیں۔ اتنے میں بنی اسرائیل کے مرد اور جناب زکریا بھی آگے ان لوگوں نے جناب مریم سے کہا۔ يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ ۔ اے مریم یہ تم نے بہت برا کام کیا۔

یعنی بغیر باپ کے بچہ پیدا کردیا۔ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکردار تھیں۔

اے ہارون کی بہن اس کا معنی یہ ہے۔ جناب مریم علیہا السلام ہارون کی حقیقی بہن نہیں تھی بلکہ ہارون نام کا شخص اس دور میں ایک بدکردار شخص تھا جو فاسق وفاجر وزانی مرد تھا تو جناب مریم علیہا السلام کے اس فعل کی وجہ سے آپ کو اس کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے کہا گیا کہ اے ہارون کی بہن گویا انہوں نے جناب مریم کو بغیر باپ کے بچہ پیدا کرنے کی وجہ سے طعن تشنیع کی تھی۔

اس قول کے علاوہ ایک دوسرا قول بھی ہے جو بعض کتابوں میں آیا ہے ہارون بنی اسرائیل میں بہت نیک وپارسا شخص تھا اور بھی قوم میں نیک وپارسا ہوتا تو بنی اسرئیل والے اس کو اس کی طرف نسبت دیتے تھے۔ چنانچہ جناب مریم اپنی نیک سیرت وپارسائی کی وجہ سے مشہور تھیں اس لئے ان کو ہارون کی طرف نسبت دی گئی اور پھر اس پر اعتراض کیا۔ مترجم)

جب جناب مریم علیہا السلام پر اعتراض ہوا تو آپ نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا جو اس وقت گود میں تھا۔ تو ان لوگوں نے کہا اے مریم كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ ۔ بھلا کیسے ہم اس سے بات کریں جو ابھی گود میں ہے۔

جیسے ہی انہوں نے کہا تو اسی وقت اللہ نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو بولنے کی طاقت دی آپ نے فرمایا: اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ

اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝ : میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اور اس نے مجھے کتاب دی ہے اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور
یہاں بھی میں رہوں خدا نے مجھے بابرکت قرار دیا ہے۔ اور مجھے نماز پڑھنے کا حکم دیا اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا جب تک میں زندہ
رہوں گا اور اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا ہے اور اس نے مجھے ظالم اور شقی قرار نہیں دیا ہے۔

ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ . یہ ہے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں قول حق
جس کے بارے میں یہ لوگ شک کر رہے تھے یعنی جس کے بارے میں یہ جھگڑا کر رہے تھے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام خدا نے اس قول کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ. اس (اللہ)
نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی نصیحت فرمائی۔

آپ نے فرمایا: یہ زکوٰۃ روس ہے۔ یعنی زکوٰۃ فطرہ ہے نا کہ زکوٰۃ مال۔ کیونکہ تمام لوگ جن کے پاس مال نہیں بھی یہاں
پر بھی واجب ہے۔ خواہ فقیر ہو یا غنی بچہ ہو یا بڑا۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے بیان کیا ہے انہوں نے محمد بن احمد سے اور انہوں نے یعقوب بن یزید سے
اور انہوں یحییٰ بن مبارک سے اور انہوں عبداللہ بن جبلہ انہوں ایک مرد مومن سے اور اس نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے آپ نے
فرمایا: وَجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ۔
یعنی میں جہاں بھی ہوں گا مجھے نفع بخش قرار دیا ہے۔

علی بن ابراہیم خدا کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اور ان لوگوں کو اس حسرت
والے دن سے ڈرایے۔

جب فیصلہ قطعی ہو جائے اگر لوگ غفلت میں پڑے رہیں گے اور ایمان نہیں لا رہے ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے الحسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابوولاد الحناط
سے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپؑ نے فرمایا قیامت کے دن خدا کی طرف سے ایک منادی
ندا کرے گا اور یہ ندا اس وقت ہوگی جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور اہل جہنم جہنم میں چلے جائیں گے۔ اس وقت
منادی ندا دے اے اہل جنت و اہل جہنم کیا تم لوگ موت کی شکل سے واقف ہو؟ تو سب جواب دیں گے نہیں۔ اس کے بعد موت کو
ایک دنبہ کی صورت میں ان کے سامنے لایا جائے گا اور جنت و جہنم کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا اور پھر سب کو آواز دی جائے گی آؤ
اور موت کو دیکھ لو۔ جب سب لوگ موت کو دیکھ لیں گے تو اس وقت آواز قدرت آئے گی اس موت کو ذبح کر دو۔ تو اس کو ذبح کر دیا
جائے گا پھر اہل جنت سے کہا جائے کہ تم ہمیشہ جنت میں رہو۔ اور اہل جہنم سے کہا جائے گا تم ہمیشہ جہنم میں رہو۔ اس دن اہل جہنم

[illegible] کریں گے۔ جب کہ حتمی فیصلہ جنت و جہنم کا ہو چکا ہوگا۔ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝ .
[illegible] اور جو کچھ اس پر ہے سب کے وارث ہیں اور سب ہماری طرف ہی پلٹ کر لائے جائیں گے۔
اس قیامت کے دن سب کچھ جس جس کو خدا نے خلق کیا ہے وہ سب کا وارث و مالک خدا ہی ہے اور سب اس کی طرف ہی
[illegible] جائیں گے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونگے۔

آیت نمبر ۴۱ تا ۵۵

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۘ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ
يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝ يٰٓاَبَتِ
اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝
يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ
اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝
قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ
وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ
حَفِيًّا ۝ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۤ عَسٰٓى اَلَّآ
اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُمْ
مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ
مُوْسٰٓى ۡ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ

الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ
نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ
رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۖ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ
مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾

ترجمہ

اور کتاب خدا میں ابراہیم کا تذکرہ کرو کہ وہ ایک صدیق پیغمبر تھے (۴۱) جب انہوں نے اپنے پالنے والے باپ سے کہا کہ آپ ایسے کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ کچھ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے اور نہ کسی کام آنے والا ہے (۴۲) میرے پاس وہ علم آچکا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا ہے لہٰذا آپ میرا اتباع کریں میں آپ کو سیدھے راستہ کی ہدایت کردوں گا (۴۳) بابا شیطان کی عبادت نہ کیجئے کہ شیطان رحمان کی نافرمانی کرنے والا ہے (۴۴) بابا مجھے یہ خوف ہے کہ آپ کو رحمان کی طرف سے کوئی عذاب اپنی گرفت میں لے لے اور آپ شیطان کے دوست قرار پاجائیں (۴۵) اس نے جواب دیا کہ ابراہیم کیا تم میرے خداوں سے کنارہ کشی کرنے والے ہو تو یاد رکھو کہ اگر تم اس روش سے باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کردوں گا اور تم ہمیشہ کے لئے مجھ سے دور ہوجاو (۴۶) ابراہیم نے کہا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے میں عنقریب اپنے رب سے آپ کے لئے مغفرت طلب کروں گا کہ وہ میرے حال پر بہت مہربان ہے (۴۷) اور آپ کو آپ کے معبودوں سمیت چھوڑ کر الگ ہوجاوں گا اور اپنے رب کو آواز دوں گا کہ اس طرح میں اپنے پروردگار کی عبادت سے محروم نہ رہوں گا (۴۸) پھر جب ابراہیم نے انہیں اور ان کے معبودوں کو چھوڑ دیا تو ہم نے انہیں اسحاق و یعقوب جیسی اولاد عطا کی اور سب کو نبی قرار دے دیا (۴۹) اور پھر انہیں اپنی رحمت کا ایک حصہ بھی عطا کیا اور ان کے لئے صداقت کی بلند ترین زبان بھی قرار دے دی (۵۰) اور اپنی کتاب میں موسیٰؑ کا بھی تذکرہ کرو کہ وہ میرے مخلص

اور رسول و نبی تھے (۵۱) اور ہم نے انہیں کوہِ طور کے داہنے طرف سے آواز دی اور راز و نیاز کے لئے اپنے سے قریب بلالیا (۵۲) اور پھر انہیں اپنی رحمت خاص سے ان کے بھائی ہارون پیغمبر کو عطا کیا (۵۳) اور اپنی کتاب میں اسماعیل کا تذکرہ کرو کہ وہ وعدے کے سچے اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے (۵۴) اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے (۵۵)

تفسیر

یہاں سے خدا حضرت ابراہیم کا قصہ چند آیات میں بیان کر رہا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا سے فرمایا تھا۔

يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾

اب ابراہیم نے اپنے پالنے والے باپ سے کہا کہ آپ ان کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے اور کسی کام آنے والے ہیں میرے پاس وہ علم آچکا ہے جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ لہٰذا آپ میری اتباع کریں میں آپ کو سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کردوں گا۔ اے بابا شیطان کی عبادت نہ کریں کیونکہ شیطان رحمن کی نافرمانی کرنے والا ہے۔ اور آپ کو خوف ہے کہ خدا کی طرف سے آپ کے لئے کوئی عذاب نہ آجائے۔ یا وہ آپ کی گرفت کرے۔ اور آپ شیطان کے دوست قرار پائیں۔ اس نے جواب میں کہا اے ابراہیم کیا تم میرے خداؤں سے کنارہ کشی کرنے والے ہو تو یاد رکھو اگر تم نے یہ روش ترک نہ کی تو میں آپ کو یا سنگسار کردوں گا یا تم ہمیشہ کے لئے مجھ سے دور ہوجاؤ گے۔ جناب ابراہیم نے فرمایا اچھا بابا جان خدا آپ کو سلامت رکھے۔ میں آپ کی ہدایت کے لئے دعا کرونگا اور میں آپ کو اور آپ کے معبودوں کو چھوڑ کر الگ ہوجاؤں گا اور اپنے رب کو آواز دونگا اس طرح میں اپنے رب کی عبادت سے محروم بھی نہیں ہوں گا۔

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ .. پس جب حضرت ابراہیم نے ان کو چھوڑ دیا اور ان کو بھی چھوڑ دیا جن کی وہ خدا کے علاوہ عبادت کرتے تھے۔ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا اور ہم نے اسحاق اور یعقوب عطا کئے اور سب کو نبی قرار دیا۔ اور ہم نے ان کو اپنی طرف سے رحمت عطاء کی۔

وہ جو رحمت حضرت ابراہیمؑ کو عطاء ہوئی وہ حضرت رسول خدا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔ جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ اور ہم نے ان کے لئے ایک سچی زبان جو بلند ترین ہے وہ قرار دی یا وہ سچی زبان جو حضرت ابراہیم کے لئے قرار دی گی امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام میں جو نسل ابراہیم میں قرار دی گئی ہے علامہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے امام حسن بن

علی العسکری سے بھی یہ ہی نقل کیا ہے کہ وہ سچی زبان امیر المومنین کی ذات بابرکت ہے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ اور ہارون کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾

اور اپنی کتاب میں اسماعیل علیہ السلام کا بھی ذکر کرو۔ یقیناً وہ صادق الوعد اور رسول و نبی تھے۔

یہ اسماعیل وہ نہیں جو ابرہیم علیہ السلام کے فرزند تھے بلکہ یہ حضرت اسماعیل بن حزقیل تھے کہ جو اپنے وعدہ کے سچے تھے اس کے بارے میں نقل ہے کہ آپ کا ایک ساتھی تھا جو سفر میں آپ کے ساتھ تھا اور ایک آیا اس نے کیا کہ آپ میرے آنے تک انتظار کریں اور آپ نے انتظار کا وعدہ کر دیا اور وہ ساتھی گیا اور بھول گیا اور جب سال کے بعد آیا دیکھا کہ آپ اسی مقام پر موجود ہیں اس نے آپ سے معذرت کی۔ اس طرح کو صادق الوعد نے لقب سے یاد کیا گیا۔

آیت نمبر ۵۶ تا ۶۵

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۗ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۗ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿۶۰﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ

عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿۶۵﴾

ترجمہ

اور کتاب خدا میں ادریس کا بھی تذکرہ کرو کہ وہ بہت زیادہ سچے پیغمبر تھے (۵۶) اور ہم نے ان کو بلند مکان تک پہنچا دیا ہے (۵۷) یہ سب وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے نعمت نازل کی ہے ذریت آدم میں سے اور ان کی نسل میں سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں اٹھایا ہے اور ابراہیم و اسرائیل کی ذریت میں سے اور ان میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی ہے اور انہیں منتخب بنایا ہے کہ جب ان کے سامنے رحمان کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں (۵۸) پھر ان کے بعد ان کی جگہ پر وہ لوگ آئے جنہوں نے نماز کو برباد کر دیا اور خواہشات کا اتباع کر لیا پس یہ عنقریب اپنی گمراہی سے جا ملیں گے (۵۹) علاوہ ان کے جنہوں نے توبہ کر لی، ایمان لے آئے اور عمل صالح کیا کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا جائے گا (۶۰) ہمیشہ رہنے والی جنت جس کا رحمان نے اپنے بندوں سے غیبی وعدہ کیا ہے اور یقیناً اس کا وعدہ سامنے آنے والا ہے (۶۱) اس جنت میں سلام کے علاوہ کوئی لغو آواز سننے میں نہ آئے گی اور انہیں صبح و شام رزق ملتا رہے گا (۶۲) یہی وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں متقی افراد کو قرار دیتے ہیں (۶۳) اور اے پیغمبر ہم فرشتے آپ کے پروردگار کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے ہیں ہمارے سامنے یا پس پشت یا اس کے درمیان جو کچھ ہے سب اس کے اختیار میں ہے اور آپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے (۶۴) وہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا مالک ہے لہٰذا اس کی عبادت کرو اور اس عبادت کی راہ میں صبر کرو

کیا تمہارے علم میں اس کا کوئی ہمنام ہے (۶۵)

تفسیر

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۘ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾

اور کتاب خدا میں ادریس کا تذکرہ بھی کرو کہ جو بہت سچے نبی تھے اور ہم نے ان کو بلند مقام تک پہنچا دیا ہے۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے محمد بن عمیر اور انہوں ایک اور بیان کرنے والے سے اور اس نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اپنے ایک فرشتے پر غضبناک ہوگیا اور اس کے پر کاٹ دے گئے اور اس کو سمندر کے جزائر میں سے ایک جزیرہ پر پھینک دیا۔ اور اس پر مدتوں رہا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریسؑ کو مبعوث فرمایا۔ تو اس ملک کا آپ کے قریب سے گزر ہوا اور اس نے عرض کی یا نبی اللہ آپ کو خدا نے بلند تھا عطا کیا ہے لہذا آپ میرے لئے دعا کریں کہ خدا مجھ پر راضی ہوجائے اور میرے پر واپس مل جائیں۔ جناب ادریس علیہ السلام نے اس ملک کے حق میں دعا کی۔ اور خدا نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور اس ملک سے درگزر کر کے اس کے گناہ کو معاف کر دیا اور اس کے پر اس کو مل گئے۔ تو اس ملک نے عرض کی یا نبی اللہ مجھے حکم فرمائیں کہ میں آپ کے کس کام آسکتا ہوں۔ کوئی آپ کی خواہش ہے میرے بارے میں تو حکم کردیں۔ آپ نے فرمایا ہاں ہے۔ میں چاہتا ہوں آپ مجھے اپنے پر پر اٹھا کر آسمان پر لے جائیں میں وہاں ملک موت کو دیکھنا چاہتا ہو کیونکہ جب بھی میں اس کو یاد کرتا ہوں کو زندگی مزہ ختم ہوجاتا ہے۔ اس ملک نے آپ کو اپنے پروں پر اٹھایا اور آسمانوں کی طرف پرواز شروع کردی یہاں تک چوتھے آسمان تک چلے گئے پس آپ نے اچانک دیکھا کہ ملک موت اپنا سر ہلا رہا ہے آپ نے ملک الموت کو سلام کیا اور اس نے جواب دیا اور آپ نے سوال کیا اے ملک الموت آپ اپنا سر کیوں ہلا رہے تھے تو اس نے جواب دیا میرے خدا نے مجھے حکم دیا تھا کہ ادریس کی روح چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان قبض کرو۔ تو میں نے عرض کی یا خدا کیسے ممکن ہے۔ یہاں سے چوتھا آسمان پانچ سو سال کے فاصلہ پر ہے اور چوتھے سے تیسرا آسمان بھی پانچ سو سال کے فاصلہ پر ہے اور ایسے تیسرا دوسرے سے اور دوسرا اول سے اتنے ہی فاصلہ پر ہے۔ اور پھر زمین سے آسمان بھی اتنے ہی فاصلہ پر ہے یہ کیسے ممکن ہے۔

اب آپ خود یہاں تک آگئے ہیں۔ اس کے بعد ملک الموت نے آپ کی وہاں پر روح کو قبض کیا۔ یہ مراد ہے خدا نے اس قول سے کہ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ ہم نے اس کو بلند مقام پر اٹھایا۔

حضرت ادریس علیہ السلام کو ادریس کا نام کیوں دیا گیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کیونکہ حضرت ادریس اپنا زیادہ وقت درس و تدریس میں گزارا کرتے تھے اور یہ ہی اول شخص ہیں جنہوں نے لکھنے والے فن کو ایجاد فرمایا تھا۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ: پس ان کے بعد ان کی جگہ نالائق لوگ آئے ان کے لائق ہونے کی دلیل بعد والا آیت کا حصہ ہے کہ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات کی اتباع کی پس عنقریب وہ اپنی گمراہی سے جالیں گے۔

یعنی جو آپ کے بعد آئے وہ نالائق تھے اور ان سے استثناء کیا جارہا ہے ان افراد کا جن بارے میں خدا فرماتا ہے۔ الا من تاب وامن وعمل صالحا۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کی اور ایمان کو قبول کیا اور عمل صالح انجام دیا۔ یہ ہی وہ لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہونگے اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ اس جنت میں سلام کے علاوہ کوئی بے ہودہ آواز نہیں سنیں گے۔ اور ان کے لئے صبح شام رزق ہوگا۔

آپ نے فرمایا یہ حالات دنیاوی جنت کے ہیں۔ جو مومنین کو قیامت سے پہلے نصیب ہوگی۔ اور اس پر دلیل ہے کہ اس جنت میں صبح شام ہوگی لیکن وہ جنت کہ جو قیامت کے بعد ہوگی اس میں صبح و شام کا تصور نہیں ہے لذا وہ دنیاوی جنت ہے کہ جس میں سورج و چاند طلوع کریں گے۔

آیت نمبر ۶۶ تا ۸۲

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿۶۷﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۸﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ

الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۳﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ
هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ
مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ
فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ
مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾
اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ
وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَاتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ
وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾

ترجمہ

اور انسان یہ کہتا ہے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے تو دوبارہ زندہ کر کے نکالے جائیں گے (۶۶) کیا یہ اس بات کو یاد نہیں کرتا ہے کہ پہلے ہم نے ہی اسے پیدا کیا ہے جب یہ کچھ نہیں تھا (۶۷) اور آپ کے رب کی قسم ہم ان سب کو اور ان کے شیاطین کو ایک جگہ اکٹھا کریں گے پھر سب کو جہنّم کے اطراف گھٹنوں کے بل حاضر کریں گے (۶۸) پھر ہر گروہ سے ایسے افراد کو الگ کرلیں گے جو رحمان کے حق میں زیادہ نافرمان تھے (۶۹) پھر ہم ان لوگوں کو بھی خوب جانتے ہیں جو جہنّم میں جھونکے جانے کے زیادہ سزاوار ہیں (۷۰) اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جسے جہنّم کے کنارے حاضر نہ ہونا ہو کہ یہ تمہارے رب کا

حتمی فیصلہ ہے (۷۱) اس کے بعد ہم متقی افراد کو نجات دے دیں گے اور ظالمین کو جہنّم میں چھوڑ دیں گے (۷۲) اور جب ان کے سامنے ہماری کھلی ہوئی آیتیں پیش کی جاتی ہیں تو ان میں کافر صاحبان ایمان سے کہتے ہیں کہ ہم دونوں میں کس کی جگہ بہتر اور کس کی منزل زیادہ حسین ہے (۷۳) اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی جماعتوں کو ہلاک کر دیا ہے جو ساز و سامان اور نام و نمود میں ان سے کہیں زیادہ بہتر تھے (۷۴) آپ کہہ دیجئے کہ جو شخص گمراہی میں پڑا رہے گا خدا اسے اور ڈھیل دیتا رہے گا یہاں تک کہ یہ وعدہ الٰہی کو دیکھ لیں ۔۔۔۔ یا عذاب کی یا قیامت کی شکل میں ۔۔۔۔ پھر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ جگہ کے اعتبار سے بدترین اور مددگاروں کے اعتبار سے کمزور ترین کون ہے (۷۵) اور اللہ ہدایت یافتہ افراد کی ہدایت میں اضافہ کر دیتا ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے پروردگار کے نزدیک ثواب اور بازگشت کے اعتبار سے بہترین اور بلند ترین ہیں (۷۶) کیا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور یہ کہنے لگا کہ ہمیں قیامت میں بھی مال اور اولاد سے نوازا جائے گا (۷۷) یہ غیب سے باخبر ہو گیا ہے یا اس نے رحمان سے کوئی معاہدہ کر لیا ہے (۷۸) ہرگز ایسا نہیں ہے ہم اس کی باتوں کو درج کر رہے ہیں اور اس کے عذاب میں اور بھی اضافہ کر دیں گے (۷۹) اور اس کے مال و اولاد کے ہم ہی مالک ہوں گے اور یہ تو ہماری بارگاہ میں اکیلا حاضر ہوگا (۸۰) اور ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسرے خدا اختیار کر لئے ہیں تا کہ وہ ان کے لئے باعث عزّت بنیں (۸۱) ہرگز نہیں عنقریب یہ معبود خود ہی ان کی عبادت سے انکار کر دیں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے (۸۲)

تفسیر

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ
مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿۶۷﴾

اور یہ انسان تعجب کرتا ہے کہ جب ہم مرجائیں گے تو دوبارہ زندہ کر کے نکالے جائیں گے۔ کیا یہ اس کو یاد نہیں کرتا پہلے ہم نے ہی ان کو پیدا کیا تھا جبکہ یہ کچھ نہیں تھا۔

ان آیات میں خدا دھریوں کے قول کا جواب دے رہا ہے کہ جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے منکر ہیں۔ ان کو خدا فرما رہا ہے جو خدا تم کو پہلی مرتبہ پیدا کر سکتا ہے کہ جب تم کچھ بھی نہیں تھے تو اس کے لئے دوبارہ خلق کرنا کون سا مشکل کام ہے۔ اور ہم ان کو ضرور برضرور دوبارہ زندہ کریں گے اور اپنے پاس جمع کریں گے۔ اس کے بعد خدا ذکر فرماتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾

اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس کا جہنم کے کنارے سے گزر نہ ہونا ہو اور یہ تمہارے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔ اور اس کے ہم متقی افراد کو نجات دے دیں گے اور ظالمین کو جہنم میں چھوڑ دیں گے۔

مراد یہ ہے یہی سمندر جب قیامت کے دن آگ کے سمندروں میں تبدیل ہو جائیں اس میں کہا گیا کہ ہر بندہ جہنم میں داخل ہوگا۔

جو متقی، میں وہ نجات حاصل کر لیں گے اور جو برے لوگ ہیں وہ اس میں ہی رہ جائیں گے۔ لیکن ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ یہ آیت ایک دوسری آیت کے ذریعے منسوخ ہو چکی ہے جس میں خدا نے فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

تحقیق وہ لوگ جن پر ہماری طرف سے احسان ہوگا۔ وہ اس سے دور رہیں گے۔ (انبیاء)

یہ آیت بیان کرتی ہے کہ سب کے سب جہنم میں داخل نہیں ہونگے یا اس کا جہنم سے گزر نہیں ہوگا: ہم نے جو ترجمہ کیا ہے کہ سب جہنم کے قریب سے گزریں گے اس کی دلیل وہ روایت ہے جو نقل ہوئی۔ اور وہ یوں ہے کہ:

علامہ فرماتے ہیں کہ ہمیں احمد بن ادریس نے ذکر کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں محمد بن احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا ہے اور انہوں نے علی بن الحکم اور انہوں نے حسین بن ابی العلاء سے اور انہوں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے اس قول خدا اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ کے بارے میں فرمایا کیا آپ نے نہیں سنا کہ جسے کوئی یہ کہتا ہے کہ ورد ناماء بنی فلان تو اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ اس میں داخل ہوا ہے بلکہ اس کے قریب گیا ہے۔ اور مراد یہ ہے وہ جہنم کے کنارے پر وارد ہونگے۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۴﴾ اور ہم نے ان سے قبل بھی کتی جماعتوں کو ہلاک کر دیا ہے جو ساز و سامان اور نام و نمود میں ان سے کہیں زیادہ بہتر تھے۔ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ

اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۴﴾ : سے مراد یہ ہے کہ وہ جماعتیں اپنے رہن سہن لباس اور کھانے پینے میں ان سے بہتر تھیں۔ روایت ابو الجارود میں ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہے۔ اثاث سے مراد مال متاع ہے اور رءیا سے مراد ان کا جمال اور حسن منظر ہے۔

اور جو ضلالت پر باقی رہے گا وہ ضرور برضرور اس کو دیکھے گا حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ۔ ہاں تک کہ وہ خدائی وعدہ کو ضرور دیکھیں گے خواہ وہ عذاب ہوگا یا قیامت ہوگی۔ علامہ فرماتے ہیں عذاب سے مراد قتل ہے۔ کہ ان کو قتل کر دیا جائے گا۔ الساعة سے مراد ان کی موت ہے۔ یعنی یا ان کو موت آجائے گی۔

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۔ اور خدا ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت کو زیادہ کرتا ہے۔

ہدایت یعنی ایمان۔ یہ آیت رد ہے ان لوگوں کی جو اس کے قائل ہیں کہ ایمان میں اضافہ نہیں ہو سکتا خدا کہہ رہا ہے کہ اللہ ایمان والوں کے ایمان میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کے بعد خدا فرماتا:

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾

اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے خدا نے نزدیک ثواب اور بازگشت کے اعتبار سے بہترین اور بلند ترین ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں باقیات صالحات سے مراد مومن کا قول ہے جو کہتا ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے جمیل سے اور انہوں نے ابو عبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا رسول خدا نے فرمایا:

جب میں شب معراج جنت میں گیا تو میں نے وہاں پر بہت سے خالی میدان دیکھے جہاں فرشتے جنت کے محلات بنانے میں مصروف تھے اور عجیب بات یہ تھی کہ بعض اوقات وہ کام کرتے جاتے تھے اور بعض اوقات رک جاتے تھے۔ میں نے ان سے رکنے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ جن اہل ایمان کے ہم محل تعمیر کر رہے ہیں ان کی طرف سے اس محل کا مواد آنا بند ہو جاتا ہے تو ہم رک جاتے ہیں اور جب اس کی طرف سے محل کا مواد آجاتا ہے تو ہم کام شروع کر دیتے ہیں۔ جنت کے محلات کی اینٹیں سونے اور چاندی کی ہیں۔ میں نے کہا کہ محل کا مواد کیا ہے جسے مومن روانہ کرتا ہے؟ فرشتوں نے کہا: جب کوئی مومن دنیا میں سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہتا ہے تو ہم محل بنانے لگ جاتے ہیں اور جب وہ یہ کہنا چھوڑ دیتا ہے تو ہم محل بنانا چھوڑ دیتے ہیں۔

آیت نمبر ۸۳ تا ۹۸

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ

عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ
وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ
اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ
جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ
وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ
يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ
عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ
وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا
لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ
تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

ترجمہ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیاطین کو کافروں پر مسلط کر دیا ہے اور وہ ان کو بہکاتے رہتے ہیں (۸۳) آپ ان کے بارے میں عذاب کی جلدی نہ کریں ہم ان کے دن خود ہی شمار کر رہے ہیں (۸۴) قیامت کے دن ہم صاحبانِ تقویٰ کو رحمان کی بارگاہ میں مہمانوں کی طرح جمع کریں گے (۸۵) اور مجرمین کو جہنّم کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح دھکیل دیں گے (۸۶) اس وقت کوئی شفاعت کا صاحب اختیار نہ ہوگا مگر وہ جس نے رحمان کی بارگاہ میں شفاعت کا عہد لے لیا ہے (۸۷) اور یہ لوگ

کہتے ہیں کہ رحمان نے کسی کو اپنا فرزند بنالیا ہے (۸۸) یقیناً تم لوگوں نے بڑی سخت بات کہی ہے (۸۹) قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ پڑے اور زمین شگافتہ ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں (۹۰) کہ ان لوگوں نے رحمان کے لئے بیٹا قرار دے دیا ہے (۹۱) جب کہ یہ رحمان کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے (۹۲) زمین و آسمان میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کی بارگاہ میں بندہ بن کر حاضر ہونے والا نہ ہو (۹۳) خدا نے سب کا احصاء کر لیا ہے اور سب کو باقاعدہ شمار کر لیا ہے (۹۴) اور سب ہی کل روزِ قیامت اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے ہیں (۹۵) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے عنقریب رحمان لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دے گا (۹۶) بس ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں اس لئے آسان کر دیا ہے کہ تم متقین کو بشارت دے سکو اور جھگڑالو قوم کو عذابِ الٰہی سے ڈرا سکو (۹۷) اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی نسلوں کو برباد کر دیا ہے کیا تم ان میں سے کسی کو دیکھ رہے ہو یا کسی کی آہٹ بھی سُن رہے ہو (۹۸)

تفسیر

اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیاطین کو کافروں پر مسلط کر دیا ہے اور وہ ان کو بہکاتے ہیں۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو زکوٰۃ اور خمس ادا نہیں کرتے اور نیکی کا حکم نہیں کرتے۔ اللہ ان پر شیاطین کو مسلط کر دیتا ہے۔ جو مال زکوٰۃ یا خمس کے طور پر ان پر خارج کرنا واجب ہوتا ہے وہ اس کو خدا کی نافرمانی میں خرچ کرتے ہیں۔ اور خدا ان کو اسی وجہ سے عذاب دیتا ہے۔

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ آپؐ کے ان کے بارے میں عذاب کے بارے میں جلدی نہ کریں۔ ہم خود ہی ان کے دن شمار کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے کہا کہ آپ کے نزدیک اس سے کیا مراد ہے۔ تو میں نے کہا اس سے مراد یعنی ان کے زندگی دن گنے جا رہے ہیں میں نے کہا کہ نہیں۔ ان کے آباؤ اجداد اور امہات وہ ان کے دن گنتے ہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ ہم ان کے سانس شمار کرتے ہیں۔

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾

قیامت کے دن ہم ایمان والے متقین کو رحمان کی بارگاہ میں مہمانوں کی مانند پیش کریں گے اور مجرمین کو جہنم کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح دھکیل دیں گے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے عبداللہ بن شریک العامری سے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علی علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اے علی اس سے مراد یہ ہے کہ محشر کے دن صاحب تقویٰ کو مہمان کی طرح پیش کیا جائے گا۔

پھر وہ فوراً نہیں ہوگا مگر یہ کہ ان کو نوری سواریوں پر سوا کر کے خدا کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اور یہ وہ لوگ ہوں جو صاحب تقویٰ اور خدا سے محبت کرنے والے اور خدا ان سے محبت کرے گا اور خدا ان کے اعمال سے راضی ہوگا اور ان لوگوں کا نام متقی رکھا گیا ہے یا علی مجھے قسم ہے اس ذات کی جو زمین کو پھاڑ کر ان سے پودے کو خارج کرتا ہے یہ متقی قیامت کے دن اپنی قبور سے باہر لائے جائیں گے تو ان کے چہرے برف کی مانند سفید و نوری ہونگے اور ان کو سفید لباس پہنایا جائے گا جو دودھ کی مانند سفید ہوگا۔ اور ان کے جوتے سونے کے ہوں گے اور ان کے تسمے موتیوں کی طرح چمک رہے ہوں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے ملائکہ جنت کی اونٹنیاں لیکر ان کا استقبال کریں گے اور سواریوں کے ہودج در و یاقوت سے سجے ہوئے ہوں گے اور ان پر استرق و سندس کے پردے پڑے ہوئے ہوں گے اور ان کی مہاریں زبرجد کی ہوں گی۔

وہ سواریاں پرواز کر کے محشر میں آئیں گی ہر متقی کے ساتھ ایک ہزار فرشتے اس کے آگے اور دائیں بائیں ہوں گے۔ وہ انہیں بناسنوار کر کسی دلہن کی طرح صدر دروازے پر لے جائیں گے۔ جنت کے دروازے پر ایک درخت ہوگا جس کے ایک ایک پتے کے سائے میں ایک لاکھ افراد بیٹھ سکیں گے۔ اس درخت کے دائیں اور بائیں جانب دو چشمے ہوں گے۔ وہاں پہنچ کر وہ دائیں طرف چشمے کا پانی پئیں گے جن کا اثر یہ ہوگا کہ ان کے دل سے ہر طرح کا کینہ اور حسد دور ہو جائے گا اور ان کے جسم سے غیر ضروری بال گر جائیں گے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾

ان کا رب انہیں پاکیزہ مشروب پلائے گا۔ (انسان۔(دہر)۔۲۱)

اس کے بعد وہ بائیں طرف کے چشمے سے غسل کریں گے وہ چشمہ زندگی ہوگا۔ اسکے چشمہ کا پانی پینے کے بعد ان پر موت نہیں آئے گی پھر انہیں عرش کے سامنے کھڑا کیا جائے گا پھر انہیں ہر طرح کی آفات بیماریوں اور سردی گرمی سے محفوظ کر کے عرش

خداوندی کے سامنے لایا جائے گا۔ اس وقت رب العزت ملائکہ سے کہے گا: اے فرشتو: میرے ان اولیاء کو جنت میں لے جاؤ، انہیں باقی مخلوق کیساتھ عرصہ محشر میں کھڑا نہ کرو میری رضا انکے لیے سبقت کر چکی ہے۔

اور میری رحمت ان کیلئے واجب ہو چکی ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ انہیں ان لوگوں کے کے ساتھ کھڑا کیا جائے۔ جن کے نامہ اعمال میں نیکیوں کے ساتھ برائیاں بھی موجود ہیں۔

اس کے بعد ملائکہ انہیں جنت کی طرف لے جائیں گے جب وہ جنت کے دروازے پر پہنچے گے تو ملائکہ دروازے پر دستک دیں گے۔ دستک کی آواز سن کر حوریں انہیں جھانک کر دیکھیں گی اور ایک دوسرے سے کہیں گی کہ اولیائے خدا آچکے ہیں۔ چنانچہ ان کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے۔ وہ جنت میں قدم رکھیں گے تو ان کی جنتی بیویاں جو حور عین اور انسانی ہوں گی ان کا استقبال کریں گی۔ اور کہیں گی کہ ہمیں تمہارا بڑا انتظار تھا۔ ہم تمہیں خوش آمدید کہتی ہیں۔

اس کے جواب میں اولیائے خدا بھی کہیں گے کہ ہمیں بھی تمہاری دید کا بڑا اشتیاق تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ وہ اولیائے خدا کون ہوں گے؟

رسول اللہؐ نے فرمایا: علیؑ! تیرے وہ شیعہ ہوں گے جو تیری ولایت میں مخلص ہوں گے اور تو ان کا امام ہوگا۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرمایا ہے:

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾

''جس دن ہم متقین کو رحمٰن کے ہاں مہمانوں کی طرح لے جائیں گے۔''

اور اس دن مجرموں کو دوزخ کی طرف یوں لایا جائے گا جیسا کہ پیاسے جانوروں کو ہانک کر لایا جاتا ہے۔

ابوالحارود کی روایت میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے اس قول اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا ہے جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور یہ کہنے لگا کہ ہمیں قیامت دن میں بھی مال و اولاد سے نوازا جائے گا۔

اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت العاص بن وائل بن ہشام القرشی السھمی کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ رسول خدا کا مذاق اڑانے والوں میں سے ایک تھا۔ خباب بن ارث کا عاص بن وائل کے ذمہ ایک حق تھا جس کا وہ تقاضا کرنے اس کے پاس گیا تو اس نے مزاقاً کہا کیا تم لوگ یہ گمان نہیں کرتے کہ قیامت جنت میں سونا، چاندی اور ریشم دیا جائے گا۔ تو جناب نے کہا کیوں نہیں یہ ہمارا عقیدہ ہے اس نے کہا کہ ٹھیک ہے پھر تیرا میرا وعدہ وہی جنت ہے کیونکہ خدا ضرور برضرور ہمیں وہ کچھ دے گا جو تیرے اس سے بہتر ہے جو تجھے دنیا میں دیا گیا ہے۔

كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾

اور عنقریب یہ معبود خود ہی ان کی عبادت سے انکار کر دیں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے۔

ضِدًّا یعنی قریب ہے جو اس کے ساتھ متصل ہوتا ہے اس سے سنیک کو بھی قرین کہا جاتا ہے کیونکہ وہ دوسرے سے متصل ہوتا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے جعفر بن احمد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے عبداللہ بن موسیٰ سے نقل کیا ہے اور انہوں الحسن بن علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں نے ابوعبداللہ امام الصادق علیہ السلام سے نقل کی ہے آپ نے اس قول کے بارے میں فرمایا: وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ اور ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسرے خداؤں کو اختیار کر لیا ہے تا کہ وہ ان کے ذریعے عزت پائیں۔ ہرگز نہیں عنقریب یہ معبود خود ہی ان کی عبادت سے انکار کر دیں اور ان کے مخالف ہو جائیں گے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ لوگ جو خدا کو چھوڑ کر دوسرے جھوٹے خداؤں کو اپنا معبود قرار دے رہے ہیں تا کہ اس نے ذریعے یہ عزت دار بن جائیں یہ قیامت کے دن ان کے مخالف ہو جائیں گے اور ان سے برأت کریں گے۔ خود ان سے بھی اور ان کی عبادت سے بھی بیزاری اختیار کریں گے۔

پھر آپ نے فرمایا عبادت سے مراد فقط یہ ہی نہیں ہے ان کا سجدہ کرتے ہیں اور ان کے سامنے رکوع کرتے ہیں۔ بلکہ مراد ہے جو ان کی اطاعت کرتے ہیں لہٰذا جو شخص بھی کسی مخلوق کی اطاعت کرتا ہے اور اس کے عوض خدا کی نافرمانی کرتا ہے تو اس نے اس بندے کی عبادت کی ہے۔ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ اور ہم نے شیاطین کو کافروں پر مسلط کر دیا تا کہ وہ ان کو گمراہ کریں۔

جب لوگوں نے گمراہی اختیار کی اور اس گمراہی میں بڑھتے چلے گئے سرکشی اور طغیانی میں تجاوز کرتے گئے تو خدا نے ان کی طرف جنوں اور انسانوں میں سے شیاطین کو ان پر مسلط کر دیا جو ان کو کفر، سرکشی، طغیانی کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾

آپ جلدی نہ کریں ہم ان کے عدد گن رہے ہیں۔ یعنی جو ان کے سرکشی اور طغیانی میں سانس گزر رہے ہیں ہم وہ بھی گن رہے ہیں۔

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾

اس دن کوئی شفاعت کا مالک نہیں ہوگا مگر وہ کہ جس نے رحمٰن کی بارگاہ میں شفاعت کا عہد لیا ہو۔

اس کے بارے میں علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے الحسن بن محبوب اور انہوں نے سلیمان بن جعفر سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے ذریعے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص وفات کے وقت اچھی وصیت نہیں کرتا اس کی موت میں نقص ہے علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول آنے والا موت کے وقت کیسی وصیت کرے؟ آپ نے فرمایا: جب کسی کو موت آنے لگے اور لوگ اس کے پاس جمع ہو جائیں تو وہ یہ کہے۔ اے خدایا اے آسمانوں اور زمین کے خالق اے غیب اور حاضر کو جاننے والے اے رحمٰن و رحیم خدایا میں اس دنیا میں رہتے ہوئے یہ اقرار کرتا ہوں کہ تیرے علاوہ کو معبود نہیں ہے تو واحدہ لاشریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا بندہ اور رسول ہے۔

جنت:

جنت حق ہے دوزخ حق ہے بعث حق ہے حساب حق ہے تقدیر و میزان حق ہے۔ اور دین وہی ہے جیسا کہ تو نے بیان کیا ہے اور اسلام وہی ہے جو تو مقرر کیا ہے تیرا ہر فرمان سچا ہے اور قرآن تیری نازل کردہ کتاب ہے تو خدائے حق مبین ہے۔ اے اللہ تعالیٰ تو محمد مصطفیٰ کو بہترین جزاء دے اور محمد و آل محمد پر سلام ہوں۔

اے میرے خدایا تو میری ہر مصیبت کے وقت میرا مددگار ہے اور میری شدت کے وقت میرا ساتھی ہے اور اے میرے ولی نعمت اور اے میرے اور میرے آباؤ اجداد کے معبود! مجھے ایک لحہ کے لئے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کرنا اور اگر تو نے مجھے میرے نفس کے سپرد کر دیا تو میں برائی کے قریب اور نیکی سے دور ہو جاؤں گا۔

اے خدایا میری قبر میں میری وحشت کو انس میں تبدیل کرنا اور جس دن میں تجھ سے ملاقات کروں تو میرے لئے اس دن کے لئے عہد مقرر کرنا اس کے بعد مرنے والا اپنی حاجات کی وصیت کرے۔ اس وصیت کی تصدیق سورہ مریم کی اس آیت سے ہوتی ہے۔

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾

یہ میت کا عہد ہے۔ اور وصیت ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اور ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس وصیت کی تعلیم حاصل کرے۔ اور اسے زبانی یاد کرے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ نے یہ وصیت نامہ کی مجھے تعلیم دی اور آپ نے فرمایا مجھے اس کی تعلیم جبرائیل نے دی۔

جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ یقیناً تم لوگوں نے بڑی سخت بات کہی ہے۔ یعنی تم ظالم ہو اور ظلم کی بات کی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ ..

بے شک جو ایمان لاتے اور نیک اعمال انجام دیتے ہیں ان کے لئے رحمٰن لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کر دے گا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول یوں ہے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام رسول خدا کے سامنے تشریف فرما تھے تو رسول خدا نے فرمایا یا علی یوں دعا کرو۔ اے اللہ تو مومنین کے دلوں میں میری محبت پیدا فرما دے پھر یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ .

پھر خدا اپنے نبی کی طرف مخاطب ہوا اور فرمایا۔ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ ۔ یعنی القرآن: بے شک ہم نے قرآن تیری زبان کے لئے آسان کر دیا ہے تا کہ آپ متقین کو خوشخبری دیں اور جھگڑالو قوم کو عذاب دے کر ڈرا سکیں۔

قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ ۔ یعنی وہ قوم جو زیادہ باتیں اور جھگڑا کرتی ہے اس کے بعد پھر اس ہلاک ہونے والے فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی نسلوں کو برباد کر دیا کیا تم ان سے کسی کو دیکھ رہے ہو یا کسی کی آہٹ بھی سن رہے ہو۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے جعفر بن احمد نے نقل کیا انہوں نے عبداللہ بن موسیٰ سے اور انہوں نے ان بن علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں نے ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے خدا کے قول کے بارے میں بیان کیا ہے۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا قیامت کے دن کوئی بھی شفاعت کا حق نہیں رکھتا مگر وہ جس نے رحمٰن کے نزدیک عہد لیا ہوا ہے۔

یعنی نا کوئی شفاعت کرے اور نہ ان کے حق میں کسی کی شفاعت کو قبول کیا جائے گا سوائے اس کے جس نے رحمٰن کے پاس عہد لیا ہوا ہے۔ مگر وہ جس نے علی بن ابی طالب علیہ السلام اور دوسرے آئمہ کی ولایت سے اذن لیا ہوا ہے۔ یہ ولایت کا اقرار ہی وہ عہد ہے جو خدا کے پاس ہے۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ ۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ خدا نے اپنے لئے اولاد قرار دی ہے۔ اور ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ تو خدا نے ان کے قول کو رد کرتے ہوئے فرمایا: لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ . پس تم لوگوں نے بہت بڑے ظلم والی بات کی ہے۔ اور یہ تمہاری بات اتنی ظلم بھری بری بات ہے کہ قریب تھا آسمان پھٹ جاتے اور یہ جو تم نے تہمت لگائی ہے ممکن کہ زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں یہ جو تم نے دعویٰ کیا ہے کہ خدا کی اولاد ہے خدا کے لئے اولاد سزاوار نہیں ہے۔

اس کی اولاد ہو بلکہ تمام آسمانوں اور زمین پر جو کچھ بھی ہے وہ سارے اس کے بندے ہیں۔ جو ان کو ایک ایک کر کے

گا تمام قیامت کے دن اس کے سامنے فرد فرد ہو کر پیش ہونگے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے خدا کے اس قول کے بارے میں عرض کیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾

جو ایمان لائے اور اور نیک اعمال انجام دیے ان کیلئے خدا لوگوں کے دلوں میں محبت قرار دیتا ہے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا اس محبت سے مراد امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت ہے جو اللہ لوگوں کے دلوں میں قرار دیتا ہے۔

پھر میں نے خدا کے اس قول کے بارے میں عرض کیا۔ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ بے شک ہم نے اس کو آپ کی زبان پر آسان کر دیا تا کہ آپ اس کے ذریعے متقی لوگوں کو بشارت دیں اور جھگڑالو قوم کو اس کے ذریعے ڈرائیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا خدا نے رسول خدا کی زبان پر اس کو آسان کر دیا یہاں تک آپ نے امیر المومنین علیہ السلام کو لوگوں کیلئے ہادی قرار دیا جن کے ذریعے مومنین کو بشارت ہے اور جھگڑالو قوم کے کیلئے ڈرایا گیا ہے۔ اور وہ قوم جن کو خدا نے جھگڑالو قرار دیا ہے وہ قوم ہے۔ کفر کرنے والے ہیں۔ پھر میں نے خدا کے اس قول کے بارے میں سوال کیا کہ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ۔ یعنی خدا نے ان سے پہلے بڑی قوموں کو ہلاک کر دیا جن کی تعداد کے بارے میں آپ نہیں جانتے کیا آپ ان میں سے کسی کو بھی محسوس کیا ہے یا کبھی کسی کا ذکر سنا ہے۔

سورہ مریم تمام شد

سُوْرَةُ طٰهٰ

سورہ مبارکہ طہ یہ مکی ہے اور اس کی کل آیات 135 ہیں اور اس کے رکوع 8 ہیں۔

قرآن میں اس کی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 20 ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا نمبر 45 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں اہل جنت دو سورتوں کی تلاوت کریں گے سورہ یٰسین اور سورہ طہ۔

نیز آپ سے ہی روایت ہے کہ سورہ طہ کی تلاوت کرنے والے کو قیادت کے مہاجرین اور انصار کا ثواب دیا جائے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیت ۱ تا ۴۴

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾
تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ
اسْتَوٰى ﴿۵﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ
الثَّرٰى ﴿۶﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَى ﴿۷﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ﴿۸﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۹﴾ اِذْ رَاَ
نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ
اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰٓى ﴿۱۱﴾ اِنِّىْٓ اَنَا رَبُّكَ
فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ

فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ
الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ
نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ
فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا
عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰي غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا
يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۣ
سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ
بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرَى ﴿۲۳﴾
اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ
لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ
وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ
اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا
بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً
اُخْرٰٓى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿۳۸﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ
فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ
لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ

أُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۚ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ
تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ
فُتُوْنًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ
يّٰمُوْسٰى ۝ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ۝ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَ
لَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۝ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا
لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

طٰہٰ (۱) ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نہیں نازل کیا ہے کہ آپ اپنے کو زحمت میں ڈال دیں (۲) یہ تو ان لوگوں کی یاددہانی کے لئے ہے جن کے دلوں میں خوفِ خدا ہے (۳) یہ اس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین اور بلند ترین آسمانوں کو پیدا کیا ہے (۴) وہ رحمان عرش پر اختیار و اقتدار رکھنے والا ہے (۵) اس کے لئے وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے یا زمین میں ہے یا دونوں کے درمیان ہے اور زمینوں کی تہ میں ہے (۶) اگر تم بلند آواز سے بھی بات کرو تو وہ راز سے بھی مخفی تر باتوں کو جاننے والا ہے (۷) وہ اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اس کے لئے بہترین نام ہیں (۸) کیا تمہارے پاس موسیٰؑ کی داستان آئی ہے (۹) جب انہوں نے آگ کو دیکھا اور اپنے اہل سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو میں نے آگ کو دیکھا ہے شاید میں اس میں سے کوئی انگارہ لے آؤں یا اس منزل پر کوئی رہنمائی حاصل کرلوں (۱۰) پھر جب موسیٰؑ اس آگ کے قریب آئے تو آواز دی گئی کہ اے موسیٰؑ (۱۱) میں تمہارا پروردگار ہوں لہٰذا اپنی جوتیوں کو اتار دو کہ تم طویٰ نام کی ایک مقدس اور پاکیزہ وادی میں ہو (۱۲) اور

ہم نے تم کو منتخب کرلیا ہے لہٰذا جو وحی کی جارہی ہے اسے غور سے سنو (۱۳) میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو (۱۴) یقیناً وہ قیامت آنے والی ہے اور میں اسے چھپائے رہوں گا تاکہ ہر نفس کو اس کی کوشش کا بدلہ دیا جاسکے (۱۵) اور خبردار تمہیں قیامت کے خیال سے وہ شخص روک نہ دے جس کا ایمان قیامت پر نہیں ہے اور جس نے اپنی خواہشات کی پیروی کی ہے کہ اس طرح تم ہلاک ہوجاؤ گے (۱۶) اور اے موسیٰؑ یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے (۱۷) انہوں نے کہا کہ یہ میرا عصا ہے جس پر میں تکیہ کرتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے درختوں کی پتیاں جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور بہت سے مقاصد ہیں (۱۸) ارشاد ہوا تو موسیٰؑ اسے زمین پر ڈال دو (۱۹) اب جو موسیٰؑ نے ڈال دیا تو کیا دیکھا کہ وہ سانپ بن کر دوڑ رہا ہے (۲۰) حکم ہوا کہ اسے لے لو اور ڈرو نہیں کہ ہم عنقریب اسے اس کی پرانی اصل کی طرف پلٹا دیں گے (۲۱) اور اپنے ہاتھ کو سمیٹ کر بغل میں کرلو یہ بغیر بیماری کے سفید ہوکر نکلے گا اور یہ ہماری دوسری نشانی ہوگی (۲۲) تاکہ ہم تمہیں اپنی بڑی نشانیاں دکھاسکیں (۲۳) جاؤ فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ سرکش ہوگیا ہے (۲۴) موسیٰؑ نے عرض کی پروردگار میرے سینے کو کشادہ کردے (۲۵) میرے کام کو آسان کردے (۲۶) اور میری زبان کی گرہ کو کھول دے (۲۷) کہ یہ لوگ میری بات سمجھ سکیں (۲۸) اور میرے اہل میں سے میرا وزیر قرار دے دے (۲۹) ہارون کو جو میرا بھائی بھی ہے (۳۰) اس سے میری پشت کو مضبوط کردے (۳۱) اسے میرے کام میں شریک بنادے (۳۲) تاکہ ہم تیری بہت زیادہ تسبیح کرسکیں (۳۳) اور تیرا بہت زیادہ ذکر کرسکیں (۳۴) یقیناً تو ہمارے حالات سے بہتر باخبر ہے (۳۵) ارشاد ہوا موسیٰؑ ہم نے تمہاری مراد تمہیں دے دی ہے (۳۶) اور ہم نے تم پر ایک اور احسان کیا ہے (۳۷) جب ہم نے تمہاری ماں کی طرف ایک خاص وحی کی (۳۸) کہ اپنے بچہ کو صندوق میں رکھ دو اور پھر صندوق کو دریا کے حوالے کردو موجیں اسے ساحل پر ڈال دیں گی اور ایک ایسا شخص اسے اٹھالے گا جو میرا بھی دشمن ہے اور موسیٰؑ کا بھی دشمن ہے اور ہم نے تم پر اپنی محبت کا عکس ڈال دیا تاکہ تمہیں ہماری نگرانی میں پالا جائے (۳۹) اس وقت کو یاد کرو جب تمہاری بہن جارہی تھیں کہ

فرعون سے کہیں کہ کیا میں کسی ایسے کا پتہ بتاؤں جو اس کی کفالت کر سکے اور اس طرح ہم نے تم کو تمہاری ماں کی طرف پلٹا دیا تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اور وہ رنجیدہ نہ ہوں اور تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تو ہم نے تمہیں غم سے نجات دے دی اور تمہارا با قاعدہ امتحان لے لیا پھر تم اہل مدین میں کئی برس تک رہے اس کے بعد تم ایک منزل پر آ گئے اے موسیٰؑ (۴۰) اور ہم نے تم کو اپنے لئے منتخب کر لیا (۴۱) اب تم اپنے بھائی کے ساتھ میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا (۴۲) تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے (۴۳) اس سے نرمی سے بات کرنا کہ شاید وہ نصیحت قبول کر لے یا خوف زدہ ہو جائے (۴۴)

تفسیر

طٰهٰ ۝۱ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝۲

اے طہ ہم نے قرآن آپ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ اپنے آپ کو زحمت میں ڈال دیں:

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور وہ فرماتے ہیں کہ مجھے القاسم نے محمد نے اور انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق اور ان کے والد محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے آپ دونوں نے فرمایا، کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز ادا کرتے تھے (نوافل) تو اپنے پاؤں کی انگلیوں کے بل پر کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ آپ کے قدموں میں ورم ہو جاتے اور اس پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: اے طہ یہ لغت بنی طی کے مطابق ہے مراد اے محمد ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ اپنے آپ کو زحمت میں ڈال لیں، یہ تو اس لئے نازل کیا گیا تا کہ آپ ان لوگوں کو تذکر کریں جو خدا سے ڈرنے والے ہیں۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝۶

اس کے لئے وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے یا زمین میں ہے یا دونوں کے درمیان ہے اور زمین کی تہ میں ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے علی مہزیار اور انہوں نے ابن مکفوف سے اور انہوں امام صادقؑ کے بعض اصحاب سے اور انہوں حضرت امام ابوعبداللہ الصادقؑ سے نقل کیا ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ زمین کس چیز پر

واقع ہے؟ آپؑ نے فرمایا زمین مچھلی [1] پر واقع ہے: مچھلی کس پر وقع ہے؟ آپؑ نے فرمایا مچھلی پانی پر ہے۔ پھر فرمایا وہ الثریٰ ہے پھر آپ سے سوال کیا گیا کہ وہ ثریٰ کس پر ہے آپ نے فرمایا انسانی علماء کا علم اس پر ختم ہو جاتا ہے۔

حدثنی: علامہ علی بن ابراہیم قمی بیان کرتے ہیں کہ مجھے سھل بن زیاد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے الحسن بن محبوب سے اور انہوں نے محمد بن مارد سے نقل کیا کہ حضرت ابوعبداللہ الصادقؑ سے خدا کے اس قول کے بارے میں سوال کیا گیا اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝۵ وہ رحمٰن عرش پر اختیار و اقتدار رکھنے والا ہے آپ نے فرمایا ہر چیز سے زیادہ قریب کہ اس سے زیادہ اس ذات سے زیادہ کوئی قریب تر نہیں ہے۔ لفی عرش خدا کے سب سے زیادہ قریب ہے۔

حاشیہ

عاقل انسان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہر وہ چیز جس کو عقل قبول نہ کرے اس کا وہ انکار کر دے اس لیے کہ انسانی عقل اس کائنات کے مصنوعات کے مقابل میں پریشان ہو جاتی ہے تو یہ عقل خود اس کائنات کے خالق کے مقابل کیسے آسکتی ہے اکثر چیزوں کی عقل اس لیے انکار کرتی ہے اور اس کو محال قرار دیتی ہے کیونکہ وہ چیزیں عقل سے دور ہیں اور پھر وہ ایک زمانہ آتا ہے کہ اسی کو وہ قبول کرتی ہے اور اپنے آپ کو وہ خطاء پر قرار دیتی ہے اور اس کی شاہد گواہ خود فلاسفہ کے خیالات و افکار ہیں جو زمین کی حرکت و سکون کے بارے میں تھیں عقل انکار کرتی تھیں آج وہی خیالات درست ثابت ہوئے ہیں تعجب ہے کہ اس شخص سے ان افکار کو مانتا ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں لیکن وہ ایک دن آتا ہے کہ اس چیز کا انکار کر دیتا ہے، اور ایسے ہی ایک حدیث کا انکار کرتا ہے کیونکہ وہ ان کا افکار پر منطبق نہیں ہوتی کہ جس کے لئے کوئی ثبوت نہیں ہے باوجود اس کے انسانی علم ترقی کرنا اور وہ بعض پوشیدہ رازوں کو جان جاتا ہے۔

ایسے ہی یہ حدیث ہے کہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین مچھلی پر ہے یہ لوگ اس کی تکذیب کرتے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ جس کا وزن 53۸۰۱۰19 میلون ٹن وزن ہے وہ مچھلی پر تو یہ زمین سورج کے گرد کیسے گھومتی ہے اگر وہ مچھلی پر ہے۔

اس کا جواب یہ ہے ممکن ہے اس مچھلی سے مراد وہ حوت کا ستارہ ہے جو الحوت برج کے نام سے مشہور ہے اور روس و امریکا کے رہنے والے افراد بھی اس اس کے مدار میں روانہ کر رہے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین کے گرد بغیر کسی طاقت خرچ کے چکر لگاتے ہیں کیونکہ وہ ایک ہی مرکز ہے جو ان کو اور زمین دونوں کو سورج کے گرد چکر دے رہی ہے اور سورج بھی انہی سات ستاروں میں سے ایک ہے جو فضا میں ہیں

---

[1]

یہ بھی ممکن ہے وہ مرکز جو ستارہ ہے یعنی برج حوت ہی ہو تو اس سے صادق آتا ہے کہ زمین حوت (مچھلی) پر ہے اس فضا میں ہے جو پانی کے مشابہ ہے اور حدیث میں جو ثرئ آیا ہے اس سے مراد وہ اس فضا کے علاوہ ہو اور اس پر حمل کیا جائے گا جو ایک خبر میں آیا ہے کہ مچھلی پانی اور پانی چٹان اور ثور سے مراد وہی ستارہ ہے جو ثور کی شکل ہے جو ان بارہ برجوں میں سے ایک ہے۔)

علامہ علی بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ مجھے سہل بن زیاد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے الحسن بن محبوب سے اور انہوں محمد بن مارد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے امام صادق علیہ السلام سے اللہ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ وہ رحمٰن عرش پر اختیار و اقتدار رکھنے والا ہے۔

آپ نے فرمایا اس سے مراد ہے کہ عرش خدا کے سب سے زیادہ قرب ہے۔

عَنْهُ: نیز آپ نے سھل سے اور اس نے الحسن بن محبوب سے اور انہوں نے جمیل بن صالح سے اور انہوں نے ابان بن تغلب سے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر الصادق سے سوال کیا کہ زمین کس چیز پر ہے؟ آپ نے فرمایا مچھلی پر ہے اور مچھلی پانی پر ہے اور پانی ایک چٹان پر ہے اور چٹان ایک بیل کے سینگوں پر ہے اور وہ ثور (بیل) ثرئ پر ہے اور سوال کیا کہ ثرئ کس پر ہے؟ تو آپ نے فرمایا یہاں انسانی علم ختم ہو جاتا ہے وہ اس کو درک نہیں کر سکتا

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝

بلند آواز کرو یا راز سے تحقیق وہ ذات مخفی و پوشیدہ رازوں کو بھی جانتا ہے،،

السِّرَّ: مراد وہ ہے جس کو میں پوشیدہ رکھتا ہوں اخفی سے مراد وہ ہے جو تیرے دل سے خطور کرتا ہے اور پھر تم اس دل کے خیال کو بھول جاتے ہو خدا سب کو جانتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کا قصہ:

یہاں پر خدا حضرت موسیٰؑ کا قصہ بیان کر رہا ہے، اور فرماتا ہے۔

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ : کیا آپ کے پاس موسیٰ کی داستان آئی ہے۔ یعنی آپ کے پاس موسیٰؑ کی داستان آتی ہے اور ہم نے اس کو سورہ قصص نہیں ذکر کر دیا ہے۔ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اے موسیٰ اپنے جوتے اتار دو، امام فرماتے ہیں حضرت موسیٰؑ کو وہ طور پر جوتے اتارنے کا حکم ہوا وہ اس لیے تھا کہ آپ کے جوتے مردہ گدھے کے چمڑے سے تیار ہوئے تھے اس لئے اتارنے کا حکم دیا گیا تھا۔

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝

اے موسیٰ ہم نے آپ کو چن لیا ہے لہٰذا جو وحی کی جا رہی ہے اس کو غور سے سنو میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے بس میری عبادت کرو اور میری یاد میں نماز قائم کرو۔

یعنی اگر نماز بھول جاؤ تو جب یاد آئے تو ادا کرو۔

ابوالجارود کی روایت میں ہے کہ حضرت امام ابوجعفر محمد باقرؑ سے اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ میں تمہارے لئے وہاں سے کچھ آگ لاتا ہوں، یعنی موسیٰؑ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے وہاں کی آگ سے کچھ لے کر آتا ہوں تا کہ سردی سے اس کے ذریعے بچ جائے۔

اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ ، یا وہاں سے کوئی رہنمائی حاصل کرو۔

حضرت موسیٰؑ جب حضرت شعیبؑ سے واپس اپنے وطن کو آ رہے تھے ان کی بیوی ان کے ساتھ تھی تاریک رات تھی اور رات بہت زیادہ سرد تھی۔ اور آپ راستہ بھول گئے تھے اچانک آپ نے کوہ طور پر آگ دیکھی تو آپ نے اپنے افراد خانہ سے فرمایا کہ تم یہاں ٹھہر جاؤ وہ سامنے آگ نظر آ رہی ہے۔ میں وہاں جاتا ہوں اور وہاں سے کچھ انگارے لے آؤں گا اور ہم یہاں آگ کا الاؤ روشن کریں گے تا کہ اس سخت سردی سے بچ سکیں۔ یا پھر وہاں سے کم از کم راستہ کے بارے میں راہنمائی مل جائے گی۔

جب آپ وہاں پہنچے تو آپ نے عجیب منظر دیکھا کی زیتون کے درخت سے آگ نکل رہی ہے اور اس کا کوئی انگارہ بھی نہیں ہے اور اس میں کوئی تپش و حرارت بھی نہیں ہے جس طرف سے آگ روشن تھی آپ اس طرف گئے تو آگ نے اس طرف کو چھوڑ دیا اور دوسری طرف چلی گئی۔ آپ ادھر گئے تو آگ اس سے دوسری جانب چلی گئی الغرض موسیٰؑ چاروں طرف آگ کی خاطر گھومے لیکن آگ اپنا رخ تبدیل کر جاتی۔ آپ یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوئے اتنے میں درخت سے آواز آئی اے موسیٰ میں تیرا خدا ہوں تو اپنی جوتیاں اتار دو کیونکہ آپ اس وقت ایک مقدس وادی طویٰ میں کھڑے ہو میں نے آپ کو اپنی نبوت و رسالت کے لئے چن لیا ہے اور جو میں وحی کر دوں اس کو غور سے سننا میں اللہ ہوں اور میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میری فقط عبادت (اطاعت) کرنا اور میری یاد میں نماز ادا کرنا اور قیامت آنے والی ہے اور میں نے اس کو پوشیدہ رکھا ہے تا کہ میں ہر نفس کو اس کے عمل کا بدلہ دے سکوں۔ پھر آواز آئی اے موسیٰ۔ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝ اے موسیٰؑ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝ جناب موسیٰ نے کہا کہ میرے ہاتھ میں میرا عصا ہے جس پر میں اپنی بکریوں کے لئے درختوں کی پتیاں جھاڑتا ہوں اس میں میرے اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ کہا، اس کو زمین پر رکھو تو جیسے ہی زمین پر رکھا تو وہ ایک سانپ بن گیا جو چلنے لگا، پھر فرمایا اس کو اٹھا لو تو جیسے ہی اٹھایا تو وہ اپنی اصلی حالت میں آ گیا۔

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا آپ نے فرمایا کہ میں نے قیامت کو پوشیدہ رکھا ہے۔ یعنی جس کو میں پوشیدہ رکھوں وہ ظاہر نہیں ہوتی۔ سوال ہوا اس سے کیا مراد ہے فرمایا اس سے مراد ہے کہ یہ واقع ہو گی لیکن اس کا وقت معلوم و معین نہیں ہے سوائے میرے۔

وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۚ اور ہم نے آپ کا باقاعدہ امتحان لے لیا ہے۔ یعنی آپ کو آزما لیا ہے۔ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ

مَدْیَنَ : پھر تم اہل مدائن میں کئی برس تک رہے ہو یعنی مدائن میں حضرت شعیبؑ کے پاس کئی سال رہے ہو اور اس کے بعد اس منزل تک آ گئے ہو۔ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ اور پھر ہم نے تم کو اپنے لئے چن لیا۔

یعنی ہم نے آپ کو اپنے لیے اختیار کیا ہے اب آپ اور آپ کا بھائی دونوں فرعون کے پاس ہماری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا۔ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ آپ دونوں فرعون کی طرف جاؤ وہ بڑا سرکش ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ نرمی سے بات کرنا۔ شاید وہ ہدایت حاصل کر لے یا وہ ڈر جائے۔

جان لو: جب اللہ نے موسیٰؑ کو فرعون کی طرف روانہ کیا تو فرمایا کہ تم دونوں اس کے پاس جاؤ لیکن اس سے بات نرمی سے کرنا شاید وہ ڈر جائے یا ہدایت حاصل کر لے، حالانکہ خدا جانتا تھا کہ یہ دونوں کام فرعون سے نہیں ہو گے لیکن اس طرح کہنے سے وہ موسیٰؑ کو حریص کر رہا ہے تا کہ وہ جائے اور اپنی حجت فرعون تک پہنچائے۔

علی بن ابرہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے ہارون بن مسلم نے نقل کیا ہے اور انہوں نے مسعد بن صدقہ سے نقل کیا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے عدی بن حاتم کے افراد نے بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے اور انہوں نے اپنے والد عدی بن حاتم سے سنا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ جنگ صفین میں ہم لوگ امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے ساتھ موجود تھے آپ نے لیلۃ الحریر میں صفین کے مقام میں سے ایک پر اس وقت فرمایا آپ کا لشکر دشمن کے لشکر کے سامنے تھا اس آپ نے بلند آواز سے فرمایا اور ساتھیوں نے اس آواز کو سنا میں معاویہ اور اس کے ساتھیوں کو ضرور قتل کرونگا اور پھر آخر میں فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ آپ کی آواز مدھم ہو گئی۔ لیکن میں آپ کے پاس تھا میں نے سن لیا۔ تو میں عرض کیا یا امیر المومنین آپ نے قسم اٹھائی پھر آپ نے اس سے استثنیٰ بھی کر دیا اس سے آپ کی مراد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جنگ ایک دھوکہ ہوتی ہے اور میں اپنے ساتھیوں کے نزدیک سچا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اس بات سے اپنے ساتھیوں کو جنگ کرنے پر آمادہ کر دوں، تا کہ وہ بزدل نہ ہو جائیں اور جنگ سے فرار نہ کر جائیں اس کو سمجھو۔ اس کے بعد اس انشاء اللہ سے فائدہ اٹھاؤ۔

آیت ۴۵ تا ۸۵

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ
اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ
مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ

وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ
عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ
اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾
قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِيْ
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ
السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا
اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۵۴﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا
نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا
فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ
يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا
لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ
وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾
قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ
بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ
وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ
مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا

كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾ قَالُوْا
يٰمُوْسٰى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ
فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾
فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ
الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ
سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا
اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ
اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ
وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ
النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى
مَا جَاۗءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا
تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ
اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿٧٣﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ
مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿٧٤﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا
قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿٧٥﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي
الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ
بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ
وَمَا هَدٰى ﴿٧٩﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ
جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾ كُلُوْا مِنْ
طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ
يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ
صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ
اُولَاۗءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا
قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾

ترجمہ

ان دونوں نے کہا کہ پروردگار ہمیں یہ خوف ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا اور سرکش نہ ہو جائے (۴۵) ارشاد ہوا تم ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ سن بھی رہا ہوں اور دیکھ بھی رہا ہوں (۴۶) فرعون کے پاس جا کر کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے فرستادہ ہیں بنی اسرائیل کو ہمارے حوالے کر دے اور ان پر عذاب نہ کر کہ ہم تیرے پاس تیرے پروردگار کی نشانی لے کر آئے ہیں اور ہمارا سلام ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے (۴۷) بیشک ہماری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ تکذیب کرنے والے اور منہ پھیرنے والے پر عذاب ہے (۴۸) اس نے کہا کہ موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے

(۴۹) موسیٰؑ نے کہا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کی مناسب خلقت عطا کی ہے اور پھر ہدایت بھی دی ہے (۵۰) اس نے کہا کہ پھر ان لوگوں کا کیا ہوگا جو پہلے گزر چکے ہیں (۵۱) موسیٰؑ نے کہا کہ ان باتوں کا علم میرے پروردگار کے پاس اس کی کتاب میں محفوظ ہے وہ نہ بہکتا ہے اور نہ بھولتا ہے (۵۲) اس نے تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا ہے اور اس میں تمہارے لئے راستے بنائے ہیں اور آسمان سے پانی برسایا ہے جس کے ذریعہ ہم نے مختلف قسم کے نباتات کا جوڑا پیدا کیا ہے (۵۳) کہ تم خود بھی کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ بے شک اس میں صاحبانِ عقل کے لئے بڑی نشانیاں پائی جاتی ہیں (۵۴) اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں پلٹا کر لے جائیں گے اور پھر دوبارہ اسی سے نکالیں گے (۵۵) اور ہم نے فرعون کو اپنی ساری نشانیاں دکھلا دیں لیکن اس نے تکذیب کی اور انکار کر دیا (۵۶) اس نے کہا کہ موسیٰؑ تم اس لئے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے علاقہ سے اپنے جادو کے ذریعہ باہر نکال دو (۵۷) اب ہم بھی ایسا ہی جادو لے آئیں گے لہٰذا اپنے اور ہمارے درمیان ایک وقت مقرر کر دو جس کی نہ ہم مخالفت کریں اور نہ تم اور وہ وعدہ گاہ بھی ایک صاف کھلے میدان میں ہو (۵۸) موسیٰؑ نے کہا کہ تمہارا وعدہ کا دن زینت (عید) کا دن ہے اور اس دن تمام لوگ وقت چاشت اکٹھا کئے جائیں گے (۵۹) اس کے بعد فرعون واپس چلا گیا اور اپنے مکر کو اکٹھا کرنے لگا اور اس کے بعد پھر سامنے آیا (۶۰) موسیٰؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ تم پر وائے ہو اللہ پر افترا نہ کرو کہ وہ تم کو عذاب کے ذریعہ تباہ و برباد کر دے گا اور جس نے اس پر بہتان باندھا وہ یقیناً رسوا ہوا ہے (۶۱) اس پر وہ لوگ آپس میں جھگڑا کرنے لگے اور سرگوشیوں میں مصروف ہو گئے (۶۲) ان لوگوں نے کہا کہ یہ دونوں جادوگر ہیں جو تم لوگوں کو اپنے جادو کے زور پر تمہاری سرزمین سے نکال دینا چاہتے ہیں اور تمہارے اچھے خاصے طریقہ کو مٹا دینا چاہتے ہیں (۶۳) لہٰذا تم لوگ اپنی تدبیروں کو جمع کرو اور پرا باندھ کر ان کے مقابلے پر آجاؤ جو آج کے دن غالب آجائے گا وہی کامیاب کہا جائے گا (۶۴) ان لوگوں نے کہا کہ موسیٰؑ تم اپنے جادو کو پھینکو گے یا ہم لوگ پہل کریں (۶۵) موسیٰؑ نے کہا کہ نہیں تم ابتدا کرو ایک مرتبہ کیا دیکھا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں جادو کی بنا پر ایسی لگنے لگیں جیسے سب دوڑ رہی ہوں

(۶۶) تو موسیٰؑ نے اپنے دل میں (قوم کی گمراہی کا) خوف محسوس کیا (۶۷) ہم نے کہا کہ موسیٰؑ ڈرو نہیں تم ہر حال غالب رہنے والے ہو (۶۸) اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو یہ ان کے سارے کئے دھرے کو چن لے گا ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے وہ صرف جادوگر کی چال ہے اور بس اور جادوگر جہاں بھی جائے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا (۶۹) یہ دیکھ کر سارے جادوگر سجدہ میں گر پڑے اور آواز دی کہ ہم موسیٰؑ اور ہارون کے پروردگار پر ایمان لے آئے (۷۰) فرعون نے کہا کہ تم میری اجازت کے بغیر ہی ایمان لے آئے تو یہ تم سے بھی بڑا جادوگر ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے اب میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دوں گا اور تمہیں خرمہ کی شاخ پر سولی دے دوں گا اور تمہیں خوب معلوم ہو جائے گا کہ زیادہ سخت عذاب کرنے والا اور دیر تک رہنے والا کون ہے (۷۱) ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس جو کھلی نشانیاں آچکی ہیں اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے ہم اس پر تیری بات کو مقدم نہیں کر سکتے اب تجھے جو فیصلہ کرنا ہو کر لے تو فقط اس زندگانی دنیا ہی تک فیصلہ کر سکتا ہے (۷۲) ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے ہیں کہ وہ ہماری خطاؤں کو معاف کر دے اور اس جادو کو بخش دے جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا اور اللہ سب سے بہتر ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے (۷۳) یقیناً جو اپنے رب کی بارگاہ میں مجرم بن کر آئے گا اس کے لئے وہ جہنم ہے جس میں نہ مر سکے گا اور نہ زندہ رہ سکے گا (۷۴) اور جو اس کے حضور صاحبِ ایمان بن کر حاضر ہوگا اور اس نے نیک اعمال کئے ہوں گے اس کے لئے بلند ترین درجات ہیں (۷۵) ہمیشہ رہنے والی جنّت جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے کہ یہی پاکیزہ کردار لوگوں کی جزا ہے (۷۶) اور ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو لے کر راتوں رات نکل جاؤ پھر ان کے لئے دریا میں عصا مار کر خشک راستہ بنا دو تمہیں نہ فرعون کے پا لینے کا خطرہ ہے اور نہ ڈوب جانے کا (۷۷) تب فرعون نے اپنے لشکر سمیت ان لوگوں کا پیچھا کیا اور دریا کی موجوں نے انہیں باقاعدہ ڈھانک لیا (۷۸) اور فرعون نے درحقیقت اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا ہے ہدایت نہیں دی ہے (۷۹) بنی اسرائیل! ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دلائی ہے اور طور کی داہنی طرف سے توریت دینے کا وعدہ کیا ہے اور من وسلویٰ بھی

نازل کیا ہے (۸۰) تم ہمارے پاکیزہ رزق کو کھاؤ اور اس میں سرکشی اور زیادتی نہ کرو کہ تم پر میرا غضب نازل ہو جائے کہ جس پر میرا غضب نازل ہو گیا وہ یقیناً برباد ہو گیا (۸۱) اور میں بہت زیادہ بخشنے والا ہوں اس شخص کے لئے جو توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے اور پھر راہِ ہدایت پر ثابت قدم رہے (۸۲) اور اے موسیٰؑ تمہیں قوم کو چھوڑ کر جلدی آنے پر کس شے نے آمادہ کیا ہے (۸۳) موسیٰؑ نے عرض کی کہ وہ سب میرے پیچھے آ رہے ہیں اور میں نے راہِ خیر میں اس لئے عجلت کی ہے کہ تو خوش ہو جائے (۸۴) ارشاد ہوا کہ ہم نے تمہارے بعد تمہاری قوم کا امتحان لیا اور سامری نے انہیں گمراہ کر دیا ہے (۸۵)

تفسیر

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ﴿۵۴﴾ بے شک اس میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے ذکر کیا اور انہوں نے الحسن بن محبوب سے اور انہوں نے علی بن اثاب اور انہوں نے مردان سے اور نہوں نے ابوعبداللہ امام صادقؑ سے نقل کیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ سے خدا کے اس قول کے بارے میں سوال کیا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ﴿۵۴﴾: آپؑ نے فرمایا خدا کی قسم وہ صاحبان عقل ہم ہیں۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں اُولِی النُّهٰی ﴿۵۴﴾ کا معنی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ چیز جس کے بارے میں خدا نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دی تھی کہ جس کے بارے میں خلیفہ اول کے اونچا کیا اور اس کے بعد دوم نے اور اس کے بعد بنی امیہ نے اس کے بارے میں ایسے ہی رسول خدا نے حضرت علیؑ کو اس کے بارے میں خبر دی تھی اور ایسے علیؑ سے وہ واقعات کی خبر چلتے چلتے میرے تک منتہی ہوئی ہے۔ جو کچھ بنو امیہ کی حکومت میں ہوا یا ان کے علاوہ دوسری حکومتوں سے ہوا ہے۔ اور یہ بھی مراد ہے ہے اس سے جو خدا نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ﴿۵۴﴾ تو یہ علم میرے تک منتہی ہو چکا ہے اور ہم نے حکم خدا سے ان سب مصائب پر صبر کیا ہے۔ پس ہم اس کی مخلوق میں اس کی طرف سے حجت قائم کرنے والے ہیں اور اس کے دین کے خزانہ دار ہیں اور ہم اس راز کو پوشیدہ رکھیں گے اور اپنے دشمنوں سے اس کو پوشیدہ رکھیں گے جیسا کہ رسول خدا نے اس راز کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ خدا نے آپ کو اذن دیا کہ آپ ہجرت کر جائیں اور بعد میں ان مشرکوں سے جہاد کریں۔ ہم بھی رسول خدا کے راستے چل رہے ہیں۔ یہاں تک کہ خدا ہمیں بھی اس اپنے دین کو تلوار کے ذریعے ظاہر کرنے کا اذن عطا کرے گا ہم بھی ان کو ایسے ہی ماریں گے جیسے ابتدا میں رسول خدا نے کفار و مشرکین کو مارا تھا۔

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی

اور میں بہت زیادہ بخشنے والا ہوں اس شخص کو جو توبہ کرے۔ اور ایمان لے آئے اور نیک اعمال انجام دے پھر وہ ہدایت پر ثابت قدم رہے۔

یعنی وہ ہماری ولایت کی طرف ہدایت حاصل کرے۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن علی نے بیان کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حسن بن عبداللہ نے اور انہوں نے السندی بن محمد سے اور انہوں نے ابان اور انہوں نے الحارث بن یحییٰ سے اور انہوں نے ابوجعفر محمد باقرؑ سے نقل کیا آپ نے فرمایا وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی۔ آپ نے فرمایا کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ خدا نے کیسی شرط لگائی ہے کہ توبہ ایمان اور عمل صالح بھی کوئی فائدہ نہیں دے گا جب تک ہدایت حاصل نہ کرے۔ خدا کی قسم اگر وہ کوشش کرے کہ وہ ایسا عمل صالح کرے کہ جس کو خدا قبول کرے وہ قبول نہیں ہوگا جب تک وہ ہدایت حاصل نہ کرے۔ میں نے عرض کیا کہ کس کی طرف ہدایت حاصل کرے؟ خدا مجھے آپ پر قربان کر دے۔ آپ نے فرمایا ہماری طرف ہدایت حاصل کرے۔

قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ ﴿۸۵﴾ ۔ہم نے آپ کے بعد آپ کی قوم کا امتحان لیا اور سامری نے ان کو گمراہ کر دیا ہے۔

(سامری کا واقعہ)

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ خدا نے حضرت موسیٰؑ سے وعدہ کیا کہ وہ طور سینا پر آئیں گے اور وہاں تیس (30) راتیں قیام کریں۔ اس کے بعد انہیں تورات عطاء کی جائے گی آپ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ میں تم سے تیس (30) راتوں کے لئے جدا ہو رہا ہوں اور میری عدم موجودگی میں ہارون میرا بھائی میرا جانشین ہوگا تم اس کی اطاعت کرنا۔

اللہ نے تیس راتوں میں دس راتوں کا اور اضافہ کر دیا۔ حضرت موسیٰ جب وعدہ کے مطابق واپس پہنچے تو بنی اسرائیل والوں نے خدا اور ہارون کی نافرمانی شروع کر دی۔ اور انہوں نے حضرت ہارون کے قتل کے منصوبے بنانے شروع کر دیے۔ اور کہنے لگے کہ موسیٰ نے ہم سے جھوٹ بولا تھا اب وہ شرمندگی کی وجہ سے واپس نہیں آ رہے کیونکہ اس کو تورات نہیں ملی لہٰذا وہ فرار ہو گئے ہیں۔

شیطان انسانی شکل میں ان کے پاس آیا اور ان سے کہا موسیٰ تو ہمیشہ کے لئے بھاگ گیا ہے اب وہ واپس نہیں آئے گا لہٰذا تم لوگ اپنے زیورات لے کے آؤ تا کہ میں اس سے تمہارے لئے ایک معبود بنا دوں اور تم اس کی عبادت کرنا۔

سامری حضرت موسیٰ کا با اعتماد صحابی تھا اور جس دن حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کے ساتھ دریا نیل عبور کر رہے تھے

فرعون ان کا تعاقب کر رہا تھا فرعون گھوڑے پر سوار تھا جیسے ہی گھوڑا دریا کے کنارے آیا تو رک گیا تھا اور بڑھنے سے جھجکنے لگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کو ایک مادہ گھوڑی پر سوار کر کے بھیجا انہوں نے اپنی گھوڑی فرعون کے گھوڑے کے آگے لگا دی گھوڑا مادہ گھوڑی کو دیکھ کر آگے بڑھا اور اس کے دیکھا دیکھی باقی لشکر بھی دریا میں داخل ہو گئے۔ سامری یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ جہاں جہاں جبرائیل کی گھوڑی کا قدم آتا ہے تو اس کے نیچے کی مٹی میں اضطراب سا پیدا ہوتا ہے۔ اس سے وہ سمجھ گیا کہ یہ گھوڑی سوار کوئی عام سوار نہیں ہے، بلکہ یقیناً خدا کا فرشتہ ہے۔ چنانچہ اس نے آگے بڑھ کر گھوڑی کے قدموں کے نیچے کی مٹی کو اٹھا لیا اور اس کو ایک تھیلی میں بند کر لیا اور اپنے پاس اس مٹی کو محفوظ کر لیا۔ وہ بنی اسرائیل کے سامنے اکثر فخر کیا کرتا کہ میرے پاس خدا کے فرستادہ سواری کے قدموں کی مٹی ہے۔ جس میں سیمابی اوصاف پائی جاتی ہیں۔

جب لوگ بچھڑا بنا چکے تو ابلیس نے سامری سے کہا وہ مٹی جو تیرے پاس تھیلی میں محفوظ ہے وہ لے کر آؤ۔ سامری وہ مٹی لے کر آیا اور اس مٹی کو بچھڑے کے پیٹ میں رکھا گیا جیسے ہی وہ مٹی اس کے پیٹ میں گئی تو بچھڑے کے ڈھانچے سے بیل کے ڈکرانے کی آواز پیدا ہو گئی اس سے بیل کی طرح آواز آنا شروع ہو گئی اور اس کے جسم پر بال اُگ آئے بنی اسرائیل بچھڑے کے سامنے سجدے کرنے لگے اور سجدے کرنے والوں کی تعداد ستر (70) ہزار افراد پر مشتمل تھی۔ حضرت ہارونؑ نے ان کو کافی سمجھایا کہ یہ تمہاری آزمائش ہے تمہارا رب رحمٰن ہے میری پیروی کرو اور میری اطاعت کرو خدا کی عبادت کرو۔ لوگوں نے حضرت ہارونؑ کو قتل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا حضرت ہارونؑ اپنی جان بچانے کے لئے چھپ گئے اور پھر جب چالیس راتیں گزر گئیں خدا کا وعدہ پورا ہوا تو خدا نے حضرت موسیٰؑ کو تورات عطاء کی تورات دس ذی الحج کو نازل ہوئی تھی اس میں انسانی ضروریات کے متعلق تمام احکام موجود تھے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے فرمایا۔ اے موسیٰ ہم نے آپ کے بعد آپکی قوم کو آزمایا ہے اور سامری نے ان کو گمراہ کیا ہے اور ان کے لئے بچھڑا بنایا اور اس سے بیل کے ڈکرانے کی آواز آتی ہے۔ تیری قوم اس کی عبادت کر رہی ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا باخدا سامری نے تو بچھڑا بنایا مگر اس سے بیل کی آواز کس نے پیدا کی؟

خدا نے فرمایا یہ آواز ہم نے آزمائش کے لئے پیدا کی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ قوم والے مجھ سے منہ موڑ رہے ہیں۔ تو ہم نے چاہا کہ ان کی فتنہ گراہی میں اور اضافہ کریں تو موسیٰ غضبناک صورت میں اپنی قوم کے پاس واپس آئے جب کہ خدا نے اسی کی حکایت کی ہے۔

آیت ۸۶ تا ۱۰۴

فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ

رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۙ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۡ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ

اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ
نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا
ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَّنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِیْنَ
فِیْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾ یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ
الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىٕذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ یَّتَخَافَتُوْنَ بَیْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا
عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِیْقَةً اِنْ
لَّبِثْتُمْ اِلَّا یَوْمًا ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ

یہ سن کر موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف محزون اور غصہ میں بھرے ہوئے پلٹے اور کہا کہ اے قوم کیا تمہارے رب نے تم سے بہترین وعدہ نہیں کیا تھا اور کیا اس عہد میں کچھ زیادہ طول ہو گیا ہے یا تم نے یہی چاہا کہ تم پر پروردگار کا غضب وارد ہو جائے اس لئے تم نے میرے وعدہ کی مخالفت کی (۸۶) قوم نے کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدہ کی مخالفت نہیں کی ہے بلکہ ہم پر قوم کے زیورات کا بوجھ لاد دیا گیا تھا تو ہم نے اسے آگ میں ڈال دیا اور اس طرح سامری نے بھی اپنے زیورات کو ڈال دیا (۸۷) پھر سامری نے ان کے لئے ایک مجسمہ گائے کے بچے کا نکالا جس میں آواز بھی تھی اور کہا کہ یہی تمہارا اور موسیٰؑ کا خدا ہے جس سے موسیٰؑ غافل ہو کر اسے طور پر ڈھونڈنے چلے گئے ہیں (۸۸) کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ یہ نہ ان کی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ان کے کسی نقصان یا فائدہ کا اختیار رکھتا ہے (۸۹) اور ہارون نے ان لوگوں سے پہلے ہی کہہ دیا کہ اے قوم اس طرح تمہارا امتحان لیا گیا ہے اور تمہارا رب رحمان ہی ہے لہٰذا میرا اتباع کرو اور میرے امر کی اطاعت کرو (۹۰) ان لوگوں نے کہا کہ

ہم اس کے گرد جمع رہیں گے یہاں تک کہ موسیٰؑ ہمارے درمیان واپس آ جائیں (۹۱) موسیٰؑ نے ہارون سے خطاب کر کے کہا کہ جب تم نے دیکھ لیا تھا کہ یہ قوم گمراہ ہو گئی ہے تو تمہیں کون سی بات آڑے آ گئی تھی (۹۲) کہ تم نے میرا اتباع نہیں کیا، کیا تم نے میرے امر کی مخالفت کی ہے (۹۳) ہارون نے کہا کہ بھیا آپ میری داڑھی اور میرا سر نہ پکڑیں مجھے تو یہ خوف تھا کہ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں اختلاف پیدا کر دیا ہے اور میری بات کا انتظار نہیں کیا ہے (۹۴) پھر موسیٰؑ نے سامری سے کہا کہ تیرا کیا حال ہے (۹۵) اس نے کہا کہ میں نے وہ دیکھا ہے جو ان لوگوں نے نہیں دیکھا ہے تو میں نے نمائندہ پروردگار کے نشانِ قدم کی ایک مٹھی خاک اٹھالی اور اس کو گوسالہ کے اندر ڈال دیا اور مجھے میرے نفس نے اسی طرح سمجھایا تھا (۹۶) موسیٰؑ نے کہا کہ اچھا جا دور ہو جا اب زندگانی دنیا میں تیری سزا یہ ہے کہ ہر ایک سے یہی کہتا پھرے گا کہ مجھے چھونا نہیں اور آخرت میں ایک خاص وعدہ ہے جس کی مخالفت نہیں ہو سکتی اور اب دیکھ اپنے خدا کو جس کے گرد تو نے اعتکاف کر رکھا ہے کہ میں اسے جلا کر خاکستر کر دوں گا اور اس کی راکھ دریا میں اڑا دوں گا (۹۷) یقیناً تم سب کا خدا صرف اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور وہی ہر شے کا وسیع علم رکھنے والا ہے (۹۸) اور ہم اسی طرح گزشتہ دور کے واقعات آپ سے بیان کرتے ہیں اور ہم نے اپنی بارگاہ سے آپ کو قرآن بھی عطا کر دیا ہے (۹۹) جو اس سے اعراض کرے گا وہ قیامت کے دن اس انکار کا بوجھ اٹھائے گا (۱۰۰) اور پھر اسی حال میں رہے گا اور قیامت کے دن یہ بہت بڑا بوجھ ہوگا (۱۰۱) جس دن صور پھونکا جائے گا اور ہم تمام مجرمین کو بدلے ہوئے رنگ میں اکٹھا کریں گے (۱۰۲) یہ سب آپس میں یہ بات کر رہے ہوں گے کہ ہم دنیا میں صرف دس ہی دن تو رہے ہیں (۱۰۳) ہم ان کی باتوں کو خوب جانتے ہیں جب ان کا سب سے ہوشیار یہ کہہ رہا تھا کہ تم لوگ صرف ایک دن رہے ہو (۱۰۴)

تفسیر

فَرَجَعَ مُوْسٰۤی اِلٰی قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَمْ یَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۙ

اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿٨٦﴾

پس موسیٰ اپنی قوم کی طرف مخرون وغصہ میں بھرے ہوئے پلٹے کہا اے میری قوم کیا تمہارے رب نے تم سے بہترین وعدہ نہیں کیا تھا اور اس عہد میں کچھ زیادہ طول ہو گیا ہے یا تم نے بھی چاہا تھا کہ تم پر بھی خدا کا غضب نازل ہو اس لئے تم نے میرے وعدہ کی مخالفت کی۔

جب موسیٰ اپنی قوم کے پاس آئے تو آپ نے تورات والی تختیاں زمین پر گرادیں اور اپنے بھائی ہارون کو ریش سے پکڑا اور ان کے سر کو اپنی طرف کھینچا۔ اور فرمایا، قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿٨٧﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٨٨﴾ موسیٰ نے ہارون سے خطاب کیا کہ جب تم نے دیکھ لیا تھا کہ یہ قوم گمراہ ہو گئی ہے تو تمہیں کون سی چیز نے منع کیا تھا۔ کیا تم نے میرے امر کی اتباع نہیں کی کیا میرے امر کی مخالفت کی ہے۔

ہارون نے جواب میں فرمایا۔ اے

قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ ہارون نے کہا کہ بھیا آپ میری ڈاڑھی اور میرے سر کو نہ پکڑیں مجھے تو خوف تھا کہ کہیں آپ یہ نہ کہہ دیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں اختلاف پیدا کر دیا اور میری بات کا انتظار نہیں کیا۔

اس پر بنی اسرائیل نے جناب موسیٰ کی خدمت میں عرض کیا اے موسیٰ ہم خود گمراہ نہیں ہوئے بلکہ ہمیں گمراہ کیا گیا اور ہم نے تیرے حکم کی مخالفت خود نہیں کی بلکہ ہم سے کروائی گئی ہے اور ہمیں اس پر ہمارے زیورات نے اس پر اامادہ کیا اور پھر اس مٹی نے، جو سامری نے اس بچھڑے میں ڈالی تھی۔ جس سے اس میں بیل کی سی آواز پیدا ہو گئی۔ پھر جناب موسیٰ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا. فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ اے سامری تیرا کیا حال ہے؟ تو سامری نے عرض کیا: بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ میں نے وہ کچھ دیکھا ہے جو ان لوگوں نے نہیں دیکھا ہے تو میں نے خدا کے نمائندے کے نشان قدموں سے ایک خاک اٹھائی اور اس کو گوسالہ میں رکھا اور یہ بول پڑا۔

جناب موسیٰ نے فرمایا اب وہ بچھڑا لے کر آؤ جب لایا گیا تو آپ نے اس کو آگ میں جلا دیا اور اس کی خاک کو دریا برد کر دیا پھر سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا. فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۔ چلا جا تیرے لئے دنیا میں یہ ہی کافی ہے کہ تو ساری زندگی یہ ہی کہتا رہی گا کہ میرے قریب نہ آنا مجھے مس نہ کرنا تیری اس آواز سے ہی لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ تو ہی وہ بد بخت سامری ہے لوگ تیرا دھوکا نہیں کھائیں گے۔ پھر وہ مصر اور شام میں مشہور ہو گیا لَامِسَاسَ پھر جناب

موسیٰ نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو آواز آئی اے موسیٰ اس کو قتل نہ کرنا کیونکہ یہ سخی ہے۔

وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾

جناب موسیٰ نے سامری سے فرمایا۔ اب اپنے معبود کو دیکھ جس کے گرد تو طواف کرتا رہا ہے میں نے اس کو آگ میں جلا دیا ہے پھر اس کو دریا میں ڈال دیا۔

اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾

یقیناً تم سب کا معبود اللہ ہے کہ جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے وہ ہر شئے کا علم رکھنے والا ہے۔

جن لوگوں نے بچھڑے کو سجدہ کیا ہو گا وہ جناب موسیٰ کے سامنے انکار کر دیں گے۔ کہ جب ہم نے بچھڑے کو سجدہ کیا ہی نہیں ہے تو جناب موسیٰ نے حکم دیا کہ اس پانی سے پیو، پس سب نے اس سے پانی پیا تو جس جس نے اس بچھڑے کو سجدہ کیا تھا اس کے جسم سے برادہ کا کوئی نہ کوئی ذرہ ظاہر ہو گیا۔ اس طرح مخالفت کرنے والوں کو ان لوگوں سے الگ کر دیا گیا جو ایمان پر ثابت رہے تھے۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے الحسن بن محبوب بن سعید سے اور انہوں نے علی بن ابی حمزہ اور انہوں نے ابوعبداللہ الصادق سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا، خدا نے کوئی رسول معبوث نہیں کیا مگر یہ ہے کہ اس کے دور میں دو شیطان رکھے ہیں جو اس رسول کو اذیت دیتے تھے۔ اور فتنہ برپا کرتے اور لوگوں کو اس کے بعد گمراہ کیا کرتے تھے۔ اور اس حدیث کو میں نے اس قول خدا کی تفسیر میں درج کیا ہے جس میں خدا فرماتا ہے، وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ﴿الأنعام: ۱۱۲﴾ ایسے ہی ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن قرار دئے جو دو شیطان انسانوں اور جنوں میں ہیں۔

وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ اور ہم قیامت کے دن مجرمون کو بدلے ہوئے رنگ سے محشور کریں۔ یعنی مجرموں کی آنکھوں میں نیلا داغ ہو گا اور اس داغ سے پہچانے جائیں گے۔

يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ: وہ آپس میں باتیں کریں گے۔

یعنی بعض بعض سے مشورہ کریں گے کہ ہم دنیا میں کتنے دن رہے ہیں ہم زیادہ زیادہ فقط دس دن رہے ہونگے۔ اور ہم ان باتوں کو خوب جانتے ہیں اور جب ان کو ہوشیار یہ کہا رہا تھا کہ تم زمین پر صرف ایک دن رہے ہو۔

آیت ۱۰۵ تا ۱۳۵

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا
صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ
لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾
يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿١١٠﴾
وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ
يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾
وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ
يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ
بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾
وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَاِذْ قُلْنَا
لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ
اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾ اِنَّ
لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾
فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ

وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا
يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿١٢١﴾ ثُمَّ
اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا
بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ
هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ
مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ
اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ
وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ
بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ
اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا
وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ
طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ
النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا
مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ
وَّاَبْقٰى ﴿١٣١﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۭ

نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ
رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ
بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْ لَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ
اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ
فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾

ترجمہ

اور یہ لوگ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا ہوگا تو کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار انہیں ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا (۱۰۵) پھر زمین کو چٹیل میدان بنا دے گا (۱۰۶) جس میں تم کسی طرح کی کجی ناہمواری نہ دیکھو گے (۱۰۷) اس دن سب داعی پروردگار کے پیچھے دوڑ پڑیں گے اور کسی طرح کی کجی نہ ہوگی اور ساری آوازیں رحمان کے سامنے دب جائیں گی کہ تم گھنگھناہٹ کے علاوہ کچھ نہ سنو گے (۱۰۸) اس دن کسی کی سفارش کام نہ آئے گی سوائے ان کے جنہیں خدا نے اجازت دے دی ہو اور وہ ان کی بات سے راضی ہو (۱۰۹) وہ سب کے سامنے اور پیچھے کے حالات سے باخبر ہے اور کسی کا علم اس کی ذات کو محیط نہیں ہے (۱۱۰) اس دن سارے چہرے خدائے حی و قیوم کے سامنے جھکے ہوں گے اور ظلم کا بوجھ اٹھانے والا ناکام اور رسوا ہوگا (۱۱۱) اور جو نیک اعمال کرے گا اور صاحب ایمان ہوگا وہ نہ ظلم سے ڈرے گا اور نہ نقصان سے (۱۱۲) اور اسی طرح ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے اور اس میں طرح طرح سے عذاب کا تذکرہ کیا ہے کہ شاید یہ لوگ پرہیز گار بن جائیں یا قرآن ان کے اندر کسی طرح کی عبرت پیدا کر دے (۱۱۳) پس بلند و برتر ہے وہ خدا جو بادشاہِ برحق ہے اور آپ وحی کے تمام ہونے سے پہلے قرآن کے بارے میں عجلت سے کام نہ لیا

کریں اور یہ کہتے رہیں کہ پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما (۱۱۴) اور ہم نے آدم سے اس سے پہلے عہد لیا مگر انہوں نے اسے ترک کر دیا اور ہم نے ان کے پاس عزم و ثبات نہیں پایا (۱۱۵) اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ تم سب آدم کے لئے سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کر لیا اور اس نے انکار کر دیا (۱۱۶) تو ہم نے کہا کہ آدم یہ تمہارا اور تمہاری زوجہ کا دشمن ہے کہیں تمہیں جنت سے نکال نہ دے کہ تم زحمت میں پڑ جاؤ (۱۱۷) بیشک یہاں جنت میں تمہارا فائدہ یہ ہے کہ نہ بھوکے رہو گے اور نہ برہنہ رہو گے (۱۱۸) اور یقیناً یہاں نہ پیاسے رہو گے اور نہ دھوپ کھاؤ گے (۱۱۹) پھر شیطان نے انہیں وسوسہ میں مبتلا کرنا چاہا اور کہا کہ آدم میں تمہیں ہمیشگی کے درخت کی طرف رہنمائی کر دوں اور ایسا ملک بتا دوں جو کبھی زائل نہ ہو (۱۲۰) تو ان دونوں نے درخت سے کھا لیا اور اور ان کے لئے ان کا آگا پیچھا ظاہر ہو گیا اور وہ اسے جنت کے پتوں سے چھپانے لگے اور آدم نے اپنے پروردگار کی نصیحت پر عمل نہ کیا تو راحت کے راستہ سے بے راہ ہو گئے (۱۲۱) پھر خدا نے انہیں چن لیا اور ان کی توبہ قبول کر لی اور انہیں راستہ پر لگا دیا (۱۲۲) اور حکم دیا کہ تم دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤ سب ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے اس کے بعد اگر میری طرف سے ہدایت آجائے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ پریشان (۱۲۳) اور جو میرے ذکر سے اعراض کرے گا اس کے لئے زندگی کی تنگی بھی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا بھی محشور کریں گے (۱۲۴) وہ کہے گا کہ پروردگار یہ تو نے مجھے اندھا کیوں محشور کیا ہے جب کہ میں دارِ دنیا میں صاحب بصارت تھا (۱۲۵) ارشاد ہوگا کہ اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں اور تو نے انہیں بھلا دیا تو آج تو بھی نظر انداز کر دیا جائے گا (۱۲۶) اور ہم زیادتی کرنے والے اور اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان نہ لانے والوں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب یقیناً سخت ترین اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے (۱۲۷) کیا انہیں اس بات نے رہنمائی نہیں دی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی نسلوں کو ہلاک کر دیا جو اپنے علاقہ میں نہایت اطمینان سے چل پھر رہے تھے بیشک اس میں صاحبانِ عقل کے لئے بڑی نشانیاں ہیں (۱۲۸) اور اگر آپ کے رب کی طرف سے بات طے نہ ہو چکی ہوتی اور وقت مقرر نہ ہوتا تو عذاب لازمی طور پر آچکا ہوتا (۱۲۹) لہٰذا

آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اور آفتاب نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے کے بعد اپنے رب کی تسبیح کرتے رہیں اور رات کے اوقات میں اور دن کے اطراف میں بھی تسبیح پروردگار کریں کہ شاید آپ اس طرح راضی اور خوش ہو جائیں (۱۳۰) اور خبردار ہم نے ان میں سے بعض لوگوں کو جو زندگانی دنیا کی رونق سے مالا مال کر دیا ہے اس کی طرف آپ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں کہ یہ ان کی آزمائش کا ذریعہ ہے اور آپ کے پروردگار کا رزق اس سے کہیں زیادہ بہتر اور پائیدار ہے (۱۳۱) اور اپنے اہل کو نماز کا حکم دیں اور اس پر صبر کریں ہم آپ سے رزق کے طلبگار نہیں ہیں ہم تو خود ہی رزق دیتے ہیں اور عاقبت صرف صاحبانِ تقویٰ کے لئے ہے (۱۳۲) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے ہیں تو کیا ان کے پاس اگلی کتابوں کی گواہی نہیں آئی ہے (۱۳۳) اور اگر ہم نے رسول سے پہلے انہیں عذاب کر کے ہلاک کر دیا ہوتا تو یہ کہتے پروردگار تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے ہی تیری نشانیوں کا اتباع کر لیتے (۱۳۴) آپ کہہ دیجئے کہ سب اپنے اپنے وقت کا انتظار کر رہے ہیں تم بھی انتظار کرو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کون لوگ سیدھے راستہ پر چلنے والے اور ہدایت یافتہ (۱۳۵)

تفسیر

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾

اور یہ لوگ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ ان سے کہہ دیں قیامت کے دن میرا رب انہیں ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا پھر زمین کو چٹیل میدان بنا دے گا جس پر تم کسی قسم کی کوئی کجی اور ناہمواری نہ دیکھو گے۔

امتا یعنی بلندی۔ عوج یعنی کجی

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ : اس دن سارے کے سارے منادی کی اتباع کریں گے جو پکارنے والا

ہوگا ہے اس دن کوئی اکڑ نہ دکھا سکے گا وہ پکارنے والا خدا کی طرف پکارے گا۔

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾

اور ساری آوازیں اس دن خدا کے سامنے دب جائیں گی اور تمہیں اس دن سرسراہٹ کے علاوہ کچھ سنائی نہ دے۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے الحسن بن محبوب سے انہوں نے ابو محمد والبیش سے اور انہوں نے ابوالورد سے اور انہوں نے ابوجعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک سرزمین پر جمع کرے گا لوگوں کے پاؤں ننگے ہوں گے اور انہیں اتنی دیر کھڑا کیا جائے گا وہ پسینہ پسینہ ہو جائیں گے اس حالت میں انہیں پچاس سال کا عرصہ گزر جائے گا اسی حالت کے متعلق خدا فرماتا ہے۔ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾

پھر عرش سے منادی ندا دے کر کہے گا کہ نبی امی کہاں ہیں لوگ کہیں گے کہ نبی امی کا مزید تعارف کرایا جائے اس وقت منادی کہے گا، نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبدامی کہاں ہیں؟ رسول خدا لوگوں سے آگے بڑھیں گے اور آپ حوض پر آئیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض کی لمبائی اتنی ہوگی جتنا کہ ایلہ اور صفاء کا فاصلہ ہے آپ حوض پر ٹھہر جائیں گے اس وقت تمہارے ساتھی علی بن ابی طالب کو پکارا جائے گا۔ حضرت علیؑ آگے بڑھیں گے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا کر حوض پر کھڑے ہو جائینگے۔ اس کے بعد عام لوگوں کو بلایا جائے گا لوگ حوض کیطرف بڑھیں گے بعض افراد کو حوض سے پیچھے ہٹایا جائے گا جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے کسی محب کو لوٹتے ہوئے دیکھیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو پڑیں گے بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے پروردگار میں دیکھ رہا ہوں کہ علی کے کچھ شیعوں کو یہاں سے ہٹا کر دوزخ کی طرف لے جایا جا رہا ہے اور انہیں میرے حوض سے دور کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرشتے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے میں نے علی کے شیعوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے معاف کیا۔ میں انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت سے ملحق کر رہا ہوں اور میں انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمرہ میں شامل کر رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اپنے حوض پر بلا لیں۔

پھر حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا جو بھی ہم سے محبت کرتا ہوگا اور ہمارے دشمنوں سے بغض رکھتا ہوگا وہ ہمارے گروہ میں شامل کیا جائے گا اور ہمارے ساتھ ہوگا اور ہمارے حوض پر ہمارا مہمان ہوگا

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾

وہ سب کے سامنے اور پیچھے کے حالات سے باخبر ہے اور کسی کا علم اس کی ذات کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

یعنی خدا تمام گذشتہ واقعات خواہ انبیاء کے ہوں اور دوسرے وہ ان کو جانتا ہے اور آنے والے واقعات جو القائم کے ہیں

ان کو بھی جانتا ہے

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۔ اس دن سب چہرے خدائے حی وقیوم کے سامنے جھک جائیں گے۔

یعنی اپنی ذلت کے ساتھ جھک جائیں گے۔

اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ ۔ یا ان کے لئے ذکر پیدا ہو جائے۔

یعنی وہ القائم اور سفیانی کے تذکرہ سے ان کے اندر کوئی نصیحت پیدا ہو جائے۔

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۔ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ آپ وحی کے پورا ہونے سے قبل قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کریں۔ اور یہ کہہ دیں اے میرے خدا یا میرے علم اضافہ فرما۔

علی بن ابراہیم بن قمی فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب قرآن کی وحی نازل ہوتی تو آپ وحی کے ختم ہونے سے قبل ہی اس کو پڑھنا شروع کر دیتے تھے تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وحی کی تکمیل سے قبل تلاوت شروع نہ کریں اور یہ دعا کریں کہ اے میرے خدا میرے علم میں اضافہ فرما۔ یعنی وحی کے مکمل ہونے کے بعد اس کی تلاوت کیا کریں اور جب قرأت سے فارغ ہوں تو دعا کریں۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾

اور اس قبل ہم نے آدمؑ سے عہد لیا تھا مگر وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں پختگی نہ پائی۔

یعنی جب خدا نے ان کو جنت ہی بھیجا تو ان کو درخت کے پاس جانے سے روکا لیکن وہ بھول گئے اور اس درخت سے کھا لیا تو خدا نے ان میں پختگی نہیں پائی۔ اگرچہ بعض لوگوں نے اس کے ذیل میں اور کچھ بھی روایت کیا ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا جو ہمارے ذکر سے منہ موڑے گا تو دنیا میں اس کی تنگ زندگی ہوئی۔

یعنی زندگی میں سب کچھ ہونے کے باوجود تنگی پائے گا۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ ہمیں احمد بن ادریس نے اور انہوں نے احمد بن محمد نے اور انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے اور انہوں نے ابراہیم بن دستمیر سے اور انہوں نے معاویہ بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہؑ سے نقل کیا ہے کہ وہ لوگ جن کی زندگی تنگ ہوگی وہ ناصبین ہیں۔ جو ہماری ولایت کے منکر ہیں راوی نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں ہم دیکھتے ہیں کہ دنیاوی زندگی میں بڑے خوشحال ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ رجعت کے زمانے میں اس قدر تنگ و پست ہونگے کہ فضلہ کھائیں گے۔

نیز آپ نے احمد بن محمد سے اور اس نے علی بن الحکم سے اور اس نے المفضل بن صالح سے اور اس نے جابر سے اور اس

نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا آپ نے فرمایا۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾

اللہ نے آدم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے بعد آنے والے آئمہؑ کے بارے میں عہد لیا تھا پس اس نے چھوڑ دیا اور ان میں ان ذوات کے بارے پختہ عزم نہیں پایا گیا تھا کہ یہ واقعات ایسے ہی ہیں۔ اور انبیاء کو اولوالعزم کا نام دیا گیا وہ اسی وجہ سے کہ ان سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آئمہؑ کے بارے میں اور القائم اور اس کی سیرت کے بارے میں عہد اور عزم لیا گیا اور وہ سب اس عزم پر جمع ہونے اور اقرار پر باقی رہے۔

وَنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا محشور کریں گے۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے معاویہ بن عمار سے اور انہوں نے ابوعبداللہؑ سے نقل کیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا کہ جو حج کی استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتا اس کا حال کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے کہ ہم اس شخص کو قیامت کے دن اندھا محشور کریں گے۔ یعنی خدا اس کو جنت کے راہ پر اندھا کر دے گا جس سے وہ جنت کے راہ کو تلاش نہیں کر سکے گا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وہ ایسے ہی آج بھی نظر انداز کر دیا جائے گا۔ یعنی اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے گا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ امام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہم آل محمد ہیں ہم ہی عقلمند ہیں۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا

اور اگر آپ کے رب کی طرف سے یہ بات طے نہ ہو چکی ہوئی تو عذاب آنا لازمی تھا۔

یعنی ان پر عذاب کا نازل ہونا لازمی تھا لیکن تحقیق خدا نے اس عذاب کو ایک خاص وقت تک کیلئے موخر کر دیا ہے۔ اور وہ وقت خاص قیامت کا دن ہے۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۔ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ اور سورج کے طلوع ہونے سے قبل اور اس کے غروب ہونے سے قبل اور رات کے اوقات میں خدا کی تسبیح کرو، اور ان کے اطراف میں شاید اس طرح آپ راضی اور خوش ہو جائیں۔

علامہ فرماتے ہیں مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ اور اَطْرَافَ النَّهَارِ سے صبح و شام کی نماز میں مراد ہیں۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۔ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ اور ہم نے بعض لوگوں کو جو زندگانی دنیا کی رونق سے مالا مال کر دیا ہے اس کی طرف آپ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں یہ ان کی آزمائش کا ذریعہ ہے اور آپ کے رب کا رزق اس سے کہیں بہتر اور پائیدار ہے۔

حضرت امام ابوعبداللہؑ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا۔ خدا کی تسلی کے باوجود بھی جسے تسلی حاصل نہ ہو تو دنیا کے متعلق اس کی حسرتوں میں اضافہ ہوتا جائے گا جس کی نظر لوگوں کی دولت پر ہوگی اس کے غم و دکھ میں اضافہ ہوگا اور اس کے غم وغصہ میں کبھی کمی واقع نہ ہوگی۔ اور جو یہ خیال کرے گا کہ کھانے پینے کے متعلق خدا نے اسے کوئی چیز نہیں دی تو اس کی عمر کم ہو جائے گی اس کے لیئے عذاب نزدیک تر ہو جائے گا۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ ۔ اور اپنے اہل کو نماز کا حکم دو۔

یعنی اہل سے مراد اپنی امت ہے کہ اپنی امت کو نماز کا حکم دو۔

وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾

اور اس پر صبر کریں ہم آپ سے رزق کے طلب گار نہیں ہیں ہم رزق آپ کو دیں گے اور عاقبت صرف متقی لوگوں کے لیے ہے۔

یعنی آخرت میں اچھا انجام فقط ان لوگوں کے لیے ہوگا جو تقویٰ اختیار کرنے والے ہیں۔

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ ۔ آپ کہہ دیں سب انتظار کرنے والے اپنے اپنے وقت کا انتظار کریں ہیں۔

یعنی آپ بھی اپنے لیے امر کا انتظار کرو۔

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾

عنقریب سب کو معلوم ہو جائے گا سیدھے راستے والے کون ہیں۔ اور ہدایت والے کون ہیں۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے الحسن بن محبوب سے اور انہوں نے علی بن رئاب سے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم اللہ کا راستہ جس کی اتباع کا اس نے حکم دیا ہے وہ ہم ہیں۔ خدا کی قسم صراط مستقیم ہم ہیں۔ خدا کی قسم ہم وہی ہیں جن کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے۔ جس کا دل چاہے وہ ہم سے وہ دین حاصل کرے۔ اور جو چاہے کسی دوسری جگہ سے دین لیکن یاد رکھو ہمارے بغیر تمہارا گزارہ نہیں ہوگا۔

ابوجارود کی روایت جو اس نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقرؑ سے نقل کی ہے اس میں آپ نے خدا کے اس قول کے ضمن میں فرمایا لَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۳۲﴾ : یعنی مومن خدا کی بارگاہ میں نہ ظلم سے ڈرے گا نہ نقصان سے آپؑ نے فرمایا کہ مومن کے اعمال میں سے کوئی چند کمی نہیں کی جائے گی اور ظلم ہرگز نہیں جایا جائے گا۔

كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ اور ایسے ہی تیرے پاس ہماری نشانیاں آئیں تم نے ان کو فراموش کر دیا۔

اس کے ذیل آپ نے فرمایا۔ جب خدائی آیات سے روگردانی کرنے والے کو اندھا محشور کیا جائے گا تو خدا کی بارگاہ

میں شکوہ کرے گا کہ مجھے اندھا محشور کیا گیا ہے تو آواز آئے گی ایسے ہی ہماری نشانیاں تیرے پاس آئیں تو تو نے ان کو چھوڑ دیا اور ان پر تو نے عمل نہیں کیا تھا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ ایسے ہی آج ہم نے تجھے عذاب میں چھوڑ دیا ہے۔

نیز آپؑ نے خدا کے اس۔ قول وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۔ اپنے اہل کو نماز کو حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کریں۔

اس کے ذیل آپؑ نے فرمایا: خدا نے اس آیت میں اہل بیت نبی کو مخصوص کیا ہے دوسرے لوگوں کو اس حکم میں شریک نہیں کیا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آل محمد کو خدا کی بارگاہ میں ایک خاص عزت و شرف حاصل ہے جو دوسرے لوگوں کو حاصل نہیں ہے کیونکہ خدا نے ایک دفعہ عمومی امر میں بھی ان کو شریک رکھا اور پھر خصوصی امر بھی ان کے لیے ذکر کیا خوفقط ان کے ساتھ خاص ہے یا آل محمد کو خصوصیت دینا یہ شرف ہے۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا ہر روز نماز فجر کے وقت علی و فاطمہ علیہما السلام کے دروازے پر آتے اور یوں کہتے۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور پھر دروازے کے دونوں سروں کو پکڑتے اور آواز دیتے الصلوٰۃ الصلوٰۃ نماز نماز۔ اس کے بعد یہ فرماتے اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ (سورہ احزاب) اور جب بھی مدینہ میں تشریف فرما ہوتے ہمیشہ یہ ہی کام کرتے یہاں تک کہ اس دنیا سے آپ نے انتقال کیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم ابوالحمراء بیان کرتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کام کا ہمیشہ مشاہدہ کرتا تھا نیز آپؐ نے خدا کے اس قول ۔۔۔ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ : کیا ان کو اس کی ہدایت نہیں کی گئی تھی۔ کے ضمن میں ارشاد فرمایا کہ مراد یہ ہے کیا ان کے لیے واضح و روشن انداز میں بیان نہیں گیا گیا تھا کہ ہم نے اس سے قبل کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا تھا۔

نیز آپ نے اس کے ذیل میں فرمایا: لَكَانَ لِزَامًا : تو ان کے لیے عذاب لازم تھا۔ اس کے ذیل میں فرمایا: اس قوم کے لیے ہلاکت لازمی ہے۔

نیز آپ نے اس کے بارے میں فرمایا: قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾

قاع سے مراد وہ زمین ہے کہ جس میں مٹی نہ ہو فقط پتھر ہی پتھر ہو۔ صَفْصَفًا سے مراد وہ زمین ہے کہ جس پر کوئی ہریالی وغیرہ نہ ہو۔

سورہ طٰہٰ ختم شدہ

پارہ نمبر 17

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ

یہ سورہ انبیاء مکی ہے اور اس کی ایک سو بارہ (112) آیات ہیں اور اس کے سات رکوع ہیں۔ قرآن میں ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 21 ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا نمبر 73 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا جو شخص عقیدت کے ساتھ سورہ انبیاء کی تلاوت کرے گا وہ اس شخص کی مانند ہے جو جنات النعیم میں انبیاء کا ساتھی رہا ہو۔ اور دنیاوی زندگی میں خدا اس کو رعب عطاء کرے گا۔ مجمع البیان میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: جو شخص سورہ انبیاء کی تلاوت کرے گا قیامت کے دن خدا اس کے حساب میں آسانی کرے گا اور قرآن میں جتنے انبیاء کا تذکرہ ہے وہ سب اس شخص سے مصافحہ کریں گے اور اس کو سلام کریں گے۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت ۱ تا ۲۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝١ مَا يَاْتِيْهِمْ
مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝٢ لَاهِيَةً
قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝٣ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ
الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٤ بَلْ قَالُوْا

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۖ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ
اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝٥ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ
يُؤْمِنُوْنَ ۝٦ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ
الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٧ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ
الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝٨ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ
وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝٩ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ
ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝١٠ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً
وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝١١ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا
يَرْكُضُوْنَ ۝١٢ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ
لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝١٣ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝١٤ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ
دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝١٥ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ
وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝١٦ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ
مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝١٧ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ
فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝١٨ وَلَهٗ مَنْ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ
لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝١٩ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝٢٠ اَمِ

اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿٢١﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا
اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْـَٔلُ
عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿٢٣﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا
بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ
الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ
وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٧﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿٢٨﴾
وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ
نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

لوگوں کے لئے حساب کا وقت آپہنچا ہے اور وہ ابھی غفلت ہی میں پڑے ہوئے ہیں اور کنارہ کشی کئے جارہے ہیں (۱) ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی نئی یاددہانی نہیں آتی ہے مگر یہ کہ کان لگا کر سُن لیتے ہیں اور پھر کھیل تماشے میں لگ جاتے ہیں (۲) ان کے دل بالکل غافل ہو گئے ہیں اور یہ ظالم اس طرح آپس میں راز و نیاز کی باتیں کیا کرتے ہیں کہ یہ بھی تو تمہارے ہی طرح کے ایک انسان

ہیں کیا تم دیدہ و دانستہ ان کے جادو کے چکر میں آرہے ہو (۳) تو پیغمبر نے جواب دیا کہ میرا پروردگار آسمان و زمین کی تمام باتوں کو جانتا ہے وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے (۴) بلکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو سب خواب پریشاں کا مجموعہ ہے بلکہ یہ خود پیغمبر کی طرف سے افتراء ہے بلکہ یہ شاعر ہیں اور شاعری کررہے ہیں ورنہ ایسی نشانی لے کر آتے جیسی نشانی لے کر پہلے پیغمبر بھیجے گئے تھے (۵) ان سے پہلے ہم نے جن بستیوں کو سرکشی کی بنا پر تباہ کر ڈالا وہ تو ایمان لائے نہیں یہ کیا ایمان لائیں گے (۶) اور ہم نے آپ سے پہلے بھی جن رسولوں کو بھیجا ہے وہ سب مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ تو تم لوگ اگر نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کرلو (۷) اور ہم نے ان لوگوں کے لئے بھی کوئی ایسا جسم نہیں بنایا تھا جو کھانا نہ کھاتا ہو اور وہ بھی ہمیشہ رہنے والے نہیں تھے (۸) پھر ہم نے ان کے وعدہ کو سچ کر دکھایا اور انہیں اور ان کے ساتھ جن کو چاہا بچالیا اور زیادتی کرنے والوں کو تباہ و برباد کردیا (۹) بیشک ہم نے تمہاری طرف وہ کتاب نازل کی ہے جس میں خود تمہارا بھی ذکر ہے تو کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے ہو (۱۰) اور ہم نے کتنی ہی ظالم بستیوں کو تباہ کردیا اور ان کے بعد ان کی جگہ پر دوسری قوموں کو ایجاد کردیا (۱۱) پھر جب ان لوگوں نے عذاب کی آہٹ محسوس کی تو اسے دیکھ کر بھاگنا شروع کردیا (۱۲) ہم نے کہا کہ اب بھاگو نہیں اور اپنے گھروں کی طرف اور اپنے سامان عیش و عشرت کی طرف پلٹ کر جاؤ کہ تم سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی (۱۳) ان لوگوں نے کہا کہ ہائے افسوس ہم واقعاً ظالم تھے (۱۴) اور یہ کہہ کر فریاد کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انہیں کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بنا کر ان کے سارے جوش کو ٹھنڈا کردیا (۱۵) اور ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کو کھیل تماشے کے لئے نہیں بنایا ہے (۱۶) ہم کھیل ہی بنانا چاہتے تو اپنی طرف ہی سے بنالیتے اگر ہمیں ایسا کرنا ہوتا (۱۷) بلکہ ہم تو حق کو باطل کے سر پر دے مارتے ہیں اور اس کے دماغ کو کچل دیتے ہیں اور وہ تباہ و برباد ہوجاتا ہے اور تمہارے لئے ویل ہے کہ تم ایسی بے ربط باتیں بیان کررہے ہو (۱۸) اور اسی خدا کے لئے زمین و آسمان کی کل کائنات ہے اور جو افراد اس کی بارگاہ میں ہیں وہ نہ اس کی عبادت سے اکڑ کر انکار کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں (۱۹) دن رات اسی کی تسبیح

کرتے ہیں اور سستی کا بھی شکار نہیں ہوتے ہیں (۲۰) کیا ان لوگوں نے زمین میں ایسے خدا بنا لئے ہیں جو ان کو زندہ کرنے والے ہیں (۲۱) یاد رکھو اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ اور خدا بھی ہوتے تو زمین و آسمان دونوں برباد ہو جاتے عرش کا مالک پروردگار ان کے بیانات سے بالکل پاک و پاکیزہ ہے (۲۲) اس سے باز پرس کرنے والا کوئی نہیں ہے اور وہ ہر ایک کا حساب لینے والا ہے (۲۳) کیا ان لوگوں نے اس کے علاوہ اور خدا بنا لئے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ ذرا اپنی دلیل تو لاؤ۔ یہ میرے ساتھ والوں کا ذکر اور مجھ سے پہلے والوں کا ذکر سب موجود ہے لیکن ان کی اکثریت حق سے ناواقف ہے اور اسی لئے کنارہ کشی کر رہی ہے (۲۴) اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ میرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے لہٰذا سب لوگ میری ہی عبادت کرو (۲۵) اور لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنا لیا ہے حالانکہ وہ اس امر سے پاک و پاکیزہ ہے بلکہ وہ سب اس کے محترم بندے ہیں (۲۶) جو کسی بات پر اس پر سبقت نہیں کرتے ہیں اور اس کے احکام پر برابر عمل کرتے رہتے ہیں (۲۷) وہ ان کے سامنے اور ان کے پس پشت کی تمام باتوں کو جانتا ہے اور فرشتے کسی کی سفارش بھی نہیں کر سکتے مگر یہ کہ خدا اس کو پسند کرے اور وہ اس کے خوف سے برابر لرزتے رہتے ہیں (۲۸) اور اگر ان میں سے بھی کوئی یہ کہہ دے کہ خدا کے علاوہ میں بھی خدا ہوں تو ہم اس کو بھی جہنم کی سزا دیں گے کہ ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں (۲۹)

تفسیر

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝۱ ۔لوگوں کے لیے حساب کا وقت قریب آ گیا جب کہ یہ لوگ غفلت میں ہی پڑے ہوئے ہیں اور کنارہ کشی کیے جا رہے ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ قیامت و حساب و کتاب کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اور یہ لوگ غافل ہیں اور سرکشی کر رہے ہیں۔ اس سے خدا قریش کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ان کی حالت کیا ہے۔

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۔ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے کوئی نئی یاددہانی نہیں آتی مگر یہ لاپرواہی سے سنتے ہیں اور پھر یہ کھیل کود میں مصروف ہو جاتے

ہیں ان کے دل بالکل غافل ہو چکے ہیں۔

یعنی اس کھیل کود کی وجہ سے ان کے دل غافل ہو چکے ہیں۔

اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝۳ ۔ کیا تم دیکھتے دیکھتے جادو کے کھیل میں شرکت کرو گے؟

قریش والے آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشی کرتے تھے کہ کیا تم محمد جادوگر کی کھیل میں شرکت کرو گے اور ان کے گمان میں تھا کہ اس کا محمد کو پتہ نہیں چلتا تو خدا نے فرمایا: اے میرے محمد۔ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۔: میرا رب زمین و آسمان میں ہر ہونے والی بات کو جانتا ہے۔

یعنی ہر وہ بات جو زمین پر کہی جائے یا آسمان پر وہ سب کچھ جانتا ہے اس کے بعد خدا پھر قریش کے کفار کی بات کو نقل کر رہا ہے۔

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ ۔ بلکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب خواب پریشانی کا مجموعہ ہے۔ بلکہ یہ خود محمد کی طرف سے افتراء ہے۔

یعنی یہ باتیں محمد ہمیں بیان کرتا ہے یا تو وہ پریشان کن خواب میں یہ دیکھا ہے اور پھر ہمیں بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ وحی ہے بلکہ یہ خود اس کا افتراء و جھوٹ ہے جو اپنی طرف بناتا ہے۔ بعض نے کہا نہیں بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۔ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ ۔ بلکہ یہ شاعر ہے جو شاعری کر رہا ہے ورنہ یہ ایسی نشانی لے کر آتا جیسے نشانیاں پہلے رسول لے کر آتے تھے۔

خدا ان کفار کو رد کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ ۔ ان سے قبل جن بستیوں کو سرکشی کی وجہ سے ہلاک کر دیا تھا وہ تو ایمان لائے نہیں تھے بھلا یہ کیا ایمان لائیں گے۔

یعنی یہ ہماری نشانیاں دیکھ کہ بھلا کیا ایمان لائیں ان سے قبل بھی کافی بستیاں ایسی تھیں جن کے پاس ہمارے رسول ہماری نشانیاں لائے تھے لیکن وہ ایمان نہیں لاتے تھے آخر کار وہ سب ہلاک کر دیے گئے تھے۔ اور آپ سے پہلے جس رسول کو مبعوث کیا تھا وہ بھی سب ہی مرد تھے۔ جن کی طرف ہم نے وحی نازل کی تھی۔

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷ ۔ پس تم اہل ذکر سے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے۔

علامہ فرماتے ہیں آل محمد ہی اہل ذکر ہیں۔

جناب زرارہ نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷ ۔ کے بارے میں فرمایا کہ خدا کی قسم وہ اہل ذکر ہم آل محمد ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ میں وہ اہل ذکر جن سے سوال کیا جاتا تو آپ علیہ السلام فرمایا: ہاں پھر میں نے عرض کیا کہ وہ سوال کرنے والے کیا ہم ہیں۔؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا، ہاں میں نے عرض کیا کہ ہم پر واجب ہے کہ ہم آپ سے سوال کریں؟ آپ نے فرمایا ہاں کیا آپ پر واجب ہے کہ اس کا جواب دیں؟ آپ نے

فرمایا نہیں ہمارے اوپر آپ کے سوال کا جواب دینا واجب نہیں ہے یہ ہماری مرضی ہے کہ اگر ہم مناسب جانیں گے تو جواب دیں گے اور اگر ہم چاہیں تو آپ کو جواب نہ دیں۔ پھر فرمایا یہ ہماری طرف سے عطاء ہے۔ یا کسی پر احسان کر دیا حساب کے بغیر اس کو روکے رکھو۔

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ . بہت سی بستیاں تھیں جن کو ہم نے پیس کر رکھ دیا:۔ علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں اس مراد ہے ان بستیوں کے رہنے والوں کو ہم نے پیس کر رکھ دیا کیونکہ وہ ظالم تھے۔

وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ .

اور اس کے بعد ان کی جگہ پر ہم نے دوسری قوموں کو ایجاد کیا (خلق کیا) پس جب ان لوگوں نے عذاب کی آہٹ محسوس کی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ جب دشمنان آل محمد قائم آل محمد علیہ السلام کے ظہور کو نزدیک محسوس کریں گے۔

اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ : اس وقت وہ اپنی آدبایوں سے بھاگنے کی کوشش کریں گے۔ اس وقت ان سے کہا جائے گا۔ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ . مت بھاگو اور تم اپنے گھروں کی طرف اور عشرت کدوں و ساز سامان کی طرف لوٹ جاؤ ممکن ہے کہ تم سے کچھ سوالات کیے جائیں۔

یعنی ان لوگوں سے ان کے خزانوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کہاں ان کو پوشیدہ کیا گیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں: جب قائم آل محمد علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو بنو امیہ والے ڈر کے مارے اپنے گھر و بار چھوڑ کر شام سے روم کی طرف بھاگ جائیں گے اور سلطان روم سے وہاں داخل ہونے کی اجازت طلب کریں گے یعنی اس سے پناہ طلب کریں گے۔ روحی جواب دیں گے کہ ہم تم لوگوں کو اس شرط پر پناہ دیں گے کہ تم اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کو قبول کرو چنانچہ یہ لوگ اسلام کو چھوڑ کر نصرانیت کو قبول کر کے گلے میں صلیب ڈال لیں گے۔ اور جب امام علیہ السلام کی افواج ان کے تعاقب میں روم جائے گی تو اہل روم آپ کی افواج سے امان طلب کریں گے تو قائم کے اصحاب فرمائیں گے تم لوگوں کو ایک ہی شرط پر امان دی جائے گی اگر تم ہمارے دشمن ہمیں واپس کر دو ورنہ تم پر حملہ کر دیا جائے گا۔

اس وقت اہل روم دشمنان آل محمد کو قائم کی افواج کے حوالے کر دیں گئے اور اصحاب قائم ان سے فرمائیں گے بھاگو نہیں بلکہ اپنے اپنے گھروں اور عیش عشرت کے محلوں کی طرف پلٹ جاؤ تا کہ تم سے سوال کیا جائے۔ چنانچہ قائم آل محمد کی افواج ان کو روم سے واپس لے کر آئی گی اور ان سے چھپائی ہوئی دولت کے بارے میں سوال کرے گی۔ اس وقت وہ اپنے جرائم کو قبول کریں گے اور کہیں گے کہ ہم ہی بد بخت ظالم تھے یہ ہی وہ پکارتے رہیں گے کہ ان کو کٹے ہوئے کھلیان کی طرح سے تہس نہس کر دیا جائے گا۔

ان آیات میں الفاظ ماضی کے استعمال ہوئے ہیں لیکن معنی مستقبل والا ہے۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ . اور اس خدا کے لیے زمین و آسمان کی کل کائنات اور جو کچھ اس کے پاس ہے۔

علامہ فرماتے ہیں مَنْ عِنْدَهٗ سے مراد اس کے ملائکہ ہیں وہ بھی اس کے لیے ہی ہے۔

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ ۔ وہ ملائکہ نہ اپنی عبادت پر اکڑتے ہیں اور نہ وہ تھکے ہیں۔

یعنی وہ فرشتے جو اللہ کے لیے ہیں وہ متواتر عبادت کرتے رہتے ہیں اور اپنی عبادت پر تکبر بھی نہیں کرتے اور تھکاوٹ کی وجہ سے وہ ملول بھی نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ دن رات اس کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ . اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ کوئی اور خدا بھی ہوتے تو ان دونوں میں فساد ہو جاتا یہ تباہ ہو جاتے۔

یہ آیت ان لوگوں کے رد کے لیے ہے جو زیادہ خدا ہونے کے قائل ہیں۔ جیسا کہ ثنویہ فرقہ جو اس کا قائل کہ آسمان اور زمین میں دو خدا ہیں ایک خیر والا اور شر والا۔ تو اس کے رد میں خدا فرماتا ہے کہ اگر دو ہوتے تو زمین و آسمان میں فساد ہو جاتا اور فساد کا نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ دو نہیں ہیں بلکہ خدائے یکتا ہے جو وحدہ لاشریک ہے۔

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ . اس سے کوئی سوال نہیں کر سکتا لیکن تم سب سے سوال و حساب ہوگا۔

اس آیت میں خدا مخلوق کی حجت کو کٹ کر رہا ہے کہ خدا جو کچھ کرتا ہے اس سے کوئی حساب نہیں لے سکتا لیکن تم جو کچھ کرتے ہو وہ ہر ایک سے پورا پورا حساب لے گا۔

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ . تم اپنی دلیل تو پیش کرو۔ یعنی حجت و برہان دلیل پیش کرو۔ آخر تم نے ایسا کیوں کیا۔

هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ . یہ ذکر ہے ان کا جو میرے ساتھ ہیں اور ان کا جو مجھ سے قبل ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں ذکر سے مراد خبر ہے۔ یعنی میری خبر ہے اور ان لوگوں کی خبر ہے جو مجھ سے قبل تھے۔

اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ ۔ اور لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اللہ نے کسی کو اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔ حالانکہ اللہ اس سے پاک و منزہ ہے۔ بلکہ یہ سب اس کے عزت دار بندے ہیں۔

یعنی نصاریٰ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ اور دوسری طرف سے یہودیوں نے کہا حضرت عزیز اللہ کے بیٹے ہیں۔

یا کچھ لوگوں نے آل محمد میں سے آئمہ کے بارے میں ایسی نامناسب باتیں کہنا شروع کر دیں۔ تو اللہ ان سب کو رد کرتے ہوئے ان کے جواب میں فرماتا ہے اللہ ان چیزوں سے پاک و منزہ ہے۔ اور ان کا یہ عقیدہ باطل ہے اس کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ بلکہ یہ سب اس کے مکرم و عزت دار بندے ہیں۔ یعنی جن کو یہ لوگ اللہ کے بیٹے گمان کرتے ہیں وہ سب اللہ کے

بندے ہیں۔ پھر سورہ الزمر میں ان کا جواب دیتا ہے۔ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ (سورہ زمر۔ ۴) اگر خدا کسی کو بیٹا بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے کسی کو برگزیدہ کر لیتا وہ اس سے پاک ہے وہ اللہ ہے اکیلا اور سب پر غالب ہے۔

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ

اور اگر ان میں سے بھی کوئی کہہ دے کہ میں اللہ کے علاوہ میں بھی خدا ہوں۔ تو ہم ان کو بھی جہنم کی سزا دیں گے۔

یعنی یہ لوگ جن کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں ان میں سے کوئی کہہ دے کہ میں اللہ ہوں تو ہم اس کو بھی جہنم میں ڈال دیں گے۔ یعنی کوئی جھوٹا دعویٰ الوہیت کرے یا کوئی جھوٹا دعویٰ نبوت کرے۔

یا۔ کوئی جھوٹ دعویٰ امامت وخلافت کرے امام نہ ہو اور امام ہونے کا دعویٰ کرے تو سب کو جہنم میں ڈال دیں گے۔

آیت ۳۰ تا ۵۰

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا
فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۳۰
وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا
سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۳۱ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ
عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝۳۲ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝۳۳ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ
الْخُلْدَ ؕ اَفَاْئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝۳۴ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ
وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝۳۵ وَاِذَا رَاٰكَ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ
اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۳۶ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ
عَجَلٍ ؕ سَاُوْرِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝۳۷ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۸ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ
لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ
يُنْصَرُوْنَ ۝۳۹ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا
هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۴۰ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ
سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۴۱ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ
وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۴۲ اَمْ
لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا
هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ۝۴۳ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ
الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ
الْغٰلِبُوْنَ ۝۴۴ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۫ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا
مَا يُنْذَرُوْنَ ۝۴۵ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ
يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۴۶ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ
فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ

اٰتَيْنَابِهَا ؕ وَكُفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ
الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ
اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾

ترجمہ

کیا ان کافروں نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ زمین و آسمان آپس میں جڑے ہوئے تھے اور ہم نے ان کو الگ کیا ہے اور ہر جاندار کو پانی سے قرار دیا ہے پھر کیا یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے (۳۰) اور ہم نے زمین میں پہاڑ قرار دیئے ہیں کہ وہ ان لوگوں کو لے کر کسی طرف جھک نہ جائے اور پھر اس میں وسیع تر راستے قرار دیئے ہیں کہ اس طرح یہ منزل مقصود تک پہنچ سکیں (۳۱) اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت کی طرح بنایا ہے اور یہ لوگ اس کی نشانیوں سے برابر اعراض کر رہے ہیں (۳۲) وہ وہی خدا ہے جس نے رات دن اور آفتاب و ماہتاب سب کو پیدا کیا ہے اور سب اپنے اپنے فلک میں تیر رہے ہیں (۳۳) اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشگی نہیں قرار دی ہے تو کیا اگر آپ مر جائیں گے تو یہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں (۳۴) ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تو اچھائی اور برائی کے ذریعہ تم سب کو آزمائیں گے اور تم سب پلٹا کر ہماری ہی بارگاہ میں لائے جاؤ گے (۳۵) اور جب بھی یہ کفار آپ کو دیکھتے ہیں تو اس بات کا مذاق اُڑاتے ہیں کہ یہی وہ شخص ہے جو تمہارے خداؤں کا ذکر کیا کرتا ہے اور یہ لوگ خود تو رحمان کے ذکر سے انکار ہی کرنے والے ہیں (۳۶) انسان کے خمیر میں عجلت شامل ہوگئی ہے اور عنقریب ہم تمہیں اپنی نشانیاں دکھائیں گے تو پھر تم لوگ جلدی نہیں کرو گے (۳۷) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو اس وعدۂ قیامت کا وقت آخر کب آئے گا (۳۸) کاش یہ کافر یہ جانتے کہ وہ ایسا وقت ہوگا جب یہ جہنم کی آگ کو نہ اپنے سامنے سے ہٹا سکیں گے اور نہ پشت سے اور نہ ان کی

کوئی مدد کی جا سکے گی (۳۹) بلکہ یہ قیامت ان تک اچانک آجائے گی اور انہیں مبہوت کر دے گی پھر یہ نہ اسے رد کر سکیں گے اور نہ انہیں کوئی مہلت دی جائے گی (۴۰) اور پیغمبر آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا ہے جس کے بعد ان کفار کو اس عذاب نے گھیر لیا جس کا یہ مذاق اُڑا رہے تھے (۴۱) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ انہیں رات یا دن میں رحمان کے عذاب سے بچانے کے لئے کون پہرہ دے سکتا ہے مگر یہ ہیں کہ رحمان کی یاد سے مسلسل منہ موڑے ہوئے ہیں (۴۲) کیا ان کے پاس ایسے خدا موجود ہیں جو ہمارے بغیر انہیں بچا سکیں گے یہ بیچارے تو خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے ہیں اور نہ انہیں خود بھی عذاب سے پناہ دی جائے گی (۴۳) بلکہ ہم نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو تھوڑی سی لذّت دنیا دے دی ہے یہاں تک کہ ان کا زمانہ طویل ہو گیا تو کیا یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ ہم برابر زمین کی طرف آتے جا رہے ہیں اور اس کو چاروں طرف سے کم کرتے جا رہے ہیں کیا اس کے بعد بھی یہ ہم پر غالب آجانے والے ہیں (۴۴) آپ کہہ دیجئے کہ میں تم لوگوں کو وحی کے مطابق ڈراتا ہوں اور بہرہ کو جب بھی ڈرایا جاتا ہے وہ آواز کو سنتا ہی نہیں ہے (۴۵) حالانکہ انہیں عذاب الٰہی کی ہوا بھی چھو جائے تو کہہ اُٹھیں گے کہ افسوس ہم واقعی ظالم تھے (۴۶) اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو قائم کریں گے اور کسی نفس پر ادنیٰ ظلم نہیں کیا جائے گا اور کسی کا عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہے تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم سب کا حساب کرنے کے لئے کافی ہیں (۴۷) اور ہم نے موسیٰؑ اور ہارون کو حق و باطل میں فرق کرنے والی وہ کتاب عطا کی ہے جو ہدایت کی روشنی اور ان صاحبانِ تقویٰ کے لئے یادِ الٰہی کا ذریعہ ہے (۴۸) جو از غیب اپنے پروردگار سے ڈرنے والے ہیں اور قیامت کے خوف سے لرزاں ہیں) (۴۹) اور یہ قرآن ایک مبارک ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے تو کیا تم لوگ اس کا بھی انکار کرنے والے ہو (۵۰)

تفسیر

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ

کیا کافروں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین آپس میں جڑے ہوتے تھے پھر ہم نے ان دونوں ایک دوسرے سے جدا کیا۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا۔ انہوں نے علی بن الحکم سے اور انہوں نے سیف بن عمیر سے اور انہوں نے ابی بکر الحضرمی سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

فرماتے ہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حج کرنے کیلئے مکہ گئے اس سال اموی خلیفہ ہشام بن عبدالمالک بھی حج کرنے کیلئے آیا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ اس کا ایک ملحد ساتھی البرش بھی تھا۔ جب ہشام نے مسجد الحرام میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تم اسے پہچانتے ہو؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ اگر نہیں جانتے تو سن لو اس کے علم کی کثرت کی وجہ سے شیعہ اسے اپنا نبی مانتے ہیں۔ (واضح رہے کہ ہشام نے یہ لفظ دشمنی کی وجہ سے کہا ورنہ شیعہ ختم نبوت کے قائل ہیں وہ رسول خدا کے بعد کسی کو بھی نبی نہیں مانتے۔)

یہ سنا تو البرش نے کہا کہ میں ان کے پاس جا کر ان سے ایسا سوال کرتا ہوں کہ یا تو اس کا جواب نبی دے سکتا ہے یا اسکا وصی۔

ہشام نے کہا: میری بھی یہی خواہش ہے۔ اس کے بعد البرش امام علیہ السلام کے پاس آیا۔ اس نے کہا: ابوعبداللہ! اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں کہا ہے:

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ

آپؑ یہ فرمائیں کہ اس رتق وفتق کا کیا مقصد ہے؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: البرش! سنو خدا کی مراد وہی ہے جو اس نے خود یہاں بیان کی۔ خدا کا تخت اقتدار پانی پر تھا۔ پانی ہوا پر تھا اور ہوا کی حد بندی نہیں کی جا سکتی۔ اس وقت ہوا اور پانی کے علاوہ تیسری چیز ابھی تک پیدا نہیں ہوئی تھی۔ وہ پانی میٹھا اور ٹھنڈا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جب زمین بنانے کا ارادہ کیا تو اس نے زوردار ہوائی چلائی جس سے طوفانی موجوں نے جنم لی۔ اور موجوں نے تھپیڑوں سے جھاگ پیدا ہوئی۔ اس جھاگ کو بیت اللہ کے مقام پر خدا نے جمع کیا اور وہاں جھاگ کا پہاڑ بن گیا۔ پھر اس نے نیچ سے خدا نے زمین کو بچھایا۔ اسی لئے خدا بیت اللہ کو اول بیت قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

یقیناً پہلا گھر جسے لوگوں کیلئے مقرر کیا گیا وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے بابرکت اور تمام جہانوں کیلئے ہدایت

ہے۔ (آل عمران۔ ۹۶)

کچھ عرصہ ایسے ہی گزار۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آسمان پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے ہواؤں کو سمندروں پر چلایا۔ زوردار آندھیوں نے جھاگ پیدا ہوئی۔ پھر امواج اور جھاگ سے دھواں برآمد ہوا۔ جو کسی آگ کا پیدا کردہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سے آسمان بنایا اور اس میں بروج ونجوم اور سورج اور چاند کی منازل مقرر کیں اور انہیں فلک میں رواں دواں کیا۔ آسمان کا رنگ پانی کی مناسبت سے نیلا تھا۔ اور زمین کا رنگ میٹھے پانی کی مناسب سے میٹالا تھا۔ آسمان اور زمین دونوں سربستہ تھے، ان میں دروازے نہ تھے۔ مقصد یہ ہے کہ زمین پر نباتات پیدا نہ ہوتی تھیں۔ اور آسمان سے بارش نہ ہوتی تھی۔ بارش کے ذریعہ سے آسمان کا دہانہ کھلا اور نباتات کے ذریعے سے زمین کا منہ کھلا۔ اسی حقیقت تو اللہ تعالیٰ نے اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۔ کی آیت مجیدہ میں بیان کیا ہے۔

''البرش'' نے امام علیہ السلام کا یہ جواب سنا تو اس نے کہا: خدا کی قسم! اسطرح کی مجھ سے آج تک کسی نے گفتگو نہیں کی ہے آپؑ اس گفتگو کو ایک بار پھر دہرائیں۔

امام علیہ السلام نے اپنی گفتگو کا اعادہ کیا۔ آپؑ کی گفتگو سن کر وہ کہنے لگا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ نبی کے فرزند ہیں۔ اس نے تین بار یہ جملہ کہا۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز کو پیدا کیا ہے تو کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی نسبت پانی کی طرف دی گئی ہے لیکن پانی کو کسی چیز کی طرف نسبت نہیں دی گی یعنی یہ کہا گیا ہے کہ ہر چیز کو پانی سے بنایا ہے لیکن یہ نہیں بیان کیا گیا کہ پانی کو فلاں چیز سے بنایا گیا ہے۔

وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا ہے یعنی آسمان کو تمام شیاطین سے محفوظ قرار دیا ہے کہ کوئی اس سے آسمانی باتیں نہ چرائے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاْئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝

ہم نے آپ سے قبل بھی کسی انسان کو ہمیشگی عطا نہیں کی اگر آپ مر جائیں تو کیا یہ لوگ زندہ رہیں گے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو ان حالات واقعات کے بارے خبر دی جو آپ کے بعد رونما ہونے والے تھے اور خلافت وحکومت پر قبضہ کرنے والوں کی طرف آپ کی اہل بہت پر ہونے والے ظلم کے بارے میں خدا نے آگاہ کیا تو رسول بہت پریشان ہوئے غم زدہ ہوئے تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۔ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾

ہم نے کسی بشر کے لیے ہمیشگی مقرر نہیں کی آپ مرجائیں تو کیا یہ لوگ ہمیشہ زندہ رہ جائیں گے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ

ہر نفس (جاندار) نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور ہم اچھے اور برے حالات کے ساتھ تمہاری آمائش کریں گے۔

نَبْلُوْكُمْ یعنی تمہارا امتحان کریں۔

وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾ ۔ اور تم ہماری طرف ہی پلٹائے جاؤ گے۔

اے رسول جان لو کہ ہر ذی روح نے مرنا ہے۔ موت کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم ایک جنازے کی مشایعت کر رہے تھے کہ اچانک رسول خدا نے کسی شخص کے ہنسنے کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا ہم یہ گمان کرتے ہیں کہ موت ہمارے علاوہ دوسروں کے لیے قرار دی گئی ہے اور کیا حقوق عباد ہمارے علاوہ غیروں کے ذمہ ہیں۔ اور کیا یہ موت کا ہر روز کا اعلان صرف دوسروں کے لیے ہے۔ ہم اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے نہیں اور اس کے پاس پلٹ کر جانے والے نہیں ہیں۔ وہ دوسروں کو قبروں میں اتارتے ہیں اور ان کی میراث ہمیں نظر آتی ہے۔ کیا ہم نے ان کے بعد اس دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے ہم مریں گے نہیں۔ ہم ہر وعظ فراموش کر چکے ہیں۔ اور ہر آنے والی آفت سے غافل ہو گئے ہیں۔ اے لوگوں طوبیٰ ہے اس شخص کے لیے جن کو اپنے عیب دوسروں کے عیبوں سے غافل کر دیں اور وہ دوسروں کے لیے تواضع وانکساری کریں۔ اور اہل علم ورحمت کی محفل میں بیٹھے ہیں اہل ذلت ورسوائی سے الگ رہتے ہیں اور اپنا جمع کیا ہوا مال خدا نافرمانی میں خرچ نہیں کرتے۔

طوبیٰ ہے اس شخص کے لیے تو اپنے نفس کو ذلیل کرے اور اپنے رزق کو پاک رکھے اور سیرت کی اصلاح کرے۔ اور اپنے اخلاق کو اچھا کرے۔ اور اپنا اضافی مال راہ خدا میں خرچ کرے۔ اور اپنی کلام میں فضل کو محفوظ رکھے۔ لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے طوبیٰ ہے اس شخص کے لیے جو اپنے گھر کی حفاظت کرے۔ اپنی سستی کو ختم کرے اور اپنے گناہوں پر گریا کرے وہ اپنے عیبوں کو تلاش کر کے ان کو ختم کرنے میں مصروف رہے اور دوسرے لوگ اس سے راحت میں رہیں۔

"خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۔" انسان کو جلد باز خلق کیا گیا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم کو خلق کیا گیا تو خدا نے اس کے قدموں کی طرف سے اس کی روح کو داخل کیا تو جیسے ہی روح اس کے گھٹنوں تک پہنچی تو آپ نے کھڑے ہونے کی کوشش لیکن روح ابھی پورے جسم میں سرایت نہیں کر چکی تھے لذا

وہ اٹھ نہ سکے۔ تو خدا نے کہا کہ انسان عجلت پسند ہے۔

نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ ۔ ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو نصب کریں گے۔ یعنی قیامت کے دن لوگوں کے اعمال تولنے کے لیے عدل کا ترازو نصب کیا جائے گا۔ اور کسی انسان کی حق تلفی نہیں ہوگی۔ جس نے رائی کے دانے کے برابر نیکی کی ہوگی تو ہم اس کو لے آئیں گے۔ اور ہم ہی حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔

آیت ۵۰ تا ۷۷

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ
لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا
وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ
بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ
مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا
مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾
قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى
يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ
لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾
قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾
فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا

عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ
اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ
لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ
وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا
وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾
وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ
اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً
يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ
وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٣﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا
وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰۗىِٕثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ
سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿٧٤﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ وَنُوْحًا
اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ
الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا
قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٧٧﴾

ترجمہ

اور ہم نے ابراہیم کو اس سے پہلے ہی عقل سلیم عطا کر دی تھی اور ہم ان کی حالت سے باخبر تھے (۵۱)

جب انہوں نے اپنے مربی باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیاں کیا ہیں جن کے گرد تم حلقہ باندھے ہوئے ہو (۵۲) ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو بھی ان ہی کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے (۵۳) ابراہیم نے کہا کہ یقیناً تم اور تمہارے باپ دادا سب کھلی ہوئی گمراہی میں ہو (۵۴) ان لوگوں نے کہا کہ آپ کوئی حق بات لے کر آئے ہیں یا خالی کھیل تماشہ ہی کرنے والے ہیں (۵۵) ابراہیم نے کہا کہ تمہارا واقعی رب وہی ہے جو آسمان و زمین کا رب ہے اور اسی نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور میں اسی بات کے گواہوں میں سے ایک گواہ ہوں (۵۶) اور خدا کی قسم میں تمہارے بتوں کے بارے میں تمہارے چلے جانے کے بعد کوئی تدبیر ضرور کروں گا (۵۷) پھر ابراہیم نے ان کے بڑے کے علاوہ سب کو چور چور کر دیا کہ شاید یہ لوگ پلٹ کر اس کے پاس آئیں (۵۸) ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ برتاؤ کس نے کیا ہے وہ یقیناً ظالمین میں سے ہے (۵۹) لوگوں نے بتایا کہ ایک جوان ہے جو ان کا ذکر کیا کرتا ہے اور اسے ابراہیم کہا جاتا ہے (۶۰) ان لوگوں نے کہا کہ اسے لوگوں کے سامنے لے آؤ شاید لوگ گواہی دے سکیں (۶۱) پھر ان لوگوں نے ابراہیم سے کہا کہ کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے (۶۲) ابراہیم نے کہا کہ یہ ان کے بڑے نے کیا ہے تم ان سے دریافت کر کے دیکھو اگر یہ بول سکیں (۶۳) اس پر ان لوگوں نے اپنے دلوں کی طرف رجوع کیا اور آپس میں کہنے لگے کہ یقیناً تم ہی لوگ ظالم ہو (۶۴) اس کے بعد ان کے سر شرم سے جھکا دیئے گئے اور کہنے لگے ابراہیم تمہیں تو معلوم ہے کہ یہ بولنے والے نہیں ہیں (۶۵) ابراہیم نے کہا کہ پھر تم خدا کو چھوڑ کر ایسے خداؤں کی عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان (۶۶) حیف ہے تمہارے اوپر اور تمہارے ان خداؤں پر جنہیں تم نے خدائے برحق کو چھوڑ کر اختیار کیا ہے کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ہو (۶۷) ان لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کو آگ میں جلا دو اور اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو اس طرح اپنے خداؤں کی مدد کرو (۶۸) تو ہم نے بھی حکم دیا کہ اے آگ ابراہیم کے لئے سرد ہو جا اور سلامتی کا سامان بن جا (۶۹) اور ان لوگوں نے ایک مکر کا ارادہ کیا تھا تو ہم نے بھی انہیں خسارہ والا اور ناکام قرار دے دیا (۷۰) اور ابراہیم اور لوط کو نجات دلا کر اس سرزمین کی طرف لے

آئے جس میں عالمین کے لئے برکت کا سامان موجود تھا (۷۱) اور پھر ابراہیم کو اسحاق اور ان کے بعد یعقوب عطا کئے اور سب کو صالح اور نیک کردار قرار دیا (۷۲) اور ہم نے ان سب کو پیشوا قرار دیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کی طرف کارِ خیر کرنے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی کی اور یہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے (۷۳) اور لوط کو یاد کرو جنہیں ہم نے قوت فیصلہ اور علم عطا کیا اور اس بستی سے نجات دلا دی جو بدکاریوں میں مبتلا تھی کہ یقیناً یہ لوگ بڑے برے اور فاسق تھے (۷۴) اور ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل کر لیا کہ وہ یقیناً ہمارے نیک کردار بندوں میں سے تھے (۷۵) اور نوح کو یاد کرو کہ جب انہوں نے پہلے ہی ہم کو آواز دی اور ہم نے ان کی گزارش قبول کر لی اور انہیں اور ان کے اہل کو بہت بڑے کرب سے نجات دلا دی (۷۶) اور ان لوگوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کی جو ہماری آیتوں کی تکذیب کیا کرتے تھے کہ یہ لوگ بہت بری قوم تھے تو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا (۷۷)

تفسیر

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝۵۱

اور اس کے قبل ہم نے ابراہیم کو عقل سلیم عطاء کر دی تھی اور ہم ان کی حالت سے باخبر تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مظاہرہ فطرت کے پجاریوں سے مباحثے کیے اور انہیں لاجواب کر دیا۔ پھر آپؑ نے بت پرستوں کو سمجھایا بجھایا کہ یہ بت تمہارے اپنے ساختہ برداختہ ہیں۔ یہ نہ تو کسی کو فائدہ دے سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں تم ان کی پوجا سے باز آجاؤ لیکن بت پرستوں پر آپؑ کی تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ آپؑ نے ان سے فرمایا کہ میں کسی دن تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے خود ساختہ خداؤں کی درگت بناؤں گا۔ اہل بابل کی عید کا دن ہوا اور ان کا دستور تھا کہ وہ عید منانے شہر سے باہر جاتے تھے۔ ان کے دور کا طاغوت نمرود اپنی رعیت اور حاشیہ نشینوں کو ساتھ لے کر باہر گیا۔ نمرود ابراہیم کو اپنے ساتھ لے جانا پسند نہیں کرتا تھا۔ اس نے ابراہیم سے کہا کہ ہم عید کا جشن منانے شہر سے باہر جا رہے ہیں۔ ہماری عدم موجودگی میں تم ہمارے صنم کدہ کا خیال رکھنا۔

ان لوگوں کے جانے کے بعد حضرت ابراہیم نے کھانا اٹھایا اور ایک بت کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ کھانا کھا لو بھلا بتوں

نے کیا کھانا تھا اور کیا جواب دینا تھا۔ حضرت ابراہیم کو غصہ آیا کلہاڑا اٹھایا اور سب کو چور چور کر دیا۔ پھر وہی کلہاڑا اٹھا کر بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا۔ جب بادشاہ اور اسکی رعیت جشن سے واپس آئی تو وہ اپنے بتوں کی زیارت کیلئے صنم کدہ آئے یہاں آکر انہوں نے دیکھا کہ ان کے سب خود ساختہ خدا ریزہ ریزہ ہو چکے ہیں۔

اس وقت وہ چیخنے چلانے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے؟ جس نے بھی یہ حرکت کی ہے وہ ظالم ہے۔

چند افراد نے کہا کہ شہر میں ایک نوجوان رہتا ہے وہ انہیں برا بھلا کہتا ہے۔ اسکا نام ابراہیم ہے اور وہ آزر کا پالتو بیٹا ہے کچھ لوگوں نے کہا کہ اسے یہاں لے آؤ تا کہ سب لوگ اسے دیکھ لیں اور پھر اس کے متعلق سزا کا فیصلہ کریں۔ پھر نمرود نے آزر سے کہا کہ تم نے مجھ سے خیانت کی ہے اسی ڈر سے تو میں نے لوگوں کی اولاد کو قتل کیا تھا۔ مگر یہ پھر بھی دنیا میں آ گیا ہے۔

آزر نے کہا کہ یہ سب کچھ اس کی ماں کا کیا دھرا ہے اور وہ کہتی تھی کہ میں نے ایک خاص مقصد کے تحت اسے نمرود کے کارندوں سے بچایا تھا میں یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہ مخصوص لڑکا یہی ہے یا کوئی اور وہ مخصوص لڑکا یہی ثابت ہوا تو میں اسے نمرود کو دے دوں گی اور نمرود اسے پا کر باقی بچوں کو قتل کرنا چھوڑ دے گا۔ اور اگر میرا بچہ وہ مخصوص انسان نہ ہوا تو میرا بچہ زندہ رہے گا۔ اور میری مامتا کو تسکین ملتی رہے گی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ماں کو وہاں بلایا گیا۔ تو اس نے بھی وہی کچھ کیا جو اس سے قبل آزر کہہ چکا تھا۔

پھر ابراہیم سے کہا گیا کہ بتاؤ کیا تم نے ہمارے خداؤں سے یہ سلوک کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کہ اگر یہ بول سکتے ہے تو خود ان سے ہی پوچھ لیں۔ یہ کام ان کے بڑے نے کیا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بڑے بت نے چھوٹے بتوں کو نہیں توڑا تھا مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔

لوگوں نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟

آپؑ نے فرمایا: حضرت ابراہیم کا جملہ مشروط تھا کہ اگر یہ بول سکتے ہیں تو پھر یہ کام بڑے بت کا ہے کیونکہ وہ بول نہیں سکتے تھے، اسی لیے وہ کام بڑے بت کا بھی نہیں تھا۔

نمرود نے اپنی قوم سے مشورہ لیا کہ ابراہیم سے کیا سلوک کرنا چاہیے؟ بت پرستوں نے ایک زبان ہو کر کہا:

حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۶۸

''اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو اسے آگ میں جلا دو'' اور معبودوں کی مدد کرو

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نمرود کے مشیر ہیں اور فرعون کے مشیروں میں بڑا فرق تھا۔ نمرود کے مشیر ولد الزنا تھے، اسی لیے انہوں نے نبی کے جلانے کا مشورہ دیا اور جب فرعون نے اپنے مشیروں سے مشورہ کیا تھا کہ ہمیں موسیٰ کے ساتھ

کیا سلوک کرنا چاہیے تو اس کے مشیر حلال زادے تھے، اسی لیے انہوں نے کہا کہ تم موسیٰ اور سکے بھائی کو روکے رکھو اور ان کے مقابلے پر جادوگر لاؤ۔ الغرض حضرت ابراہیم کو زندان میں ڈال دیا گیا اور ایک بہت بڑا آتش کدہ بنایا گیا۔ اس آتش کدہ کو لکڑیوں سے بھر دیا گیا۔ اس آتش کدے سے کچھ فاصلے پر نمرود اور اسکے ساتھیوں کے لیے ایک چبوترہ بنایا گیا تھا تا کہ جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا جائے؟ شیطان اُن لوگوں کے پاس گیا اور انہیں منجنیق بنانے کی ترکیب بتائی۔ منجنیق تیار ہوگئی اور اس پر ابراہیم کو بٹھایا گیا اس وقت آزر ابراہیم علیہ السلام کے پاس گیا ان کے منہ پر طمانچہ مار کر کہا کہ اب ہی ہمارا دین قبول کرلو۔

اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں سے کہا کہ وہ آسمان دنیا پر آجائیں اور ہمارے عاشق کے عشق کا مظاہرہ دیکھیں۔ جب ملائکہ نے یہ منظر دیکھا: تو سب نے کہا: خدایا آگ کو ابراہیمؑ کے لیے ٹھنڈک میں بدل دے اس وقت زمین نے چیخ کر خدا سے عرض کیا! پروردگار! اکیلا ابراہیمؑ میری پشت پر تیری عبادت کرتا ہے آج اسے بھی جلایا جارہا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر اس نے مجھ سے دعا کی تو میں اس کی مدد کروں گا۔

جبرائیل امین نے کہا: پروردگار! تیرا خلیل ابراہیم جل جائے گا۔

خدا نے فرمایا: اگر اس نے مجھ سے مدد طلب کی تو میں اس کی ضرور مدد کروں گا۔

جبرائیل نے کہا: پروردگار! روئے زمین پر یہی تو اکیلا انسان ہے جو تیری عبادت کرتا ہے تو نے اس پر بھی دشمن کو مسلط کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خاموش ہو جا، تجھ جیسا بندہ ہی ایسی باتیں کہتا ہے۔ جسے کسی چیز کے ضائع ہونے کا خوف ہو۔ وہ میرا بندہ ہے جسے چاہوں اسے لے لوں۔ اور اگر اس نے مجھ سے دعا کی تو میں اس کی ضرور دعا قبول کروں گا۔

اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے سورہ اخلاص کے الفاظ پر مشتمل یہ دعا کی:

یاالله یاواحدیا احدیا صمدیامن لم یلدولم یولدولم یکن له کفوا احد نجنی من النار برحمتك

''اے اللہ، اے واحد، اے احد، اے صمد، اے جو تو نہ تو کسی کا باپ ہے، اور جسکا کوئی ہمسر نہیں ہے اپنی رحمت سے مجھے آگ سے بچالے۔''

جبرائیل اترے اور ابراہیم علیہ السلام سے ملے اس وقت وہ منجنیق میں تھے۔ اس وقت انہوں نے ابراہیم سے کہا کہ میرے لائق کوئی حاجت ہو تو بیان کرو۔

حضرت ابراہیم نے کہا: تیری طرف میری کوئی حاجت نہیں ہے البتہ ضرور حاجت رکھتا ہوں۔

اس وقت حضرت جبرائیل نے انہیں انگشتری پہنائی جس پر یہ کلمات تحریر تھے۔

لااله الاالله محمد الرسول الله الجات ظهری الی الله واسدت امری الی الله وفوضت امری الی الله۔

حضرت ابراہیم منجنیق سے آگ کی طرف آئے تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو وحی فرمائی۔ كُوْنِيْ بَرْدًا اے آگ ابراہیم کے لیے ٹھنڈک بن جا۔ چنانچہ آگ ٹھنڈک میں تبدیل ہوگئی حضرت ابراہیم کے دانت بجنے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آگ سے فرمایا: وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۔ ابراہیم کے لیے سلامتی بن جا۔ چنانچہ آگ کی جگہ جو ٹھنڈک پیدا ہوئی تھی اس کی شدت میں کمی واقع ہوئی۔ اور پیارا سا موسم بن گیا۔ جبرائیل امین اتر کر حضرت ابراہیم سے گفتگو کرنے لگے۔ نمرود نے چبوترے پر بیٹھ کر یہ سارا منظر دیکھا تو اس نے بے ساختہ کہا: اگر کسی کو معبود بنانا ہو تو وہ معبود ابراہیم کو اپنا معبود بنائے۔ نمرود کے ایک بڑے مصاحب نے کہا: یہ ابراہیم کی کرامت نہیں ہے۔ میں نے آگ سے کہا ہے کہ وہ ابراہیم کے لیے ٹھنڈک اور سلامتی میں بدل جائے۔ اتنے میں آتش کدہ سے ایک شعلہ لپکا جس نے اس کو آن کی آن میں جلا کر راکھ کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے حضرت ابراہیم کی تصدیق کی۔ پھر وہ شام کی طرف ہجرت کر گئے۔

نمرود نے اشک ارم گلزار میں ابراہیم علیہ السلام کو ایک بزرگ سے محو گفتگو پایا تو اس نے آزر سے کہا اے آزر! تیرا یہ عزیز اپنے رب کو بہت پیارا ہے چھپکلی دور سے بیٹھ کر آتش کدہ کو پونکھیں مارتی رہی اور مینڈک منہ میں پانی کی چند بوندیں لیکر آتش کدہ کو بجھانے کی کوشش کرتا رہا۔ جب خدا نے ابراہیم کے لیے آگ کو گلزار کیا تو پورے تین دن تک دنیا میں آگ کہیں نہیں جلی۔ اللہ تعالیٰ نے اس تاریخی واقعہ کو بیان کیا اور ابراہیم علیہ السلام کے مخالفین کے لیے فرمایا:

وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝

''وہ ابراہیم علیہ السلام سے برائی کرنا چاہتے تھے ہم نے انہیں بہت زیادہ خسارہ اٹھانے والا بنا دیا۔ ہم اسے اور لوط کو نجات دے کر اس سرزمین میں لے گئے جس میں ہم نے تمام جہانوں کے لیے برکتیں رکھی ہیں۔

یعنی شام اور کوفہ کے اردگرد کا علاقہ مراد ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ

اور ہم ابراہیم کو اسحاق عطاء کیا اور مزید یعقوب عطاء کیا۔

حضرت اسحاق بلا واسطہ ابراہیم کے فرزند جب حضرت یعقوب حضرت ابراہیم کے بیٹے کے بیٹے یعنی پوتے تھے اور خدا نے ان کو ابراہیم کو ہی بیٹا کہا ہے۔ وَنَجَّيْنٰهُ اور ہم نے اس کو نجات دی۔ مراد حضرت لوط علیہ السلام ہیں جن کو عذاب سے نجات عطاء

کی گی۔ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۔ ہم نے لوط کو اس بستی سے نجات دی جو برے اعمال انجام دیتے تھے۔ یعنی اس بستی کے مرد مردوں سے برے کام (لواط) کرتے تھے۔ اور عورتیں عورتوں سے برا کام (ساقہ) کرتیں تھیں۔

آیت ۷۸ تا ۹۳

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ
وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۝ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا
وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝
وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ
شٰكِرُوْنَ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ
بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ
يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝
وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ ۡ وَاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ
مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ
وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ
مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ
عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ
الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ
الْوٰرِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ
اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا
لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا
وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۡ وَّاَنَا
رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا
رٰجِعُوْنَ ۝

ترجمہ

اور داؤد اور سلیمان کو یاد کرو جب وہ دونوں ایک کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جب کھیت میں قوم کی بکریاں گھس گئی تھیں اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے (۷۸) پھر ہم نے سلیمان کو صحیح فیصلہ سمجھا دیا اور ہم نے سب کو قوت فیصلہ اور علم عطا کیا تھا اور داؤد کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ وہ تسبیح پروردگار کریں اور طیور کو بھی مسخر کر دیا تھا اور ہم ایسے کام کرتے رہتے ہیں (۷۹) اور ہم نے انہیں زرہ بنانے کی صنعت تعلیم دے دی تا کہ وہ تم کو جنگ کے خطرات سے محفوظ رکھ سکے تو کیا تم ہمارے شکر گزار بندے بنو گے (۸۰) اور سلیمان کے لئے تیز و تند ہواؤں کو مسخر کر دیا جو ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھیں جس میں ہم نے برکتیں رکھی تھیں اور ہم ہر شے کے جاننے والے ہیں (۸۱) اور بعض جنات کو بھی مسخر کر دیا جو سمندر میں غوطے لگایا کرتے تھے اور اس کے علاوہ دوسرے کام بھی انجام دیا کرتے تھے اور ہم ان سب کے نگہبان تھے (۸۲) اور ایوب کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے بیماری نے چھو لیا ہے اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے (۸۳) تو ہم نے ان کی دعا کو قبول

کرلیا اور ان کی بیماری کو دور کر دیا اور انہیں ان کے اہل وعیال دے دیئے اور ویسے ہی اور بھی دے دیئے کہ یہ ہماری طرف سے خاص مہربانی تھی اور یہ عبادت گزار بندوں کے لئے ایک یاد دہانی ہے (۸۴) اور اسماعیل و ادریس و ذوالکفل کو یاد کرو کہ یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے (۸۵) اور سب کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کرلیا تھا اور یقیناً یہ سب ہمارے نیک کردار بندوں میں سے تھے (۸۶) اور یونس کو یاد کرو کہ جب وہ غصہ میں آکر چلے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے اور پھر تاریکیوں میں جا کر آواز دی کہ پروردگار تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا (۸۷) تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور انہیں غم سے نجات دلا دی کہ ہم اسی طرح صاحبانِ ایمان کو نجات دلاتے رہتے ہیں (۸۸) اور زکریا کو یاد کرو کہ جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ دینا کہ تو تمام وارثوں سے بہتر وارث ہے (۸۹) تو ہم نے ان کی دعا کو بھی قبول کرلیا اور انہیں یحییٰ جیسا فرزند عطا کر دیا اور ان کی زوجہ کو صالحہ بنا دیا کہ یہ تمام وہ تھے جو نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے تھے اور رغبت اور خوف کے ہر عالم میں ہم ہی کو پکارنے والے تھے اور ہماری بارگاہ میں گڑگڑا کر التجا کرنے والے بندے تھے (۹۰) اور اس خاتون کو یاد کرو جس نے اپنی شرم کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دی اور اسے اور اس کے فرزند کو تمام عالمین کے لئے اپنی نشانی قرار دے دیا (۹۱) بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین اسلام ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں لہٰذا میری ہی عبادت کیا کرو (۹۲) اور ان لوگوں نے تو اپنے دین کو بھی آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرلیا ہے حالانکہ یہ سب پلٹ کر ہماری ہی بارگاہ میں آنے والے ہیں (۹۳)

تفسیر

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۝

اور داؤد اور سلیمان کو یاد کرو جب ایک کھیت کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جس میں قوم کی بکریاں گھس

گئی تھیں اور ہم ان کے حکم کا مشاہدہ کرنے والے تھے۔

حضرت ابوبصیرؒ نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص رہتا تھا جس کا انگوروں کا ایک باغ تھا۔ ایک دفعہ اتفاق یہ ہوا کہ دوسرے ایک شخص کی بکریاں اس کے باغ میں گھس گئیں اور اس کے باغ کی تمام شاخیں کھا گئیں باغ کا مالک حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں بکریوں کے مالک کے خلاف مقدمہ لے کر حاضر ہوا آپ نے مدعا علیہ کو بھی طلب کیا پھر آپ نے مدعی اور مدعا علیہ دونوں سے کہا کہ تم سلیمان کے پاس چلے جاؤ اور اس سے اس مقدمہ کا کرو۔

دونوں فریق حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اگر بکریاں انگوروں کے باغ کی جڑوں اور شاخوں دونوں کو کھا گئیں ہیں تو اس کے تاوان میں بکریاں اور ان کے بچے باغ کے مالک کے حوالے کر دیے جائیں۔ اور اگر جڑیں باقی ہیں اور فقط بکریوں نے شاخوں کو کھایا ہے تو پھر باغ کا مالک بکریوں کے ایک سال کے دودھ۔ اون اور ان کے بچوں کا مالک ہوگا لیکن اصل بکریاں اس کی ملک میں نہیں جائیں گیں وہ اصل مالک ہی کا مال ہونگی۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے معاملہ سلیمان علیہ السلام کے پاس اس لیے روانہ کیا تا کہ بنی اسرائیل کو سلیمان کی معرفت حاصل ہوجائے اور ان کو پتہ چل جائے کا آپ کے جانے کے بعد آپ کا وصی جناب سلیمان علیہ السلام ہونگے دونوں کے حکم میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا اور اگر اختلاف کرتے تو ہم ان کے حکم کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ ۔ اور ہم نے داؤد کو تمہارے فائدہ کے لیے زرہ بنانے کی صنعت کی تعلیم دی: لَبُوْسٍ سے مراد زرہ بنانا ہے جو آپ لوہے سے بناتے تھے اور لوہا آپ کے لیے خدا نے موم کر دیا تھا۔ اور آپ اس سے زرہ بناتے تھے تا کہ جنگ میں کام آئیں۔

الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۔ اور ہم نے سلیمان کے لیے تیز وتند ہواؤں کو مسخر کرلیا جو اس کے حکم سے اس زمین کی طرف چلتی تھیں جس میں ہم نے برکت قرار دی۔ آپؑ کے حکم سے ہوائیں چلتی تھی ہر جانب سے برکت والی زمین بھی بیت المقدس اور شام کی طرف چلتی تھیں۔

وَاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝ ۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی کہ مجھے بیماری لاحق ہو چکی ہے اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ہم نے اس کی دعا قبول کی اور ہم نے اس کی بیماری کو اس سے دور کر دیا اور اسے اس کے اہل وعیال بھی دے دیے اور اس کے ساتھ اتنے ہی اور بھی دیے یہ ہماری طرف سے رحمت خاصہ تھی تا کہ یہ عبادت گزاروں کے لیے ایک سبق ثابت ہو۔

یعنی جب خدا نے آپ کی دعا قبول کی جو اہل عیال آپ کا بیماری سے قبل تھا وہ سب دیا اور جو ان میں سے مر چکے تھے ان کو بھی زندہ کیا اور اس کے برابر اور بھی عطاء کیا تا کہ اس پر ہمارا خاص احسان ورحمت ہو جاتے۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا ۔ اور آپ مچھلی والے کو یاد کریں۔

جب وہ ناراض ہو کر چلے گئے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں اس سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں۔

ذَا النُّوْنِ کا معنی ہے کہ ذالحوت یعنی مچھلی والا۔

فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ ۔ پس اس نے گمان کیا کہ ہم اس پر روزی تنگ نہیں کریں گے۔

یعنی خدا نے اس کو دو داموں سے سے جو سخت ترین تھا اس میں نازل کر دیا۔ اور اس کا ظن بھی بہت زیادہ سخت تھا جو یقین کے قریب ہوتا ہے کہ خدا مجھے اپنی گرفت میں نہیں لے گا۔

جناب جبرائیل نے قوم کی ہلاکت سے آپ کا استثناء کیا تھا اور یونس علیہ السلام نے اس کو نہیں سنا تھا۔ سوال کرنے والے نے عرض کیا کہ یہ جو خدا فرماتا ہے کہ اس نے گمان کیا تھا کہ خدا اس پر کبھی تنگی نہیں کرے گا۔ یہ کیوں ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ خدا نے اس کو ایک چشم زدن کے لیے اس کے اپنے نفس کے سپرد کر دیا تھا۔

عبداللہ بن سیار نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے ذریعے حضرت ام سلمیٰؓ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا ایک رات حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرے میں مقیم تھے کہ اچانک رات ایک حصے میں میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بستر پر موجود نہیں ہیں میں پریشان ہو کر اٹھی اور آپ کو تلاش کرنا شروع کر دیا آخر کار میں نے حویلی کے ایک کونے میں آپ کو کھڑے ہوئے دیکھا آپ نے دعا کے لیے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا ہوا ہے اور رو رو کر یوں دعا کر رہے۔

اے خدایا! اپنی عطاء کردہ نعمت مجھ سے واپس نہ لینا خدایا میرے دشمن اور حاسد کو میرے متعلق کبھی شماتت کا مواقع فراہم نہ کرنا اے خدایا جس برائی سے تو نے مجھے محفوظ رکھا ہے اس میں مجھے داخل نہ کرنا۔ اے خدایا ایک لمحہ کے لیے بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کرنا۔

جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دعا سنی تو میں روتی ہوئی واپس آئی اور خاموشی سے اپنے بستر پر آ کر لیٹ گئی کچھ دیر بعد رسول خدا تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے رونے کو محسوس کیا اور فرمایا: اے ام سلمیٰ کیوں رو رہی ہو؟ میں نے عرض کیا یارسول یارسول اللہ میں نے آپ کی دعا سن لی ہے۔ اور اس لیے رو رہی ہوں کہ آپ محبوب خدا ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ اور خدا نے آپ کے اگلے پچھلے سب کیوں کو پورا کرنے کا وعدہ کیا ہے مگر اس کے باوجود آپ خدا سے یوں دعا کر رہے ہیں کہ وہ آپ کے متعلق کسی دشمن کو شماتت کا مواقع نہ دے اور آپ کو کسی برائی میں داخل نہ کرے اور آپ کو عطاء کردہ نعمت واپس نہ لے اور آپ کو چشم زدن کے لیے بھی آپ کے نفس کے حوالے نہ کرے بھلا میں یہ دعا سن کر روؤں نہ تو کیا کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمیٰ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس بن متی علیہ السلام کو ایک لمحہ کے لیے اس کے نفس کے حوالے کر دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں ان کو کئی آزمائشوں سے گذرنا پڑا تھا۔

ابوالجارود کی روایت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ نقل ہوئی ہے کہ ذالنون اذ ذہب مغاصبا آپؑ نے فرمایا حضرت یونس اپنی قوم کے اعمال کی وجہ سے غضب ناک اور ناراحت ہوئے تھے۔ اور ان کا گمان تھا کہ خدا ان کو اس فعل کی وجہ سے سزا نہیں دے گا۔

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾

اور یاد کرو اس وقت کو جب زکریا نے اپنے رب کو پکارا اے میرے خدایا مجھے اکیلا نہ چھوڑنا جبکہ تو بہت اچھا وارث عطاء کرنے والا ہے"۔

خدا نے آپ کی دعا کو قبول کیا اور آپ کو بیٹے یحییٰ کی بشارت دی آپ نے عرض کی خدایا میری بیوی تو اب بانجھ ہو چکی ہے۔

وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۔ اور ہم ان کے لیے ان کی زوجہ کی اصلاح کر دی۔

یعنی وہ حیض کے قابل نہیں تو ہم نے اس کو حیض جاری کیا تا کہ حاملہ ہو سکے۔ تو وہ حاملہ ہو گئی۔

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۔ اور وہ ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے۔ یعنی وہ خوف رکھنے والے اور رغبت رکھنے والے تھے۔

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا ۔ اور وہ خاتون جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی تھی۔

اس مراد حضرت مریم علیہا السلام ہیں جس کو کسی مرد نے مس کیا اور نہ کسی نے آپ کی طرف نظر نہیں کی تھی۔ تو ہم نے ان میں اپنی امر کی روح کو پھونکا۔ یعنی روح جو ہمارے امر کی وجہ سے خلق ہوئی تھی وہ اس میں پھونکی گئی تو آپ حاملہ ہو گئیں۔

آیت ۹۴ تا ۱۱۲

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ
يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ
هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ
وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ
اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا
اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ
وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ
نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ
نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ
مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا
لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اِنَّمَا
يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ
تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا
تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾
وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ

بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

ترجمہ

پھر جو شخص صاحب ایمان رہ کر نیک عمل کرے گا اس کی کوشش برباد نہ ہوگی اور ہم اس کی کوشش کو برابر لکھ رہے ہیں (۹۴) اور جس بستی کو ہم نے تباہ کر دیا ہے اس کے لئے بھی ناممکن ہے کہ قیامت کے دن ہمارے پاس پلٹ کر نہ آئے (۹۵) یہاں تک کہ یاجوج ماجوج آزاد کر دیئے جائیں گے اور زمین کی ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے (۹۶) اور اللہ کا سچا وعدہ قریب آجائے گا تو سب دیکھیں گے کہ کفار کی آنکھیں پتھرا گئی ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ وائے بر حال ما ہم اس طرف سے بالکل غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم اپنے نفس پر ظلم کرنے والے تھے (۹۷) یاد رکھو کہ تم لوگ خود اور جن چیزوں کی تم پرستش کر رہے ہو سب کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا اور تم سب اسی میں وارد ہونے والے ہو (۹۸) اگر یہ سب واقعاً خدا ہوتے تو کبھی جہنم میں وارد نہ ہوتے حالانکہ یہ سب اسی میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں (۹۹) جہنم میں ان کے لئے چیخ و پکار ہوگی اور وہ کسی کی بات سننے کے قابل نہ ہوں گے (۱۰۰) بیشک جن لوگوں کے حق میں ہماری طرف سے پہلے ہی نیکی مقدر ہو چکی ہے وہ اس جہنم سے دور رکھے جائیں گے (۱۰۱) اور اس کی بھنک بھی نہ سنیں گے اور اپنی حسب خواہش نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ آرام سے رہیں گے (۱۰۲) انہیں قیامت کا بڑے سے بڑا ہولناک منظر بھی رنجیدہ نہ کر سکے گا اور ان سے ملائکہ اس طرح ملاقات کریں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (۱۰۳) اس دن ہم تمام آسمانوں کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح خطوں کا طومار لپیٹا جاتا ہے اور جس طرح ہم نے تخلیق کی ابتداء کی ہے اسی طرح انہیں واپس بھی لے آئیں گے یہ ہمارے ذمہ ایک وعدہ ہے جس پر ہم بہر حال عمل کرنے والے ہیں (۱۰۴) اور ہم نے ذکر کے بعد زبور میں بھی لکھ دیا ہے کہ ہماری زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے (۱۰۵) یقیناً اس میں عبادت گزار قوم کے لئے ایک پیغام

ہے (۱۰۶) اور ہم نے آپ کو عالمین کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے (۱۰۷) آپ کہہ دیجئے کہ ہماری طرف صرف یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہے تو کیا تم اسلام لانے والے ہو (۱۰۸) پھر اگر یہ منہ موڑ لیں تو کہہ دیجئے کہ ہم نے تم سب کو برابر سے آگاہ کر دیا ہے۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ جس عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا دور ہے (۱۰۹) بیشک وہ خدا ان باتوں کو بھی جانتا ہے جن کا اظہار کیا جاتا ہے اور ان باتوں کو بھی جانتا ہے جن کو یہ لوگ چھپا رہے ہیں (۱۱۰) اور میں کچھ نہیں جانتا شاید یہ تاخیر عذاب بھی ایک طرح کا امتحان ہو یا ایک مدت معین تک کا آرام ہو (۱۱۱) پھر پیغمبر نے دعا کی کہ پروردگار ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور ہمارا رب یقیناً مہربان اور تمہاری باتوں کے مقابلہ میں قابلِ استعانت ہے (۱۱۲)

تفسیر

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾

جو مومن بن کر نیک اعمال کرتے ہیں خدا کے ہاں ان کی محنت کی ناقدری نہ کی جائے گی۔

فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ : یعنی اس کے عمل کو باطل نہیں کیا جائے گا۔

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾

اور ممکن نہیں ہے اس بستی کے لیے کہ جس کو ہم نے ہلاک کیا ہو کہ وہ دوبارہ پلٹ سکے۔

علی بن ابراہیم قم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے انہوں ابن سنان سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انہوں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام دونوں سے نقل کیا ہے۔ ہر وہ قریہ جس کے اہل کو خدا نے ہلاک کر دیا ہے وہ رجعت کے دن واپس نہیں آئیں گے۔ یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ رجعت واقع ہوگی کیونکہ کوئی مسلمان بھی اس سے انکار نہیں کرتا کہ قیامت کے دن تو سب کو محشور کیا جائے گا۔ خواہ ان کا تعلق ہلاک ہونے والوں میں سے ہو یا ہلاک ہونے والوں میں سے نہ ہو۔ الا یرجعون ''یعنی ہلاک شدگان رجعت میں نہیں لوٹائے جائیں گے ورنہ قیامت کے دن سب کو اٹھایا جائے گا اور حاضر کیا جائے گا پھر ان کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾

یہاں تک کہ ماجوج کو آزاد کر دیا جائے گا اور وہ زمین پر بلندی سے دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے۔

علامہ فرماتے ہیں قیامت سے پہلے آخری زمانہ میں یاجوج و ماجوج کے سامنے وہ کھڑی رکاوٹ ختم کر دی جائے اور یہ دونوں قومیں آزاد ہو جائیں گی اور باہر آ جائیں گی پھر جو بھی انسان ان کے سامنے آئے گا وہ اس کو کھا جائیں گے۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

اور تم لوگ اور جس کی خدا کے علاوہ عبادت کرتے ہو ان سب کو جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے گا تم جہنم میں وارد ہونے والے ہو اگر وہ واقعی خدا ہوتے تو کبھی دوزخ میں داخل نہ ہوتے اب سب کو اسی میں ہمیشہ رہنا ہے اور وہ اس میں چیخیں ماریں گے لیکن ان کی سنی نہیں جائے گی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی تو کفار قریش کو یہ آیت سخت ناگوار گذری اور کہنے لگے کہ آج تک محمد ہمارا مخالف تھا ہمیں دوزخی کہتا تھا اب وہ ہمارے خداؤں کو بھی دوزخی کہنے لگا ہے۔ یہ انتہاء ہوگی ہے۔

ابن زبعری نے کہا کہ میں محمد کے پاس جاتا ہوں اور اس سے بحث کر کے اس کو لاجواب کر دوں گا۔ چنانچہ وہ سرگروہ مشرکین کو ساتھ لیکر آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ اور کہنے لگا۔ آپ کہتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ باقی سب معبود جہنم میں جائیں گے۔ اور ان کی عبادت کرنے والے بھی جہنم میں جائیں گے اب آپ بتائیں اس آیت کا تعلق ہمارے ساتھ ہے یا تمام لوگوں کے ساتھ ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ آیت تمہارے اور تمہارے معبودوں اور دوسرے لوگوں اور ان کے معبودوں میں جاری و ساری ہے۔ سب کو شامل ہے۔ ابن زبعی نے کہ اچھا اگر یہ بات ہے کہ نصاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں اور کچھ لوگوں کے گروہ ہیں جو ملائکہ کی عبادت کرتے ہیں اور چاند و سورج کی عبادت کرتے ہیں۔ کیا یہ سب معبود جہنم کا ایندھن بن جائیں گے؟ جب ابن زبعری نے یہ دلیل دی تو اس کے ساتھ آنے والے سب مشرک ہنسنے لگے۔ کہ آج محمد کو دلیل و برہان میں ناکام کر دیا گیا ہے (حضرت رسول خدا نے فرمایا یہ تمہاری جہالت ہے۔ میں نے جو قرآن کی آیات پڑھی ہیں الا استثناء بھی موجود ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان ذوات قدسیہ کے لیے فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

جن کے لیے ہماری طرف سے پہلے بھلائی طے ہو چکی ہے وہ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے وہ دوزخ کی سرسراہٹ تک نہ سنیں گے اور حسب خواہش نعمات میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت کے تحت حضرت عیسیٰ اور عزیر اور ملائکہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں۔ حصب جہنم: جہنم کا ایندھن۔ یعنی ان لوگوں نے ان کے بارے میں جھوٹ بولا ہے

اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ۔ یعنی جن کی عبادت کی جاتی ہے۔ سے مراد ملائکہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۔ یہ آیت ناسخ ہے جس نے اس آیت کو منسوخ کر دیا ہے۔ وان منکم الاواردھا۔ کہ نہیں ہیں تم میں سے مگر اس جہنم میں وارد ہونے والے ہیں۔

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۝۱۰۳

انتہائی گھبراہٹ بھی ان کو پریشان نہ کر سکے گی۔ اور ان سے ملائکہ ملاقات کریں گے کہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے۔ اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے سنا ہے اور انہوں نے منصور بن یونس سے اور انہوں نے عمرو بن شیبہ سے اور انہوں نے امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا جب چاہے گا اپنی مخلوق کو ظاہر کرے تو وہ اپنی تمام مخلوق کو محشر کے میدان میں جمع کرے گا تو اس وقت خدا کی طرف سے ایک منادی آواز دے گا تو تمام مخلوقات ایک چشم زدن میں محشر میں جمع ہو جائے گی۔

پھر وہ خدا کی طرف سے منادی پہلے آسمان میں ندا دے گا پھر وہاں سے دوسرے کی طرف آئے اور ندا دے گا۔ تو جب وہ دنیا کا آسمان پر آئے گا تو مخلوق خدا کہے گی ہمارا رب آ گیا ہے۔ تو پھر ان سے کہا جائے گا نہیں رب نہیں بلکہ اس کی طرف منادی آیا ہے جس کا امر لے کر آیا ہے تو پھر وہ بعد والے آسمان کی طرف نازل ہوگا تو سب اس کے پیچھے ہو گئے۔ پھر خدا کا حکم بادلوں اور ملائکہ کی طرف نازل ہوگا۔ اور امر حتمی ہوگا۔

اور تمہارے رب کی طرف سب امور رجوع کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد خدا کی جانب سے ایک منادی ندا دے گا۔

اے انسانوں اور جنوں کے گروہ اگر تم میں طاقت ہے تو خدا کی سلطنت سے نکل جاؤ یاد رکھو تم نہیں نکل سکتے مگر قوت و طاقت سے۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے رونا شروع کر دیا پھر آپ خاموش ہو گئے تو اس وقت میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں اس مشکل وقت میں علی ورسول علیہما السلام۔

اور ان کے شیعہ کہاں ہونگے تو آپ نے فرمایا یہ ذوات مشک وعنبر کے ٹیلے پر نور کے منبر پر تشریف فرما ہونگے اور ان کے شیعہ بھی ان کے ہمراہ ہونگے سارے لوگ پریشان ہونگے لیکن علی کے شیعوں کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی تمام لوگ غم زدہ ہونگے لیکن یہ غم زدہ نہیں ہونگے پھر آپ نے یہ والی آیت کی تلاوت فرمائی: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ۝۸۹ (سورہ نمل) جو نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے اس کا بہتریں اجر ہوگا اور وہ اس دن غم سے امن میں رہے گا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ حسنہ علی علیہ السلام کی ولایت ہے اور ولایت علی والوں کو گھبراہٹ اور پریشانی نہیں ہوگی۔

اور ملائکہ ان سے ملاقات کریں گے اور انہیں بشارت دیں گے یہ وہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ ۔ اس دن ہم آسمان کو یوں لپیٹ دیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹے جاتے ہیں۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں سجل ایک فرشتے کا نام ہے جو مومنین کے نامہ اعمال کو لپیٹ دے گا اور اس دن زمین و آسمان دھوئیں میں تبدیل ہوئیں گے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ ۔ اور ہم نے ذکر کے بعد زبور میں لکھ دیا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں خدا کی طرف نازل ہونے والی تمام کتب اور صحائف سب ذکر ہیں۔

اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ۝۱۰۵ ۔ زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہوں گے۔

علامہ فرماتے ہیں وہ صالح افراد قائم محمد آل اور ان کے اصحاب ہیں جو زمین کے وارث ہونگے خدا نے زبور میں آنے والے حالات وواقعات کو ذکر کر دیا تھا۔ اور زبور میں دعائیں امراس کی حمد و تسبیح و تمجید ذکر ہے۔

رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اے میرے خدا یا حق کے ساتھ فیصلہ کر دے۔

یعنی اب اس محشر میں کفار کو نہ چھوڑنا اور حق سے مراد ہے کہ ظالموں سے انتقام لیا جائے گا۔ اور اس کی مثل سورہ آل عمران میں ذکر ہوا ہے۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ۝۱۲۸ (سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۲۸) ان کے معاملہ میں آپ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ خدا چاہے گا تو ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے گا۔ یہ سب بہر حال ظالم ہیں۔

سورہ انبیاء تمام شد

سُوْرَةُ الْحَجّ

یسورہ مبارکہ حج یہ مدینہ میں نازل ہوئی تھی اور اسکی آیات اٹھتر (78) ہیں اور اس کے رکوع (10) دس ہیں۔
ترتیب قرآنی میں اس کا نمبر 22 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 103 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب اعمال میں درج ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص ہر تیسرے دن سورہ حج کی تلاوت کرے گا۔ تو خدا اسے ایک سال میں بیت اللہ کی زیارت نصیب فرمائے گا۔ اور اگر دوران سفر زیارت میں مر گیا تو خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

راوی نے عرض کیا فرزند رسول اللہ خواہ وہ مخالف حق ہو تب بھی جنت میں جائے گا؟
امام علیہ السلام نے فرمایا ایسے شخص کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت ۱ تا ۲۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝١ يَوْمَ
تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ
حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ
شَدِيْدٌ ۝٢ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ
شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝٣ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى
عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝٤ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا

خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ
مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى
اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ
مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ
عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ
اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝٥ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٦ وَّاَنَّ السَّاعَةَ
اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝٧ وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝٨ ثَانِيَ
عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٩ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ
بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝١٠ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰي حَرْفٍ ۚ فَاِنْ
اَصَابَهٗ خَيْرُۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُۨ انْقَلَبَ عَلٰي وَجْهِهٖ ۚ
خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝١١ يَدْعُوْا مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝١٢
يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ

الْحَشِيْرُ ﴿۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ
لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ
لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ
اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ
هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ
يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ
اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ
وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ
النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۱۸﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ
رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ
فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾
وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ
اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۫ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو کہ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی شے ہے (۱) جس دن تم دیکھو گے کہ دودھ پلانے والی عورتیں اپنے دودھ پیتے بچوں سے غافل ہو جائیں گی اور حاملہ عورتیں اپنے حمل کو گرا دیں گی اور لوگ نشہ کی حالت میں نظر آئیں گے حالانکہ وہ بدمست نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ہی بڑا سخت ہوگا (۲) اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو بغیر جانے بوجھے خدا کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کی اتباع کر لیتے ہیں (۳) ان کے بارے میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ جو شیطان کو اپنا دوست بنائے گا شیطان اسے گمراہ کر دے گا اور پھر جہنّم کے عذاب کی طرف رہنمائی کر دے گا (۴) اے لوگو اگر تمہیں دوبارہ اٹھائے جانے میں شبہ ہے تو یہ سمجھ لو کہ ہم نے ہی تمہیں پہلے خاک سے بنایا ہے، پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے جس میں سے کوئی مکمل ہو جاتا ہے اور کوئی ناقص ہی رہ جاتا ہے تاکہ ہم تمہارے اوپر اپنی قدرت کو واضح کر دیں ہم جس چیز کو جب تک چاہتے ہیں رحم میں رکھتے ہیں اس کے بعد تم کو بچہ بنا کر باہر لے آتے ہیں پھر زندہ رکھتے ہیں تاکہ جوانی کی عمر تک پہنچ جاؤ اور پھر تم میں سے بعض کو اٹھا لیا جاتا ہے اور بعض کو پست ترین عمر تک باقی رکھا جاتا ہے تاکہ علم کے بعد پھر کچھ جاننے کے قابل نہ رہ جائے اور تم زمین کو مردہ دیکھتے ہو پھر جب ہم پانی برسا دیتے ہیں تو وہ لہلہانے لگتی ہے اور ابھرنے لگتی ہے اور ہر طرح کی خوبصورت چیز اگانے لگتی ہے (۵) یہ اس لئے ہے کہ وہ اللہ خدائے برحق ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے (۶) اور قیامت یقیناً آنے والی ہے اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے اور اللہ قبروں سے مُردوں کو اٹھانے والا ہے (۷) اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو علم و ہدایت اور کتابِ منیر کے بغیر بھی خدا کے بارے میں بحث کرتے ہیں (۸) وہ غرور سے منہ پھرائے ہوئے ہیں تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی راہِ خدا سے گمراہ کر سکیں تو ایسے اشخاص کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ہم انہیں جہنّم کا مزہ چکھائیں گے

(۹) یہ اس بات کی سزا ہے جو تم پہلے کر چکے ہو اور خدا اپنے بندوں پر ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے (۱۰) اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کی عبادت ایک ہی رخ پر اور مشروط طریقہ سے کرتے ہیں کہ اگر ان تک خیر پہنچ گیا تو مطمئن ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی مصیبت چھو گئی تو دین سے پلٹ جاتے ہیں یہ دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ میں ہیں اور یہی خسارہ کھلا ہوا خسارہ ہے (۱۱) یہ اللہ کو چھوڑ کر انہیں پکارتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ اور یہی دراصل بہت دور تک پھیلی ہوئی گمراہی ہے (۱۲) یہ ان کو پکارتے ہیں جن کا نقصان ان کے فائدے سے زیادہ قریب تر ہے وہ ان کے بدترین سرپرست اور بدترین ساتھی ہیں (۱۳) بیشک اللہ ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی کہ اللہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے (۱۴) جس شخص کا خیال یہ ہے کہ اللہ دنیا اور آخرت میں اس کی مدد نہیں کرے گا اسے چاہئے کہ ایک رسی کے ذریعہ آسمان کی طرف بڑھے اور پھر اس رسی کو کاٹ دے اور پھر دیکھے کہ اس کی ترکیب اس چیز کو دور کر سکتی ہے یا نہیں جس کے غصہ میں وہ مبتلا تھا (۱۵) اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو واضح نشانیوں کی شکل میں نازل کیا ہے اور اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے (۱۶) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے یہودیت اختیار کی یا ستارہ پرست ہو گئے یا نصرانی اور آتش پرست ہو گئے یا مشرک ہو گئے ہیں خدا قیامت کے دن ان سب کے درمیان یقینی فیصلہ کر دے گا کہ اللہ ہر شے کا نگران اور گواہ ہے (۱۷) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ زمین و آسمان میں جس قدر بھی صاحبانِ عقل و شعور ہیں اور آفتاب و ماہتاب اور ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور انسانوں کی ایک کثرت سب ہی اللہ کے لئے سجدہ گزار ہیں اور ان میں سے بہت سے ایسے بھی ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور ظاہر ہے کہ جسے خدا ذلیل کرنا چاہے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں ہے کہ یقیناً اللہ جو چاہتا ہے وہ کر سکتا ہے (۱۸) یہ مومن و کافر دو باہمی دشمن ہیں جنہوں نے پروردگار کے بارے میں آپس میں اختلاف کیا ہے پھر جو لوگ کافر ہیں ان کے واسطے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے اور ان کے سروں پر گرما گرم پانی انڈیلا جائے گا (۱۹) جس سے ان کے پیٹ کے اندر جو کچھ ہے اور ان کی جلدیں سب گل جائیں گی (۲۰) اور ان کے

لئے لوہے کے گرز مہیا کئے گئے ہیں (۲۱) جب یہ جہنم کی تکلیف سے نکل بھاگنا چاہیں گے تو دوبارہ اسی میں پلٹا دیئے جائیں گے کہ ابھی اور جہنم کا مزہ چکھو (۲۲)

تفسیر

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ①

لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو کہ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی شئی ہے۔

علامہ علی ابن ابراہیم یہ تمام لوگوں کو خطاب کیا گیا ہے کہ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ

جس دن تم دیکھو گے دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پیتے ہوئے بچوں سے غافل ہو جائیں گی۔

یعنی قیامت کے دن کا زلزلہ اس قدر شدید ہوگا جو باقی رہ جائیں گے اور وہ متحیر و پریشان ہونگے اور اپنے بچوں سے غافل ہو جائیں گے۔

وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا ۔ اور حاملہ عورتیں اپنے حمل کو گرا دیں گی۔

یعنی قیامت کے دن کا زلزلہ اس قدر ہولناک و سخت ہوگا اسی کے خوف و شدت کی وجہ سے حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔ وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى ۔ اور لوگ نشہ کی حالت میں نظر آئیں گے۔

یعنی وہ قیامت کے دن کے خوف و ہولناکی کی وجہ سے لوگ مدہوش ہونگے کہ گویا انہوں نے نشہ کیا ہوا ہے۔ حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہونگے وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② ۔ وہ نشے میں نہیں ہونگے لیکن عذاب خدا شدید ہوگا۔

یعنی وہ نشہ میں نہیں ہونگے لیکن خدا کا عذاب اس قدر سخت ہوگا کہ اس کی شدت کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہوگی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔ لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ جو علم کے بغیر خدا کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں۔

يُجَادِلُ سے مراد ہے کہ مخاصمہ کرتے ہیں۔

وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ③ ۔ یہ لوگ شیطان سرکش کی اتباع کرتے ہیں۔

مَّرِيْدٍ سے خبیث مراد ہے یعنی وہ شیطان خبیث کی اتباع کرتے ہیں۔ اس کے بعد خدا دھریوں سے مخاطب ہو رہا ہے اور ان کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ ۔ اے لوگو اگر تمہیں

دوبارہ اٹھائے جانے میں شبہ ہے۔

رَیْبٍ: شک یعنی اگر مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے میں تم لوگوں کو شک ہے کہ ان کو نہیں اٹھایا جا سکے گا۔ تو ذرا غور کرو۔ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ . ہم نے تمہیں پہلے خاک سے بنایا پھر نطفہ سے اور پھر جمع ہوئے خون سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے جس میں کوئی مکمل ہو جاتا ہے اور کوئی ناقص ہی رہ جاتا ہے۔

یعنی جب خون سے لوتھڑا بن جاتا ہے تو بعض پورے بچے بن کر پیدا ہو جاتے ہیں اور بعض ناقص رہ کر گر جاتے ہیں۔

یہ اس لیے کرتے ہیں تا کہ تمہارے اوپر قدرت کو واضح کر دیں۔ اور ہم جس کو چاہیں اور جس وقت تک چاہیں رحم میں رکھتے ہیں۔ پھر اس کو ایک پورا بچہ بنا کر رحم سے باہر نکالتے ہیں تا کہ وہ زندہ رہے اور جوانی کی عمر تک پہنچ جائے۔

ابوالجارود: نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ. یعنی ہم جب تک چاہتے ہیں اس کو رحم میں رکھتے ہیں سے مراد یہ ہے کہ وہ بچہ سقط نہیں کرتا بلکہ پورا بچہ بن کر باہر آتا ہے۔

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا . اور تم میں سے بعض کو اٹھا لیا جاتا ہے اور بعض رذیل عمر تک باقی رہ جاتا ہے۔ تا کہ علم کے بعد پھر کچھ جاننے کے قابل نہ رہ جائے۔

اَرْذَلِ الْعُمُرِ: حضرت امام ابوعبداللہ امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: انسان جب زندگی کے سو سال تک پہنچ جاتا ہے تو وہ عمر کے رذیل حصہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد خدا بعث و نشور کے بارے میں مثال بیان کر رہا ہے۔

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ۝۵ اور تم زمین مردہ دیکھتے ہو پھر جب ہم پانی برسا دیتے ہیں تو وہ لہلہانے لگتی ہے اور ابھرنے لگتی ہے اور ہر طرح کی خوبصورت چیز اگانے لگتی ہے۔

بَهِيْجٍ: یعنی خوبصورت: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝۷ ۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ برحق ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ وہی ہر شئی پر قدرت رکھتا ہے۔ اور قیامت یقیناً آنے والی ہے اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے اور اللہ قبروں سے مردوں کو اٹھانے والا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝۸ .

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کے بارے بغیر علم و ہدایت اور روشن کتاب کے بحث کرتے ہیں۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابوجہل کے بارے نازل ہوئی تھی کہ جو غرور و تکبر کی وجہ سے ہمیشہ لوگوں کو راہ خدا و ایمان سے روکتا تھا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ :

یعنی وہ لوگ بھی ہیں میں جو خدا کی عبادت شک پر کرتے تھے۔

علی حرف یعنی علی شک یعنی وہ شک کے تحت عبادت کرتے تھے۔

فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝۱۱ اگر ان تک کوئی خیر (فائدہ) پہنچ گیا تو وہ مطمئن ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی مصیبت آ گئی تو دین سے پلٹ جاتے ہیں۔ یہ دنیا و آخرت دونوں میں خسارہ میں ہیں اور یہی خسارہ کھلا ہوا خسارہ ہے۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے یحییٰ بن ابی عمران سے اور انہوں نے یونس سے اور انہوں حماد اور انہوں نے ابن طبیان سے اور انہوں ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو اللہ پر ایمان لائے تھے اور اس کو وحدہ لاشریک قرار دیتے تھے شرک سے تو باہر آ گئے تھے لیکن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول خدا نہیں مانتے تھے وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو کچھ آپ لے کر آتے تھے اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہو کر خدا کی عبادت کرتے تھے۔ پس وہ رسول خدا کے پاس آئے اور کہا: کہ ہم دیکھ رہے میں اگر ہمارے اموال میں زیادتی ہوتی اور ہماری اولاد میں اور ہم سے زندگی نے وفا کی تو ہم جان لیں گے کہ آپ واقعاً سچے رسول ہیں اور ایسا نہ ہو تو ہم یقین کریں گے یہ ایسا نہیں ہے۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۔ یہ خدا کو چھوڑ کر ان کو پکارتے ہیں جو نا فائدہ دے سکتے ہیں اور نہ نقصان۔

یعنی یہ مشرک غیر خدا کو پکارتا ہے اور غیر خدا کی عبادت کرتا ہے تو ان میں سے بعض وہ ہیں جو حق کو جان چکے ہیں اور ایمان کو قبول کر لیا ہے ایمان ان کے دلوں میں داخل ہو چکا ہے اور وہ اس ایمان پر ہمیشہ باقی رہے۔ اور کچھ وہ میں جو اپنے شک پر باقی رہے اور ان میں سے کچھ شرک کی طرف چلے گئے۔

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ . جس کا یہ خیال ہے کہ دنیا و آخرت میں اس کی مدد نہیں

کی جائے گی۔

یعنی یہ ظن کتاب خدا میں دو معانی میں آیا ہے۔

یہ ظن یقین کے معنی میں اور ایک شک کے معنی میں ہے تو اس مورد میں ظن شک کے معنی میں ہے۔ یعنی جو یہ شک کرتے ہیں دنیا و آخرت میں خدا ان کی مدد نہیں کرے گا یعنی ان کو ثواب و بدلہ نہیں دے گا۔ تو ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اور اپنے کے رب درمیان سبب یعنی دلیل پیدا کرے۔ اور بیان دلیل کے معنی میں آتا ہے۔

جیسا کہ سورہ کہف میں سبب دلیل کے معنی میں آتا ہے۔

وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿۸۵﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۶﴾ : (سورہ کہف) یعنی ہم نے ہر چیز کو سبب عطاء کیا یعنی ہر چیز کو دلیل دی پس وہ اس دلیل کی اتباع کرتا ہے یہ دلیل ہے کہ سبب دلیل کے معنی میں آتا ہے۔

ثُمَّ لْيَقْطَعْ : پھر فیصلہ کرے۔ تو اس میں یہ دلیل ہے کہ قطع تمیز کے معنی میں ہے اور قطع کا تمیز کے معنی میں آنے پر ایک اور دلیل ہے۔ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۔ یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو بارہ قبیلوں میں تمیز دی ہے اس کے بعد خدا فرماتا ہے۔ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ ۔ پھر وہ دیکھے کہ کیا اس کا حیلہ اس کے غصے کو ختم کر سکتا ہے یا نہیں۔

کید سے مراد حیلہ ہے۔ اس پر دلیل خدا کا یہ قول ہے جس میں حضرت یوسف کے بارے میں بیان کیا: كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ۔ اور ہم نے یوسف کے لیے ایسے ہی حیلہ قرار دیا کہ تم اپنے بھائی کو گرفتار کرو۔ اور پھر خدا نے فرعون کے قول کی حکایت کی ہے۔ اَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ فرعون نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم اپنے اپنے تمام حیلے جمع کر لو۔ پس جب اس نے اپنے لیے سبب قرار دے ایسا تو وہ اس سے حق کو باطل سے تمیز دے گا۔

اس کے خلاف اہل سنت والوں نے کہا ہے کہ جب انسان کو گمان ہو جائے کہ قیامت دن خدا اس کو ثواب و بدلہ نہی دے گا تو اس کو چاہے کہ چھت کے شہتیر کے ساتھ باندھ کر خودکشی کرے (اور یہ درست نہیں ہے)۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ ۔ کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ زمین و آسمان۔ جو کچھ ان کے درمیان ہے اور سورج چاند ستارے پہاڑ۔ جو پائے اور درخت سب اللہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ اللہ اس آیت میں اپنی کبریائی اور قدرت و طاقت کو بیان کر رہا ہے کہ اے محمدؐ کائنات کی ہر چیز مجھے سجدہ کرتی ہے۔ اس آیت میں جبال دواب نجوم کو جمع کے لفظ سے ذکر لیا لیکن شجر کو مفرد ذکر کیا ہے اگرچہ لفظ مفرد ہے لیکن معنی جمع کا ہے۔

وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۔ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۔ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ

مَا يَشَآءُ ﴿۱۸﴾ ۔ اور انسانوں کی ایک کثرت خدا کو سجدہ کرے ہیں اور انسانوں میں کچھ ایسے بھی ہیں کہ ان پر عذاب ثابت ہو چکا ہے ظاہر ہے جسے خدا ذلیل کرنا چاہتا ہے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں ہے۔ یقیناً اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۔ یہ دونوں اپنے رب کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ یہ آیت ہمارے اور اس کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ ہم کہتے تھے کہ خدا اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے اور ہمارے دشمن کہتے ہیں کہ خدا اور اس کے رسول نے غلط کہا ہے۔ پس پھر خدا نے فرماتا کہ الذین کفروا یعنی جو ہمارے دشمن ہیں ان کے بارے خدا نے فرمایا کہ ہم نے ان کے لیے دوزخ کے لباس تیار کیے ہیں جب وہ دوزخ میں داخل ہونگے تو ان کا نیچے والا ہونٹ اتنا زیادہ لٹک جائے گا۔ کہ ناف تک آجائے گا اور اوپر والا ہونٹ + پھول کر اتنا بلند ہو جائے گا۔ کہ وہ ان کے سر سے اوپر چلا جائے گا اور ہم عذاب دینے کے لیے ان کو لوہے کے گرم گرز ماریں گے۔

كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۔ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ ۔

وہ جب بھی دوزخ کے رنج و غم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو انہیں ان گرزوں کے ساتھ اس میں پلٹا دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جلانے والی آگ کے عذاب کا ذائقہ چکھو۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ میں عرض کیا حضرت ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا میں نے عرض کیا اے میرے آقا و مولا میرا دل سخت ہو چکا ہے کوئی ایسی بات بیان کریں کہ جس سے میرا دل نرم ہو جائے آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے ابا محمد اپنے آپ کو ایک لمبی زندگی کے لیے آمادہ کرو۔

ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت آئے جو بڑے پریشان تھے اس سے قبل جب بھی آپ رسول خدا کے پاس آتے تھے تو مسکراتے ہوئے آتے تھے۔

رسول خدا نے فرمایا اے جبرائیل آپ آج پریشان کیوں ہیں؟ جناب جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ بات یہ ہے کہ آگ کو بھڑکانے والے آلات رکھ دیے گئے ہیں۔

رسول خدا نے فرمایا: آگ بھڑکانے والے آلات کیا ہیں۔ جبرائیل نے عرض یا رسول اللہ جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک پھونکا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی رنگت سفید ہو گئی ہے۔ پھر ایک ہزار سال تک اسے مزید پھونکا گیا تو اس کی رنگت کالی سیاہ ہو گئی اگر اس آگ کی ایک چنگاری کو اہل زمین کے پینے والے پانی میں ڈال دیا جائے تو اہل زمین اس کی بو سے مر جائیں۔ اور جہنم کی زنجیر جس کی لمبائی 70 ہاتھ ہے اس کی ایک کڑی کو اس دنیا پر رکھ دیا جائے تو اس کی گرمی کی وجہ سے پوری دنیا پگھل جائے گی اور اس نار کے لباس میں سے ایک قمیص کو زمین و آسمان کے درمیان لٹکا دیا جائے تو اہل ارض اس کی بدبو

اور حرارت سے مرجائیں گے۔

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ باتیں سنی تو آپ نے رونا شروع کر دیا اور آپ کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام نے بھی رونا شروع کر دیا دونوں رو رہے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو آپ دونوں پاس بھیجا جس نے دونوں سے عرض کیا کہ آپ کا خدا آپ دونوں کو سلام کہتا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے تمہیں ایسے گناہ سے محفوظ رکھا ہے جس کی وجہ سے عذاب کا استحقاق پیدا ہوتا ہے۔

حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا اس کے بعد کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا پھر آپ نے فرمایا جب اہل دوزخ کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو ان کو دوزخ کی تہ تک جاتے ہوئے ستر (70) سال لگ جائیں گے پھر وہ اوپر کی طرف ابھریں گے اور جب دوزخ کے کنارے پر آئیں گے تو ان کو آتشیں آہنی گرزوں کے ذریعے انہیں دوبارہ دوزخ میں پلٹا دیا جائے گا اس حالت کو خدا بیان کرتا ہے۔ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا جب وہ باہر نکلنے کا ارادہ کریں گے تو ان کو دوبارہ جہنم کے عذاب میں پلٹا دیا جائے گا۔

اور جب ان کی جلد جل جائے گی تو دوسری جلد سے تبدیل کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس عذاب کا مزہ چکھو۔

پھر امام نے فرمایا اے ابو بصیر اتنا کافی ہے؟ اس نے کہا مولا اتنا کافی ہے۔

آیت ۲۳ تا ۳۸

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۲۳ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۲۴ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَاۗءَۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۲۵ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـــًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ

وَالْقَاۗىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۲۶ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۲۷ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَاۗىِٕسَ الْفَقِيْرَ ۲۸ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۲۹ ذٰلِكَ ۭ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۳۰ حُنَفَاۗءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۳۱ ذٰلِكَ ۭ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۳۲ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۳۳ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۭ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۭ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۳۴ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰي مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۳۵ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَاۗىِٕرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۡ

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا
وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ۝ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ
التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا
هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝

ترجمہ

بے شک اللہ صاحبانِ ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں میں داخل کرتا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہوتی ہیں انہیں ان جنتوں میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس جنّت میں ریشم کا لباس ہوگا (۲۳) اور انہیں پاکیزہ قول کی طرف ہدایت دی گئی ہے اور انہیں خدائے حمید کے راستہ کی طرف رہنمائی کی گئی ہے (۲۴) بیشک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور لوگوں کو اللہ کے راستے اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں جسے ہم نے تمام انسانوں کے لئے برابر سے قرار دیا ہے چاہے وہ مقامی ہوں یا باہر والے اور جو بھی اس مسجد میں ظلم کے ساتھ الحاد کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے (۲۵) اور اس وقت کو یاد دلائیں جب ہم نے ابراہیم کے لئے بیت اللہ کی جگہ مہیا کی کہ خبردار ہمارے بارے میں کسی طرح کا شرک نہ ہونے پائے اور تم ہمارے گھر کو طواف کرنے والے، قیام کرنے والے اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک و پاکیزہ بناؤ (۲۶) اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کردو کہ لوگ تمہاری طرف پیدل اور لاغر سواریوں پر دور دراز علاقوں سے سوار ہو کر آئیں گے (۲۷) تاکہ اپنے منافع کا مشاہدہ کریں اور چند معین دنوں میں ان چوپایوں پر

جو خدا نے بطور رزق عطا کئے ہیں خدا کا نام لیں اور پھر تم اس میں سے کھاؤ اور بھوکے محتاج افراد کو کھلاؤ (۲۸) پھر لوگوں کو چاہئے کہ اپنے بدن کی کثافت کو دور کریں اور اپنی نذروں کو پورا کریں اور اس قدیم ترین مکان کا طواف کریں (۲۹) یہ ایک حکم خدا ہے اور جو شخص بھی خدا کی محترم چیزوں کی تعظیم کرے گا وہ اس کے حق میں پیش پروردگار بہتری کا سبب ہوگی اور تمہارے لئے تمام جانور حلال کر دیئے گئے ہیں علاوہ ان کے جن کے بارے میں تم سے بیان کیا جائے گا لہٰذا تم ناپاک بتوں سے پرہیز کرتے رہو اور لغو اور مہمل باتوں سے اجتناب کرتے رہو (۳۰) اللہ کے لئے مخلص اور باطل سے کترا کر رہو اور کسی طرح کا شرک اختیار نہ کرو کہ جو کسی کو اس کا شریک بناتا ہے وہ گویا آسمان سے گر پڑتا ہے اور اسے پرندہ اچک لیتا ہے یا ہوا کسی دور دراز جگہ پر لے جا کر پھینک دیتی ہے (۳۱) یہ ہمارا فیصلہ ہے اور جو بھی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا یہ تعظیم اس کے دل کے تقویٰ کا نتیجہ ہوگی (۳۲) تمہارے لئے ان قربانی کے جانوروں میں ایک مقررہ مدت تک فائدے ہی فائدے ہیں اس کے بعد ان کی جگہ خانہ کعبہ کے پاس ہے (۳۳) اور ہم نے ہر قوم کے لئے قربانی کا طریقہ مقرر کر دیا ہے تاکہ جن جانوروں کا رزق ہم نے عطا کیا ہے ان پر نام خدا کا ذکر کریں پھر تمہارا خدا صرف خدائے واحد ہے تم اسی کے اطاعت گزار بنو اور ہمارے گڑگڑانے والے بندوں کو بشارت دے دو (۳۴) جن کے سامنے ذکرِ خدا آتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں اور وہ جو مصیبت پر صبر کرنے والے اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور ہم نے جو رزق دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرنے والے ہیں (۳۵) اور ہم نے قربانیوں کے اونٹ کو بھی اپنی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے اس میں تمہارے لئے خیر ہے لہٰذا اس پر کھڑے ہونے کی حالت ہی میں نامِ خدا کا ذکر کرو اور اس کے بعد جب اس کے تمام پہلو گر جائیں تو اس میں سے خود بھی کھاؤ اور قناعت کرنے والے اور مانگنے والے سب غریبوں کو کھلاؤ کہ ہم نے انہیں تمہارے لئے مسخّر کر دیا ہے تاکہ تم شکرگزار بندے بن جاؤ (۳۶) خدا تک ان جانوروں کا گوشت جانے والا ہے اور نہ خون ۔۔۔ اس کی بارگاہ میں صرف تمہارا تقویٰ جاتا ہے اور اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارا تابع بنا دیا ہے کہ خدا کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی کبریائی کا اعلان کرو اور نیک عمل والوں کو بشارت دے دو

(۳۷) بیشک اللہ صاحبانِ ایمان کی طرف سے دفاع کرتا ہے اور یقیناً اللہ خیانت کرنے والے کافروں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا ہے (۳۸)

تفسیر

جو کچھ مومنین کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ ذکر کرتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

یقیناً اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو ایسے باغات میں داخل کرے گا جن نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہاں ان کو سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا۔ وہاں ان کے لیے ریشم کے لباس ہوں گے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے مولا آپ مجھے جنت کا شوق دلائیں۔ اور اس کے بارے میں بیان کریں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابومحمد جنت کے کم ترین درجہ کی یہ کیفیت ہے کہ اس کی خوشبو ایک ہزار سال کے فاصلے سے محسوس کی جاسکتی ہے۔ جنت کے سب سے کم درجہ کی یہ کیفیت ہے کہ اگر تمام جن وانس اس کے مہمان بن جائیں تو سب کو کھانا بھی دے سکے گا۔ اور سب کو رہائش بھی فراہم کر سکے گا مگر اس کے باوجود اس کی نعمات میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔

جنت میں سب سے کم درجہ کے مکین کی یہ کیفیت ہوگی کہ اس کے لیے تین باغ ظاہر کیے جائیں گے۔ جب وہ کم ترین درجہ کے باغ میں داخل ہوگا اور وہاں اپنی ازواج وخدام۔ انہار ثمرات کو دیکھے گا تو اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور اس کے دل کو خوشی نصیب ہوگی جب وہ اس باغ کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرے گا تو اس سے کہا جائے گا اے میرے بندے اب ذرا اپنا سر اٹھا کہ دوسرا باغ دیکھو جب وہ دوسرے باغ کی عظیم نعمات کو دیکھے گا۔ تو محسوس کرے گا کہ وہاں جو نعمات ولذات ہیں وہ پہلے والے باغ میں نہیں ہیں تو اس وقت وہ بارگاہ خدا میں عرض کرے گا اے خدایا یہ باغ مجھے عنایت کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا! اگر میں نے تجھے یہ باغ دے دیا پھر تو اور باغ کا مطالبہ کرے گا۔ وہ عرض کرے گا! خدایا! ایسا نہیں ہوگا میرے لیے یہی دوسرا باغ ہی کافی ہے۔ چنانچہ جب وہ باغ میں داخل ہوگا تو خدا کی حمد اور شکر ادا کرے گا۔ اس وقت فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ اسکے لیے جنت کا دروازہ کھول دو۔ چنانچہ اسکے لیے "جنت الخلد" کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ تو وہ اس سے پہلے کے باغات کے مقابلے میں کہیں سے زیادہ

خوشیوں کا سامان ملاحظہ کرے گا۔ اس وقت وہ کہے گا کہ پروردگار! تیرے لیے بے انتہا حمد ہے کہ تو نے مجھے جنت عطا کی اور دوزخ سے بچالیا۔

ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں امام علیہ السلام کا بیان سن کر رونے لگا اور میں نے عرض کیا: مولا کچھ مزید ارشاد فرمائیں امام نے فرمایا: اے ابومحمد! سنو، جنت میں ایک نہر ہوگی جسکے دونوں کنارے پر خوبصورت لڑکیاں کھڑی ہونگی اور مومن کو جو بھی لڑکی پسند آئے گی وہ اسے وہاں سے لے لے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکی جگہ اور لڑکی قرار دے گا۔

میں (ابوبصیر) نے عرض کیا مولا! کچھ مزید ارشاد فرمائیں آپؑ نے فرمایا: اے ابومحمد! ایک مومن آٹھ سو کنواری لڑکیوں اور چار ہزار شوہر دیدہ عورتوں اور دو "حورعین" سے نکاح کرے گا۔ میں نے عرض کیا مولا! آٹھ سو کنواری لڑکیوں سے نکاح کرے گا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں وہ مباشرت کے بعد بھی انہیں باکرہ ہی پائے گا۔ میں نے عرض کیا: مولا! یہ فرمائیں اللہ تعالیٰ نے حورعین کو کس چیز سے پیدا کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: خدا نے انہیں جنت نورانیہ کی تربت سے پیدا کیا ہے۔ ان کی پنڈلیوں کا گودا ستر پوشاکوں کے اندر سے بھی دیکھا جاسکے گا۔ میں نے عرض کیا: کیا وہ جنت میں گفتگو بھی کریں گی؟ آپؑ نے فرمایا: جی ہاں! ان کی گفتگو سے زیادہ میٹھی گفتگو آج تک کسی نے سنی نہ ہوگی: میں نے عرض کیا وہ کیا کہیں گی؟

آپؑ نے فرمایا: وہ مہربان آواز ہیں یہ کہیں گی:

ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں، ہم پر موت نہیں آئے گی۔ ہم ہمیشہ تر وتازہ رہنے والیاں ہیں۔ ہماری تازگی ختم نہ ہوگی۔ ہم ہمیشہ ٹھیرنے والیاں ہیں، ہم ناراض نہ ہوں گی۔ وہ خوش بخت ہے جو ہمارے لیے پیدا ہوا اور جس کے لیے ہم پیدا ہوئی ہیں اور ہم اتنی حسین ہیں کہ اگر ہماری زلف کو آسمان کی فضا میں معلق کر دیا جائے تو لوگوں کی آنکھیں چندھیا جائیں۔

یہ دو آیات اور انکی تفسیر ان لوگوں کی تردید کرتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ابھی تک جنت دوزخ خلق نہیں ہوئے۔

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۙ

آپ لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کر دو کہ لوگ تمہاری طرف پیدل اور لاغر سواریوں پر دور دراز کے علاقوں سے سوار ہو کر آئیں گے۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر سے فارغ ہو چکے تو خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا اے ابراہیم آپ لوگوں کو حج کے لیے بلائیں تو جناب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی اے خدایا میری آواز کہاں تک جائے گی اللہ نے فرمایا اے ابراہیم اذان حج دینا تیرا کام ہے اور ہر اطراف آواز کو پہنچانا ہمارا کام ہے چنانچہ ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر چڑھے جسے مقام ابراہیم کہا جاتا ہے۔ اس وقت پتھر بیت اللہ کے ساتھ متصل ہوتا تھا جب آپ اس مقام پر چڑھے تو پتھر اتنا بلند ہوا کہ پہاڑ بھی اس سے نیچے رہ گئے آپ نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈالی اور مشرق ومغرب کی طرف منہ کر کے اذان حج دیتے ہوئے فرمایا اے لوگوں خدا نے تم پر بیت عتیق کا حج فرض کر دیا ہے۔ پس تم اپنے رب کی آواز پر لبیک کہو۔ پس جو ساتویں سمندر کی تہ میں تھے اور جو

اطراف عالم میں تھے اور جو اپنے شکم مادر میں تھے اور جو صلب پدروں تھے اور جو عالم ارواح میں تھے سب نے آپ کی آواز کو سنا اور جواب میں تلبیہ پڑھا۔ اور انہوں یہ الفاظ جواب میں کہے لبیک اللھم لبیک کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ قیامت تک لوگ بیت اللہ کا حج کرتے رہیں گے اور حج کے موقعہ پر یہ تلبیہ پڑھتے رہیں گے چنانچہ ندا ابراہیمی کے دن سے لیکر قیامت تک کے لیے فقط وہی انسان حج کریں گے جن لوگوں نے ابراہیمی آواز پر لبیک کہا ہوگا۔ اللہ فرماتا ہے کہ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ (سورہ آل عمران آیت 97)۔

اس مقام ابراہیم میں ہماری واضح وروشن نشانیاں ہیں۔

یعنی ابراہیمی آواز جو مقام ابراہیم سے بلند ہوئی اس میں ہماری نشانیاں ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ اصاف اور نائیلہ ایک مرد اور عورت تھے جنہوں نے بیت میں زنا کیا تو خدا نے ان دونوں کو پتھر میں مسخ کر دیا۔ اور قریش والوں نے ان دونوں کو رب بنالیا اور ان دونوں کی ہمیشہ عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ فتح مکہ کے دن ان دونوں سے ایک بوڑھی عورت کہ جس کے بال پریشان تھے اور چہرہ غم زدہ تھا وہ نکلی اور وہ پکار رہی تھی میرے لیے ویل ہو۔ تو رسول خدا نے فرمایا یہ وہی نائلہ ہے جواب یائسہ ہو چکی ہے جس کی تم قریش والے اپنے شہروں میں عبادت کیا کرتے تھے۔

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ۔ پھر لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے بدنوں سے کثافت کو دور کریں۔

یعنی حج مکمل کرنے بعد حکم ہے کہ وہ اپنے سر منڈوائیں اور میل کچیل کو دھوئیں وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۝۲۹ ۔ اور تم اس بیت عتیق کا طواف کرو۔ بیت اللہ کو بیت عتیق کہے جانے کی ایک وجہ یہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کے دور میں طوفان آیا اور ہر طرف پانی ہی پانی تھا اور ہر چیز پانی میں غرق ہو چکی تھی تو اس وقت بیت اللہ کو خدا نے غرق ہونے سے بچایا تھا اس وجہ سے اس کو بیت عتیق کہا جاتا ہے عتیق کا معنی ہے غرق ہونے سے محفوظ رہنا۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۝۳۰ ۔ پس تم ناپاک بتوں کی نجاست سے پرہیز کرو۔ اور بدی کی باتوں سے بھی اجتناب کرتے رہو۔ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ یہ شطرنج کو بھی شامل ہے۔

اور قَوْلَ الزُّوْرِ۝۳۰ : یہ غنا (موسیقی) کو بھی شامل ہے۔

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ: یعنی وہ خدا کے لیے اپنے آپ کو پاک کرنے والے ہیں۔

فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ۝۳۱ ۔ سحیق سے مراد بعید ہے یعنی دور مکان۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۝۳۲ ۔ جو کوئی خدا کی نشانیوں کا احترام کرے گا یہ تعظیم ان

کے دلوں کے تقویٰ کا نتیجہ ہے۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ شعائر اللہ میں سے قربانی کا جانور بھی شامل ہے۔ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ تمہارے لیے اس قربانی کے جانور میں ایک مقرر مدت تک فائدے ہی فائدے ہیں"

اس جانور کی حفاظت کرنا اور اس میں فوائد بھی ہیں حج کرنے والا اس پر سواری کر سکتا ہے اس پر سامان لاد سکتا ہے لیکن اس پر ستم وظلم کرنے کی اجازت نہیں۔ اور لاغر نہ ہونے دے اس کی غذا کا خیال رکھے۔ اور وہ جانور مادہ اور دودھ دینے والی ہے تو اس کے قربان کرنے کے دن تک اس سے دودھ حاصل کرنا بھی جائز ہے اور ان کا مقام بیت اللہ ہے وہاں اس کو قربان کرنا ہے۔

فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۭ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ۝۳۴ ۔ تم اس کے اطاعت گزار بنو اور ہمارے عبادت کرنے والے بندوں کو بشارت دے دو۔

الْمُخْبِتِيْنَ۔ سے عبادت کرنے والے مراد ہیں۔

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ ۔ پس اس پر کھڑے ہونے کی صورت میں اس پر خدا کا نام ذکر کرو۔

صواف کا معنی ہے کہ کھڑے ہو کر اونٹ کو نحر کرو اور اس پر خدا کا نام ذکر کرو۔ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا ۔ یعنی جب وہ اپنے پہلو پر گر جائیں یعنی جب وہ زمین پر گر پڑیں اور تڑپنا شروع کر دیں۔

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۭ ۔ اور اس سے خود بھی کھاؤ اور قناعت کرنے والوں اور مانگنے والوں کو بھی دو۔

قانع سے مراد وہ لوگ ہیں جو سوال کرتے ہیں اور ان کو تم دیتے ہو اس پر وہ قناعت اختیار کریں گے۔ معتر سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمہارے پاس کھانا کھانے آتے ہیں لیکن سوال نہیں کرتے۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۔ خدا تک ان جانوروں کا گوشت اور خون نہیں جاتا اس کی بارگاہ میں فقط تمہارے دلوں کا تقویٰ جاتا ہے۔

یعنی خدا کی بارگاہ میں قرب اس کے گوشت اور ان کے خون سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ خدا کے قرب کا وسیلہ تمہارا تقویٰ ہے جو خدا سے ڈرتا نہیں تقویٰ اختیار نہیں کرتا اس کی کوئی قربانی نہیں ہے اور خدا تو قربانی کو فقط تقویٰ والے لوگوں سے قبول کرتا ہے۔

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ ۔ خدا کی دی ہوئی ہدایت کے تحت اس کی کبریائی بیان کرو۔

اس سے مراد ایام تشریق (10، 11، 12) دنوں میں تکبیر جو یومیہ نمازوں کے بعد کہی جاتیں ہیں۔ جو منیٰ میں پندرہ نمازوں کے بعد کہی جاتیں ہیں۔ اور دوسرے شہروں میں دس نمازوں کے بعد تکبیر کہی جاتی ہے۔

آیت ۳۹ تا ۵۷

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿۳۹﴾
الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ
وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ
وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ
يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۙ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ
الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ
قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾
وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ
اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ
ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾
اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ
يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ
فِى الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ
وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا
النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِىْۤ اٰيٰتِنَا
مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِىْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ
اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾
لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِىْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ
قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾
وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ
يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ
فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾

ترجمہ

جن لوگوں سے مسلسل جنگ کی جارہی ہے انہیں ان کی مظلومیت کی بناء پر جہاد کی اجازت دے دی گئی

ہے اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر قدرت رکھنے والا ہے (۳۹) یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے بلا کسی حق کے نکال دیئے گئے ہیں علاوہ اس کے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اگر خدا بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ نہ روکتا تو تمام گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مجوسیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں سب منہدم کر دی جاتیں اور اللہ اپنے مددگاروں کی یقیناً مدد کرے گا کہ وہ یقیناً صاحب قوت بھی ہے اور صاحب عزّت بھی ہے (۴۰) یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے زمین میں اختیار دیا تو انہوں نے نماز قائم کی، اور زکوٰۃ ادا کی اور نیکیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے روکا اور یہ طے ہے کہ جملہ امور کا انجام خدا کے اختیار میں ہے (۴۱) اور پیغمبر اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے قومِ نوح، قومِ عاد اور قومِ ثمود نے یہی کام کیا تھا (۴۲) اور قومِ ابراہیم اور قومِ لوط نے بھی (۴۳) اور اصحاب مدین نے بھی اور موسیٰؑ کو بھی جھٹلایا گیا ہے تو ہم نے کفار کو مہلت دے دی اور پھر اس کے بعد انہیں اپنی گرفت میں لے لیا تو سب نے دیکھ لیا کہ ہمارا عذاب کیسا ہوتا ہے (۴۴) غرض کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے تباہ و برباد کر دیا کہ وہ ظالم تھیں تو اب وہ اپنی چھتوں کے بل الٹی پڑی ہیں اور ان کے کنویں معطل پڑے ہیں اور ان کے مضبوط محل بھی مسمار ہو گئے ہیں (۴۵) کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر نہیں کی ہے کہ ان کے پاس ایسے دل ہوتے جو سمجھ سکتے اور ایسے کان ہوتے جو سن سکتے اس لئے کہ درحقیقت آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں کے اندر پائے جاتے ہیں (۴۶) پیغمبر یہ لوگ آپ سے عذاب میں عجلت کا تقاضا کر رہے ہیں حالانکہ خدا اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کر سکتا ہے اور آپ کے پروردگار کے نزدیک ایک دن بھی ان کے شمار کے ہزار سال کے برابر ہوتا ہے (۴۷) اور کتنی ہی بستیاں تھیں جنہیں ہم نے مہلت دی حالانکہ وہ ظالم تھیں پھر ہم نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا اور بالآخر سب کی بازگشت ہماری ہی طرف ہے (۴۸) آپ کہہ دیجئے کہ انسانو! میں تمہارے لئے صرف واضح طور پر ڈرانے والا ہوں (۴۹) پھر جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہیں ان کے لئے مغفرت اور بہترین رزق ہے (۵۰) اور جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کے بارے میں کوشش کی کہ ہم کو عاجز کر دیں وہ سب کے سب جہنّم میں جانے والے ہیں (۵۱) اور ہم

نے آپ سے پہلے کوئی ایسا رسول یا نبی نہیں بھیجا ہے کہ جب بھی اس نے کوئی نیک آرزو کی تو شیطان نے اس کی آرزو کی راہ میں رکاوٹ ڈال دی تو پھر خدا نے شیطان کی ڈالی ہوئی رکاوٹ کو مٹا دیا اور پھر اپنی آیات کو مستحکم بنا دیا کہ وہ بہت زیادہ جاننے والا اور صاحبِ حکمت ہے (۵۲) تاکہ وہ شیطانی القاء کو ان لوگوں کے لئے آزمائش بنا دے جن کے قلوب میں مرض ہے اور جن کے دل سخت ہو گئے ہیں اور ظالمین یقیناً بہت دور رس نافرمانی میں پڑے ہوئے ہیں (۵۳) اور اس لئے بھی کہ صاحبانِ علم کو معلوم ہو جائے کہ یہ وحی پروردگار کی طرف سے برحق ہے اور اس طرح وہ ایمان لے آئیں اور پھر ان کے دل اس کی بارگاہ میں عاجزی کا اظہار کریں اور یقیناً اللہ ایمان لانے والوں کو سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرنے والا ہے (۵۴) اور یہ کفر اختیار کرنے والے ہمیشہ اس کی طرف سے شبہ ہی میں رہیں گے یہاں تک کہ اچانک ان کے پاس قیامت آجائے یا کسی منحوس دن کا عذاب وارد ہو جائے (۵۵) آج کے دن ملک اللہ کے لئے ہے اور وہی ان سب کے درمیان فیصلہ کرے گا پھر جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک اعمال کئے وہ نعمتوں والی جنّت میں رہیں گے (۵۶) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی ان کے لئے نہایت درجہ کا رسوا کن عذاب ہے (۵۷)

تفسیر

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾

جن لوگوں کے خلاف مسلسل جنگ جاری رکھی گئی تھی ان کی مظلومیت کو دیکھتے ہوئے ان کو جہاد کی اجازت دے دی گئی ہے یقیناً اللہ ان کی مدد پر قدرت رکھتا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام اور جعفر حمزہؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو بغیر کسی حق کے اپنے گھروں سے نکال دیا گیا ہے۔

علامہ فرماتے یہ آیت حضرت امام حسین علیہ السلام کو بھی شامل ہے کہ جب یزید ملعون نے آپ کو شام طلب کیا تاکہ وہ بیعت کریں تو آپ کوفہ کی طرف چلے گئے اور کربلا کے صحراء میں آپ کو قتل کر دیا گیا۔ ابن مسکان نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا

ہے آپ علیہ السلام اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ۔۔اس آیت کے بارے میں فرماتے ہے کہ اہل سنت والے کہتے ہیں کہ یہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی تھی جب آپ کو قریش والوں نے مکہ سے نکال دیا تھا پھر خدا نے آپ کو جہاد کی اجازت دی تھی۔لیکن حق یہ ہے کہ آیت حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب وہ ظہور فرمائیں گے تو اس وقت وہ امام حسین ابن علی علیہ السلام کے خون کے قصاص کا مطالبہ کریں گے اس کے بارے میں آپ کا قول ہے جس میں آپ نے فرمایا: نحن اولیاء الدم وطلاب الدیة ۔ہم خون کے وارث ہیں اور دیت کو طلب کرنے والے ہیں۔

اس آیت کے بعد خدا آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی عبادت اور سیرت کو بیان کرتے ہوئے بیان کرتا ہے۔اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ ۔

یہ ہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے زمین پر اختیار دیا تو انہوں نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی۔نیکیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے روکا اور یہ طے ہے کہ تمام امور کا انجام خدا کے اختیار میں ہے یہ آیت آل محمدؐ کے آئمہ ہدیٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور خدا ان کو مشرق ومغرب کی حکومت عطاء کرے گا اسی وقت دین اسلام کا باقی ادیان پر غلبہ ہوگا۔

وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝ ۔ کنویں معطل اور مضبوط محل:۔

علامہ فرماتے یہ آل محمد کی مثال ہے۔بیئر معطل اس کنویں کو کہا جاتا ہے جس میں پانی ہو لیکن اس سے کوئی سیراب نہ ہوتا ہو اس سے مراد امام ہے جو دنیا والوں کے درمیان موجود ہو لیکن اس سے کوئی کسب فیض نہ کرے اور علم ان کے بجائے غیروں سے حاصل کریں۔اور قصر مشید وہ محل جو بلند بالا ہو اسکی مثال امیر المومنین علیہ السلام کی ہے اور آئمہ کی مثال ہے۔جن کو شرف اور فضیلت دنیا پر حاصل ہے۔اور یہ ہی قول خدا ہے کہ اللہ ان کے ذریعے ہی اپنے دین کو ظاہر کرے گا اور تمام ادیان پر غلبہ دے گا۔جیسا کہ ایک شاعر نے کہا:

بئر	معطلة	وقعر	مشرف
مثل	لال	محمد	ستطرف
فالقصر	محمدهم		لایرتقی
وابئر	علهم	الذی	لاینزف

بئر معطل اور قصر مشرف یہ آل محمد کے لیے مثال پسندیدہ ہے قصر سے مراد ان کی بزرگی ہے جس پر کوئی بلندی حاصل نہیں کرسکتا اور کنویں (بیئر) سے مراد ان کا علم کا خزانہ ہے جو کبھی خشک نہیں ہوسکتا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ ۙ اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ

فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ۔

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی نبی یا رسول کو مبعوث نہیں کیا ہے کہ جب بھی اس نے کوئی نیک خواہش کی تو شیطان نے اس میں رکاوٹ کھڑی کردی۔اور پھر خدا نے شیطان کی کھڑی رکاوٹ کو مٹا دیا پھر وہ اپنی آیات کو مستحکم بنا دیتا ہے وہ بہت زیادہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس کے آیت کے بارے میں اہل سنت نے خرافات کو نقل کرتے ہوئے یوں شان نزول بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد الحرام میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نماز میں سورہ نجم کی تلاوت کر رہے تھے اور قریش والے آپ کی تلاوت کو سن رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت پر پہنچے۔اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ ۔(سورہ نجم) تو اس کے آگے نعوذ باللہ شیطان نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر یہ الفاظ جاری کروادے۔فانها لملغرانیق الاولیٰ وان شفاعتهن لترتجی۔یعنی یہ غرانیق ہیں کہ ان کی شفاعت کی امید ہے جیسے ہی یہ الفاظ زبان رسول پر جاری ہوئے تو قریش والوں نے سن لیے اور وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور سارے سجدے میں گر گئے۔کہ شکر ہے آج محمد نے ہمارے خداؤں کی نماز میں تعریف کردی ہے قریش کی قوم میں بزرگ ولید بن مغیرہ تھا اس نے مٹی کی ایک مٹھی اٹھائی اور اس پر پیشانی رکھی سجدہ کیا جب وہ خود بیٹھا ہوا تھا۔قریش والے بہت خوش تھے کہ محمد نے ہمارے لات ومنات عزیٰ کی شفاعت کا اقرار کرلیا ہے۔تو اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ آپ نے کیا کہہ دیا ہے۔جو آپ نے تلاوت کی ہے۔یہ آپ پر نازل نہیں کیا گیا تھا۔پھر یہ آیت جو لے کر آئے تھے اس کی تلاوت کی۔وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ ۔تو جب رسول خدا کو اس کا علم ہوا تو آپ کو بہت دکھ ہوا اور آپ نے توبہ کی یہ اہل سنت نے شان نزول بیان کیا ہے۔

(لیکن ہمارے آئمہ اور ہمارے مذہب کے کسی عالم کا یہ نظریہ نہیں ہے اولا نبی ہمارا معصوم ہے اور وہ ایسا کہ جس کے قریب شیطان نہیں آسکتا۔دوسرا نبی کو نسیان نہیں ہوتا اس پر ایک کامل بحث ہوسکتی ہے مترجم)

خاصہ: (یعنی شیعیان آل محمد کو خاصہ سے تعبیر کیا جاتا ہے) ان نے بیان کیا ہے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام روایت ہے۔کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک دفعہ تنگ دستی لاحق ہوگئی تو انصار کے ایک شخص کے پاس آئے آپ کو بھوک بھی تھی اس سے کہا کیا آپ کے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ تو اس نے عرض ہاں یا رسول اللہ میں آپ پر قربان ہوجاؤں۔

اس نے ایک بکری ذبح کی اور اس کو بریان کیا تو جب حضرت رسول خدا کے پاس بریان شدہ کو لے کر آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ اس سے کھائیں آپ نے اس وقت خواہش کی کہ علی وفاطمہ حسن وحسین علیہم السلام بھی میرے ساتھ موجود ہوں۔تو اچانک دو منافق آئے اور ان کے بعد علی علیہ السلام آئے تو منافقوں کے آنے سے آپ رنجیدہ ہوئے تو اس وقت خدا نے یہ آیت نازل کی۔وَمَآ

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ۔۔

آپ سے قبل جو نبی اور رسول کو مبعوث کیا گیا تھا ان میں سے بھی جس نے کوئی نیک خواہش ظاہر کی تو شیطان نے اس کی آرزو کے سامنے رکاوٹ کھڑی کر دی جیسا کہ آپ کی خواہش پوری ہونے سے قبل دو منافق آ گئے جن کو آپ نے نہیں چاہا تھا لیکن آپ کے اس زنج کو جو منافقوں کی وجہ سے شیطان نے آپ کو دیا ہے خدا اس کو علی علیہ السلام کے آنے کی وجہ سے ختم کر دے گا۔ اور پھر خدا اپنی آیات کو علی علیہ السلام کی مدد سے مستحکم کر دے گا۔ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً. یہ جو شیطان نے ان منافقوں کے ذریعے ان لوگوں کے دلوں میں فتنہ ڈال دیا ہے جن کے دلوں میں نفاق کی مرض ہے۔ اور ان کے دل سخت ہو چکے ہیں۔ اور یہ ظالم بہت دور رس نافرمانی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور جن کو خدا نے علم دیا ہے وہ جانتے ہیں۔ یہ خدا کی وحی کے برحق ہونے کو جانتے ہیں۔ اور اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں۔ اور پھر ان کے دل اس کی بارگاہ میں عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ یقیناً یہ اللہ ایمان لانے والوں کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

صراط مستقیم سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں یعنی خواہ زمانہ کیسا بھی ہو جائے تب بھی خدا ایمان والوں کو امیر المومنین کی طرف ہدایت کرے گا۔ پھر فرمایا: وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ. اور جو کافر ہیں وہ قیامت کے لیے علی علیہ السلام کے بارے میں شک میں ہی رہیں گے اور شک میں ہی زندگی بسر کریں گے یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی یا ان پر اس دن کا عذاب آ جائے گا۔ ایسا عذاب جس کی کوئی مثل و مثال نہیں ہوگی۔

پھر خدا فرماتا ہے: اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ. يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ. قیامت کے دن حکومت اللہ کی ہوگی وہ بادشاہ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ پس جو صاحب ایمان ہونگے۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ. پس جو صاحب ایمان ہونگے اور نیک اعمال انجام دینے والے ہونگے ان کے لیے خدا جنت نعیم کا حکم دے گا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا. اور جو کافر ہونگے اور ہماری آیات کا انکار کرنے والے اور ان کو جھٹلانے والے ہونگے یعنی امیر المومنین اور ان کے بعد آئمہ ہدیٰ علیہ السلام کی ولایت و امامت پر ایمان نہیں لائیں یہ ہی وہ لوگ ہونگے جن کے لیے جہنم کا سخت عذاب ہوگا۔

آیت ۵۸ تا ۷۸

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا

يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۡ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ وَيُمْسِكُ السَّمَاۗءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ۣ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ۝ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا

وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰى
عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ
يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ
بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ
يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ
وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ
يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا
الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ۚ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ
هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ
اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ
الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ

الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾

ترجمہ

اور جن لوگوں نے راہِ خدا میں ہجرت کی اور پھر قتل ہو گئے یا انہیں موت آ گئی تو یقیناً خدا انہیں بہترین رزق عطا کرے گا کہ وہ بیشک بہترین رزق دینے والا ہے (۵۸) وہ انہیں ایسی جگہ پہنچائے گا جسے وہ پسند کرتے ہوں گے اور اللہ بہت زیادہ جاننے والا اور برداشت کرنے والا ہے (۵۹) یہ سب اپنے مقام پر ہے لیکن اس کے بعد جو دشمن کو اتنی ہی سزا دے جتنا کہ اسے ستایا گیا ہے اور پھر بھی اس پر ظلم کیا جائے تو خدا اس کی مدد ضرور کرے گا کہ وہ یقیناً بہت معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے (۶۰) یہ سب اس لئے ہے کہ خدا رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اللہ بہت زیادہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے (۶۱) یہ اس لئے ہے کہ خدا ہی یقیناً برحق ہے اور اس کے علاوہ جس کو بھی یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور اللہ بہت زیادہ بلندی والا اور بزرگی اور عظمت والا ہے (۶۲) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا تو اس سے زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے یقیناً اللہ بہت زیادہ مہربان اور حالات کی خبر رکھنے والا ہے (۶۳) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کے لئے ہے اور یقیناً وہ سب سے بے نیاز اور قابلِ حمد و ستائش ہے (۶۴) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے زمین کی تمام چیزوں کو مسخر کر دیا ہے اور کشتیاں بھی دریا میں اسی کے حکم سے چلتی ہیں اور وہی آسمانوں کو روکے ہوئے ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر زمین پر نہیں گر سکتا ہے۔ اللہ اپنے بندوں پر بڑا شفیق اور مہربان ہے (۶۵) وہی خدا ہے جس نے تم کو حیات دی ہے اور پھر موت دے گا اور پھر زندہ کرے گا مگر انسان بڑا انکار کرنے والا اور ناشکرا ہے (۶۶) ہر امت کے لئے ایک طریقہ عبادت ہے جس پر وہ عمل کر رہی ہے لہٰذا اس امر میں ان لوگوں کو آپ سے جھگڑا نہیں کرنا چاہئے اور آپ انہیں اپنے پروردگار کی طرف دعوت دیں کہ آپ بالکل سیدھی ہدایت کے راستہ پر ہیں (۶۷)

اور اگر یہ آپ سے جھگڑا کریں تو کہہ دیجئے کہ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۶۸) اللہ ہی تمہارے درمیان روزِ قیامت ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن باتوں میں تم اختلاف کر رہے ہو (۶۹) کیا تمہیں نہیں معلوم ہے کہ اللہ زمین اور آسمان کی تمام باتوں کو خوب جانتا ہے اور یہ سب باتیں کتاب میں محفوظ ہیں اور سب باتیں خدا کے لئے بہت آسان ہیں (۷۰) اور یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر ان کی پرستش کرتے ہیں جن کے بارے میں نہ خدا نے کوئی دلیل نازل کی ہے اور نہ خود انہیں کوئی علم ہے اور ظالمین کے لئے واقعاً کوئی مددگار نہیں ہے (۷۱) اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو تم دیکھتے ہو کہ کفر اختیار کرنے والوں کے چہرہ پر ناگواری کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور قریب ہوتا ہے کہ وہ ان تلاوت کرنے والوں پر حملہ کر بیٹھیں تو کہہ دیجئے کہ میں اس سے بدتر بات کے بارے میں تمہیں بتلا رہا ہوں اور وہ جہنّم ہے جس کا خدا نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ بہت برا انجام ہے (۷۲) انسانو! تمہارے لئے ایک مثل بیان کی گئی ہے لہٰذا اسے غور سے سنو۔ یہ لوگ جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر آواز دیتے ہو یہ سب مل بھی جائیں تو ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے ہیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو یہ اس سے چھڑا بھی نہیں سکتے ہیں کہ طالب اور مطلوب دونوں ہی کمزور ہیں (۷۳) افسوس کہ ان لوگوں نے خدا کی واقعی قدر نہیں پہچانی اور بیشک اللہ بڑا قوت والا اور سب پر غالب ہے (۷۴) اللہ ملائکہ اور انسانوں میں سے اپنے نمائندے منتخب کرتا اور وہ بڑا سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے (۷۵) وہ ان کے سامنے اور پسِ پشت کی تمام باتوں کو جانتا ہے اور تمام امور اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں (۷۶) ایمان والو! رکوع کرو، سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور کارِ خیر انجام دو کہ شاید اسی طرح کامیاب ہو جاؤ اور نجات حاصل کر لو (۷۷) اور اللہ کے بارے میں اس طرح جہاد کرو جو جہاد کرنے کا حق ہے کہ اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور دین میں کوئی زحمت نہیں قرار دی ہے یہی تمہارے بابا ابراہیم کا دین ہے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلم اور اطاعت گزار رکھا ہے تاکہ رسول تمہارے اوپر گواہ رہے اور تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو لہٰذا اب تم نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ سے باقاعدہ طور پر وابستہ ہو جاؤ کہ وہی تمہارا مولا ہے اور وہی بہترین مولا اور

بہترین مددگار ہے (۷۸)

تفسیر

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۵۸

یہاں خدا پھر امیر المومنین علیہ السلام اور اصحاب رسول خدا میں سے مہاجرین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے "اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت اور پھر وہ قتل ہو گئے یا مر گئے تو یقیناً اللہ ان کو بہترین رزق عطاء کرے گا وہ بے شک بہترین رزق دینے والا ہے اور انہیں وہ ایسی جگہ عطاء کرے گا جس کو وہ پسند کرتے ہوں گے اور اللہ انہیں جاننے والا اور برداشت کرنے والا ہے۔ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ ۔ اور یہ سارا انعام اپنے مقام پر لیکن اس کے بعد جو دشمن کو اتنی سزا دے جتنا اس کو ستایا گیا ہے اور اس پر ظلم کیا جائے تو خدا اس کی ضرور مدد کرے گا۔

یعنی وہ ذات جس کو ستایا گیا تو خدا اس کی مدد کرے گا علامہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ذات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جن کو ستایا بھی گیا ان پر ظلم بھی کیا گیا کہ ان کو مکہ سے ہجرت کرنا پڑی۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش والوں نے مکہ سے نکال دیا اور آپ راتوں رات مکہ سے نکل کر غار میں جا کر چھپ گئے تو قریش کے لوگ آپ کو تلاش کرنے کے لیے نکل پڑے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کر کے قتل کر دیں۔ تو خدا نے ان قریش والوں کو بدر میں سزا دی اور عتبہ۔ شیبہ ولید اور ابوجہل، حنظہ بن ابی سفیان اور ان کے علاوہ بھی بہت سارے قریشی جو کفار تھے وہ سارے بدر قتل ہو گئے۔ اور جب رسول خدا اس دنیا سے چلے گئے تو پھر کافروں کی اولاد اپنے کافروں کے خون کا بدلہ کربلا میں امام حسینؑ اور آل محمدؐ کے دوسرے افراد کو قتل کر کے لیا۔

آل محمدؐ کے خلاف ظلم و بغاوت ہمیشہ جاری رکھی اور جب یزید ملعون کے سامنے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس رکھا گیا تو اس نے اسی بغاوت کا اپنے اشعار میں اظہار کیا۔

لیت اشافی ببدر شهدوا
جزع الخزرج من وقع الاسل
لاهلوا و استهلوا فرما
ثم قالوایایزید لاتشل
لست من خلاف ان لم انتقم

من نبی احمد ماکان فعل
قد قتلنا القوم من سادا تهم
وعدلناه ببدر فاعتدل
وکذلك الشخ اومانی نه
فاتبعت الشخ فیما قدسال

یزید نے امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس دیکھ کہ فخر میں یوں کہا۔

ا۔اے کاش آج میرے بزرگ ہوتے جنہوں جنگ بدر میں خزرج کی برچھیاں کھائی تھیں۔اور وہ خوشی سے چیخ اٹھتے اور پھر کہتے اے تیرے یزید میں ہاتھ سلامت رہیں۔اور میں اولاد ابوسفیان ہوں نہیں اگر میں نے محمد کے افعال کا بدلہ نہ لیا اور میں نے ان کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا ہے اور یوں میں نے بدر والوں کا بدلہ لے لیا ہے معاملہ برابر ہوگیا ہے

اور مجھے میرے بزرگوں نے وصیت کی تھی۔اور میں نے ان کی وصیت کو پورا کر دیا ہے۔

ایک اور شاعر نے یزید کی گفتگو کو یوں بیان کیا ہے۔

یقول والراس مطروح یقلبه
یالیت اشیاخنا الماضون بالکفر۔
حتی یقیسوال قیامت لایقاس به
ایام بدر لکان الوزن بالقدر

یزید امام حسین علیہ السلام کے سر کو الٹ پلٹ کر کہتا تھا۔کر اے کاش ہمارے پرانے بزرگ آج موجودہ ہوتے اور وہ اس کا جنگ بدر سے موازنہ کرتے تو دیکھتے کہ وزن برابر ہو چکا ہے۔

الغرض رسول خدا اور جنگ بدر عاقب کا مظہر و نمونہ تھی۔اور ماعوقب به کی مظہر تھی۔اور بعنی علیه ۔ لینصر رالله یہ قائم آل محمد کا ظہور جو امام حسین کی اولاد سے ہوں گے اس کا مظہر ہونگے اور ان ظالموں سے بدلہ لیں گے۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ ۔ یعنی ہم نے ہر امت کے لیے ایک راستہ قرار دیا ہے جس پر وہ چلتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں۔

اس کے بعد خدا پھر قریش اور منکرین خدا سے مخاطب ہو رہا ہے،

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝۷۳

اے لوگو تمہارے لیے ایک مثال بیان کی گئی ہے لہٰذا اسے غور سے سنو یہ یہ چیزیں (بت) جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو یہ سب مل بھی جائیں تب بھی ایک مکھی کو پیدا نہیں کر سکتے اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو یہ اس سے چھڑا نہیں سکتے کہ طالب و مطلوب دونوں ہی کمزور ہیں۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۔ اللہ ملائکہ اور انسانوں سے اپنے نمائندے منتخب کرتا ہے۔

اللہ ملائکہ میں سے جن کو اپنے نمائندہ اختیار کرتا۔وہ جبرائیل میکائیل اسرافیل، عزرائیل علیہم السلام ہیں اور انسانوں میں سے جن کو چن لیا۔اور اوصیاء میں اور انبیاء میں سے جن کو چن لیا وہ حضرت نوح، ابراہیم موسیٰ عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اوصیاء میں سے جن کو چن لیا ہے وہ امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد سے آئمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۷۷ۚ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ

اے ایمان والو، رکوع کرو سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور کار خیر کو انجام دو کہ شاید اسی طرح تم کامیاب ہو جاؤ اور نجات حاصل کر لو۔اور اللہ کی راہ میں ایسے جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔ اور اس نے تم کو چن لیا ہے اور دین میں کوئی زحمت نہیں قرار دی ہے یہی تمہارے بابا ابراہیم کا دین ہے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلم اور اطاعت گزار رکھا ہے تا کہ رسول تمہارا تمہارے اوپر گواہ رہے۔

یعنی تم آئمہ پر رسول گواہ ہے۔ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ ۔ اور تم آئمہ دوسرے مومنین لوگوں پر گواہ رہو،

ابوالجارود کی روایت میں امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ نے اس قول میں فرمایا۔ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ .. یہ آیت آل محمد علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور آخری آیت کا حصہ ہمارے مہدی اوران کے اصحاب کے بارے میں ہے۔ کہ جب خدا ان کو زمین کے مشرق ومغرب پر حکومت دے گا اور اپنے دین کو ظاہر کرے گا اور تمام ادیان پر غلبہ دے گا اوران کے ذریعے تمام کی بدعت کو ختم کردے گا۔ جیسے کہ جاہل لوگوں نے حق کو ختم کردیا تھا۔ وہ حق کو زندہ کرے گا اوران کے دور حکومت میں کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا.

کافی زیادہ بستیاں ایسی تھی کہ جن کو ہم نے ہلاک کردیا کہ ان کے رہنے والے ظالم تھے۔ اوران کے گھروں کی چھتیں ان کے اوپر گرادیں۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ۔ جب رسول خدا کفار کو عذاب خدا سے ڈراتے تھے تو لوگ مذاق میں کہتے تھے وہ عذاب کہاں ہے وہ جلدی کیوں نہیں آیا۔ تو خدا نے فرمایا عذاب والا دن تمہارے رب کے نزدیک ایک ہزار سال کے برابر ہوگا جس کو تم پکار رہے ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ امام فرماتے ہیں کہ یہ آیت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ۔ یعنی رسول آل محمد علیہ السلام کے لیے گواہ ہیں۔ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَى النَّاسِ ۚ ۔ اورلوگوں پر نبی کے بعد آل محمد علیہ السلام گواہ ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ ۔ جب تک میں ان زندہ ہوں میں ان پر گواہ ہو۔ اور جب تو مجھے موت دے دے گا تو پھر كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ ۔ پھر تو خود ان پر گواہ ہوگا۔ وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ ۔ (سورہ مائدہ) اور تو تو ہر چیز پر گواہ ہے۔

ایسے ہی اللہ نے اس امت محمد یہ پر حضرت رسول خدا کے بعد اس کی عترت واہل بیت کو گواہ قرار دیا ہے۔ جب تک دنیا میں ان میں سے کوئی بھی موجود ہوگا یہ باقی ہے اور جب ان میں سے کوئی نہیں رہے گا تو دنیا فناء ہوجائے گی اس لیے رسول خدا نے فرمایا۔ جعل الله النجوم امانا لاهل السماء جعل اهل بيتي امانا لاهل الارض ۔ اللہ نے ستاروں کو اسمان والوں کے لیے امان اور میری اہل بیت کو زمین والوں کے لیے امان قرار دیا ہے۔

سورہ حج تمام شد

پارہ نمبر ۱۸

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن

یہ سورہ مبارکہ مومنون مکہ میں نازل ہوئی تھی اوراس کی کل آیات ایک سواٹھارہ (118) ہیں اوراس کے چھ رکوع ہیں۔۔

قران میں موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 23 ہے۔ ترتیب نزولی کے حساب سے اس کا نمبر 74 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص سورہ مبارکہ مومنون کی تلاوت کرے گا اس کا خاتمہ سعادت پر ہوگا اور جو ہر جمعہ کے دن اس سورۃ کی تلاوت کرے گا تو وہ انبیاء ومرسلین کے ساتھ محشور ہوگا۔

نیز مجمع البیان میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خوشیوں اور خوشبو کی بشارت دے گا۔ جب وہ مرے گا تو نعمات الٰہی کی وجہ سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت ۱ تا ۱۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاۗءَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ

هُمُ الْعٰدُوْنَ ۙ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ
هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ﴿۹﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ
يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ
سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۖ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا
النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا
فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۤ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ
الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ
الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

یقیناً صاحبانِ ایمان کامیاب ہو گئے (۱) جو اپنی نمازوں میں گڑگڑانے والے ہیں (۲) اور لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں (۳) اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں (۴) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں (۵) علاوہ اپنی بیویوں اور اپنے ہاتھوں کی ملکیت کنیزوں کے کہ ان کے معاملہ میں ان پر کوئی الزام آنے والا نہیں ہے (۶) پھر اس کے علاوہ جو کوئی اور راستہ تلاش کرے گا وہ زیادتی کرنے والا ہوگا (۷) اور جو مومنین اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کا لحاظ رکھنے والے ہیں (۸) اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہیں (۹) درحقیقت یہی وہ وارثانِ جنّت ہیں (۱۰) جو فردوس کے

وارث بنیں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں (۱۱) اور ہم نے انسان کو گیلی مٹی سے پیدا کیا ہے (۱۲) پھر اسے ایک محفوظ جگہ پر نطفہ بنا کر رکھا ہے (۱۳) پھر نطفہ کو علقہ بنایا ہے اور پھر علقہ سے مضغہ پیدا کیا ہے اور پھر مضغہ سے ہڈیاں پیدا کی ہیں اور پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا ہے پھر ہم نے اسے ایک دوسری مخلوق بنا دیا ہے تو کس قدر بابرکت ہے وہ خدا جو سب سے بہتر خلق کرنے والا ہے (۱۴) پھر اس کے بعد تم سب مرجانے والے ہو (۱۵) پھر اس کے بعد تم روزِ قیامت دوبارہ اٹھائے جاؤ گے (۱۶) اور ہم نے تمہارے اوپر تہ بہ تہ سات آسمان بنائے ہیں اور ہم اپنی مخلوقات سے غافل نہیں ہیں (۱۷)

تفسیر

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾

یقیناً ایمان والوں نے فلاح پائی جو اپنی نمازوں کو خشوع سے ادا کرتے ہیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے فرمایا کہ جب خدا نے جنت کو خلق کیا تو خدا نے اس سے فرمایا اے جنت بات کرو۔ تو پہلی کلام جو جنت نے کہی وہ یہ ہی تھی۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾ یقیناً مومنین نے فلاح پائی۔ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾ یعنی وہ نماز میں اپنی آنکھیں جھکا کر رکھتے ہیں اور پوری دلی توجہ کے ساتھ نماز کو ادا کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾ اور وہ بے ہودہ باتوں سے منہ پھیرنے والے ہیں۔ لغو سے مراد غنا اور کھیل کود و مذاق کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿۴﴾ اور وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص زکوٰۃ کا ایک فیراط ادا نہیں کرے گا نہ ہی مومن ہے اور نہ ہی مسلمان ہے اور نہ ہی اس کی کوئی عزت و کرامت ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ
اور وہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے اور ان کنیزوں کے جن کو وہ خرید کر مالک بنتے ہیں۔

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ یعنی وہ کنیزیں جن کو انسان خرید لیتا ہے تو وہ اس کی ملک ہو جاتی ہے اور اس خریدنے والے انسان کے لیے حلال ہیں وہ بغیر نکاح حلال ہیں کہ ان سے مباشرت کرے۔۔

فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ ۔ اور وہ ان کے بارے ان کی کوئی ملامت نہیں ہے ایسے ہی جو عورتیں متعہ کے ذریعے حلال ہوتی ہے ان کے ساتھ کنیزوں کی طرح مباشرت کرنے میں کوئی ملامت نہیں ہے۔

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷

پس جو شخص ان طریقوں کے علاوہ اپنی جنسی خواہش پوری کرے گا۔ وہ حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔

یعنی جو جنسی خواہش کو ان مذکورہ طریقوں کے علاوہ کسی اور طریقہ سے پوری کرے تو اس نے خدا کی معین کردہ حدود کو پامال کیا اور ان سے تجاوز کیا ہے اور اس پر اس کی گرفت ہوگی۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹

اس سے مراد ہے کہ وہ اپنی نمازوں کے اوقات میں ان کی حفاظت کرے یعنی بروقت نماز ادا کرے اور خدا کی معین کردہ حدود و احکام کی حفاظت کرے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ ۔ یہی لوگ وارث ہیں۔

جناب ابوبصیر نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا جب خدا نے انسانوں کو خلق کیا تو ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک ایک گھر جنت میں بنایا اور ایک ایک گھر دوزخ میں بنایا قیامت کے دن اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ، دوزخ میں چلے جائیں گے۔ تو اس وقت ایک منادی اہل جنت کو ندا دے گا اور ان کو کہے گا کہ تم دوزخ میں دیکھو پھر ان کے وہ گھر جو ان کے لیے دوزخ میں بنائے گئے تھے وہ ان تو دیکھائے گا اور کہے گا اگر تم نے خدا کی نافرمانی کی ہوتی تو تمہیں ان گھروں میں رکھا جاتا تھا۔ جس سے تم اپنی اطاعت کی وجہ سے بچ گئے ہو اگر جنت میں موت ہوتی تو یہ لوگ خوشی سے مرجاتے کہ خدا نے ہمیں ان گھروں سے بچالیا ہے اور پھر منادی اہل دوزخ کو ندا دے گا اور ان سے کہے گا جنت میں دیکھو اور پھر وہ گھر جو ان کے لیے بنائے گئے ہونگے وہ ان کو دیکھائے جائیں گے۔ اور وہ نعمتیں دیکھائی جائیں گی۔ اور ان سے کہا جائے گا اگر تم خدا کی اطاعت کرتے تو یہ گھر تمہارے ہوتے۔ دوزخ میں اگر موت ہوتی تو یہ خوف وغم سے مرجاتے تو پھر جنت والوں کو جنت کے گھروں کا واث قرار دیا جائے گا اور دوزخ کے گھروں کا اہل دوزخ کو وارث بنایا جائے گا۔

یہ ہی مراد ہے قول خدا سے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ یعنی یہ لوگ۔ فردوس کے وارث ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝۱۲ ۔ اور یقیناً ہم نے انسان کو گیلی مٹی سے بنایا۔

سلالہ وہ صفوۃ ہے اور پینے کی چیزوں کی صفائی سے ماخوذ ہوتی ہے اور اس صفوۃ سے نطفہ بنتا ہے۔ تو نطفہ کی اصل سُلٰلَةٍ ہے اور یہ صفوت جو طعام اور پینے والی چیز سے ماخوذ ہوتا ہے اور طعام کی اصل طین ہے۔

اس کو خدا نے بیان کیا ہے کہ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝۱۲ سلالتہ طین (مٹی) سے ہے ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝۱۳ ۔ اور پھر ہم نے اس سلالہ کو نطفہ بنا کر رحم میں قرار دیا۔ پھر ہم نے نطفہ سے علقہ بنایا اور پھر علقہ سے مضغۃ بنایا اور پھر مضغہ کو ہڈیاں بنایاں اور پھر ان ہڈیوں کو ہم نے گوشت میں چھپا دیا پھر ہم نے سے ایک دوسری مخلوق قرار دیا پس بابرکت ہے وہ ذات جو بہت احسن خلق کرنے والی ہے۔

یہ تبدیلی ہے ایک چیز سے دوسری چیز کی طرف اور رحم میں نطفہ کی حد چالیس (40) دن ہے۔ پھر وہ علقہ میں تبدیل ہوتا ہے۔

معتزلہ کا گمان ہے کہ ہم انسان اپنے افعال کے خود خالق ہیں۔ اور انہوں نے اس پر خدا کے اس قول اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝۱۴ سے استدلال کیا ہے اور ان نے یہ گمان کیا ہے کہ خالقین سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی خالق ہیں اور اللہ ان سب سے بہترین خلق کرنے والے ہے۔ ان کے گمان میں یہاں خلق سے تقدیر ہے۔ جیسا کہ خدا نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے لیے فرمایا حالانکہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ ان لوگوں نے گمان کیا ہے۔

ایسے ہی معتزلہ اس کے بھی قائل ہوئے کہ یہ انسان ہی اپنے افعال کے خالق و فاعل ہیں اس میں خدا کو عمل دخل نہیں ہے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝۱۳ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۔ یقیناً ہم نے انسان کو سلالتہ سے بنایا اور سلالہ طین سے ہے اور اس کو ہم رحم میں قرار دیا۔۔۔ پھر ہم نے اس کو ایک اور خلق قرار دیا۔

علامہ فرماتے ہیں انسان کے چھ اجزاء میں اور اس کے چھ حالات ہیں۔ اور ہر جز و حالت کے ضائع کرنے پر ایک خاص دیت قرار دیا گئی ہے۔ پس اگر کو نطفہ کی شکل ضائع کروادے تو اس کی دیت بیس (20) دینار ہے۔ علقہ کی 40 دینار ہے اور مضغۃ کی (60) دینار ہے۔

ہڈیاں بننے کے بعد کی (80) دینار ہے اور جب اس پر گوشت چڑھ جائے تو اس وقت سو (100) دینار دیت ہے اور اس سے تبدیل ہو کر اگر پورا انسان بن جائے تو اس صورت میں ضائع کرنا پوری دیت واجب ہوگی۔

جناب سلیمان بن خالد نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے کیا ہے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا اگر نطفہ سے ایک خون کا قطرہ خارج ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اگر قطرہ نطفہ کا دسواں حصہ ہو تو اس کی دیت (22) دینار ہوگی

اور اگر دو قطرے خارج ہو تو پھر اس کی دیت (24) دینار ہے۔ میں نے کہا اگر پانچواں حصہ ہو آپ نے فرمایا اس کی دیت تیس (30) دینار ہوگی۔ اور جب نصف سے زیادہ ہو جائے گا تو بھی اس کے حساب سے دیت ہوگی۔ اگر نطفہ علقہ میں تبدیل ہو جائے تو اس دیت چالیس (40) دینار ہوگی۔

میں نے عرض کیا کہ اگر نطفہ ہل ہل کر خون ہو جائے اور پھر وہ نکل جائے تو کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا وہ علقہ اگر صاف خون بن گیا ہے تو اس کی دیت 40 دینار ہوگی۔ اور اگر وہ خون سیاہ ہے پس وہ پیٹ میں ہو گیا اس صورت میں دیت نہیں فقط اس کو تعزیر لگائی جائے گی۔ اگر وہ خون صاف ہے تو وہ بچہ ہوگا اور اگر وہ خون سیاہ ہے تو وہ پیٹ کا خون ہے راوی بیان کرتا ہے کہ ابوشبل نے کہا کہ وہ علقہ اگر گوشت اور نالیوں کی طرح کا ہو گیا ہو تو کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اس وقت اس کی دیت چالیس (40) دینار اور ایک دسواں حصہ دینار کا دیت ہوگی۔ اور پھر میں نے عرض کیا کہ چالیس کا عشر تو چار ہے آپ نے فرمایا نہیں یہ مضغہ کا عشر سے مراد ہے کہ اس کا ایک عشرہ گذر چکا ہو۔ جیسے جیسے بڑھتا جائے گا دیت بھی زیادہ ہوتی جائے گی یہاں تک کہ (60) دینار تک ہو جائے گی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اگر اس علقہ میں خشک ہڈی مانند کی گیرہ ہو تو تو آپ نے فرمایا یہ ہڈی کی ابتدائی منزل ہے اس کی دیت چار دینار ہے۔ جوں جوں زیادہ ہوتی جائے ویسے ہی اس کی دیت زیادہ ہوتی جائے گی یہاں کہ سو تک چلی جائے گی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اگر اس ہڈی پر گوشت چڑھ جائے تو اس کی سو (100) دینار دیت ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اگر اس میں حرکت پیدا ہو جائے پھر وہ بچہ گر جائے نہ معلوم ہو کہ وہ زندہ تھا یا مردہ تو کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا اے ابوشبل خوف کر وجب بچہ چار ماہ کا ہو جاتا ہے تو اس میں حیات داخل ہو جاتی ہے۔ تو پھر اس صورت میں پوری دیت کا ادا کرنا واجب ہے۔

ابوجارود سے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کہ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۔ سے مراد یہ ہے کہ پھر اس میں روح کو پھونک دیا جاتا ہے۔

آیت ۱۸ تا ۶۰

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۙ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ

لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ

الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ
يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا
مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿٣٤﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ
تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٣٦﴾
اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِنْ
هُوَ اِلَّا رَجُلٌ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ
انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿٣٩﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿٤٠﴾
فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٤٢﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ
اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ
اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ
اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٤٤﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ
هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٥﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا
وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا
عٰبِدُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى
الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ

اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿٥٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ
وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٥١﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً
وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ
حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٥٤﴾
اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي
الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ
مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ
بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ
اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾

ترجمہ

اور ہم نے آسمان سے ایک مخصوص مقدار میں پانی نازل کیا ہے اور پھر اسے زمین میں ٹھہرا دیا ہے جب کہ ہم اس کے واپس لے جانے پر بھی قادر تھے (۱۸) پھر ہم نے اس پانی سے تمہارے لئے خرمے اور انگور کے باغات پیدا کئے ہیں جن میں بہت زیادہ میوے پائے جاتے ہیں اور تم ان ہی میں سے کچھ کھا بھی لیتے ہو (۱۹) اور وہ درخت پیدا کیا ہے جو طور سینا میں پیدا ہوتا ہے اس سے تیل بھی نکلتا ہے اور وہ کھانے والوں کے لئے سالن بھی ہے (۲۰) اور بیشک تمہارے لئے ان جانوروں میں بھی عبرت کا سامان ہے کہ ہم ان کے شکم میں سے تمہارے سیراب کرنے کا انتظام کرتے اور تمہارے لئے ان میں بہت سے فوائد ہیں اور ان میں سے بھی تم کھاتے ہو (۲۱) اور تمہیں ان جانوروں پر اور کشتیوں پر سوار کیا

جاتا ہے (۲۲) اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے کہا کہ قوم والو خدا کی عبادت کرو کہ تمہارے لئے اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو تم اس سے کیوں نہیں ڈرتے ہو (۲۳) ان کی قوم کے کافر روساء نے کہا کہ یہ نوح تمہارے ہی جیسے انسان ہیں جو تم پر برتری حاصل کرنا چاہتے ہیں حالانکہ خدا چاہتا تو ملائکہ کو بھی نازل کرسکتا تھا۔ یہ تو ہم نے اپنے باپ دادا سے کبھی نہیں سنا ہے (۲۴) درحقیقت یہ ایک ایسے انسان ہیں جنہیں جنون ہوگیا ہے لہٰذا چند دن ان کے حالات کا انتظار کرو (۲۵) تو نوح نے دعا کی کہ پروردگار ان کی تکذیب کے مقابلہ میں میری مدد فرما (۲۶) تو ہم نے ان کی طرف وحی کی کہ ہماری نگاہ کے سامنے اور ہمارے اشارہ کے مطابق کشتی بناؤ اور پھر جب ہمارا حکم آجائے اور تنور ابلنے لگے تو اسی کشتی میں ہر جوڑے میں سے دو دو کو لے لینا اور اپنے اہل کو لے کر روانہ ہوجانا علاوہ ان افراد کے جن کے بارے میں پہلے ہی ہمارا فیصلہ ہوچکا ہے اور مجھ سے ظلم کرنے والوں کے بارے میں گفتگو نہ کرنا کہ یہ سب غرق کردیئے جانے والے ہیں (۲۷) اس کے بعد جب تم اپنے ساتھیوں سمیت کشتی پر اطمینان سے بیٹھ جانا تو کہنا کہ شکر ہے اس پروردگار کا جس نے ہم کو ظالم قوم سے نجات دلادی ہے (۲۸) اور یہ کہنا کہ پروردگار ہم کو بابرکت منزل پر اتارنا کہ تو بہترین اتارنے والا ہے (۲۹) اس امر میں ہماری بہت سی نشانیاں ہیں اور ہم تو بس امتحان لینے والے ہیں (۳۰) اس کے بعد پھر ہم نے دوسری قوموں کو پیدا کیا (۳۱) اور ان میں بھی اپنے رسول کو بھیجا کہ تم سب اللہ کی عبادت کرو کہ اس کے علاوہ تمہارا کوئی خدا نہیں ہے تو کیا تم پرہیزگار نہ بنو گے (۳۲) تو ان کی قوم کے ان روساء نے جنہوں نے کفر اختیار کیا تھا اور آخرت کی ملاقات کا انکار کردیا تھا اور ہم نے انہیں زندگانی دنیا میں عیش وعشرت کا سامان دے دیا تھا وہ کہنے لگے کہ یہ تو تمہارا ہی جیسا ایک بشر ہے جو تم کھاتے ہو وہی کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو وہی پیتا بھی ہے (۳۳) اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے بشر کی اطاعت کرلی تو یقیناً خسارہ اٹھانے والے ہوجاؤ گے (۳۴) کیا یہ تم سے اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور خاک اور ہڈی ہوجاؤ گے تو پھر دوبارہ نکالے جاؤ گے (۳۵) حیف صد حیف تم سے کس بات کا وعدہ کیا جارہا ہے (۳۶) یہ تو صرف ایک زندگانی دنیا ہے جہاں ہم مریں گے اور جئیں گے اور دوبارہ زندہ ہونے

والے نہیں ہیں (۳۷) یہ ایک ایسا آدمی ہے جو خدا پر بہتان باندھتا ہے اور ہم اس پر ایمان لانے والے نہیں ہیں (۳۸) اس رسول نے کہا کہ پروردگار تو ہماری مدد فرما کہ یہ سب ہماری تکذیب کررہے ہیں (۳۹) ارشاد ہوا کہ عنقریب یہ لوگ پشیمان ہوجائیں گے (۴۰) نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں ایک برحق چنگھاڑ نے اپنی گرفت میں لے لیا اور ہم نے انہیں کوڑا کرکٹ بنادیا کہ ظالم قوم کے لئے ہلاکت اور بربادی ہی ہے (۴۱) پھر اس کے بعد ہم نے دوسری قوموں کو ایجاد کیا (۴۲) کوئی امت نہ اپنے مقررہ وقت سے آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے (۴۳) اس کے بعد ہم نے مسلسل رسول بھیجے اور جب کسی امت کے پاس کوئی رسول آیا تو اس نے رسول کی تکذیب کی اور ہم نے بھی سب کو عذاب کی منزل میں ایک کے پیچھے ایک لگادیا اور سب کو ایک افسانہ بنا کر چھوڑ دیا کہ ہلاکت اس قوم کے لئے ہے جو ایمان نہیں لاتی ہے (۴۴) پھر ہم نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں اور واضح دلیل کے ساتھ بھیجا (۴۵) فرعون اور اس کے زعماء مملکت کی طرف تو ان لوگوں نے بھی استکبار کیا اور وہ تو تھے ہی اونچے قسم کے لوگ (۴۶) تو ان لوگوں نے کہہ دیا کہ کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں جب کہ ان کی قوم خود ہماری پرستش کررہی ہے (۴۷) یہ کہہ کر دونوں کو جھٹلا دیا اور اس طرح ہلاک ہونے والوں میں شامل ہوگئے (۴۸) اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی کہ شاید اس طرح لوگ ہدایت حاصل کرلیں (۴۹) اور ہم نے ابن مریم اور ان کی والدہ کو بھی اپنی نشانی قرار دیا اور انہیں ایک بلندی پر جہاں ٹھہرنے کی جگہ بھی تھی اور چشمہ بھی تھا پناہ دی (۵۰) اے میرے رسولو! تم پاکیزہ غذائیں کھاؤ اور نیک کام کرو کہ میں تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہوں (۵۱) اور تمہارا سب کا دین ایک دین ہے اور میں ہی سب کا پروردگار ہوں لہٰذا بس مجھ سے ڈرو (۵۲) پھر یہ لوگ آپس میں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور ہر گروہ جو کچھ بھی اس کے پاس ہے اسی پر خوش اور مگن ہے (۵۳) اب آپ انہیں ایک مدت کے لئے اسی گمراہی میں چھوڑ دیں (۵۴) کیا ان کا خیال یہ ہے کہ ہم جو کچھ مال اور اولاد دے رہے ہیں (۵۵) یہ ان کی نیکیوں میں عجلت کی جاری ہے۔ نہیں ہرگز نہیں انہیں تو حقیقت کا شعور بھی نہیں ہے (۵۶) بیشک جو لوگ خوف پروردگار سے لرزاں رہتے ہیں (۵۷) اور جو اپنے پروردگار کی

نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں (۵۸) اور جو کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہیں بناتے ہیں (۵۹) اور وہ لوگ جو بقدر امکان راہِ خدا میں دیتے رہتے ہیں اور انہیں یہ خوف لگا رہتا ہے کہ پلٹ کر اسی کی بارگاہ میں جانے والے ہیں (۶۰)

تفسیر

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ ۔ اور ہم نے تمہارے اوپر تہ در تہ سات آسمان بنائے ہیں۔

سبع طرائق: سے مراد سات آسمان ہیں جو تہ در تہ بنائے گئے ہیں۔

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝۲۰ ۔

اور وہ درخت جو طور سیناء میں پیدا ہوتا ہے اس سے تیل بھی نکلتا ہے۔ اور وہ کھانے والوں کے لیے سالن بھی ہے۔

شجرۃ زیتون ہے جس کی مثل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

ابوالجارود نے حضرت امام ابوجعفر باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ ۔ ہم نے آسمان سے ایک مخصوص مقدار میں پانی نازل کیا اور پھر اس کو زمین پر ٹھہرا دیا ہے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پانی سے مراد جو زمین پر ٹھہرا یا چشمے اور نہریں اور کنویں ہیں جو اس پانی سے جاری و ساری ہیں۔

اور وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ طور سے مراد وہ پہاڑ ہے۔ سینا سے مراد درخت ہے اور وہ درخت جس سے تیل نکلتا ہے اس سے مراد زیتون کا درخت ہے۔ جس سے تیل نکلتا ہے۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۲۱ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝۲۲ ۔ اور بے شک تمہارے لیے ان جانوروں میں بھی عبرت ہے کہ ہم نے ان کے شکم سے تمہارے سیراب کرنے کا انتظام کرتے ہیں اور تمہارے لیے ان میں بہت سے فوائد ہیں۔ اور تم ان کو کھاتے بھی ہو اور تمہیں ان جانوروں پر اور کشتیوں پر سوار کیا جاتا ہے۔

فُلْكِ: علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے اس فُلْكِ سے مراد کشتیاں ہیں۔ جن پر سوار ہو کر دریاؤں کو عبور کرتے ہیں۔

ابوالجارود کی روایت میں ہے کہ۔ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۔ پس ہم نے ان کو کوڑا کرکٹ بنا دیا ہے۔

زمین سے اُگنے والے نباتات جب خشک ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں تو اس کو کوڑا کرکٹ کہا جاتا ہے۔ یہ مراد ہے غثاء سے ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرٰى ۔ اور اس کے بعد ہم نے مسلسل رسول بھیجے یعنی ایک کے بعد ایک رسول مبعوث کیا تا کہ لوگ ہدایت حاصل کریں۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝۵۰

اور ہم نے ابن مریم اور خود اس کی ماں جناب مریم کو اپنی نشانی قرار دیا اور انہیں ایک بلندی پر جہاں ٹھہرنے کی جگہ بھی تھی اور چشمہ بھی تھا پناہ دی۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ اس رَبْوَةٍ سے مراد حیرہ ہے۔ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝۵۰ سے شہر کوفہ ہے۔ جس شہر میں ان دونوں ماں بیٹے کو پناہ دی گئی وہ کوفہ کا شہر تھا۔

اس کے بعد خدا اپنے رسولوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۔ اے میرے رسولو تم پاکیزہ غذا کھاؤ اور نیک اعمال انجام دو۔ میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں۔ اور یہ تمہارا سب کا مذہب ایک مذہب و دین ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ امت واحدہ سے وہ مذہب ہے جس پر وہ چل کر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں یعنی سب کا دین ایک دین جس کے تم تابع ہو۔ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝۵۳ ۔ ہر گروہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اس میں خوش و مگن ہے۔

ہر وہ شخص جس نے اپنے لئے دین و مذہب اختیار کیا ہے وہ اس پر خوش و مگن ہے۔ اس کے بعد خدا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ فَذَرْهُمْ : اے محمد آپ ان کو چھوڑ دیں۔ فِيْ غَمْرَتِهِمْ ان کو شک گمراہی و حیرت کی وادی میں ایک مدت تک سرگردان چھوڑ دیں۔

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝۵۵ : یہ خیال کرتے ہیں کہ جو کچھ مال اور اولاد ہم ان کو دے رہے ہیں۔

اَيَحْسَبُوْنَ ۔ اے رسول یہ لوگ خیال و گمان کرتے ہیں کہ یہ مال و اولاد جو ہم ان کو دے رہے ہیں یہ ان کے لئے خیر و بہتر ہے۔ ان لوگوں کو شعور ہی نہیں ہے یہ سب کچھ ان کے لئے شر اور امتحان ہے۔ خدا جس سے خیر کا ارادہ کرتا ہے ان کے لئے فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝۵۷ ۔ وہ لوگ خوف خدا سے لرزاں رہتے ہیں۔

یعنی جو خدا کی طرف سے خیر و بہتری پر ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ خواہ ان کے پاس مال و اولاد نہ بھی ہو تب بھی وہ خوف خدا میں رہتے ہیں۔ وہ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دیتے۔ اور وہ لوگ بقدر امکان راہ خدا میں مال دیتے رہتے ہیں۔

يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا جو خدا نے ان کو دیا ہے وہ خدا کی اطاعت اور قرب کے لیے عطا کرتے ہیں۔ وَقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اور ان کے دلوں میں خدا کا خوف رہتا ہے۔ کہ پلٹ کر اسی کی بارگاہ میں جانا ہے۔

آیت ۶۱ تا ۱۰۰

اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا
اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ بَلْ
قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا
عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾
لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ ۖ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى
عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۚ بِهٖ
سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ
اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾
اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ
كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ
وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ
مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۚ وَّهُوَ خَيْرُ
الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ

وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ
اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰٓى اِذَا
فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾
وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا
تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾
وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا
وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا
مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ
فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾
قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾
سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ
شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ
لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا
اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ ۭ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ
وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ

وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٩٢﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا
يُوْعَدُوْنَ ﴿٩٣﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ
نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿٩٥﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ
اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٩٧﴾
وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿٩٨﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ
رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿٩٩﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ
هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٠٠﴾

ترجمہ

یہی وہ لوگ ہیں جو نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں اور سب کے آگے نکل جانے والے ہیں (۶۱) اور ہم کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے ہیں اور ہمارے پاس وہ کتاب ہے جو حق کے ساتھ بولتی ہے اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا ہے (۶۲) بلکہ ان کے قلوب اس کی طرف سے بالکل جہالت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ان کے پاس دوسرے قسم کے اعمال ہیں جنہیں وہ انجام دے رہے ہیں (۶۳) یہاں تک کہ جب ہم نے ان کے مالداروں کو عذاب کی گرفت میں لے لیا تو اب سب فریاد کر رہے ہیں (۶۴) اب آج واویلا نہ کرو آج ہماری طرف سے کوئی مدد نہیں کی جائے گی (۶۵) جب ہماری آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں تو تم الٹے پاؤں واپس چلے جا رہے تھے (۶۶) اکڑتے ہوئے اور قصہ کہتے اور بکتے ہوئے (۶۷) کیا ان لوگوں نے ہماری بات پر غور نہیں کیا یا ان کے پاس کوئی چیز آ گئی ہے جو ان کے باپ دادا کے پاس بھی نہیں آئی تھی (۶۸) یا انہوں نے اپنے رسول کو پہچانا ہی نہیں ہے اور اسی لئے انکار کر رہے ہیں (۶۹) یا ان کا کہنا یہ ہے کہ رسول میں جنون پایا جاتا ہے جب

کہ وہ ان کے پاس حق لے کر آیا ہے اور ان کی اکثریت حق کو ناپسند کرنے والی ہے (۷۰) اور اگر حق ان کی خواہشات کا اتباع کر لیتا تو آسمان و زمین اور ان کے مابین جو کچھ بھی ہے سب برباد ہو جاتا بلکہ ہم نے ان کو ان ہی کا ذکر عطا کیا ہے اور یہ اپنے ہی ذکر سے اعراض کئے ہوئے ہیں (۷۱) تو کیا آپ ان سے اپنا خرچ مانگ رہے ہیں ہرگز نہیں خدا کا دیا ہوا اخراج آپ کے لئے بہت بہتر ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے (۷۲) اور آپ تو انہیں سیدھے راستہ کی دعوت دینے والے ہیں (۷۳) اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہیں وہ سیدھے راستہ سے ہٹے ہوئے ہیں (۷۴) اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور ان کی تکلیف کو دور بھی کر دیں تو بھی یہ اپنی سرکشی پر اڑے رہیں گے اور گمراہ ہی ہوتے جائیں گے (۷۵) اور ہم نے انہیں عذاب کے ذریعہ پکڑا بھی مگر یہ نہ اپنے پروردگار کے سامنے جھکے اور نہ ہی گڑگڑاتے ہیں (۷۶) یہاں تک کہ ہم نے شدید عذاب کا دروازہ کھول دیا تو اسی میں مایوس ہو کر بیٹھ رہے (۷۷) وہ وہی خدا ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے ہیں مگر تم بہت کم شکریہ ادا کرتے ہو (۷۸) اور اسی نے تمہیں ساری زمین میں پھیلا دیا ہے اور اسی کی بارگاہ میں تم اکٹھا کئے جاؤ گے (۷۹) وہی وہ ہے جو حیات و موت کا دینے والا ہے اور اسی کے اختیار میں دن اور رات کی آمد و رفت ہے تو تم عقل کیوں نہیں استعمال کرتے ہو (۸۰) بلکہ ان لوگوں نے بھی وہی کہہ دیا جو ان کے پہلے والوں نے کہا تھا (۸۱) کہ اگر ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈی ہو گئے تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے جانے والے ہیں (۸۲) بیشک ایسا ہی وعدہ ہم سے بھی کیا گیا ہے اور ہم سے پہلے والوں سے بھی کیا گیا ہے لیکن یہ صرف پرانے لوگوں کی کہانیاں ہیں (۸۳) تو ذرا آپ پوچھئے کہ یہ زمین اور اس کی مخلوقات کس کے لئے ہے اگر تمہارے پاس کچھ بھی علم ہے (۸۴) یہ فوراً کہیں گے کہ اللہ کے لئے ہے تو کہئے کہ پھر سمجھتے کیوں نہیں ہو (۸۵) پھر مزید کہئے کہ ساتوں آسمان اور عرش اعظم کا مالک کون ہے (۸۶) تو یہ پھر کہیں گے کہ اللہ ہی ہے تو کہئے کہ آخر اس سے ڈرتے کیوں نہیں ہو (۸۷) پھر کہئے کہ ہر شے کی حکومت کس کے اختیار میں ہے کہ وہی پناہ دیتا ہے اور اسی کے عذاب سے کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے اگر تمہارے پاس کوئی بھی علم ہے (۸۸) تو یہ فوراً جواب دیں گے کہ یہ سب اللہ کے لئے ہے تو کہئے کہ

آخر پھر تم پر کون سا جادو کیا جا رہا ہے (۸۹) بلکہ ہم ان کے پاس حق لے کر آئے ہیں اور یہ سب جھوٹے ہیں (۹۰) یقیناً خدا نے کسی کو فرزند نہیں بنایا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہے ورنہ ہر خدا اپنی مخلوقات کو لے کر الگ ہو جاتا اور ہر ایک دوسرے پر برتری کی فکر اور کائنات تباہ و برباد ہو جاتی۔ اللہ ان تمام باتوں سے پاک و پاکیزہ ہے (۹۱) وہ حاضر و غائب سب کا جاننے والا ہے اور ان سب کے شرک سے بلند و بالاتر ہے (۹۲) اور آپ کہئے کہ پروردگار اگر جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا ہے مجھے دکھا بھی دینا (۹۳) تو پروردگار مجھے اس ظالم قوم کے ساتھ نہ قرار دینا (۹۴) اور ہم جس عذاب کا ان سے وعدہ کر رہے ہیں اسے آپ کو دکھا دینے کی قدرت بھی رکھتے ہیں (۹۵) اور آپ برائی کو اچھائی کے ذریعہ رفع کیجئے کہ ہم ان کی باتوں کو خوب جانتے ہیں (۹۶) اور کہئے کہ پروردگار میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں (۹۷) اور اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آ جائیں (۹۸) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آ گئی تو کہنے لگا کہ پروردگار مجھے پلٹا دے (۹۹) شاید میں اب کوئی نیک عمل انجام دوں۔ ہرگز نہیں یہ ایک بات ہے جو یہ کہہ رہا ہے اور ان کے پیچھے ایک عالمِ برزخ ہے جو قیامت کے دن تک قائم رہنے والا ہے (۱۰۰)

تفسیر

اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾

یہ ہی وہ لوگ ہیں جو نیکیوں میں سبقت کرنے والے اور سب کے آگے نکل جانے والے ہیں۔

ابوالجارود نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اس سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام کی ذات اقدس ہے جو نیکیوں میں سب سے آگے ہیں رسول خدا کے علاوہ کوئی ان سے آگے نہیں ہے۔

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا ۔ بلکہ ان کے قلوب اس کی طرف سے جہالت میں غرق ہیں۔ اور ان کے پاس دوسرے قسم کے اعمال ہیں۔ جن کو وہ انجام دیتے ہیں۔

یعنی قرآن سے جاہل و غافل اور ان کے اعمال قرآن کے مخالف ہیں یہ ایسے ہی لکھا ہوا ہے اور ہم اس لکھے ہوئے کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اور یہ اعمال لوحِ محفوظ پر ہمارے خلق ہونے سے قبل سے ہی لکھے ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے لکھے ہوئے

اعمال کے مطابق یہ عمل کرتے ہیں حالانکہ یہ قرآن کے خلاف ہیں اور قرآن کے خلاف لوح پر درج نہیں ہو سکتے۔

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ ۔ یہاں تک کہ ہم نے ان کے مال داروں کو گرفت میں لے لیا۔

یعنی وہ ان کے بڑے بڑے سردار مالدار تھے ہم نے ان کو عذاب کی گرفت میں لے لیا۔

اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾ ۔ وہ سب فریاد کر رہے تھے۔

جب ان مالداروں پر ہمارا عذاب آیا تو وہ سب فریاد اور آہ و بکا کر رہے تھے اس وقت خدا نے ان کو رد کرتے ہوئے فرمایا:

لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ ۖ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ ۔ اب آج تم واویلا نہ کرو۔ آج تمہاری طرف کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ جب ہماری آیات تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں تو الٹے پاؤں واپس چلے جا رہے تھے۔ اکڑتے ہوئے اور قصہ کہتے اور بکتے ہوئے۔

یعنی اس سے مراد ہے کہ تکبر و غرور سے اپنے قصہ بیان کرتے رہتے تھے اور ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۔ یہ کہتے ہیں کہ اس میں جنون پایا جاتا ہے۔ کفار کہتے تھے کہ رسول اللہ کے بارے میں جھوٹ و افتراء باندھتا ہے یا وہ مجنون ہے۔ تو خدا نے ان کو رد کرتے ہوئے پھر فرمایا: بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ ۔ بلکہ ہمارا رسول ان کے پاس حق لے کر آیا ہے اور ان کی اکثریت حق کو پسند نہیں کرتی۔

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۔

اگر حق ان کی خواہشات کی اتباع کر لیتا تو آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ سب برباد ہو جاتا۔

حق سے مراد حضرت رسول خدا اور امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ (یعنی اگر رسول خدا اور علی علیہ السلام باطل کی اتباع کرتے تو فساد ہو جاتا ہے اب فساد نہیں ہوا تو اس معلوم ہوا کہ حق نے باطل کی اتباع و بیعت نہیں مترجم) حق سے مراد رسول و علی ہیں اس پر دلیل خدا کا یہ قول ہے جس میں خدا نے فرمایا: قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۔ تحقیق ہمارا رسول تمہارے پاس اپنے رب کی طرف سے حق لے کر آیا۔"

یعنی حق سے مراد امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے۔ اور پھر خدا کا یہ قول دلیل ہے جس میں خدا اپنے نبی کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ يَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ۔ اے محمد یہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ حق ہے۔

یعنی علی امام حق ہے۔ آپ ان کے جواب میں فرما دیں کہ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۔ آپ کہہ دیں ہاں خدا کی قسم یہ ہی حق ہے۔

یعنی علی علیہ السلام ہی امام برحق ہیں۔ اور اس کی مثل زیادہ ہیں اور یہ کہ اس آیت کریم میں حق سے مراد رسول خدا اور امیر المومنین ہیں جس خدا نے فرماتا ہے۔ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ۔

یہ ہے کہ خدا یہ کہنا چاہتا ہے کہ اگر ہمارا رسول اور علی دونوں کفار قریش کی اتباع کر لیتے تو آسمان وزمین اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب برباد ہو جاتے آسمان کا فساد سے مراد یہ ہے کہ آسمان سے بارش نازل نہ ہوتی۔

زمین کے فساد سے مراد یہ ہے کہ اس سے کوئی فصل نہ اُگتی اور اسی میں لوگوں کا فساد ہے۔

وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ۔ آپ ان کو سیدھے رستے کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ وہ سیدھا راستہ علی علیہ السلام کی ولایت امامت ہے۔

وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝

اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں۔

آپ نے فرمایا وہ امام برحق سے ہٹے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد خدا دھریوں کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝

کافروں نے کہا کہ اگر ہم مر گئے اور مٹی وہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے جانے والے ہیں۔ ان باتوں کا ہم سے اور ہمارے آباؤ اجداد سے بھی وعدہ کیا گیا تھا لیکن یہ صرف پرانی باتیں ہیں۔

مراد یہ ہے کہ یہ پرانے لوگوں کے جھوٹے قصے ہیں جو بیان کیے جاتے ہیں خدا ان کو رد کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ ۔ بلکہ ہم ان کے پاس حق لے کر آئے ہیں اور یہ سب جھوٹے ہیں۔

اس کے بعد میں خدا ثانویہ (یعنی دو خدا کہنے والوں) کو رد کرتے ہوئے فرماتا ہے۔۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔

یقیناً خدا نے کسی کو فرزند نہیں بنایا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہے۔ ورنہ ہر خدا اپنی مخلوق کو لیکر الگ ہو جاتا اور ہر ایک دوسرے پر برتری کی فکر کرتا اور یہ کائنات برباد ہو جاتی۔

علی بن ابراہیم فرماتے کہ خدا ان لوگوں کو رد کرتا ہے جو دو یا زیادہ خدا کے قائل ہیں ان کو رد کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ اگر دو یا زیادہ خدا ہوتے جیسا کہ تم لوگ خیال کرتے ہو۔ تو پھر معاملہ یوں ہوتا کہ ہر خدا اپنی مخلوق لے کر الگ ہو جاتا اور دونوں ایک دوسرے پر برتری حاصل کرتے جب اختلاف ہو جاتا مثلاً ایک خدا کہتا کہ میں یہ مخلوق بنانا چاہتا ہوں اور دوسرا کہتا کہ میں دوسری مخلوق کو پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ ایک کہتا کہ میں یہ چاہتا ہوا اور دوسرا یہ کہتا کہ میں یہ چاہتا ہوں اور ان دونوں میں سے ہر کوئی دوسرے

پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا اور ان دونوں میں سے ایک انسان کو خلق کرنا چاہتا اور دوسرا اس مادہ سے جانور خلق کرنا چاہتا تو انسان اور جانور ایک ہی وقت میں ایک ہی مادہ سے خلق ہو جاتے حالانکہ ایسا کوئی وجود نہیں ہے اور جب یہ ثابت ہو چکا کہ ایسا نہیں ہے تو ثابت ہو گیا کہ اس کائنات کی تدبیر اور خلقت ایک ہی مدبر وخالق کا اثر ہے اسی وجہ سے خدا نے فرمایا:

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ: خدا نے کسی کو نہ بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی دوسرا خدا ہے پھر فرمایا: خدا اس سے بلند وبالا ومنزہ ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ ۔ اے میرے نبی آپ فرمادیں اے میرے خدا یا میں شیطان کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ علامہ فرماتے کہ اس مراد وہ وسوسے ہیں جو شیطان اور اس کے ساتھی انسانوں کے دلوں میں پیدا کرتے ہیں۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ۭ ۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آ گئی تو کہنے لگا کہ پروردگار مجھے پلٹا دے شاید میں اب کوئی نیک عمل انجام دوں ہرگز نہیں یہ ایک بات ہے کہ جو یہ کہہ رہا ہے۔

یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو زکوٰۃ نہیں دیتے تھے اور خمس نہیں دیتے تھے۔

حدثنی علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے انہوں نے خالد سے اور انہوں نے حریز سے اور انہوں حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا مال دار شخص اپنے سونے اور چاندی کی زکوٰۃ وخمس ادا نہیں کرتا اللہ اس کو ایک ایسے مکان میں قید کرے گا جس میں درندے ہونگے اور پھر اس پر ان کو مسلط کر دے گا۔ وہ اس کی طرف بڑھیں گے اور اس کو ڈرائیں گے جب اس کو یقین ہو جائے گا اب ان سے چھٹکارا ممکن نہیں ہے۔ تو اس وقت وہ درندے اس کو اس طرح چبا دیں گے جیسے تیز دانت گاجر مولی کو چبا دیتے ہیں۔

اور ہر وہ شخص جس کے جانوروں پر زکوٰۃ واجب ہو اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہ کریں تو خدا اس کو قیامت دن ایک ایسے مکان میں قید کرے گا کہ جس میں اس کے لیے کوئی چیز نہیں ہوگی اور پھر اس پر سینگ والے جانوروں کو مسلط کرے گا اس جو اس کو سینگوں سے مار مار اکر اس کا برتھا بنا دے گے اور کھروں والے جانوں اس کو روند کر پیس دیں گے۔

اور ہر وہ شخص جو اپنے غلہ کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن خدا اس کے پودے کی جگہ سے زمین کو ساتویں زمین تک کو اکھاڑ کر اس کی گردن کا طوق بنا دے گا۔

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ ۔ اور ان کے پیچھے برزخ بھی ہے جو قیامت کے دن تک قائم رہے گی۔

بَرْزَخٌ : دو امروں کے درمیان کا امر ہے۔ یعنی دنیا آخرت کے درمیان ثواب وعقاب کا زمانہ ہے۔ یہ آیت ان لوگوں کا رد ہے جو قبر کے عذاب وثواب کے قیامت سے پہلے کے منکر ہیں کہتے قبر میں نہ ثواب ہے اور نہ عذاب تو ان کا یہ آیت رد ہے اسی وجہ سے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں خدا کی قسم میں تم لوگوں (شیعوں) کے بارے میں بررخ کے وقت سے ڈرتا ہوں جب قیامت ہوگی تو پھر تمہارا معاملہ ہمارے سپرد ہوگا ہم تمہارے بارے میں زیادہ رحم کرنے والے ہونگے اور امام علی بن حسین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا دوزخ کے گھڑھوں ایک گھڑھا ہے۔

ابوالجارود کی روایت میں حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا نے اس قول ہیں، اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ : کیا یہ آپ سے خراج کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیں خدا کا خراج تمہارے لیے بہتر ہے یعنی یہ آپ خدا کے اجر بارے میں سوال کرتے ہیں تو خدا کا اجر خیر ہے اور وہ ہی بہترین رزق دینے والا ہے۔ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ . اور ہم نے ان کو اپنے عذاب میں گرفتار کیا مگر یہ نہ اپنے رب کے سامنے جھکے اور نہ ہی گڑگڑاتے ہیں۔

وہ عذاب، بھوک، خوف اور قتل کا تھا۔

حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ .

یہاں تک کہ ہم نے ان پر شدید عذاب کا دروازہ کھول دیا تو وہ مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔

یعنی جب وہ مایوس و ناامید ہو گئے تو ہار کر بیٹھ گئے۔

غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا۔ وہ لوگ کہیں گے اے خدا یا ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی ہے۔

پس یہ لوگ جب آخرت کے معاملات کا سامنا کریں گے تو یہ جان لیں گے یہ شقی ہیں اور یہ بھی جان لیں گے کہ اب ان کا جاننا ان کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ تو اس وقت خدا کی بارگاہ میں عرض کریں گے اے ہمارے خدا یا ہمیں اس جہنم سے نکال دے اور ہمیں واپس پلٹا دے اور اگر ہم پھر ایسے کریں تو پھر ہم ظالم ہیں اس وقت آواز آئے گی قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ . تو آواز آئے گی کہ باتیں مت کرو اب اس میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے جاتے جائیں گے یہاں تک کہ ستر (70) سال کے بعد وہ جہنم کی تہ تک پہنچ جائیں گے۔

آیت ۱۰۱ تا ۱۱۸

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ۝١٠١
فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝١٠٢ وَمَنْ خَفَّتْ
مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝١٠٣
تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝١٠٤ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى
عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝١٠٥ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا
وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝١٠٦ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝١٠٧
قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝١٠٨ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝١٠٩
فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ
تَضْحَكُوْنَ ۝١١٠ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ
الْفَآئِزُوْنَ ۝١١١ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ۝١١٢ قَالُوْا
لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ۝١١٣ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا
قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝١١٤ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا
وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝١١٥ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝١١٦ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ

بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

ترجمہ

پھر جب صور پھونکا جائے گا تو نہ رشتہ داریاں ہوں گی اور نہ آپس میں کوئی ایک دوسرے کے حالات پوچھے گا (۱۰۱) پھر جن کی نیکیوں کا پلّہ بھاری ہوگا وہ کامیاب اور نجات پانے والے ہوں گے (۱۰۲) اور جن کی نیکیوں کا پلّہ ہلکا ہوگا وہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے نفس کو خسارہ میں ڈال دیا ہے اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں (۱۰۳) جہنّم کی آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اور وہ اسی میں منہ بنائے ہوئے ہوں گے (۱۰۴) کیا ایسا نہیں ہے کہ جب ہماری آیتیں تمہاری سامنے پڑھی جاتی تھیں تو تم ان کی تکذیب کیا کرتے تھے (۱۰۵) وہ لوگ کہیں گے کہ پروردگار ہم پر بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم گمراہ ہوگئے تھے (۱۰۶) پروردگار اب ہمیں جہنّم سے نکال دے اس کے بعد دوبارہ گناہ کریں تو ہم واقعی ظالم ہیں (۱۰۷) ارشاد ہوگا کہ اب اسی میں ذلّت کے ساتھ پڑے رہو اور بات نہ کرو (۱۰۸) ہمارے بندوں میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جن کا کہنا تھا کہ پروردگار ہم ایمان لائے ہیں لہٰذا ہمارے گناہوں کو معاف کردے اور ہم پر رحم فرما کہ تو بہترین رحم کرنے والا ہے (۱۰۹) تو تم لوگوں نے ان کو بالکل مذاق بنالیا تھا یہاں تک کہ اس مذاق نے تمہیں ہماری یاد سے بالکل غافل بنا دیا اور تم ان کا مضحکہ ہی اڑاتے رہ گئے (۱۱۰) آج کے دن ہم نے ان کو یہ جزا دی ہے کہ وہ سراسر کامیاب ہیں (۱۱۱) پھر خدا پوچھے گا کہ تم روئے زمین پر کتنے سال رہے (۱۱۲) وہ جواب دیں گے کہ ایک دن یا اس کا بھی ایک ہی حصّہ اسے تو شمار کرنے والوں سے دریافت کرلے (۱۱۳) ارشاد ہوگا کہ بیشک تم بہت مختصر رہے ہو اور کاش تمہیں اس کا ادراک ہوتا (۱۱۴) کیا تمہارا خیال یہ تھا کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف پلٹا کر نہیں لائے جاؤ گے (۱۱۵) پس بلند و بالا ہے وہ خدا جو بادشاہ برحق ہے اور

اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور وہ عرش کریم کا پروردگار ہے (۱۱۶) اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور خدا کو پکارے گا جس کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے تو اس کا حساب پروردگار کے پاس ہے اور کافروں کے لئے نجات بہرحال نہیں ہے (۱۱۷) اور پیغمبر آپ کہئے کہ پروردگار میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر کہ تو بہترین رحم کرنے والا ہے (۱۱۸)

تفسیر

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾.

پھر جب صور پھونکا جائے گا تو نہ رشتہ داریاں ہوں گی اور نہ ہی آپس میں کوئی ایک دوسرے کا حال پوچھے گا۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں یہ قول ان لوگوں کے لیے رد ہے جو نسب پر فخر کرتے ہیں۔ قیامت کے دن کوئی دوسرے پر مقدم نہیں ہوگا سوائے اعمال کے ذریعے اور اس پر دلیل خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جس میں آپ نے فرمایا: اے لوگو! عربیت کوئی باپ نہیں ہے جو موجود ہو بلکہ یہ ایک زبان ہے پس جو عربی زبان بولتا ہے وہ عربی ہے آگاہ ہو جاؤ تم سب بابا آدم کی اولاد ہو اور بابا آدم مٹی سے بنائے گئے تھے خدا کی قسم وہ غلام حبشی جو خدا کی اطاعت کرتا ہے وہ اس قریشی سردار سے افضل ہے جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔ تم میں خدا کی بارگاہ میں مکرم و عزت دار وہ ہی ہے جو صاحب تقویٰ ہے اور اس پر خدا کا قول بڑی دلیل ہے جس میں خدا فرماتا ہے۔ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۔ جب قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا پس جس کے اعمال خیر وزنی ہونگے وہ ہی کامیاب ہونے والے ہونگے اور جن کے برے اعمال وزنی ہونگے یہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں رکھا اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہی رہ جائیں گے۔

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۔ یعنی آگ ان کے چہرے جلا کر رکھ دے گی۔

یعنی آگ ان پر بھر کائی جائے گی۔ جو ان کو جلا کر راکھ کر دے گی۔

وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ ۔ اور ان کے چہروں پر گوشت نہیں ہوگا۔

یعنی قیامت کے دن ان لوگوں کی جہنم میں یہ حالت ہوگی کہ ان کے منہ کھلے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ کی وجہ سے گوشت نہیں ہوگا وہ جل چکے ہونگے۔

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ .

پھر خدا ان سے سوال کرے گا کہ تم روئے زمین پر کتنے سال رہے ہو؟ وہ جواب دیں گے ہم روئے زمین پر ایک دن یا بعض حصہ دن کا رہے ہیں۔ اسے تو آپ شمار کرنے والوں سے دریافت کرلیں۔

یعنی شمار کرنے والوں سے مراد وہ فرشتے ہیں۔ یعنی وہ جواب دیں گے اے خدا آپ ان فرشتوں سے سوال کریں جو ہمارے ایام زندگی کو شمار کرتے تھے اور ہماری گھڑیوں کو لکھتے اور ہمارے ان اعمال کو لکھتے تھے جو ہم انجام دیتے تھے۔ تو پھر خدا ان کے رد میں فرمائے گا۔ قٰلَ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا لَّوۡ اَنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ﴿۱۱۲﴾ ارشاد ہوگا یقیناً گمان کرلیا کم مدت رہے ہو اور کاش تم اس کو جانتے ہوتے۔ اور تم نے یہ گمان کرلیا تھا کہ تمہیں بے ہودہ خلق کیا گیا ہے اور تم ہماری طرف پلٹائے نہیں جاؤ گے۔

وَمَنۡ يَّدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ﴿۱۱۷﴾

جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پکارے گا جس کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔ تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے اور کافروں کے لیے بہرحال نجات نہیں ہوگی۔

لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ: یعنی اس کے لیے کوئی حجت و دلیل نہیں ہوگی خدا کی بارگاہ میں اس کو حساب دینا ہوگا۔

وَقُلۡ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ﴿۱۱۸﴾

اے محمد آپ کہہ دیں اے میرے خدا یا میری مغفرت فرما۔ اور مجھ پر رحم فرما اور تو سب سے رحم کرنے والا ہے۔

سورۃ المومنون تمام شد

سُوْرَةُ النُّوْرِ

یہ سورہ مبارکہ نوریہ مدنی ہے اور اس کی آیات چونسٹھ ہیں۔ اور اس کے رکوع کی تعداد نو (9) ہیں۔

قرآن کی ترتیب میں اس کا نمبر 24 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کے نمبر 102 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

ثواب اعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا سورہ نور کی تلاوت سے اپنے مال و ناموس کی حفاظت کرو اور اس سورہ کی تلاوت کرکے اپنی عورتوں کی ناموس کی محافظت کرو۔ جو شخص روزانہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا اس کے خاندان میں کے مرنے کے وقت تک کوئی بھی زنا نہیں کرے گا اور جب یہ شخص مرے گا تو 70 ہزار فرشتے اس کو قبر تک اس کے جنازہ کی مشایعت کریں اور وہ تمام فرشتے اس کے قبر میں داخل ہونے تک دعا کرتے رہیں گے اور اس کے لیے مغفرت طلب کریں گے۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت ۱ تا ۱۰

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سُوۡرَةٌ اَنۡزَلۡنٰهَا وَفَرَضۡنٰهَا وَاَنۡزَلۡنَا فِيۡهَاۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ﴿۱﴾ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىۡ فَاجۡلِدُوۡا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا مِائَةَ جَلۡدَةٍ ۖ وَّلَا تَاۡخُذۡكُمۡ بِهِمَا رَاۡفَةٌ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۚ وَلۡيَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴿۲﴾ اَلزَّانِىۡ لَا يَنۡكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوۡ مُشۡرِكَةً ۙ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنۡكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوۡ مُشۡرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴿۳﴾ وَالَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ

الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ﴿۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۸﴾ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

یہ ایک سورہ ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور فرض کیا ہے اور اس میں کھلی ہوئی نشانیاں نازل کی ہیں کہ شاید تم لوگ نصیحت حاصل کرسکو (۱) زنا کار عورت اور زنا کار مرد دونوں کو سو سو کوڑے لگاؤ اور خبردار دین خدا کے معاملہ میں کسی مروت کا شکار نہ ہو جانا اگر تمہارا ایمان اللہ اور روزِ آخرت پر ہے اور اس سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہئے (۲) زانی مرد زانیہ یا مشرکہ عورت ہی سے نکاح کرے گا اور زانیہ عورت زانی مرد یا مشرک مرد ہی سے نکاح کرے گی کہ یہ صاحبانِ ایمان پر حرام ہیں (۳) اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں اور چار گواہ فراہم نہیں کرتے ہیں انہیں

اسّی کوڑے لگاؤ اور پھر کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرنا کہ یہ لوگ سراسر فاسق ہیں (۴) علاوہ ان افراد کے جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور اپنے نفس کی اصلاح کرلیں کہ اللہ بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے (۵) اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس اپنے علاوہ کوئی گواہ نہیں ہوتا ہے تو ان کی اپنی گواہی چار گواہیوں کے برابر ہوگی اگر وہ چار مرتبہ قسم کھا کر کہیں کہ وہ سچے ہیں (۶) اور پانچویں مرتبہ یہ کہیں کہ اگر وہ جھوٹے ہیں تو ان پر خدا کی لعنت ہے (۷) پھر عورت سے بھی حد برطرف ہوسکتی ہے اگر وہ چار مرتبہ قسم کھا کر یہ کہے کہ یہ مرد جھوٹوں میں سے ہے (۸) اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اگر وہ صادقین میں سے ہے تو مجھ پر خدا کا غضب ہے (۹) اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور وہ توبہ قبول کرنے والا صاحب حکمت نہ ہوتا تو اس تہمت کا انجام بہت برا ہوتا (۱۰)

تفسیر

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱﴾ . یہ ایک سورہ ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور فرض کیا ہے اور اس میں کھلی نشانیاں نازل کی ہیں تاکہ تم لوگ نصیحت حاصل کرسکو۔

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱﴾ . سے مراد ہے تاکہ نصیحت حاصل کرو۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۔

زنا کار عورت اور زنا کار مرد دونوں کو سو سو کوڑے مارو۔

علامہ فرماتے ہیں یہ آیت ناسخ ہے یعنی اس نے ایک دوسری آیت کو منسوخ کردیا ہے۔ اور وہ آیت یہ ہے۔ وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ . (سورہ نساء آیت نمبر ۱۵) اور تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کریں ان پر چار گواہوں کی گواہی طلب کرو۔ اور اگر وہ گواہی دے دیں تو پھر ان کو اپنے گھروں میں قید کرلو۔ یہاں تک کہ وہ مرجائیں یا خدا ان کے لیے کوئی راستہ معین کرے۔

اس آیت میں عورتوں کو گھروں میں قید کا حکم دیا گیا تھا اور اس حکم کو تو خدا نے اس آیت کریم ''اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۔ کے ذریعے منسوخ کردیا ہے۔ لہٰذا اب اس آیت کے نازل ہونے بعد زنا کار عورت کی حد سو کوڑے معین ہوگئی۔ جب کہ پہلے صرف سزا عورت کے لیے تھی اب عورت اور مرد دونوں پر حد جاری ہونے کا حکم

نازل ہوا۔ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ۔ اور خبر زانی اور زانیہ کے بارے میں کسی قسم کی مروت کا شکار نہ ہونا۔

یعنی زانی مرد اور زانیہ عورت پر زنا ثابت ہونے کے بعد حد جاری کرنے میں کسی قسم کی مروت و رعایت کا شکار نہ ہو جانا۔

اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔ اگر تم خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یعنی اگر صاحب ایمان ہو تو زانی و زانیہ دونوں پر حد کو جاری کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کرنا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس سے قبل آیت رجم نازل ہو چکی تھی کہ جس میں خدا نے فرمایا:

الشيخ والشيخة اذازنيا فارجو هما البتة فانها قضيا الشهوة نكالا من الله والله عليم حكيم

بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت اگر دونوں آپس میں زنا کریں تو دونوں کو رجم یعنی سنگسار کر دو۔ کیونکہ وہ شہوت والی عمر کو پورا کر چکے ہیں۔ یہ ان کے لیے خدا کی طرف سے سزا ہے۔ اور اللہ جاننے والا اور حکیم ہے۔

یہ آیت بھی منسوخ ہو چکی ہے (البتہ اس کی تلاوت بھی منسوخ ہو چکی ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ رجم کا حکم فقط احادیث سے ثابت ہے مترجم۔)

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲

اور سزا دینے کے وقت مومنین کی ایک جماعت کو حاضر کرو۔

یعنی جب زانی مرد اور زانیہ عورت کو کوڑے مارے جائیں تو مومنین کی ایک جماعت کو بلایا جائے وہ سزا ان لوگوں کے لیے بھی عبرت کا باعث ہو سکے۔

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۚ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳ زانی مرد زانیہ عورت یا مشرکہ عورت سے نکاح کرے۔ اور زانیہ عورت زانی مرد اور مشرک مرد سے فقط نکاح کرے یہ مومنین پر حرام ہیں۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ خدا نے زنا کاروں سے نکاح کو حرام کرتے ہوئے یہ حکم دیا ہے کہ زانی زانیہ کے لیے اور زانیہ زانی کے لیے ہیں یہ مومنین پر حرام ہیں۔ اور یہ آیت ان لوگوں کو بھی رد کرتی ہے جو اس کے قائل ہیں کہ زانیہ عورت سے نکاح متعہ کرنا جائز ہے۔ اور ان سے نکاح بھی جائز ہے جبکہ یہ دنیا میں زنا کار مشہور و معروف ہو چکی ہو اور مردان کے پاک کرنے

پر قدرت بھی نہیں رکھتا اور ان کو قید رکھنے پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔

یہ آیت مکہ کی عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی یعنی یہ آیت گویا مکی ہے۔ یہاں کی عورتیں اعلانیہ زنا کرواتی تھیں۔ اور وہ رسول خدا کے سامنے ہجوم کرتی تھیں۔ پس خدا نے ان عورتوں سے نکاح کو حرام قرار دیا۔ اور یہ ہی حکم پھر بعد والی عورتوں میں بھی جاری کر دیا گیا جو ان کی مثل تھیں۔

زنا کی حد کی اقسام:

علامہ بیان کرتے ہیں کہ زنا کی مختلف اقسام ہیں اور مقابل میں حد کی بھی مختلف اقسام ہیں۔ اسی وجہ سے خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب کے دور میں ان کے دربار میں چھ افراد کو لایا گیا جنہوں نے زنا کیا تھا تو خلیفہ وقت نے سب پر حد جاری کرنے کا حکم صادر فرما دیا اتفاق سے امیر المومنین علی علیہ السلام بھی دربار میں تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا اے خلیفۃ المسلمین ان سب پر حد کا حکم یکساں نہیں ہوگا۔ خلیفہ نے عرض کیا آپ جو مناسب سمجھیں ان پر حد شرعی جاری فرمائیں آپؑ نے ان چھ افراد میں سے ایک کو طلب کیا اور آپ نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو دوسرے کے بارے میں فرمایا کہ اس کو رجم کرو۔ تیسرے کے بارے حکم دیا کہ اس کو سو کوڑے مارو۔ چوتھے کے لیے حکم دیا کہ اس کو پچاس کوڑے مارے جائیں اور پانچویں کو حکم دیا کہ اس پر تعزیر لگائی جائے اور چھٹے کو رہا کر دیا۔

آپ علیہ السلام کا فیصلہ سن کر حضرت عمر اور دوسرے سارے اصحاب نے بڑا تعجب کیا اور عرض کی۔ اے ابوالحسن چھ افراد کا جرم ایک تھا اور آپ نے پانچ کو مختلف سزائیں دیں اور ایک کو رہا کر دیا آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں جو پہلا جس کے قتل حکم دیا ہے وہ کافر ذمی ہے اور اس نے ایک مسلمان عورت سے زنا کیا ہے لہٰذا اس کا ذمہ ختم ہو گیا ہے لہٰذا اس کے لیے حکم یہ ہی کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ دوسرا شخص جس کے رجم کا حکم دیا گیا ہے وہ شادی شدہ ہے لہٰذا اس کا حکم رجم جو تیسرا شخص کنوارہ ہے اس لیے اس پر سو کوڑے کا حکم دیا گیا ہے۔ چوتھا شخص جس پر پچاس کوڑے کا حکم دیا ہے وہ غلام ہے اس کی سزا نصف ہے۔ پانچواں اس نے وطی بالشبہ کی ہے۔ لہٰذا اس پر تعزیر لگانے کا حکم دیا ہے اور چھٹا پاگل و دیوانہ ہے اس پر شرعی حکم نافذ نہیں ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۴ اور وہ مرد جو پاک دامنہ عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں اور پھر وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکتے تو ان گواہی کوڑے مارے جائیں اور ان کی کبھی گواہی قبول نہ کرنا کیونکہ یہ لوگ فاسق ہو چکے ہیں۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے حماد سے اور انہوں نے حریز سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا قاذف (زنا کی تہمت لگانے والا) کو اسی کوڑے

مارے جائیں اور اس کی کبھی بھی گواہی قبول نہ کی جائے سوائے اس صورت کہ وہ توبہ کرے یا اپنے آپ کو جھوٹا قرار دے پس اگر تین آدمی گواہی دیں اور چوتھا گواہ نہ ہو تو تینوں کو اسی اسی کوڑے مارے جائیں گے اور ان میں سے کسی کی گواہی کو قبول نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ چوتھا گواہ بھی ان کے ساتھ ایسے ہی انداز میں گواہی دے کہ ہم نے ایسے دیکھا ہے جیسے سرمہ دانی میں سرمچو کو ڈالا جاتا ہے۔ تو پھر زنا کاروں کو پر حد جاری ہوگی اور اگر خود شخص زنا کار اپنی زبان سے زنا کرنے کا اقرار کرے کہ میں نے زنا کیا ہے تو اس کی بھی گواہی کو قبول نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ چار مرتبہ اقرار کرے اور اگر وہ چار مرتبہ اقرار کرے تو پھر اس پر حد جاری ہوگی۔

امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کا زنا کا اقرار کرنا

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے وہ انہوں عبدالرحمان بن ابی نجران سے اور انہوں نے عاصم بن حمید سے اور انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں نے کہا ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام الصادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی اے امیر المومنین میں نے زنا کیا ہے آپ مجھے پاک کریں آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تو مجنون پاگل ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تو قرآن میں سے کوئی چیز پڑھی ہے؟ تو اس نے عرض کیا، ہاں، پھر آپ نے اس نے فرمایا: تو کس قبیلہ میں سے ہیں۔ تو اس عرض کیا کہ میں مدنی سے یا حضنیہ میں سے ہوں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا جاؤ یہاں تک میں تیرے بارے میں لوگوں سے پوچھ گچھ کرلوں۔ پس وہ چلا گیا تو آپ علیہ السلام نے لوگوں سے اس کے بارے میں سوال کیا کہ یہ کیسا ہے تو لوگوں نے جواب میں عرض کیا اے امیر المومنین یہ مرد صحیح العقل مسلمان ہے۔

اس کے بعد پھر وہ آیا اور پھر عرض کی یا میر المومنین میں زنا کیا ہے آپ مجھے پاک کریں آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: وائے ہو تیرے پر کیا تو شادی شدہ ہے اس نے عرض کیا کہ ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تیری زوجہ تیرے پاس حاضر تھی یا غائب تھی؟ تو اس نے عرض کیا کہ وہ میرے پاس حاضر تھی۔

آپ نے فرمایا جاؤ تا کہ میں تیرے معاملہ کے بارے میں غور کرتا ہوں۔

وہ چلا گیا اور پھر وہ تیسری مرتبہ آیا اور پھر اس نے آپ علیہ السلام کے سامنے وہی اقرار کیا۔ تو آپ نے پھر اس کے سامنے اس کا تکرار کیا اور پھر اس کو واپس کر دیا اور کہا کہ پھر آؤ۔ پس وہ چلا گیا۔ اور اس کے بعد وہ چوتھی مرتبہ آپ کے پاس آیا اور عرض کی اے امیر المومنین میں نے زنا کیا ہے آپ مجھے پاک کریں۔ پس امیر المومنین نے اس کی گرفتاری کا حکم صادر فرمایا: اور آپ نے منادی کرادی کہ اے لوگو! یہ مرد چاہتا ہے کہ اس پر خدا کی معین کردہ حد جاری کی جائے پس تم لوگ سب نکلو اس حالت میں کہ تم ایک دوسرے کی شناخت نہ کر سکو اور اپنے ہاتھوں میں پتھر لے کر نکلو پس جب دوسرا دن ہوا امیر المومنین علیہ السلام صبح صبح باہر نکلے اور دو رکعت

نماز ادا کی اور پھر ایک گڑھا کھودنے کا حکم دیا اور اس گڑھے میں اس شخص کو کھڑا کیا پھر آواز دی اے لوگو! یاد رکھو یہ خدا کا معین کردہ حق ہے اس کو وہ شخص طلب نہ کرے جس کے ذمہ اس جیسا کوئی خدا کا حق ہو۔ (یعنی جس پر حد واجب ہو چکی ہے وہ اس رجم میں شرکت نہ کرے) پس جس شخص کے ذمہ ایسا کوئی خدا کا حق ہے وہ پلٹ جائے۔ کیونکہ خدا کی طرف سے وہ بندہ حد قائم نہیں کر سکتا اس کے ذمہ خدا کی طرف سے حد ہو۔ پس سارے لوگ واپس پلٹ گئے۔

اس کے بعد امیر المومنین علی علیہ السلام نے چار مرتبہ تکبیر کا نعرہ بلند کیا پھر اس کو پتھر مارا پھر امام حسن علیہ السلام نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور آپ نے بھی اس کو پتھر مارا پھر ایسے ہی امام حسین علیہ السلام نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا اور آپ نے بھی اس کو پتھر مارا پس جب وہ مر گیا تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس کو اس گڑھے سے باہر نکالا اور پھر اس پر نماز جنازہ ادا کی۔ تو لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین کیا آپ اس کو غسل میت نہیں دیں گے تو آپ نے فرمایا اس کو اس چیز سے غسل دے دیا گیا ہے اب وہ قیامت تک کے لیے پاک ہی رہے گا۔

اس کے بعد امیر المومنین فرماتے ہیں کہ اے لوگو! اگر تم میں سے کوئی شخص ایسی بدکاری کا ارتکاب کرے۔ تو اس کو چاہے کہ وہ اس معاملہ کی خدا کی بارگاہ توبہ کرے۔ جو کام اس کے اور اللہ کے درمیان ہے۔ اس کو ظاہر نہ کرے اور توبہ کرے وہ بہت بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اور جو خدا کی بارگاہ میں پوشیدہ طور پر توبہ کی جاتی ہے وہ اس سے بہتر ہے کہ انسان اپنے آپ کو رسواء کرے اور اپنا پردہ فاش کرے لہٰذا اس کو پوشیدہ طور پر توبہ کرنا چاہیے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس اپنے علاوہ کوئی گواہ نہیں ہوتا ان کی گواہی چار گواہوں کے برابر ہوگی اگر وہ چار مرتبہ قسم کھا کر کہیں کہ وہ سچے ہیں۔ اور پانچوں مرتبہ یہ کہیں کہ اگر وہ جھوٹے ہیں تو ان پر خدا کی لعنت ہو۔ اور پھر عورت سے بھی حد برطرف ہو سکتی ہے۔ اگر وہ بھی چار مرتبہ قسم کھا کر کہے کہ یہ مرد جھوٹوں میں سے ہے۔ اور پانچوں مرتبہ یہ کہے کہ اگر وہ مرد سچا

ہے تو مجھ پر خدا کی لعنت وغضب ہے۔ اور اگر تم پر خدا کی رحمت اور فضل نہ ہوتا وہ تو بہت بڑا توبہ قبول کرنے والا صاحب حکمت نہ ہوتا تو اس تہمت کا انجام بہت برا ہوتا۔

شان نزول

یہ آیت لعان کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس کا مطلب ہے کہ ایک دوسرے پر لعنت کرنا۔

اس آیت کے نازل ہونے سبب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنگ تبوک سے واپس آئے تھے آپ کی خدمت میں عویمر بن ساعدہ عجلانی حاضر ہوا۔ اور اس کا تعلق انصار سے تھا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ میری! عورت سے شریک بن السماء نے زنا کیا ہے وہ اس سے حاملہ ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منہ پھیر دیا۔ اس نے دوبارہ یہی گفتگو کی۔ اس نے چار مرتبہ یہی گفتگو دہرائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے گھر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیت لعان نازل فرمائی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمر سے فرمایا: کہ تم میرے پاس اپنی بیوی کو لے کر آؤ۔ اللہ نے تمہارے مسئلے کے متعلق قرآن کی آیت نازل فرمائی ہے۔

عویمر گھر گیا اور اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں بلا رہے ہیں۔ عورت معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ عورت کے ساتھ اس کے بہت سے رشتہ دار آئے۔ جب وہ دربار نبوت میں حاضر ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمر سے فرمایا کہ تم منبر کے قریب آجاؤ اور ایک دوسرے سے لعان کرو۔ اس نے کہا: یارسول اللہ میں کیا کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آگے بڑھو اور کہو کہ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں۔ وہ آگے بڑھا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے الفاظ دہرائے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے چار مرتبہ یہی الفاظ دہرائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نے جھوٹ بولا تو تم پر خدا کی لعنت ہوگی اور اگر تم سچے ہو تو پانچویں مرتبہ یہ الفاظ کہو کہ اگر میں جھوٹا ہوا تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

عویمر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہ الفاظ کہے۔

آنحضرت نے فرمایا کہ اگر یہ شخص جھوٹا تو اس پر خدا کی لعنت ضرور ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اب تم علیحدہ ہو جاؤ۔ وہ علیحدہ ہو گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بیوی سے فرمایا کہ اب تم آگے بڑھو۔

چنانچہ عورت آگے بڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تم بھی اپنے شوہر کی طرح چار بار خدا کی قسم کھا کر گواہی دو کہ تمہارا شوہر جھوٹا ہے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں تم پر حد زنا جاری کروں گا۔

عورت نے اپنے خاندان والوں کے چہروں کی طرف دیکھا اور کہا میں اس شام اپنی قوم کو رسوا نہیں ہونے دوں گی یہ کہا اور وہ عویمر کی طرف بڑھی اور اس نے کہا کہ میں خدا کو شاہد بنا کر کہتی ہوں کہ عویمر بن ساعدہ نے مجھ کر جھوٹا الزام عائد کیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو چار مرتبہ یہ گواہی دہرا۔ جب عورت چار مرتبہ یہ گواہی دے چکی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب پانچویں بار تو اپنے لئے خدا کے غضب کو دعوت دے کہ اگر تیرا شوہر سچا ہو تو تجھ پر خدا کا غضب نازل ہو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جھوٹی ہوئی تو تجھ پر خدا کا غضب ضرور نازل ہوگا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے شوہر سے فرمایا کہ جاؤ اب یہ تیرے لیے کبھی حلال نہ ہوگی۔

شوہر نے عرض کیا: یارسول اللہ میرے حق مہر کی رقم کا کیا بنے گا؟ آنحضرت نے فرمایا: اگر بالفرض تو جھوٹا ہے پھر تو وہ رقم تجھے ملنی ہی نہیں چاہیے۔ اگر بالفرض تو سچا ہے تو تو اس سے حقوق زوجیت ادا کر چکا ہے اس لیے تو رقم لینے کا حقدار نہیں ہے۔

اس کے بعد آنحضرت نے فرمایا: اگر یہ عورت ایسا بچہ جنے جسکی کلائیاں پتلی آنکھیں چھوٹی ہو۔ نگاہ کمزور ہو بال گھنگھریالے ہوں تو وہ بچہ غلط جنسی تعلق کا ثمر ہے۔ اور اگر اس کی آنکھوں میں نیلا رنگ ہو اسکے بالوں میں سرخی دکھائی دے تو وہ اپنے باپ کا نطفہ ہوگا۔ اب یہ عورت اپنے شوہر کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ اور اگر اس سے بچہ پیدا ہوا تو اس کا باپ بچے کی میراث نہ پائے گا۔ اس کی میراث کی حق دار اسکی ماں ہوگی اور اگر بچے کی موت سے قبل اس کی ماں مر جائے تو اس کی میراث اس کے ماموں کو ملے گی اور اگر کسی نے اسے ولد الزنا کہا تو ایسے شخص پر حد قذف جاری کی جائے گی۔

آیت ۱۱ تا ۳۰

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

وَرَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِیْ مَآ اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ
عَظِیْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَیْسَ
لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ
سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا
بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۶﴾ یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَیُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ
الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۰﴾ یٰٓاَیُّهَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ۭ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ
الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ
وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ ۭ
وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ
یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۠
وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِیْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا

فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾ یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ
اَلْسِنَتُهُمْ وَاَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ یَوْمَىِٕذٍ
یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَّ وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ﴿۲۵﴾
اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ وَالطَّیِّبٰتُ
لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ ۭ
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ﴿۲۶﴾ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا
غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ
لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا
حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۲۸﴾ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا
غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا
تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا
فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ

بے شک جن لوگوں نے زنا کی تہمت لگائی وہ تم ہی میں سے ایک گروہ تھا تم اسے اپنے حق میں شر نہ سمجھو یہ تمہارے حق میں خیر ہے اور ہر شخص کے لئے اتنا ہی گناہ ہے جو اس نے خود کمایا ہے اور ان میں

سے جس نے بڑا حصہ لیا ہے اس کے لئے بڑا عذاب ہے (۱۱) آخر ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم لوگوں نے اس کو سنا تھا تو مومنین و مومنات اپنے بارے میں خیر کا گمان کرتے اور کہتے کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے (۱۲) پھر ایسا کیوں نہ ہوا کہ یہ چار گواہ بھی لے آتے اور جب گواہ نہیں لے آئے تو یہ اللہ کے نزدیک بالکل جھوٹے ہیں (۱۳) اور اگر خدا کا فضل دنیا و آخرت میں اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جو چرچا تم نے کیا تھا اس میں تمہیں بہت بڑا عذاب گرفت میں لے لیتا) (۱۴) جب تم اپنی زبان سے چرچا کر رہے تھے اور اپنے منہ سے وہ بات نکال رہے تھے جس کا تمہیں علم بھی نہیں تھا اور تم اسے بہت معمولی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی (۱۵) اور کیوں نہ ایسا ہوا کہ جب تم لوگوں نے اس بات کو سنا تھا تو کہتے کہ ہمیں ایسی بات کہنے کا کوئی حق نہیں ہے خدایا تو پاک و بے نیاز ہے اور یہ بہت بڑا بہتان ہے (۱۶) اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم صاحب ایمان ہو تو اب ایسی حرکت دوبارہ ہرگز نہ کرنا (۱۷) اور اللہ تمہارے لئے اپنی نشانیوں کو واضح کر کے بیان کرتا ہے اور وہ صاحب علم بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے (۱۸) جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ صاحبانِ ایمان میں بدکاری کا چرچا پھیل جائے ان کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ سب کچھ جانتا ہے صرف تم نہیں جانتے ہو (۱۹) اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی اور وہ شفیق اور مہربان نہ ہوتا (۲۰) ایمان والو شیطان کے نقش قدم پر نہ چلنا کہ جو شیطان کے قدم بہ قدم چلے گا اسے شیطان ہر طرح کی برائی کا حکم دے گا اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی پاکباز نہ ہوتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک و پاکیزہ بنا دیتا ہے اور وہ ہر ایک کی سننے والا اور ہر ایک کے حالِ دل کا جاننے والا ہے (۲۱) اور خبردار تم میں سے کوئی شخص بھی جسے خدا نے فضل اور وسعت عطا کی ہے یہ قسم نہ کھالے کہ قرابتداروں اور مسکینوں اور راہِ خدا میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ کوئی سلوک نہ کرے گا۔ ہر ایک کو معاف کرنا چاہئے اور درگزر کرنا چاہئے کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ خدا تمہارے گناہوں کو بخش دے اور اللہ بیشک بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے (۲۲) یقیناً جو لوگ پاکباز اور بے خبر مومن عورتوں پر لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت دونوں جگہ لعنت کی گئی ہے اور ان کے لئے

عذاب عظیم ہے (۲۳) قیامت کے دن ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں سب گواہی دیں گے کہ یہ کیا کر رہے تھے (۲۴) اس دن خدا سب کو پورا پورا بدلہ دے گا اور لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا یقیناً برحق اور حق کا ظاہر کرنے والا ہے (۲۵) خبیث چیزیں خبیث لوگوں کے لئے ہیں اور خبیث افراد خبیث باتوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ باتیں پاکیزہ لوگوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ افراد پاکیزہ باتوں کے لئے ہیں یہ پاکیزہ لوگ خبیث لوگوں کے اتہامات سے پاک و پاکیزہ ہیں اور ان کے لئے مغفرت اور باعزت رزق ہے (۲۶) ایمان والو خبردار اپنے گھروں کے علاوہ کسی کے گھر میں داخل نہ ہونا جب تک کہ صاحب خانہ سے اجازت نہ لے لو اور انہیں سلام نہ کر لو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے کہ شاید تم اس سے نصیحت حاصل کر سکو (۲۷) پھر اگر گھر میں کوئی نہ ملے تو اس وقت تک داخل نہ ہونا جب تک اجازت نہ مل جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جانا کہ یہی تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ امر ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۲۸) تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ تم ایسے مکانات میں جو غیر آباد ہیں اور جن میں تمہارا کوئی سامان ہے داخل ہو جاؤ اور اللہ اس کو بھی جانتا ہے جس کا تم اظہار کرتے ہو اور اس کو بھی جانتا ہے جس کی تم پردہ پوشی کرتے ہو (۲۹) اور پیغمبر آپ مومنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں کہ یہی زیادہ پاکیزہ بات ہے اور بیشک اللہ ان کے کاروبار سے خوب باخبر ہے (۳۰)

تفسیر

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

بے شک جن لوگوں نے زنا کی تہمت لگائی ہے۔ وہ تم میں سے ہی ایک گروہ ہے تم ان کو اپنے حق میں برا شمار نہ کرو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر و خیر ہے۔

العامۃ اہل سنت کے علماء نے اس آیت کی تفسیر میں درج کیا ہے کہ یہ آیت ام المومنین بی بی عائشہؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی اور یہ اس وقت نازل ہوئی جب اس ام المومنین پر جنگ بنی المصطلق سے واپسی پر تہمت لگائی گئی تھی۔

الخاصہ: یعنی اہل تشیع کے علماء کا نظریہ ہے کہ یہ آیت ام المومنین بی بی ماریہ قبطیہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس ام المومنین پر بی بی ام المومنین اور چند دوسری منافقات نے ملکر تہمت لگائی تھی۔

جناب زوارہؒ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رسول خدا کے فرزند ابراہیم بن محمد کا انتقال ہوا۔ رسول خدا اس کی وفات کی وجہ سے بہت زیادہ غم زدہ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بی بی نے کہا کیا آپ کہیں اس بچے کے لیے اتنے غم زدہ و پریشان ہیں وہ آپ کا فرزند نہیں تھا وہ تو جریح کا فرزند ہے۔

پس اتنا سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ اور جریح کو قتل کر دو۔ حضرت علی علیہ السلام گئے اور آپ کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی جریح قبطی ایک باغ میں رہائش پذیر تھا۔ آپؑ اس باغ کے دروازہ پر آئے جس میں وہ جریح رہائش پذیر تھا آپ نے اس کے دروازہ پر دستک دی۔ پس جریح دروازے پر آیا تاکہ دروازے کو کھولے لیکن جیسے ہی اس نے دروازے کے سوراخ سے علی علیہ السلام کو دیکھا اور آپ کے چہرے پر غضب کے آثار نمایاں تھے اور ہاتھ میں ننگی تلوار بھی ہے وہ دروازے کھولے بغیر ہی خائف ردہ ہو کر واپس دوڑ گیا علی علیہ السلام دیوار کو پھلانگ کر باغ میں چلے گئے۔ اور آپ بھی اس کے پیچھے گئے جب جریح نے دیکھا کہ علی علیہ السلام میرے پیچھے آرہے ہیں تو وہ خوف زدہ ہو کر ایک کھجور کے درخت پر چڑھ گیا علی علیہ السلام بھی اس کے پیچھے درخت پر چڑھے جب آپ اس کے قریب ہوئے تو اس نے ڈر کے مارے اپنے آپ کو درخت سے گرا دیا جب درخت سے نیچے آرہا تھا کہ اس کی لنگی کھل گی اور اس شرمگاہ ننگی ہوگئی۔ کہ اس کی شرمگاہ کی جگہ جو مردوں کے لیے شرمگاہ ہوتی ہے وہ نہیں تھا۔ اور نہ ہی عورت والی تھی۔ علی علیہ السلام اس کو قتل کیے بغیر ہی رسول خدا کے پاس واپس آگئے۔ اور عرض یا رسول اللہ یا رسول اللہ کیا آپ نے حکم جو مجھے دیا تھا فقط قتل کا تھا یا کچھ ثابت کرنے کے لیے تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے کچھ ثابت کرنے لیے حکم دیا تھا آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس میں نہ مرد والی اور نہ عورت والی شرمگاہ ہے۔ تو رسول خدا نے فرمایا تمام حمد ہے اس اللہ کے لیے جس نے ہم اہل بیت سے برائی کو دور رکھا ہے [1]

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ

جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے درمیان بدکاری کا چرچا ہو جائے ان کے لیے بڑا دردناک

[1] بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ روایت نبی اکرم کی توہین ہے کہ رسول خدا نے بغیر جرم ثابت ہونے کے اس غلام کے قتل کا حکم صادر فرمایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول خدا نے قتل کا حکم ایک مصلحت کے تحت دیا تھا تاکہ اس کے تحت قبطی غلام کا عنین ہونا ثابت ہو گیا ورنہ ماریہ سے یہ تہمت برطرف نہ ہوتی۔

عذاب ہے۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے جناب ہشام سے اور انہوں حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے آپ نے فرمایا: جو شخص کسی مومن کے بارے میں ایسی بری بات کرے جو اس نے آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی ہو تو وہ بھی ان لوگوں میں سے قرار پائے گا جن کے بارے میں خدا نے فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے درمیان بدکاری کا چرچا ہو جائے۔ ان کے لیے سخت دردناک عذاب ہے۔

اس کے بعد خدا اپنی مخلوق کو چند آداب کی تعلیم دے رہا ہے۔ اور فرماتا ہے ابوالجارود نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے اس قول کے بارے فرمایا: وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى۔ خبردار تم میں سے جس کو خدا اپنا فضل وسعت رزق عطا کیا ہے وہ یہ قسم نہ اٹھائے کہ وہ قرابت داروں اور مساکین اور خدا کی راہ ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دے گا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اُولِي الْقُرْبٰى سے مراد رسول خدا کے قریبت دار ہیں يَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا۔ مراد ہے کہ تم ایک دوسرے کو معاف کرو۔ اور درگذر کرو۔ اور اگر تم یہ کام کرو گے تو خدا بھی تمہارے بارے میں یہ ہی سنت اختیار کرے گا۔ اور خدا کی رحمت تمہارے شامل حال ہوگی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۲۷

اے ایمان والو خبردار اپنے گھروں کے علاوہ کسی دوسرے کے گھروں میں داخل مت ہونا جب تک صاحب خانہ سے اجازت نہ لے لو اور انہیں سلام نہ کرلو۔ یہ ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور گھر میں کوئی بھی نہ ملے تو اس وقت تک داخل نہ ہونا جب تک اجازت نہ مل جائے:

اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۲ ۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہارا خدا تم کو معاف کردے اور خدا غفور رحیم ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ

اور وہ لوگ جو پاک باز اور بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں۔

فرماتے ہیں غافلات سے مراد وہ مومن عورتیں ہیں جو خواہش اور برائیوں سے بے خبر ہیں۔ یعنی انہوں نے کبھی اس

کے بارے میں توجہ ہی نہیں۔ان لوگوں کے لیے دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور سخت عذاب ہے۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ

خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبث مرد خبیث عورتوں کے لیے۔ پاک دامن عورتیں پاک دامن مردوں کے لیے ہیں اور پاک دامن مرد پاک دامن عورتوں کے لیے مناسب ہیں اور جو کچھ لوگ کہتے ہیں وہ ان سے بری ذمہ ہیں۔

امام فرماتے ہیں کہ خبیث عورتیں وہ ہیں جن کا عمل و زبان دونوں برے ہوں۔اور خبیث مرد بھی وہ ہے جس کی زبان و عمل دونوں برے ہوں۔

عورت اور مرد وہ پاک دامن ہے جس کی زبان اور عمل دونوں نیک و اچھے ہوں۔یعنی دونوں چیزوں کا اچھا ہونا ضروری ہے۔

حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۔ یہاں تک کہ صاحب خانہ سے اجازت طلب کرو اور ان کو سلام کرو۔

آپ نے فرمایا کہ استیناس سے مراد وہی اذن طلب کرنا ہے۔

حضرت عبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ الاستیناس سے مراد یہ ہے کہ کسی غیر کے دروازے پر جائے تو جوتوں کی آواز پیدا کرے اور سلام کرے۔

علامہ علی بن ابراہیم خدا کے اس قول۔فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۔ اور جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے اوپر سلام کرو یہ خدا کی جانب سے مبارک و طیب تحفہ ہے۔اس کے بارے فرماتے ہیں اس سے مراد ہے تیرا اہل بیت پر سلام ہے اور وہ ان کی طرف سے تمہارے لیے جواب ہے پس یہ تیرا سلام گویا خود تیرے اوپر ہی ہے اس کے بعد خدا ایک رخصت و اجازت عطاء کر رہا ہے کہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۔ تمہارے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ تم اس گھر میں داخل ہو جاؤ جن میں کوئی رہائش پذیر ہے اور اس میں تمہارا مال و متاع ہے۔

الامام الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مفاد عامہ کے مقامات میں داخل ہونے کے لیے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے جیسے مسافر خانے حمام اور دکانیں۔

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ

بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰

اے رسول آپ مومنین سے کہہ دیں کہ تم لوگ اپنی آنکھوں کو نیچے رکھو۔اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے والد نے بیان کیا اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: قرآن میں جس مقام پر بھی یہ ذکر آیا ہے کہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو اس سے مراد ہے زنا سے بچو۔سوائے اس آیت کے اس میں مراد یہ ہے دوسروں سے شرمگاہ کی حفاظت یعنی ان کی نظر سے حفاظت کرو، پس کسی مرد کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مرد یا کسی دوسری عورت کی شرمگاہ کو دیکھے خواہ وہ آپس میں محرم ہو یا نہ ہو (سوائے بیوی و شوہر کے یا ایک دوسرے کو مکمل دیکھ سکتے ہیں مترجم)

آیت ۳۱ تا ۴۰

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ

وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ
اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا
لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ
اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ
وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ اَللّٰهُ نُوْرُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ
اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ
شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ
لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾ فِيْ
بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ
وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ
وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ

الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ
مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ
يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ
الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ
مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ
يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾

ترجمہ

اور مومنات سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں علاوہ اس کے جو از خود ظاہر ہے اور اپنے دوپٹہ کو اپنے گریبان پر رکھیں اور اپنی زینت کو اپنے باپ دادا۔ شوہر۔ شوہر کے باپ دادا۔ اپنی اولاد اور اپنے شوہر کی اولاد اپنے بھائی اور بھائیوں کی اولاد اور بہنوں کی اولاد اور اپنی عورتوں اور اپنے غلام اور کنیزوں اور ایسے تابع افراد جن میں عورت کی طرف سے کوئی خواہش نہیں رہ گئی ہے اور وہ بچے جو عورتوں کے پردہ کی بات سے کوئی سروکار نہیں رکھتے ہیں ان سب کے علاوہ کسی پر ظاہر نہ کریں اور خبردار اپنے پاؤں پٹک کر نہ چلیں کہ جس زینت کو چھپائے ہوئے ہیں اس کا اظہار ہو جائے اور صاحبانِ ایمان تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے رہو کہ شاید اسی طرح تمہیں فلاح اور نجات حاصل ہو جائے (۳۱) اور اپنے غیر شادی شدہ آزاد افراد اور اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے باصلاحیت افراد کے نکاح کا اہتمام کرو کہ اگر وہ فقیر بھی ہوں گے تو خدا اپنے فضل و کرم سے انہیں مالدار بنا دے گا کہ خدا بڑی وسعت والا اور صاحب علم ہے (۳۲)

اور جو لوگ نکاح کی وسعت نہیں رکھتے ہیں وہ بھی اپنی عفت کا تحفظ کریں یہاں تک کہ خدا اپنے فضل سے انہیں غنی بنا دے اور جو غلام و کنیز مکاتبت کے طلبگار ہیں ان میں خیر دیکھو تو ان سے مکاتبت کر لو بلکہ جو مال خدا نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ انہیں بھی دے دو اور خبردار اپنی کنیزوں کو اگر وہ پاکدامنی کی خواہشمند ہیں تو زنا پر مجبور نہ کرنا کہ ان سے زندگانی دنیا کا فائدہ حاصل کرنا چاہو کہ جو بھی انہیں مجبور کرے گا خدا مجبوری کے بعد ان عورتوں کے حق میں بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے (۳۳) اور ہم نے تمہاری طرف اپنی کھلی ہوئی نشانیاں اور تم سے پہلے گزر جانے والوں کی مثال اور صاحبانِ تقویٰ کے لئے نصیحت کا سامان نازل کیا ہے (۳۴) اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال اس طاق کی ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور قندیل ایک جگمگاتے ستارے کے مانند ہو جو زیتون کے بابرکت درخت سے روشن کیا جائے جو نہ مشرق والا ہو نہ مغرب والا اور قریب ہے کہ اس کا روغن بھڑک اٹھے چاہے اسے آگ مس بھی نہ کرے یہ نور بالائے نور ہے اور اللہ اپنے نور کے لئے جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے اور اسی طرح مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے (۳۵) یہ چراغ ان گھروں میں ہے جن کے بارے میں خدا کا حکم ہے کہ ان کی بلندی کا اعتراف کیا جائے اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے کہ ان گھروں میں صبح و شام اس کی تسبیح کرنے والے ہیں (۳۶) وہ مرد جنہیں کاروبار یا دیگر خرید و فروخت ذکرِ خدا، قیامِ نماز اور ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کر سکتی یہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن کے ہول سے دل اور نگاہیں سب الٹ جائیں گی (۳۷) تاکہ خدا انہیں ان کے بہترین اعمال کی جزا دے سکے اور اپنے فضل سے مزید اضافہ کر سکے اور خدا جسے چاہتا ہے رزق بے حساب عطا کرتا ہے (۳۸) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کر لیا ان کے اعمال اس ریت کے مانند ہیں جو چٹیل میدان میں ہو اور پیاسا اسے دیکھ کر پانی تصور کرے اور جب اس کے قریب پہنچے تو کچھ نہ پائے بلکہ اس خدا کو پائے جو اس کا پورا پورا حساب کر دے کہ اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے (۳۹) یا ان اعمال کی مثال اس گہرے دریا کی تاریکیوں کی ہے جسے ایک کے اوپر ایک لہر ڈھانک لے اور اس کے اوپر تہ بہ تہ بادل بھی ہوں کہ جب وہ اپنے ہاتھ کو نکالے تو تاریکی کی بنا

پر کچھ نظر نہ آئے اور جس کے لئے خدا نور نہ قرار دے اس کے لئے کوئی نور نہیں ہے (۴۰)

تفسیر

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۔ اور اپنی زینت کو ظاہر مت کرو۔ سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہوں۔

اس آیت کے بارے میں ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے مراد عورت کے کپڑے اس کا سرمہ اور اس انگوٹھی اور ہاتھوں کی مہندی اور پاؤں وغیرہ کے گنگن ہیں۔

پھر فرماتے میں عورت کی زینت کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ لوگوں کے لیے زینت ۲۔ محرم کے لیے زینت۔ اور شوہر کے لیے زینت۔

۱۔ لوگوں کے لیے زینت: وہ ہے جو خود بخود ظاہر ہو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ وہ زینت جو محرم لوگوں کے لیے ظاہر کی جا سکتی ہے۔

وہ ہے عورت کا اپنے گلے وغیرہ کا ہار ظاہر کرنا یا اس کے اوپر والے حصے کی زینت کو ظاہر کرنا اور پاؤں پازیب اور اس کے نیچے والے حصے کی زینت کو ظاہر کرنا۔

۳۔ شوہر کے لیے زینت عورت کا پورا جسم اپنے شوہر کے لیے زینت ہے اور وہ اس کو ظاہر کر سکتی ہے۔

اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ ۔ یا اپنی زینت کو ظاہر کر سکتی ہیں ان بوڑھے مردوں سے جو عورتوں کی طرف اب رجحان ہی نہیں رکھتے"

فرماتے ہیں اس سے وہ بوڑھے کھوسٹ مرد مراد ہیں جو عورتوں میں اب خواہش ہی نہیں رکھتے اور وہ بچے مراد ہیں جو کم سنی کی وجہ سے عورتوں کی شرمگاہ کا ان علم نہیں ہے۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۔ خبردار اپنے پاؤں پٹک کر نہ چلیں کہ جس زینت کو پوشیدہ رکھا ہوا ہے وہ ظاہر ہو جائیں"

فرماتے ہیں کہ عورتوں کو اجازت نہیں ہے کہ اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر ماریں تاکہ ان کی ایک پازیب دوسری سے ٹکرائے اور آواز پیدا ہو تاکہ وہ ظاہر ہو جائیں۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۔ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۔

اپنے غیر شادی شدہ آزاد مرد اور غلاموں اور کنیزوں میں سے جو شادی کی صلاحت رکھتے ہیں ان کی شادی کا اہتمام کرو اور اگر وہ فقیر ہیں تو خدا ان کو بے نیاز کردے گا۔ اور مالدار بنادے گا خدا بڑی وسعت والا اور علم والا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے کنوارے اور غیر شادی شدہ غلاموں اور کنیزوں کی جلدی شادی نہیں کرتے تھے تو خدا نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان افراد کی جلدی شادی کرو۔ علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں اَیَامٰی سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کے شوہر نہیں ہوتے وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ فَکَاتِبُوْھُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْھِمْ خَیْرًا ۔ اور غلاموں اور کنیزوں سے جو مکاتبہ کے طلب گار ہیں اگر ان میں خیر دیکھو تو ان سے مکاتبہ کرو۔

غلام اور لونڈیاں اپنے مالکوں سے کہا کرتے تھے آپ ہمارے ساتھ معاہدہ کرلیں اور تحریر کرلیں۔ یعنی وہ معاہدہ کے تحت اپنے مالکوں سے اپنے آپ کو خرید لیتے تھے اور پھر اپنی قیمت کی ادا کرنے میں ان سے تحریر کرتے تھے مثلاً وہ دو ماہ میں یا تین ماہ یا اس سے زیادہ مدت میں اپنی قیمت قسط وار ادا کردیں گے لیکن مالک ان کو اس سے روکتے تھے نہیں ایسا نہیں کریں گے لہٰذا قرآن نے ان کو حکم دیا کہ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْھِمْ خَیْرًا ، یعنی اگر خیر جانو تو اس سے معاہدہ لکھو۔

وَّاٰتُوْھُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اٰتٰىکُمْ ۔ اور جو مال خدا نے تمہیں دیا ہے اس سے کچھ ان کو بھی دو''۔

یعنی جن غلاموں اور کنیزوں نے تم سے مکاتبہ کیا ہے اور تم ان سے تحریر لکھ لو تو ان کے لیے اپنے مال میں سے کچھ ان کے لیے بھی قرار دو۔

وَلَا تُکْرِھُوْا فَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَآءِ..... خبردار اپنی کنیزوں کو اگر وہ پاک دامنی کا ارادہ رکھتی ہیں تو ان کو بدکاری پر مجبور نہ کرو''

علامہ فرماتے ہیں کہ عرب والے اور خصوصاً قریش والوں کی عادت تھیں وہ کنیزیں خریدتے تھے اور ان پر بھاری ٹیکس لگاتے تھے اور ان سے کہا جاتا تھا وہ جائیں اور زنا کرو اکر کما کر لائیں تو خدا نے ان لوگوں کو منع کرتے ہوئے فرمایا: خبردار جو کنیزیں پاک دامن رہنا چاہتی ہیں ان کو زنا پر مجبور مت کرو کہ ان سے دنیاوی زندگی کا فائدہ حاصل کرنا چاہو کہ جو بھی انہیں مجبور کرے گا ان مجبوری کے بعد ان عورتوں کے لیے بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔

یعنی اگر تم لوگ ان کنیزوں کو زنا پر مجبور کروگے تو ان کا خدا ان کا اس پر مواخذہ نہیں کرے گا۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل آپ نے فرمایا کہ یہ آیت منسوخ ہوچکی ہے اور اس کی ناسخ یہ والی آیت ہے کہ جس میں خدا نے فرمایا ہے۔

فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَیْھِنَّ نِصْفُ مَا عَلَی الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۔

اگر لونڈیاں بدکاری کریں تو انہیں آزاد عورت کی حد کی نصف حد لگائی جائے۔ (نساء۔ ۳۵)

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ

اللہ زمین و آسمان کا نور ہے اور اس کے نور کی مثال طاق کی سی ہے۔

جناب محمد بن ہمام بیان کرتے ہیں کہ مجھے جعفر بن محمد نے بیان وہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن الحسن الصانع نے بیان کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے الحسن بن علی نے اور انہوں نے صالح بن سہل ہمدانی نے نقل کیا وہ فرماتے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس قول خدا کے بارے میں سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مشکاۃ سے مراد حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام ہیں۔ فیھا مصباح (اس میں چراغ ہے) اس سے مراد حضرت امام حسن ہیں۔ اور المصباح سے مراد حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں۔

فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ ۔

دنیا کی عورتوں جناب فاطمہ الزہراء کی مثال کوکب دری کی ہے جو ان عورتوں میں درخشندہ ہیں۔

یوقد من شجرة مبارکه (وہ مبارک درخت سے روشن ہے)

یعنی (فاطمہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے شجرہ مبارک سے ہے۔ اس کی نسل و املاد سے ہے۔

لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ ۔ یعنی ابراہیم نہ یہودی ہیں اور نہ نصرانی ہیں۔

یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ ۔ اور قریب ہے کہ اس کا روغن بھڑک اٹھے)۔

یعنی قریب ہے کہ اس سے علم کے چشمے نکلیں اور اس علم کو جہالت ختم نہ کرپائے گی۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ۔ (نور کے بعد نور)

مراد ان کی نسل میں ایک امام کے جانے کے بعد دوسرا امام ہوگا۔

یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ۔ (اللہ جسے چاہے گا اس کے نور کی طرف ہدایت کرے گا۔)

یعنی اللہ لوگوں میں سے جسے چاہے گا اسے آئمہ ہدیٰ کی طرف ہدایت کرے گا تاکہ وہ ان کے نور ولایت میں اخلاص کے ساتھ داخل ہوجائے۔

وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ ۔

اللہ لوگوں کے لیے ایسے مثالیں پیش کرتا ہے اور ہر چیز کے جاننے والا ہے۔

حمید بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ مجھے بن الحسین نے بیان کیا انہوں نے محمد بن یحییٰ سے اور انہوں نے طلحۃ بن زید سے اور انہوں نے جعفر بن محمد سے اور آپ نے اپنے آباؤ سے نقل کیا ہے۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ سے مراد ہے کہ اللہ نے اس کائنات کی ابتداء خود اپنے نور کی ہے۔ مثل نورہ سے

مراد ہے کہ قلب مومن میں اس نور کی ہدایت ہے۔ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ ۔ میں سے مشکاۃ سے مراد مومن کا شکم ہے۔

قندیل سے مراد مومن کا دل ہے جو شکم میں ہوتا ہے۔ مصباح سے مراد وہ نور ہدایت ہے جس کو خدا مومن کے دل میں قرار دیتا ہے۔

يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ۔ سے میں شجر مبارکہ سے مراد وہ مومن کا شجرہ نسب ہے۔

زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ ۔ زیت سے مراد پہاڑ ہے کہ جس پر نہ مشرق ہوتا ہے اور نہ اس پر مغرب کا تصور ہے۔ کیونکہ سورج طلوع بھی اس پہاڑ پر ہوتا ہے اور غروب بھی اسی پر ہوتا ہے۔

يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ ۔ وہ نور جو خدا نے مومن کے دل میں ہماری ولایت کا رکھا ہے وہ عنقریب روشن ہوگا خواہ مومن گفتگو بھی کرے گا تب بھی وہ نور روشنی دے گا مومن کی سیرت سے پتہ چل جائے گا یہ وہ مومن ہے۔

نور علی نور فریضہ کے بعد فریضہ یعنی مومن ایک فریضہ کے بعد دوسرا فریضہ ادا کرے گا اور ایک سنت کے بعد دوسری سنت پر عمل کرے يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔ اور اللہ اپنے نور کی طرف جس کو چاہے گا ہدایت کرے گا۔

یعنی اللہ اپنے معین کردہ فرائض اور سنتوں کی طرف جس کو چاہے گا ہدایت کرے ۔وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۔ (اللہ اپنی مثالیں لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے) یعنی یہ مثال ہے جو اللہ نے مومن کے لیے بیان کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مومن پانچ نوروں میں تبدیل ہوتا ہے۔ اس کا اس دنیا میں آنا نور ہے۔ اس کا اس سے جانا یہ نور ہے اس کا علم نور ہے۔ اس کا کلام نور ہے۔ اور قیامت کے دن جنت تک کا اس کا راستہ نور ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں امام جعفر بن باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں لوگ تو کہتے ہیں۔ اس نور سے مراد رب کا نور ہے جس کی مثال بیان ہو رہی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سبحان اللہ اللہ کے لیے کوئی مثال نہیں ہے۔ اللہ خود بیان کرتا ہے کہ اللہ کے لیے مثالیں نہ دیا کرو۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۔ یہ چراغ ان گھروں میں ہیں کہ جن کے بارے میں خدا کا حکم ہے کہ ان کی بلندی کا اعتراف کیا جائے اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے کہ ان گھروں میں صبح و شام خدا کی تسبیح کرنے والے ہیں۔

حضرت جابر عبداللہ انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت میں ذکر ہونے والے گھروں کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون سے گھر مراد ہیں تو آپ نے فرمایا: ان سے مراد انبیاء کے گھر ہیں اور علی علیہ السلام کا گھر بھی ان میں سے ہے۔

علی ابن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے ذکر کیا اور انہوں نے عبداللہ بن جندب سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس آیت اللہ نور اسموات والارض کی تفسیر دریافت کرنے کے لیے حضرت امام ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا۔ اس کی تفسیر کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے اس جواب یوں تحریر فرمایا: امابعد: واضح ہو کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق خدا میں خدا کے امین تھے اور جب آپ کی وفات ہوئی تو اہل بیتؑ آپ کے وارث بنے۔ لہٰذا خدا کی سرزمین پر ہم ہی خدا کے امین ہیں۔ اور ہمارے پاس علم البلایا والمنایا'' موجود ہے۔ ہم انساب عرب سے واقف ہیں جو لوگ حالت اسلام میں پیدا ہوئے ہم انہیں بھی جانتے ہیں جو بھی تحریک ایک سو افراد کو ہدایت دینے والی ہو یا ایک سو افراد کو گمراہ کرنے والی ہو۔ ہم اس طرح پیدا ہونے والی تمام تحریکوں سے واقف ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ تحریک کا مؤسس کون ہوگا۔ اور اس کا سالار کون ہوگا اور اس کا داعی کون ہوگا۔ ہم جب کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو پہچان لیتے ہیں کہ یہ مؤمن ہے یا منافق ہے ہمارے شیعوں کے نام ان کے آباء سمیت ہمارے پاس لکھے ہوئے ہیں۔ اللہ نے ہم سے اور ان سے میثاق لیا تھا۔ وہ ہمارے ہی گھاٹ پر اتریں گے اور جہاں ہم داخل ہونگے وہ بھی وہیں داخل ہونگے اور روز قیامت تک ان کے اور ہمارے علاوہ ملت اسلام پر کوئی نہیں ہوگا۔ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کو تھامے ہوئے ہونگے اور ہمارے نبی خدا کی رحمت اور نور کے دامن سے متمسک ہوں گے اور ہمارے شیعہ ہمارے دامن سے متمسک ہونگے جو ہم سے جدا ہوا وہ ہلاک ہوا اور جس نے ہماری پیروی کی اس نے نجات پائی۔ ہم سے جدائی اختیار کرنے والا اور ہماری ولایت کا منکر کافر ہے۔ ہمارا اور ہمارے دوستوں کا پیروکار مومن ہے۔ کوئی کافر ہم سے محبت نہیں کرے گا۔ اور کوئی مومن ہم سے بغض نہیں رکھے گا۔ جسے ہماری محبت پر موت آجائے تو اس کا اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے ہمارے ساتھ محشور کرے ہم اپنے پیرکاروں کے لیے نور اور جو ہم سے ہدایت طلب کرے اسکے لیے ہادی ہیں۔ جسکا ہم سے تعلق نہ ہوا سکا اسلام سے تعلق نہ ہوگا اللہ نے ہم سے دین کا آغاز کیا ہے اور ہمارے ذریعے ہی اسے ختم کرے گا اور ہمارے طفیل خدا نے تمہیں زمین کا اناج کھلایا ہے۔ اور ہماری وجہ ہی آسمان سے بارش برستی ہے اور ہماری وجہ سے ہی خدا نے تمہیں سمندر میں غرق ہونے اور زمین میں دھنس جانے سے محفوظ رکھا ہے اور ہماری وجہ سے ہی خدا تمہیں تمہاری زندگی قبر محشر، میزان اور دخول جنت کے وقت فائدہ پہنچائے گا۔

کتاب خدا میں ہماری مثال ایسے دی گئی ہے جیسے طاق ہو اور طاق میں چراغ ہو۔ چراغ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور چراغ ایسے شیشہ میں ہے جو ان کی جنس سے ہے یعنی حضرت علیؑ اور جو زیتون کے بابرکت شجر سے روشن ہوتا ہے وہ نہ شرقی ہے نہ غربی ہے اس کا تیل آگ سے مس ہوئے بغیر ہی جل اٹھتا ہو یعنی قرآن نور علی نور یعنی امام کے بعد دوسرا امام ہے۔ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ۔: نور حضرت علی علیہ السلام ہیں اللہ تعالیٰ پر ہمارا حق ہے کہ وہ ہمارے دوست کو روشن چہرے کے ساتھ مبعوث فرمائے گا اس کی برہان روشن ہوگی خدا کے ہاں اس کی محبت ظاہر ہوگی اور اللہ

پرحق ہے کہ وہ ہمارے دوستوں کو متقی، شہداء صدیقین نیک وصالح قرار دے اور یہ ہی وہ ہیں جن کو وہ اچھا رفیق قرار دے۔ اور ہمارے شہداء کو دوسرے شہداء پر دس درجات فضیلت حاصل ہے اور ہمارے شیعوں میں سے جو شہدا ہیں ان کو دوسرے شہداء پر نو(9) درجات فضیلت حاصل ہے ہم نجباء ہیں اور ہم ہی افراط انبیاء ہیں ہم اوصیاء کی اولاد ہیں ہم ہی وہ ہیں جن کو خدا کی کتاب بمعصوم قرار دیا گیا ہے۔ ہم ہی سب سے زیادہ رسول خدا کے قریبی ہیں۔ ہم ہی وہ ہیں جن کے لیے اللہ نے اپنے دین کو شروع کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِلَيْكَ ...یامحمد... وماوصینا به ابراهیم واسماعیل واسحاق ویعقوب۔ اس نے تمہارے لیے دین کا وہ راستہ مقرر کیا ہے جس کی نصیحت نوح کو کی ہے اور جس کی وحی اے محمد آپ کی طرف بھی کی اور اس کی وصیت ہم نے ابراہیم اسماعیل واسحاق، یعقوب کو بھی کی ہے۔

اس کے بارے میں خدا نے ہمیں علم دیا اور جو کچھ ان سب کو علم دیا اس علم کا ہمیں وارث قرار دیا۔ ہم انبیاء کے وارث ہیں۔ ہم تمام اہل علم کے وارث ہیں۔ اور ہم اولوالعزم رسولوں کے وارث ہیں کہ ہم اس دین کو قائم رکھیں گے فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝ (بقرہ) اور یہ ہمیں حکم دیا کہا ہے کہ ہمیشہ مسلمان رہیں اور اسلام پر ہی ہماری موت واقع ہو جیسا کہ خدا نے فرمایا: وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ (شوریٰ۔ ۱۳) اور ہمیں حکم دیا گیا کہ اس دین میں اختلاف نہ کرو۔ اگرچہ جس کی طرف تم مشرکین کو بلا رہے وہ بہت بڑی چیز ہے۔

جو علی علیہ السلام کے ساتھ کسی اور کو ولایت میں شریک کرتا ہے وہ مشرک ہے اور وہ چیز جس کی طرف آپ بلاتے ہیں وہ علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔ اے محمد اس علی کی والایت میں ہدایت ہے اور اس کی طرف اس کو ہدایت ہوتیہے جو چنا گیا ہے پس جو شخص آپ کو علی کی ولایت پر لبیک کہتا ہے۔ پس ہم نے آپ کو اس کی طرف مبعوث فرمایا ہے پس میں نے آپ کے خط کا جواب دے دیا ہے آپ اس میں غور وفکر کریں۔ اور اسکو سمجھیں۔ کیونکہ اس میں دلوں کی شفاء ہے اور نور ہے۔

اور اس پر دلیل کہ علی انبیاء کی مثل ہیں وہ خدا کا قول ہے جس میں خدا فرماتا ہے۔ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۝ .... ان گھروں میں ہے کہ جن کی تعظیم کا خدا نے حکم دیا ہے۔ اور ان میں خدا کے نام کو یاد کیا جاتا ہے۔

اور ان گھروں میں علی علیہ السلام کا گھر بھی شامل ہے۔

اس کے بعد اللہ لوگوں کے اعمال کی مثال پیش کر رہا ہے جنہوں نے ان کی مخالفت کی ہے۔ خدا فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۝

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کر لیا ان کے اعمال اس ریت کی مانند ہیں جو چٹیل میدان ہو اور پیاسا اسے دیکھ کر پانی گمان کرتا ہے اور جب اس کے قریب جاتا ہے تو کچھ نہ پاتا ہے بلکہ اس کو پائے جو اس کا پورا پورا حساب کر دے کہ اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔

سراب: وہ ریت کا میدان ہے کہ جس کو دور سے گرمی کے دنوں میں دیکھا جائے تو وہ پانی کی طرح چمکتا ہے حالانکہ وہ پانی نہیں ہوتا۔ اور جب پیاسا اس کے قریب جاتا ہے تو کوئی چیز نہیں پاتے۔

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ۝

یا ان کی مثال اس گہرے دریا کی تاریکیوں کی ہے جیسے ایک کے اوپر ایک موج ڈھانک لے: اور اس کی اوپر تہہ در تہہ بادل بھی ہوں کہ جب وہ اپنے ہاتھ کو نکالے تو تاریکی کی بناء پر کچھ نظر نہ آئے اور جس کے لیے خدا نور قرار نہ دے اس کے لیے کوئی نور نہیں ہے۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ کے اس قول كَظُلُمٰتٍ ۔ سے آل محمد کے دشمن مراد ہیں: فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ سے مراد اس امت کا نصف ہے۔ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے علی علیہ السلام کی بیعت کی اور بعد میں بیعت کو توڑ دیا تھا۔ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۔: اس سے مراد زید اور عمر کا باپ وداد امراد ہیں۔ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ ؛ سے مراد وہ فتنہ ہے جس نے ان لوگوں جو برباد کیا تھا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ۝ : اور جن کے لیے اللہ نور نہیں قرار دیتا ان کے لیے کوئی نور نہیں ہوگا) اس سے نور مراد اولاد فاطمہ سے امام مراد ہیں۔ یعنی جو اولاد فاطمہ سے امام کو قبول نہیں کرے گا ان کے لیے قیامت کے دن کوئی نور نہیں ہوگا جو ان کے آگے چلے یعنی وہ تاریکی میں رہے گا۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

سیعی نور هم بین ایدهیم وبایمانهم حتی بنزلوا منازهم من الجنان .

ان لوگوں کا نور ان کے سامنے اور دائیں جانب سے ان کے آگے آگے چمکے گا یہاں تک کہ وہ اس نور ہی کی روشنی میں جنت میں اپنے اپنے گھر میں داخل ہو جائیں گے۔ (یہ والا نور ان کو میسر نہیں ہوگا جو آل فاطمۃ سے امام کو تسلیم نہیں کرے گا۔)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰۗفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ . کیا تم نے دیکھا کہ اللہ کے لیے زمین وآسمان کی تمام مخلوقات اور فضا کے مخلوق صف بستہ پرندے سب تسبیح

کر رہے اور سب اپنی اپنی نماز اور تسبیح سے باخبر ہیں اور اللہ بھی ان کے اعمال سے خوب باخبر ہے''۔

اصبغ بن بنالہ نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ خدا کا فرشتہ ہے جو مرغ کی شکل کا ہے۔ اس کے پاؤں ساتویں زمین کے نیچے ہیں اور اس کے سر کا تاج عرش خدا کے نیچے ہے۔ اس کے دو پر میں ایک مشرق کی طرف ہے اور دوسرا مغرب کی طرف ہے۔ جو مشرق کی طرف ہے وہ پر برف کا اور جو مغرب کی طرف ہے وہ پر آگ کا ہے۔ جب بھی نماز کا وقت ہوتا ہے وہ اپنے پنجوں پر کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر پالتو مرغوں کی طرح اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتا ہے اور آواز بلند کرتا ہے اس کے پر کی برف اس کی آگ کو ٹھنڈا نہیں کرتی اور اس کی آگ اس کی برف کو پگھلاتی نہیں پھر وہ بلند آواز سے ندا دیتا ہے۔ اشهدان لا له الا الله وان محمد اعبده ورسوله خاتم النبين وان وصيه خيرالوصيين سبوح قدوس رب الملائكة والروح۔ اس آواز کے بعد زمین پر کوئی مرغ باقی نہیں رہتا مگر یہ کہ وہ اس کی آواز کا جواب دیتا ہے۔

نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زمین و سمندر میں سے کوئی جانور اس وقت تک شکار نہیں ہوتا جب تک وہ خدا کی تسبیح کو نہ چھوڑ دے۔

آیت ۴۱ تا ۶۴

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى

بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ
شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾
لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ
وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ
مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ
بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۚ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا
عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ
الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾
وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ
جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ

خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى
الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا
مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ
مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ
اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ
اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا
مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا
اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ
لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ
كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ
لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ
يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ

يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۶۴

ترجمہ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ کے لئے زمین و آسمان کی تمام مخلوقات اور فضا کے صف بستہ طائر سب تسبیح کر رہے ہیں اور سب اپنی اپنی نماز اور تسبیح سے باخبر ہیں اور اللہ بھی ان کے اعمال سے خوب باخبر ہے (۴۱) اور اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی ملکیت ہے اور اسی کی طرف سب کی بازگشت ہے (۴۲) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی ابر کو چلاتا ہے اور پھر انہیں آپس میں جوڑ کر تہ بہ تہ بنا دیتا ہے پھر تم دیکھو گے کہ اس کے درمیان سے بارش نکل رہی ہے اور وہ اسے آسمان سے برف کے پہاڑوں کے درمیان سے برساتا ہے پھر جس تک چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے اور جس کی طرف سے چاہتا ہے موڑ دیتا ہے اس کی بجلی کی چمک اتنی تیز ہے کہ قریب ہے کہ آنکھوں کی بینائی ختم کر دے (۴۳) اللہ ہی رات اور دن کو الٹ پلٹ کرتا رہتا ہے اور یقیناً اس میں صاحبانِ بصارت کے لئے سامانِ عبرت ہے (۴۴) اور اللہ ہی نے ہر زمین پر چلنے والے کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں سے بعض پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض دو پیروں میں چلتے ہیں اور بعض چاروں ہاتھ پیر سے چلتے ہیں اور اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے کہ وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے (۴۵) یقیناً ہم نے واضح کرنے والی آیتیں نازل کی ہیں اور اللہ جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت دیدیتا ہے (۴۶) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لے آئے ہیں اور ان کی اطاعت کی ہے اور اس کے بعد ان میں سے ایک فریق منہ پھیر لیتا ہے اور یہ واقعاً صاحبانِ ایمان نہیں ہیں (۴۷) اور جب انہیں خدا اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو ان میں سے ایک فریق کنارہ کش ہو جاتا ہے (۴۸) حالانکہ اگر حق ان کے ساتھ ہوتا تو یہ سر جھکائے ہوئے چلے آتے (۴۹) تو کیا ان کے دلوں میں کفر کی بیماری ہے یا یہ شک میں مبتلا ہو گئے ہیں یا

انہیں یہ خوف ہے کہ خدا اور رسول ان پر ظلم کریں گے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ خود ہی ظالمین ہیں (۵۰) مومنین کو تو خدا اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ فیصلہ کریں گے تو ان کا قول صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور یہی لوگ درحقیقت فلاح پانے والے ہیں (۵۱) اور جو بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا اور اس کے دل میں خوفِ خدا ہوگا اور وہ پرہیزگاری اختیار کرے گا تو وہی کامیاب کہا جائے گا (۵۲) اور ان لوگوں نے باقاعدہ قسم کھائی ہے کہ آپ حکم دے دیں گے تو یہ گھر سے باہر نکل جائیں گے تو آپ کہہ دیجئے کہ قسم کی ضرورت نہیں ہے عمومی قانون کے مطابق اطاعت کافی ہے کہ یقیناً اللہ ان اعمال سے باخبر ہے جو تم لوگ انجام دے رہے ہو (۵۳) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پھر اگر انحراف کرو گے تو رسول پر وہ ذمہ داری ہے جو اس کے ذمہ رکھی گئی ہے اور تم پر وہ مسئولیت ہے جو تمہارے ذمہ رکھی گئی ہے اور اگر تم اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے اور رسول کے ذمہ واضح تبلیغ کے سوا اور کچھ نہیں ہے (۵۴) اللہ نے تم میں سے صاحبانِ ایمان و عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین میں اسی طرح اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے اور ان کے لئے اس دین کو غالب بنائے گا جسے ان کے لئے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن سے تبدیل کر دے گا کہ وہ سب صرف میری عبادت کریں گے اور کسی طرح کا شرک نہ کریں گے اور اس کے بعد بھی کوئی کافر ہو جائے تو درحقیقت وہی لوگ فاسق اور بدکردار ہیں (۵۵) اور نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو کہ شاید اسی طرح تمہارے حال پر رحم کیا جائے (۵۶) خبردار یہ خیال نہ کرنا کہ کفر اختیار کرنے والے زمین میں ہم کو عاجز کر دینے والے ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بدترین انجام ہے (۵۷) ایمان والو تمہارے غلام و کنیز اور وہ بچے جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں ان سب کو چاہئے کہ تمہارے پاس داخل ہونے کے لئے تین اوقات میں اجازت لیں نماز صبح سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب تم کپڑے اتار کر آرام کرتے ہو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین اوقات پردے کے ہیں اس کے بعد تمہارے لئے یا ان کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ ایک دوسرے کے پاس چکر لگاتے رہیں کہ اللہ اسی طرح اپنی آیتوں کو واضح کر کے بیان کرتا ہے اور بیشک اللہ ہر شے کا

جاننے والا اور صاحبِ حکمت ہے (۵۸) اور جب تمہارے بچے حد بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اسی طرح اجازت لیں جس طرح پہلے والے اجازت لیا کرتے تھے پروردگار اسی طرح تمہارے لئے اپنی آیتوں کو واضح کر کے بیان کرتا ہے کہ وہ صاحب علم بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے (۵۹) اور ضعیفی سے بیٹھ رہنے والی عورتیں جنہیں نکاح سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ان کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اپنے ظاہری کپڑوں کو الگ کر دیں بشرطیکہ زینت کی نمائش نہ کریں اور وہ بھی عفت کا تحفظ کرتی رہیں کہ یہی ان کے حق میں بھی بہتر ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور سب کا حال جاننے والا ہے (۶۰) نابینا کے لئے کوئی حرج نہیں ہے اور لنگڑے آدمی کے لئے بھی کوئی حرج نہیں ہے اور مریض کے لئے بھی کوئی عیب نہیں ہے اور خود تمہارے لئے بھی کوئی گناہ نہیں ہے کہ اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماں اور نانی دادی کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا جن گھروں کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کھانا کھالو۔۔۔۔ اور تمہارے لئے اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ سب مل کر کھاؤ یا متفرق طریقہ سے کھاؤ بس جب گھروں میں داخل ہو تو کم از کم اپنے ہی اوپر سلام کر لو کہ یہ پروردگار کی طرف سے نہایت ہی مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے اور پروردگار اسی طرح اپنی آیتوں کو واضح طریقہ سے بیان کرتا ہے کہ شاید تم عقل سے کام لے سکو (۶۱) مومنین صرف وہ افراد ہیں جو خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہوں اور جب کسی اجتماعی کام میں مصروف ہوں تو اس وقت تک کہیں نہ جائیں جب تک اجازت حاصل نہ ہو جائے بیشک جو لوگ آپ سے اجازت حاصل کرتے ہیں وہی اللہ اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں لہٰذا جب آپ سے کسی خاص حالت کے لئے اجازت طلب کریں تو آپ جس کو چاہیں اجازت دے دیں اور ان کے حق میں اللہ سے استغفار بھی کریں کہ اللہ بڑا غفور اور رحیم ہے (۶۲) مسلمانو! خبردار رسول کو اس طرح نہ پکارا کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے خاموشی سے کھسک جاتے ہیں لہٰذا جو لوگ حکمِ خدا کی مخالفت کرتے ہیں وہ

اس امر سے ڈریں کہ ان تک کوئی فتنہ پہنچ جائے یا کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے (۶۳) اور یاد رکھو کہ اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی کل کائنات ہے اور وہ تمہارے حالات کو خوب جانتا ہے اور جس دن سب اس کی بارگاہ میں پلٹا کر لائے جائیں گے وہ سب کو ان کے اعمال کے بارے میں بتا دے گا کہ وہ ہر شے کا جاننے والا ہے (۶۴)

تفسیر

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا بادل کو چلاتا ہے اور پھر انہیں آپس میں جوڑ کر تہ بہ تہ بنا دیتا ہے پھر تم دیکھو گے کہ اس کے درمیان سے بارش نکل رہی ہے اور وہ اسے آسمان سے برف کے پہاڑوں کے درمیان سے برساتا ہے پھر جن تک وہ چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے اور جس کی طرف سے چاہتا ہے موڑ دیتا ہے اور اس کی بجلی کی چمک اتنی تیز ہے کہ قریب آنکھیں اندھی ہو جائیں یزجیہ سحابا یعنی زمین سے ہوا اس پر اثر کرتی ہے اور پھر اس کو تہ بہ تہ جمع کر دیتی ہے اور جب وہ موٹے ہو جاتے ہیں تو اللہ ایک ریاح نامی فرشتہ روانہ کرتا ہے جو ان بادلوں کے درمیان سے بارش برساتا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ

اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے خلق کیا ہے۔

پانی سے مراد نطفہ کا پانی ہے جس سے ہر جاندار کو خلق کیا گیا ہے۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ

ان میں سے بعض پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض دو ٹانگوں پر چلتے ہیں اور بعض چار ٹانگوں پر۔

علاوہ فرماتے ہیں جو دو پیروں (ٹانگوں) پر چلتے ہیں وہ انسان ہیں اور پیٹ کے بل چلتے ہیں وہ سانپ ہیں اور چار پیروں پر چلتے ہیں وہ چوپائے ہیں۔ نیز امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کچھ چار سے زیادہ پیروں پر چلتے ہیں جو کہ حشرات ہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور ان کی اطاعت کی ہے اور اس

يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۶۴

ترجمہ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ کے لئے زمین و آسمان کی تمام مخلوقات اور فضا کے صف بستہ طائر سب تسبیح کر رہے ہیں اور سب اپنی اپنی نماز اور تسبیح سے باخبر ہیں اور اللہ بھی ان کے اعمال سے خوب باخبر ہے (۴۱) اور اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی ملکیت ہے اور اسی کی طرف سب کی بازگشت ہے (۴۲) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی ابر کو چلاتا ہے اور پھر انہیں آپس میں جوڑ کر تہ بہ تہ بنا دیتا ہے پھر تم دیکھو گے کہ اس کے درمیان سے بارش نکل رہی ہے اور وہ اسے آسمان سے برف کے پہاڑوں کے درمیان سے برساتا ہے پھر جس تک چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے اور جس کی طرف سے چاہتا ہے موڑ دیتا ہے اس کی بجلی کی چمک اتنی تیز ہے کہ قریب ہے کہ آنکھوں کی بینائی ختم کر دے (۴۳) اللہ ہی رات اور دن کو الٹ پلٹ کرتا رہتا ہے اور یقیناً اس میں صاحبانِ بصارت کے لئے سامانِ عبرت ہے (۴۴) اور اللہ ہی نے ہر زمین پر چلنے والے کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں سے بعض پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض دو پیروں میں چلتے ہیں اور بعض چاروں ہاتھ پیر سے چلتے ہیں اور اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے کہ وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے (۴۵) یقیناً ہم نے واضح کرنے والی آیتیں نازل کی ہیں اور اللہ جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت دیدیتا ہے (۴۶) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لے آئے ہیں اور ان کی اطاعت کی ہے اور اس کے بعد ان میں سے ایک فریق منہ پھیر لیتا ہے اور یہ واقعاً صاحبانِ ایمان نہیں ہیں (۴۷) اور جب انہیں خدا و رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو ان میں سے ایک فریق کنارہ کش ہو جاتا ہے (۴۸) حالانکہ اگر حق ان کے ساتھ ہوتا تو یہ سر جھکائے ہوئے چلے آتے (۴۹) تو کیا ان کے دلوں میں کفر کی بیماری ہے یا یہ شک میں مبتلا ہو گئے ہیں یا

انہیں یہ خوف ہے کہ خدا اور رسول ان پر ظلم کریں گے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ خود ہی ظالمین ہیں (۵۰) مومنین کو تو خدا اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ فیصلہ کریں گے تو ان کا قول صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور یہی لوگ درحقیقت فلاح پانے والے ہیں (۵۱) اور جو بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا اور اس کے دل میں خوفِ خدا ہوگا اور وہ پرہیزگاری اختیار کرے گا تو وہی کامیاب کہا جائے گا (۵۲) اور ان لوگوں نے باقاعدہ قسم کھائی ہے کہ آپ حکم دے دیں گے تو یہ گھر سے باہر نکل جائیں گے تو آپ کہہ دیجئے کہ قسم کی ضرورت نہیں ہے عمومی قانون کے مطابق اطاعت کافی ہے کہ یقیناً اللہ ان اعمال سے باخبر ہے جو تم لوگ انجام دے رہے ہو (۵۳) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پھر اگر انحراف کرو گے تو رسول پر وہ ذمہ داری ہے جو اس کے ذمہ رکھی گئی ہے اور تم پر وہ مسئولیت ہے جو تمہارے ذمہ رکھی گئی ہے اور اگر تم اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے اور رسول کے ذمہ واضح تبلیغ کے سوا اور کچھ نہیں ہے (۵۴) اللہ نے تم میں سے صاحبانِ ایمان و عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین میں اسی طرح اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے اور ان کے لئے اس دین کو غالب بنائے گا جسے ان کے لئے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن سے تبدیل کر دے گا کہ وہ سب صرف میری عبادت کریں گے اور کسی طرح کا شرک نہ کریں گے اور اس کے بعد بھی کوئی کافر ہو جائے تو درحقیقت وہی لوگ فاسق اور بدکردار ہیں (۵۵) اور نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو کہ شاید اسی طرح تمہارے حال پر رحم کیا جائے (۵۶) خبردار یہ خیال نہ کرنا کہ کفر اختیار کرنے والے زمین میں ہم کو عاجز کر دینے والے ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بدترین انجام ہے (۵۷) ایمان والو تمہارے غلام و کنیز اور وہ بچے جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں ان سب کو چاہئے کہ تمہارے پاس داخل ہونے کے لئے تین اوقات میں اجازت لیں نماز صبح سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب تم کپڑے اتار کر آرام کرتے ہو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین اوقات پردے کے ہیں اس کے بعد تمہارے لئے یا ان کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ ایک دوسرے کے پاس چکر لگاتے رہیں کہ اللہ اسی طرح اپنی آیتوں کو واضح کر کے بیان کرتا ہے اور بیشک اللہ ہر شے کا

جاننے والا اور صاحبِ حکمت ہے (۵۸) اور جب تمہارے بچے حد بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اسی طرح اجازت لیں جس طرح پہلے والے اجازت لیا کرتے تھے پروردگار اسی طرح تمہارے لئے اپنی آیتوں کو واضح کر کے بیان کرتا ہے کہ وہ صاحبِ علم بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے (۵۹) اور ضعیفی سے بیٹھ رہنے والی عورتیں جنہیں نکاح سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ان کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اپنے ظاہری کپڑوں کو الگ کر دیں بشرطیکہ زینت کی نمائش نہ کریں اور وہ بھی عفت کا تحفظ کرتی رہیں کہ یہی ان کے حق میں بھی بہتر ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور سب کا حال جاننے والا ہے (۶۰) نابینا کے لئے کوئی حرج نہیں ہے اور لنگڑے آدمی کے لئے بھی کوئی حرج نہیں ہے اور مریض کے لئے بھی کوئی عیب نہیں ہے اور خود تمہارے لئے بھی کوئی گناہ نہیں ہے کہ اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماں اور نانی دادی کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا جن گھروں کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کھانا کھالو۔۔۔ اور تمہارے لئے اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ سب مل کر کھاؤ یا متفرق طریقہ سے کھاؤ بس جب گھروں میں داخل ہو تو کم از کم اپنے ہی اوپر سلام کر لو کہ یہ پروردگار کی طرف سے نہایت ہی مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے اور پروردگار اسی طرح اپنی آیتوں کو واضح طریقہ سے بیان کرتا ہے کہ شاید تم عقل سے کام لے سکو (۶۱) مومنین صرف وہ افراد ہیں جو خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہوں اور جب کسی اجتماعی کام میں مصروف ہوں تو اس وقت تک کہیں نہ جائیں جب تک اجازت حاصل نہ ہو جائے بیشک جو لوگ آپ سے اجازت حاصل کرتے ہیں وہی اللہ اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں لہٰذا جب آپ سے کسی خاص حالت کے لئے اجازت طلب کریں تو آپ جس کو چاہیں اجازت دے دیں اور ان کے حق میں اللہ سے استغفار بھی کریں کہ اللہ بڑا غفور اور رحیم ہے (۶۲) مسلمانو! خبردار رسول کو اس طرح نہ پکارا کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے خاموشی سے کھسک جاتے ہیں لہٰذا جو لوگ حکمِ خدا کی مخالفت کرتے ہیں وہ

اس امر سے ڈریں کہ ان تک کوئی فتنہ پہنچ جائے یا کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے (۶۳) اور یاد رکھو کہ اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی کل کائنات ہے اور وہ تمہارے حالات کو خوب جانتا ہے اور جس دن سب اس کی بارگاہ میں پلٹا کر لائے جائیں گے وہ سب کو ان کے اعمال کے بارے میں بتا دے گا کہ وہ ہر شے کا جاننے والا ہے (۶۴)

تفسیر

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا بادل کو چلاتا ہے اور پھر انہیں آپس میں جوڑ کر تہ بہ تہ بنا دیتا ہے پھر تم دیکھو گے کہ اس کے درمیان سے بارش نکل رہی ہے اور وہ اسے آسمان سے برف کے پہاڑوں کے درمیان سے برساتا ہے پھر جن تک وہ چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے اور جس کی طرف سے چاہتا ہے موڑ دیتا ہے اور اس کی بجلی کی چمک اتنی تیز ہے کہ قریب آنکھیں اندھی ہو جائیں یذجیہ سحابا یعنی زمین سے ہوا اس پر اثر کرتی ہے اور پھر اس کو تہ بہ تہ جمع کر دیتی ہے اور جب وہ موٹے ہو جاتے ہیں تو اللہ ایک ریاح نامی فرشتہ روانہ کرتا ہے جو ان بادلوں کے درمیان سے بارش برساتا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ

اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے خلق کیا ہے۔

پانی سے مراد نطفہ کا پانی ہے جس سے ہر جاندار کو خلق کیا گیا ہے۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ

ان میں سے بعض پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض دو ٹانگوں پر چلتے ہیں اور بعض چار ٹانگوں پر۔

علاوہ فرماتے ہیں جو دو پیروں (ٹانگوں) پر چلتے ہیں وہ انسان ہیں اور پیٹ کے بل چلتے ہیں وہ سانپ ہیں اور چار پیروں پر چلتے ہیں وہ چوپائے ہیں۔ نیز امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کچھ چار سے زیادہ پیروں پر چلتے ہیں جو کہ حشرات ہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور ان کی اطاعت کی ہے اور اس

کے بعد ان میں سے بعض منہ پھیر لیتے ہیں اور یہ واقعاً صاحبان ایمان نہیں ہیں۔

ابن سنان نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت امیر المومنین ابی طالب علیہ السلام اور خلیفہ ثالث کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کی شان نزول یہ ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام اور اس صحابی کے درمیان ایک باغ کے بارے میں نزاع ہوگیا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے کہا کہ میں اس فیصلہ پر راضی ہوں جو رسول خدا ہمارے درمیان فیصلہ کردیں گے۔ لیکن عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمان سے کہا کہ آپ نے اس نزاع کا فیصلہ رسول خدا سے نہ کروائیں انہوں نے حتماً فیصلہ اپنے دماد اکے حق میں کرنا ہے۔ لہٰذا آپ اس کا فیصلہ کیلئے حاکم ابن ابی شبیہ یہودی کو قرار دیں۔ تو صحابی نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے کہا کہ میں فقط فیصلہ کیلئے ابن ابی شیبہ پر راضی ہوں۔ جب اس کے پاس فیصلہ گیا تو اس نے کہا کہ تم عجیب مسلمان ہو رسول پر وحی خدا کے بارے میں ایمان رکھتے ہو۔ لیکن ان کے فیصلے پر ایمان نہیں رکھتے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد یہ آیت نازل کی گئی۔

وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

اور جب ان کو خدا اور اس کی رسول کی طرف پکارا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو یہ ان میں سے ایک فریق اس سے منہ موڑ لیتا ہے اور کنارہ کش ہو جاتا ہے حالانکہ حق ان کے ساتھ ہوتا تو پھر یہ سر جھکائے چلے آتے ہیں ان کے دلوں میں منافقت کی بیماری ہے۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵۱

اور جو اہل ایمان ہے ان کا کام یہ ہے کہ انہیں جب اللہ و رسول کی طرف بلایا جائے تا کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کرے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے حکم سنا اور اس کی اطاعت کی، ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔

اس سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں جو رسول خدا کے فیصلہ پر راضی تھے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ

آپ کہہ دیں کہ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پس اگر تم نے اس سے منہ موڑا تو رسول صرف اس کا ذمہ دار ہے جو اس پر رکھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ رسول کے ذمہ خدا نے آیات کی تبلیغ رکھی ہے وہ اس کی تبلیغ کے ذمہ دار ہیں۔ اور نبوت کے ذمہ دار ہیں۔ عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ (اور تمہاری

جو ذمہ داری ہے تم اس کا ذمہ دار ہو) یعنی تمہاری ذمہ داری ہے کہ رسول کی اطاعت کرو۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ

اس کے بعد خدا نے آئمہ ھدیٰ سے خطاب کیا ہے اور ان سے وعدہ کیا کہ ان ظالموں کے ظلم کے بعد ضرور بضرور تم کو اپنی زمین پر اپنا خلیفہ قرار دوں گا لہٰذا فرمایا:

ترجمہ اللہ نے وعدہ کیا ہے ان سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک اعمال کریں کہ وہ ضرور بضرور ان کو زمین پر خلافت عطا کرے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا چکا ہے۔ اور ان کیلئے اس دین کو مضبوط بنائے گا۔ جسے ان کیلئے اس نے پسند کیا ہے اور ان کے خوف کے بعد انہیں امن عطا کرے گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک قرار نہیں دیں گے جو ان کے بعد ان کا انکار کریں گے وہ لوگ فاسق ہیں۔

علامہ ابن ابراہیم فرماتا ہے کہ یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس کا نازل ہونے بعد تاویل ہوگی اور اس کا عطف اس سے قبل جملے پر ہے۔ جس میں خدا فرماتا ہے رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید وفروخت اور لھو وغیرہ ذکر خدا سے غافل نہیں کرتی۔ (سورہ نور آیت ۳۷)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اے ایمان والو! تمہارے مملوک اور تمہارے وہ بچے جو بلوغت کی حد تک نہیں پہنچے تین اوقات اجازت سے کر تمہاری پاس آئیں نماز فجر سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب تم قیلولہ کیلئے آمادہ ہو چکے ہوں اور کپڑے اتار کر رکھتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تینوں اوقات تمہارے پردے کے اوقات ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں تین اوقات میں خدا نے جو روکا ہے کہ وہ بغیر اجازت کے کسی کے کمرے میں داخل نہ ہو۔ خواہ وہ باپ ماں، بھائی، بہنیں اور خادم ہی کیوں نہ ہو وہ ان اوقات میں بغیر اجازت کے کسی کے کمرہ میں داخل نہ ہوں وہ مندرجہ ذیل اوقات میں نماز فجر سے پہلے، نماز عشاء کے بعد اور دوپہر کے وقت جب تم قیلولہ کرنے کیلئے اپنے کپڑے اتار چکے ہو۔ اور ان تین اوقات کے بعد کیلئے فرمایا: لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۭ ان تین اوقات کے علاوہ اوقات میں بغیر اجازت کے لیے بھی یہ تمہارے کمروں میں داخل ہو سکتے ہیں۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ۭ

اور وہ عورتیں جو جوانی گزار کر بڑھاپے میں جا چکی ہیں اور اپنے بڑھاپے کی وجہ سے نکاح کی امیدوار

نہیں اگر وہ اپنی چادریں اتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ زینت کے اظہار کرنے کیلئے وہ ایسا نہ کریں۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ یہ آیت ایسی عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جو بوڑھی ہو چکی ہیں یا یائسہ ہو چکی ہیں اور انہیں ماہواری (حیض) نہیں آتا اور وہ اب شادی کی امیدوار بھی نہیں ہیں۔ اگر ایسی عورتیں اپنا نقاب اتار بھی دیں تو ان کیلئے کوئی حرج و گناہ نہیں ہے۔

البتہ اگر وہ نقاب میں رہے تو ان کیلئے زیادہ بہتر ہے۔ لیکن اگر وہ اپنا نقاب اس لئے اتاریں تا کہ وہ انہوں نے زینت کی ہوتی ہے وہ لوگوں کو دیکھا دیں تو یہ ان کیلئے جائز نہیں ہے۔ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۔ یعنی اگر وہ مردوں سے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھیں تو یہ ان کیلئے زیادہ بہتر ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ

اندھے لنگڑے اور مریض پر کوئی حرج نہیں ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا آپؑ نے فرمایا اسلام کے قبل مدینہ کے لوگ بڑے تنگ مزاج تھے وہ اندھے لنگڑے اور مریضوں کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا کر کھانا نہیں کھلاتے تھے اور کہتے تھے کہ اندھے کو کھانا دکھائی نہیں دیتا اور لنگڑا دوسرے لوگوں کی طرح کھانے کے دسترخوان پر آ نہیں سکتا اور دوسرے کی طرح بیٹھ نہیں سکتا اور مریض فرد بھی دوسرے تندرست لوگوں کی طرح کھانا نہیں کھا سکتا ہے لہٰذا وہ ان افراد کو الگ سے کھانا دیا کرتے تھے۔ اپنے ساتھ بٹھا کر دسترخوان پر کھانا نہیں دیتے تھے۔

جب رسولؐ مدینہ ہجرت کر آئے تو لوگوں نے اپنی روش کے بارے میں سوال کیا تو اس وقت یہ حکم نازل ہوا، اندھے لنگڑے اور مریض کیلئے کوئی حرج نہیں خواہ ان کو الگ سے کھانا دو یا اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاؤ۔

تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۔

تم اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے کھاؤ اپنی ماں و نانی کے گھروں سے کھاؤ اپنے

بھائی بہنوں کے گھروں سے کھاؤ اپنے چاچا اور پھوپھوں کے گھروں سے کھاؤ اپنے ماموں اور خالوؤں کے گھروں سے کھاؤ یا جن گھروں کی چابیاں تمہارے حوالے کی گئی ہیں اور اپنے دوستوں کے گھروں سے بغیر اجازت کھاؤ اس میں تمہارے اوپر کوئی حرج نہیں ہے۔ خواہ مل کر کھاؤ یا جدا جدا۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کی یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے انصار و مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور ایک دوسرے کو بھائی بھائی بنا دیا۔ لہٰذا ابوبکر و عمرؓ دونوں کو آپس میں بھائی بنایا پھر جناب عبدالرحمن بن عوف اور جناب عثمان کو آپس میں بھائی بنایا، پھر جناب زبیر اور طلحہ کو آپس میں بھائی بنایا اور پھر جناب سلمان اور ابوذر کو آپس میں بھائی بنایا اور پھر جناب مقداد اور جناب عمار کو آپس میں بھائی بنایا۔ سب کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا لیکن حضرت علی علیہ السلام کو کسی کا بھی بھائی نہ بنایا گیا، تو اس کا امیر المومنین علیہ السلام کو بہت دکھ و رنج ہوا، اور رسول خدا سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے سب کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا ہے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا رسول خدا فرمایا اے علی خدا کی قسم آپ کو میں نے اپنے لئے رکھا ہے کیا تم اس پر راضی نہیں ہے کہ میں تیرا بھائی اور تو میرا بھائی ہو، تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی میرا وصی میرا وزیر میری امت میں میرا خلیفہ میرا قرض ادا کرنے والا اور میرے وعدہ پورے کرنے والا اور آخری وقت مجھے غسل دینے والا اور اس کے لئے میرے علاوہ کوئی لائق و سزاوار نہیں اور تجھ مجھے سے وہی نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس کے سننے کے بعد امیر المومنین علیہ السلام خوش ہو گئے اس عقد مواخات کے بعد جب بھی بھائی سفر پر جاتا یا رسول خدا کسی کو جنگ یا سریہ پر روانہ کرتے تو اپنے گھر کی چابیاں اپنے دوسرے بھائی کو دے جاتا تھا اور اسے کہہ کر جاتا کہ میرے گھر میں جو کچھ ہے وہ تم بغیر روک ٹوک کھا سکتے ہو۔ لیکن وہ بھائی اس کے گھر سے کچھ نہ کھاتا یہاں تک۔ اس کے گھر میں جو کھانا وغیرہ ہوتا وہ بھی خراب ہو جاتا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۔ یعنی جب وہ آپ کو گھر کی چابی دے گیا ہے تو اس کوئی حرج نہیں ہے یہ کھانا تم اس کی موجودگی میں کھاؤ یا اس سے جدا کھاؤ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ پس جب تم گھر میں داخل ہو جاؤ تو اپنے اوپر سلام کرو۔

ابوالجارود نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا آپؑ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کسی گھر میں داخل ہو تو اگر گھر میں افراد موجود ہیں تو ان کو سلام کرو اور اگر گھر میں کوئی فرد نہیں نہ ہو تو اپنے آپ کو یوں سلام کرو السلام علینا ہمارے رب کی طرف سے ہمارے اوپر سلام ہو اور یہ خدا کی طرف سے بہترین تحفہ ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ اگر گھر میں کوئی فرد موجود نہ ہو تو اپنے اور اپنے ساتھ کراماً کاتبین کا قصد کر کے یوں سلام کہو۔ السلام علیکم

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.....

مومن بس وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو اور جب کبھی کسی اجتماعی کام میں رسول کے پاس ہوں تو نبی کی اجازت کے بغیر وہاں سے نہ جائیں۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ رسول خدا جب بھی اپنے اصحاب کو کسی مشورہ کیلئے جمع کرتے تو کچھ لوگ رسول کی اجازت کے بغیر اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ تو خدا نے ان کو اس کام سے روکا کہ اگر تم واقعی مومن ہو تو پھر رسول کی اجازت کے بغیر نہ جاؤ۔

فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ

پس جو لوگ آپ سے اپنے بعض معاملات کیلئے اجازت طلب کریں تو آپ جسے چاہیں اجازت دے دیں۔

یہ آیت حضرت حنظلہ بن ابی عیاش کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنگ احد کیلئے مشاورت ہو رہی تھی اسی رات جناب حنظلہ نے رسول خدا سے اجازت طلب کی یا رسول آج میرا نکاح اور شب زناف ہے آیا مجھے صبح تک کی اجازت ہے کہ میں اپنے بیوی کے ساتھ رات بسر کرلو تو رسول نے اجازت دے دی اور وہ اس نے رات اپنی بیوی کے ساتھ شب زناف بسر کی اور صبح غسل کرنا بھول گیا اور جنگ بدر میں شریک ہوا اور وہ شہید ہو گیا تو رسول خدا نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ حنظلہ کو فرشتے زمین و آسمان کے درمیان چاندی کے برتنوں سے بارش کا پانی بھر بھر کر غسل دے رہے ہیں تو اس وجہ سے جناب حنظلہ کو شہادت کے بعد غسیل الملائکہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

تم ہمارے رسول کو ایسے نہ بلاؤ جیسا کہ تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

یعنی تم لوگ ہمارے رسول کو ایسے مت بلاؤ جیسے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کا نام یا کنیت سے پکارتے ہو اور ہمارے رسول کو یا محمد یا ابا القاسم کہہ کر مت پکارو بلکہ جب رسول خدا سے خطاب کرنا ہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہہ کر پکارو۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ

پس جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اس سے ڈرنا چاہیے مبادا کہ ان پر کوئی آزمائش آپڑے یا کوئی دردناک عذاب آجائے۔

یعنی کوئی فتنہ یا آزمائش تم کو گھیر لے۔

سورہ نور تمام شد

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ

یہ سورہ مبارکہ فرقان مکہ میں نازل ہوئی۔ اس کی آیات 77 ہیں اور اس کے چھ (6) رکوع ہیں۔ قرآن کی موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 25 ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا نمبر 42 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

ثواب الاعمال میں مرقوم ہے کہ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ابن عمار سے فرمایا:

اے ابن عمار سورہ فرقان کی تلاوت کبھی ترک نہ کرنا جو شخص ہر شب اس کی تلاوت کرے گا اللہ اسے عذاب نہیں دے گا اور اس سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ اور اس کا مقام فردوس بریں میں ہوگا۔

مجمع البیان میں ابی بن کعب سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا جو شخص سورہ فرقان کی تلاوت کرے گا۔ قیامت کے دن مومن بنا کر اٹھایا جائے گا۔ قیامت آکر رہے گی اس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ جل شانہ اہل قبور کو زندہ کرے گا۔ (اضافہ من جانب مترجم)

آیت ۱ تا ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ﴿۱﴾
الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ
شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ
دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ
ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾ وَقَالَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ

فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۞ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ
تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۞ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۞ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا
الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ
فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۞ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ
مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۞ اُنْظُرْ
كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۞
تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۞ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ
وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۞ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ
سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۞ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ
دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۞ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا
ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۞ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ
كَانَتْ لَهُمْ جَزَاۗءً وَّمَصِيْرًا ۞ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ
عَلٰي رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ۞ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا

السَّبِيْلَ ۞ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ
مِنْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا
قَوْمًۢا بُوْرًا ۞ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا
وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ۞ وَمَآ اَرْسَلْنَا
قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي
الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ
رَبُّكَ بَصِيْرًا ۞

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

بابرکت ہے وہ خدا جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا ہے تا کہ وہ سارے عالمین کے لئے عذابِ الٰہی سے ڈرانے والا بن جائے (۱) آسمان و زمین کا سارا ملک اسی کے لئے ہے اور اس نے نہ کوئی فرزند بنایا ہے اور نہ کوئی اس کے ملک میں شریک ہے اس نے ہر شے کو خلق کیا ہے اور صحیح اندازے کے مطابق درست بنایا ہے (۲) اور ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر ایسے خدا بنا لئے ہیں جو کسی بھی شے کے خالق نہیں ہیں بلکہ خود ہی مخلوق ہیں اور خود اپنے واسطے بھی کسی نقصان یا نفع کے مالک نہیں ہیں اور نہ ان کے اختیار میں موت و حیات یا حشر و نشر ہی ہے (۳) اور یہ کفار کہتے ہیں کہ یہ قرآن صرف ایک جھوٹ ہے جسے انہوں نے گھڑ لیا ہے اور ایک دوسری قوم نے اس کام میں ان کی مدد کی ہے حالانکہ ان لوگوں نے خود ہی بڑا ظلم اور فریب کیا ہے (۴) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو صرف اگلے لوگوں کے افسانے ہیں جسے انہوں نے لکھوا لیا ہے اور وہی صبح و شام ان کے سامنے پڑھے جاتے ہیں (۵) آپ کہہ دیجئے کہ

اس قرآن کو اس نے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین کے رازوں سے باخبر ہے اور یقیناً وہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے (۶) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں چکر بھی لگاتا ہے اور اس کے پاس کوئی ملک کیوں نہیں نازل کیا جاتا جو اس کے ساتھ مل کر عذابِ الٰہی سے ڈرانے والا ثابت ہو (۷) یا اس کی طرف کوئی خزانہ ہی گرا دیا جاتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہی ہوتا جس سے کھاتا پیتا اور پھر یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم لوگ تو ایک جادو زدہ آدمی کا اتباع کر رہے ہو (۸) دیکھو ان لوگوں نے تمہارے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کی ہیں یہ تو بالکل گمراہ ہو گئے ہیں اور اب راستہ نہیں پا سکتے ہیں (۹) بابرکت ہے وہ ذات جو اگر چاہے تو تمہارے لئے اس سے بہتر سامان فراہم کر دے ایسی جنتیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں اور پھر تمہارے لئے بڑے بڑے محل بھی بنا دے (۱۰) حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے قیامت کا انکار کیا ہے اور ہم نے قیامت کا انکار کرنے والوں کے لئے جہنّم مہیّا کر دیا ہے (۱۱) جب آتش جہنم ان لوگوں کو دور سے دیکھے گی تو یہ لوگ اس کے جوش و خروش کی آوازیں سنیں گے (۱۲) اور جب انہیں زنجیروں میں جکڑ کر کسی تنگ جگہ میں ڈال دیا جائے تو وہاں موت کی دہائی دیں گے (۱۳) اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو آواز دو (۱۴) پیغمبر آپ ان سے پوچھئے کہ یہ عذاب زیادہ بہتر ہے یا وہ ہمیشگی کی جنّت جس کا صاحبانِ تقویٰ سے وعدہ کیا گیا ہے اور وہی ان کی جزا بھی ہے اور ان کا ٹھکانا بھی (۱۵) ان کے لئے وہاں ہر خواہش کا سامان موجود ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہ پروردگار کے ذمہ ایک لازمی وعدہ ہے (۱۶) اور جس دن بھی خدا ان کو اور ان کے خداؤں کو جنہیں یہ خدا کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے سب کو ایک منزل پر جمع کرے گا اور پوچھے گا کہ تم نے میرے بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ از خود بھٹک گئے تھے (۱۷) تو یہ سب کہیں گے کہ تو پاک اور بے نیاز ہے اور ہمیں کیا حق ہے کہ تیرے علاوہ کسی اور کو اپنا سرپرست بنائیں اصل بات یہ ہے کہ تو نے انہیں اور ان کے بزرگوں کو عزّت دنیا عطا کر دی تو یہ تیری یاد سے غافل ہو گئے اس لئے کہ یہ ہلاک ہونے والے لوگ ہی تھے (۱۸) دیکھا تم لوگوں نے کہ تمہیں وہ بھی جھٹلا رہے ہیں جنہیں تم نے خدا بنایا تھا تو اب نہ تم عذاب کو ٹال سکتے ہو اور نہ اپنی مدد کر سکتے ہو اور

جو بھی تم میں سے ظلم کرے گا اسے ہم بڑے سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے (۱۹) اور ہم نے آپ سے پہلے بھی جن رسولوں کو بھیجا ہے وہ بھی کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے اور ہم نے بعض افراد کو بعض کے لئے وجہ آزمائش بنا دیا ہے تو مسلمانو! کیا تم صبر کر سکو گے جب کہ تمہارا پروردگار بہت بڑی بصیرت رکھنے والا ہے (۲۰)

تفسیر

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ﴿۱﴾

برکت والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان کو نازل کیا تا کہ وہ دونوں جہانوں کیلئے ڈرانے والا ہو۔

فرقان: یعنی قرآن مجید (اس کو فرقان اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ وقفہ وقفہ سے نازل ہوا ہے یا اس وجہ سے کہ یہ حلال وحرام کے درمیان فرق قرار دینے والا ہے۔ مترجم)

اس کے بعد خدا اپنی مدحت وتعریف بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ﴿۲﴾

وہی خدا ہے جو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کا مالک ہے اور اس نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا اور اس کا سلطنت میں کوئی شریک نہیں ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر فرمایا ہے۔

اس کے بعد خدا بتوں کی عبادت کرنے والے قریش سے احتجاج کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ.....

انہوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنایا ہے جنہوں نے کچھ بھی خلق نہیں کیا بلکہ وہ خود خلق کیے گئے ہیں اور یہ اپنے لیے کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں ہے اور وہ موت حیات اور دوبارہ اٹھانے کا اختیار

بھی نہیں رکھتے۔

اس کے بعد خدا پھر ان کی حکایت کر رہا ہے کہ:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ: کافروں نے کہا کہ تحقیق یہ یعنی قرآن افک افتراء ہے یعنی من گھڑت کہانیاں ہیں جو محمد خود بناتا ہے وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ اور دوسرے لوگ اس کی اس میں مدد کرتے ہیں۔

یہ کافر کہتے ہیں کہ یہ قرآن (نعوذ باللہ معاذ اللہ) جو محمد ہمیں سناتا ہے اور جو کچھ ہمیں۔ گذشتہ امتوں کی خبر دیتا ہے یہ یہود سے ان کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور علماء یہود سے ان خبروں کو لکھتا ہے۔ یا یہ ابن قبیطہ سے لکھتا ہے اور پھر اسے صبح وشام ہمارے سامنے نقل کرتا رہتا ہے۔

اور نام دیتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ تو ان کفار کے قول کو خدا یوں رد کرتا ہے۔ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ آپ ان سے کہہ دیں یہ قرآن اس خدائے بزرگ نے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین کے تمام پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے اور وہ غفور ورحیم ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ کفار کہتے تھے کہ قرآن افک ہے اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ یہ جھوٹ ہے۔ اور اَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ سے کہ جو کفار کے باطل گمان کے مطابق رسول خدا کی اس پر مدد کرتے تھے وہ ابافکیہہ وھجبر عد اس اور جویطب کا غلام عالس تھا۔ یہ (نعوذ بلہ من ذلك) قرآن رسول کو لکھ کر دیتے ہیں۔

(اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ) یعنی پرانے زمانوں کی کہانیاں میں جن کو وہ لکھتا ہے۔

یہ باطل گمان نضر بن حارث بن علقمہ ابن کلاہ یہ ملعون کہا کرتا ہے کہ محمد نے پرانے زمانوں کی کہانیاں جمع کر کے ہمیں صبح وشام سناتا رہتا ہے۔ ورنہ خدا کی طرف سے اس پر کچھ نازل نہیں ہے ان کو رد کرنے کے لیے خدا نے فرمایا اے محمد آپ کہہ دیں کہ یہ اس خدا نے اتارا ہے جو زمین وآسمانوں کی تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے جو غفور ورحیم ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد پھر خداوند متعال ان کفار کے قول کو نقل کر رہا ہے جو وہ رسول خدا کے بارے میں کہتے تھے۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا

يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝

اور یہ کفار کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کو کسی فرشتے کو کیوں نازل نہیں کیا گیا جو اس کے ساتھ ملکر ڈراتا یا اس کی طرف سے کوئی خزانہ کیوں نہیں اتارا گیا یا اس کے لیے کوئی ایسا باغ ہوتا جس سے یہ روزی حاصل کرتا۔ یہ ظالم کہتے ہیں کہ یہ ایک جادوگر ہے اور تم لوگ ایک جادوزدہ کی پیروی کرتے ہو۔

خدا کفار کو رد کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝ بابرکت ہے وہ ذات وہ اگر چاہے تو ان کے بیان کردہ باغوں سے بہتر باغات آپ کے لیے بنا سکتا ہے کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں اور آپ کے لیے بڑے بڑے محل بھی بنا سکتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یہ والی آیت حضرت جبرائیل لے کر رسول خدا پاس آئے کہ خدا نے فرمایا۔

قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ ۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں ظالم سے مراد وہ افراد ہیں جنہوں نے آل محمد کے حق میں ظلم کیا ہے فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ ۔ یعنی سیدھے رستے پر چلنا ان کے بس میں ہی نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سیدھا راستہ سے علی علیہ السلام مراد ہیں یعنی یہ علی کی ولایت والے راستہ پر چلنا ان کے بس میں ہی نہیں ہے۔

اور جابر ابن یزید نے بھی امام محمد باقر علیہ السلام سے ایسی روایت کو نقل کیا ہے ابوالصامت نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا آپ نے فرمایا؛ دن اور رات میں سے ہر ایک کے بارہ بارہ گھنٹے ہوتے ہیں تو علی علیہ السلام ان بارہ گھنٹوں سے افضل ترین گھنٹا ہے۔ اسی کے بارے خدا فرمایا ہے بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ بلکہ ان لوگوں نے ایک خاص گھڑی کو جھٹلایا ہے اور جو بھی اس خاص گھڑی کو جھٹلائے گا تو ہم نے اس کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جس کو دور سے دیکھیں گے تو ان کو اس کی چنگھاڑ اور غصہ سے بھری ہوئی آواز کو سنیں گے۔ اور جب ان کو اس آگ میں ڈالا جائے گا۔ تو پھر وہاں اپنی موت کو آواز دیں گے۔ جو ان کو نہیں آئے گی۔

اس کے بعد خدا منکرین خدا، بت پرستوں آگ کی پوجا کرنے والوں، سورج وچاند کی عبادت کرنے والوں اور ستاروں کی عبادت کرنے اور دوسرے مشرکین کو خطاب کرے گا۔ اور فرمائے گا۔ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ یہ وہ دن ہے جس دن ہم ان سب کو اور جن کی یہ عبادت کرتے تھے ان کو محشور کریں گے۔ اور ان کے اختیار کردہ معبودوں سے کہیں گے

کہ میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی رستے سے بھٹک گئے تھے۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ

تو اس وقت وہ سب کہہ دیں گے پاک ومنزہ تیری ذات ہماری یہ جرأت ہی نہ تھی کہ ہم تجھے چھوڑ کر اپنے لیے کوئی سرپرست بناتے۔

بات یہ ہے کہ تو نے ان کو اور ان کے آباؤ اجداد کو دنیا کی نعمتیں دیں اور یہ ان کی وجہ سے تیری نصیحت کو بھول گئے۔ اور یہ کتنے ہی برے لوگ تھے۔ پھر خدا فرماتا ہے کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری ان باتوں کو اور تمہاری عبادت کو جھٹلا رہے ہیں اب تم دور دور تک اپنا کوئی مددگار نہیں پاؤ گے۔

پھر خدا کفار کی پہلی بات کو رد کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝۲۰

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی جتنے رسول مبعوث کیے تھے وہ بھی کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے تھے اور ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کی آزمائش کا ذریعہ قرار دیا ہے کیا تم صبر کرو گے تمہارا رب سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

یعنی اے رسول آگر آپ کے بشر وانسان ہونے پر اعتراض کرتے ہیں تو آپ سے قبل والوں پر بھی یہ ہی اعتراض تھا۔

(اٹھاواں پارہ ختم شد)

پارہ نمبر ۱۹

آیت ۲۱ تا ۴۴

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۝۲۱ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰۗىِٕكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَىِٕذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝۲۲ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاۗءً مَّنْثُوْرًا ۝۲۳ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَىِٕذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ۝۲۴ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاۗءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰۗىِٕكَةُ تَنْزِيْلًا ۝۲۵ اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝۲۶ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝۲۷ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝۲۸ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَاۗءَنِيْ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝۲۹ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝۳۰ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ۝۳۱ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝۳۲ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ

وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿٣٣﴾ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ
اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿٣٦﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا
الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ
عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٣٧﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ
كَثِيْرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا
عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ
كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿٤٠﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ
اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿٤١﴾ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ
صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ
سَبِيْلًا ﴿٤٢﴾ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۭ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ
وَكِيْلًا ﴿٤٣﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ
اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٤٤﴾

ترجمہ

اور جولوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ آخر ہم پر فرشتے کیوں نہیں نازل ہوتے یا

ہم خدا کو کیوں نہیں دیکھتے درحقیقت یہ لوگ اپنی جگہ پر بہت مغرور ہو گئے ہیں اور انتہائی درجہ کی سرکشی کر رہے ہیں (۲۱) جس دن یہ ملائکہ کو دیکھیں گے اس دن مجرمین کے لئے کوئی بشارت نہ ہوگی اور فرشتے کہیں گے کہ تم لوگ دور ہو جاؤ (۲۲) پھر ہم ان کے اعمال کی طرف توجہ کریں گے اور سب کو اڑتے ہوئے خاک کے ذرّوں کے مانند بنا دیں گے (۲۳) اس دن صرف جنّت والے ہوں گے جن کے لئے بہترین ٹھکانہ ہوگا اور بہترین آرام کرنے کی جگہ ہوگی (۲۴) اور جس دن آسمان بادلوں کی وجہ سے پھٹ جائے گا اور ملائکہ جوق در جوق نازل کئے جائیں گے (۲۵) اس دن درحقیقت حکومت پروردگار کے ہاتھ میں ہوگی اور وہ دن کافروں کے لئے بڑا سخت دن ہوگا (۲۶) اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کہ کاش میں نے رسول کے ساتھ ہی راستہ اختیار کیا ہوتا (۲۷) ہائے افسوس۔ کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا (۲۸) اس نے تو ذکر کے آنے کے بعد مجھے گمراہ کر دیا اور شیطان تو انسان کا رسوا کرنے والا ہے ہی (۲۹) اور اس دن رسول آواز دے گا کہ پروردگار اس میری قوم نے اس قرآن کو بھی نظر انداز کر دیا ہے (۳۰) اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے مجرمین میں سے کچھ دشمن قرار دیدیئے ہیں اور ہدایت اور امداد کے لئے تمہارا پروردگار بہت کافی ہے (۳۱) اور یہ کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ آخر ان پر یہ قرآن ایک دفعہ کُل کا کُل کیوں نہیں نازل ہو گیا۔ ہم اسی طرح تدریجاً نازل کرتے ہیں تاکہ تمہارے دل کو مطمئن کر سکیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر نازل کیا ہے (۳۲) اور یہ لوگ کوئی بھی مثال نہ لائیں گے مگر یہ کہ ہم اس کے جواب میں حق اور بہترین بیان لے آئیں گے (۳۳) وہ لوگ جو جہنّم کی طرف منہ کے بل کھینچ کر لائے جائیں گے ان کا ٹھکانا بدترین ہے اور وہ بہت زیادہ بہکے ہوئے ہیں (۳۴) اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو ان کا وزیر بنا دیا (۳۵) پھر ہم نے کہا کہ اب تم دونوں اس قوم کی طرف جاؤ جس نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی ہے اور ہم نے انہیں تباہ و برباد کر دیا ہے (۳۶) اور قوم نوح کو بھی جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں بھی غرق کر دیا اور لوگوں کے لئے ایک نشانی بنا دیا اور ہم نے ظالمین کے لئے بڑا دردناک عذاب مہیّا کر رکھا ہے (۳۷) اور عاد و ثمود اور اصحاب رس اور ان کے

درمیان بہت سی نسلوں اور قوموں کو بھی تباہ کر دیا ہے (۳۸) اور ان سب کے لئے ہم نے مثالیں بیان کیں اور سب کو ہم نے نیست و نابود کر دیا (۳۹) اور یہ لوگ اس بستی کی طرف آئے جس پر ہم نے پتھروں کی بوچھاڑ کی تھی تو کیا ان لوگوں نے اسے نہیں دیکھا حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ قیامت کی امید ہی نہیں رکھتے (۴۰) اور جب آپ کو دیکھتے ہیں تو صرف مذاق بنانا چاہتے ہیں کہ کیا یہی وہ ہے جسے خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے (۴۱) قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے منحرف کر دے اگر ہم لوگ ان خداؤں پر صبر نہ کر لیتے اور عنقریب ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا جب یہ عذاب کو دیکھیں گے کہ زیادہ بہکا ہوا کون ہے (۴۲) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات ہی کو اپنا خدا بنا لیا ہے کیا آپ اس کی بھی ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہیں (۴۳) کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ ان کی اکثریت کچھ سنتی اور سمجھتی ہے ہرگز نہیں یہ سب جانوروں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی کچھ زیادہ ہی گم کردہ راہ ہیں۔ (۴۴)

تفسیر

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾

پاس آنے کی امید نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ ہماری طرف فرشتوں کو کیوں نہ بھیجا گیا یا ہم اپنے رب کو دیکھ کیوں نہیں لیتے انہوں نے اپنی ذات میں تکبر کیا اور بہت بڑی سرکشی کی۔ اور جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے تو اس دن مجرموں کے لیے کوئی خوش خبری نہ ہوگی اور کہیں گے ہمیں اس سے پناہ مل جائے تو بہتر ہے۔

يَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ ۔یعنی قدر مقدورا یعنی وہ کہیں گے کہ ان کے لیے کوئی قدر مقدر ہوتی۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اور ہم ان کے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے پس پھر ہم ان کو غبار بنا کر اڑا دیں گے۔

جناب ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا کچھ لوگوں کو محشور کرے گا اور ان کے سامنے سفید دودھیا قسم کی ایک روشنی چل رہی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ اس روشنی سے کہے گا کہ تو غبار بن کر اڑ جا وہ ان کے اعمال کی روشنی غبار بن کر اڑ جائے گی۔ پھر آپ نے فرمایا ابوحمزہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو نماز و روزے کے پابند ہوں گے لیکن جب ان کے سامنے مال حرام پیش کیا جاتا ہے تو اس سے پرہیز نہیں کرتے بلکہ اس پر جھپٹ پڑتے ہیں اور جب ان کے سامنے امیر المومنین علی علیہ السلام کے فضائل میں سے کوئی فضیلت پیش کی جاتی ہے تو اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ ان کے اعمال کو غبار بنا کر اڑا دیا جائے گا۔ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ سے مراد غبار کے ان ذرات کو کہا جاتا ہے جو تمہیں اپنے گھر کے اندر روشنی کی کرنیں پڑنے پر دکھائے دیتے ہیں۔

(وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ) ۔اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو چبائے گا۔

قیامت کے دن دو ظالم دوستوں کی کہانی:

قیامت کا دن ہوگا خدا دو دوستوں کو محشور کرے گا جو دونوں بہت بڑے ظالم ہونگے جب وہ اپنے عذاب کو دیکھیں گے اس وقت جو اول ہوگا وہ اپنے حق کا عذاب دیکھے گا۔

تو افسوس میں اپنے ہاتھوں کو منہ سے کاٹے گا اور اس وقت کہے گا۔

يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ اے کاش میں نے رسول کے ساتھ سبیل کو پکڑ لیا ہوتا۔

اس کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں پہلا ظالم یہ کہے گا کاش میں رسول خدا کو ماننے کے ساتھ اس سبیل کو مان لیا ہوتا سبیل سے مراد علی علیہ السلام ہیں یعنی وہ کہے گا کاش میں علی کو ولی اللہ مان لیتا۔ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ ۔

ہائے افسوس کاش میں نے اس اپنے ساتھی کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔ پھر وہ دوست کہے گا اے کاش میں نے اس ظالم کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا کہ جس نے مجھے لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ۔ علی کی ولایت سے روگردان کر دیا اور گمراہ کر دیا جبکہ علی کی ولایت میرے پاس ادلہ سے ثابت تھی۔ پھر بھی میں نے اس دوست کے گمراہ کرنے سے اس ولایت کو ترک کیا اور علی کو ولی و امام و ہادی تسلیم نہ کیا۔ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ ۔اور شیطان تو انسان کو رسواء کرنے والا ہے۔

یعنی یہ دوست کہے گا اپنے دوسرے ظالم دوست کے بارے میں یہ شیطان ہے جس کی وجہ سے میں محشر میں رسواء ہوا ہوں۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام خدا کے اس قول ''۔ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ ۔اس دن جنت والے ہونگے جن کے لیے بہترین ٹھکانہ ہوگا اور بہترین آرام کرنے والی جگہ ہوگی۔

اس کے بارے میں فرمایا ہمارے تک یہ خبر آئی ہے کہ جب دوزخ والے دوزخ کی طرف متوجہ ہونگے تو جہنم میں داخل ہونے سے قبل ان سے کہا جائے گا کہ تم اس سائے میں داخل ہو جاؤ جو آگ کے دھویں کی مانند ہوگا وہ اس کی طرف چل پڑیں گے اور وہ یہ گمان کریں گے یہ شاید یہ جنت ہے لیکن وہ حقیقت میں دوزخ ہوگی اور وہ دوزخ میں گروہ در گروہ داخل ہونا شروع ہو جائیں گے یہ نصف دن کا وقت ہوگا۔ اور اس کے دوسری طرف اہل جنت جنت میں ہونگے اور جنت کے تحائف کے مشتاق ہونگے وہ جنت میں داخل ہونگے اور ان کو بھی ان کے اپنے گھر دے دیے جائیں گے یہ بھی نصف دن کا وقت ہوگا یہ ہی قول کا مطلب ہے کہ اس دن جنت والوں کے لیے بہترین ٹھکانے اور بہترین آرام والی جگہ ہوگی۔

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ۔ اور جس دن آسمان بادل کی وجہ سے پھٹ جائے گا اس قول کے بارے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ غمام سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا غمام سے امیر المومنین علی علیہ السلام مراد ہیں۔

وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾

عاد و ثمود اور اصحاب رس اور ان کے درمیان بہت سی نسلیں و قومیں بھی تباہ کر دی گئیں۔

حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا راوی نے بیان کیا کہ ایک عورت اپنی کنیز کو ساتھ لیکر امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا اے فرزند رسول اس عورت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو دوسری عورت کے ساتھ ہم جنسی کرتی ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ عورت جہنمی ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا ایسی عورتوں کو لایا جائے گا ان کو جہنم کا لباس پہنا جائے اور ان کے پیروں میں جرابیں بھی آگ سے ہونگی ان کا لباس بھی آگ کا ہوگا ان کے جوتے بھی آگ کے ان کے اوپر چادریں بھی آگ کی ہونگی اور ان کے شکموں میں بھی آگ ہوگی پھر ان کی شرمگاہوں میں آگ کے ستون داخل کیے جائیں گے پھر ان کو ان کے ساتھ جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو اس عورت نے عرض کیا اے مولیٰ اس کا تذکرہ قرآن میں تو نہیں ہے آپؑ نے فرمایا کیوں نہیں۔ اس نے عرض کیا قرآن میں کہاں پر اس کا تذکرہ ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ خدا کا فرمان ہے کہ عَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ ۔ یہ ہی وہ عورتیں تھیں جو یہ کام کرتیں تھی كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ ۔ سب کو ہم نے نسیت و نابود کر دیا ہے۔

حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں اس سے مراد کسرنا تکسیرا۔

یعنی ہم نے ان کو توڑ مڑوڑ کر رکھ دیا۔ یعنی ان کو ہمارے عذاب نے اس طرح کر دیا جیسے کسی کو توڑ مڑوڑ کر کر رکھ دیا گیا ہو۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا یہ: الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۔ یعنی وہ قریہ جس پر آسمانوں سے بہت بری بارش برسی یہ وہ سدوم تھا یہ قوم لوط کی آبادی تھی کہ جن پر اللہ نے پتھروں کی بارش برسائی کہ جو پتھر

جبیل کے تھے بعض نے کہا کہ وہ طین یعنی مٹی کے تھے۔

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو ہی اپنا خدا بنا لیا تھا۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول یوں ہے کہ قریش مکہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ قریش مکہ پر جب بھی قحط سالی آتی تو وہ اپنی معاش کی تلاش میں مکہ شہر سے ادھر نکل کر گھاٹیوں میں چلے جاتے اور راستے میں انہیں جہاں کوئی خوب صورت درخت یا کوئی پتھر دکھائی دیتا تو اس کی پوجا کرنا شروع کر دیتے اور اس کے سامنے اپنے جانور قربان کرتے اور اپنی قربانیوں کا خون اس درخت یا پتھر کو لگاتے اور اس کا سعد صحرہ کا نام رکھ دیا جاتا جب ان کے اونٹ یا دوسرے جانور مریض ہوتے تو وہ ان کو اس سعد صحرہ کے پاس لاتے اور اس سے مس کیا کرتے تھے۔

ایک دن ایک اعرابی کے اونٹ بیمار ہو گئے تو وہ اپنے اونٹوں کو ایک ایسے ہی فرضی معبود سعدہ صحرہ کے پاس لے کر آیا جب اس کے اونٹ کا گلا وہاں پہنچا تو آگے کے تمام اونٹ دوڑ گئے اور اس نے بڑی مشکل سے اپنے اونٹ جمع کیے اور پھر اس نے یہ شعر پڑھے۔

اقیت الی سعد یسجمع شملنا
مشقت سعد فما نحن من سعد
وما سعدالا ضحرة مستوية
من الارض الاتهدی یعنی ولارشه

میں سعد کے پاس اس نیت سے گیا کہ وہ ہمارے خاندان کو جمع کرے گا لیکن اس نے تو ہمیں متفرق کر دیا لہٰذا ہمارا سعد سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔

سعد ایک گڑا پتھر ہی ہے جسے زمین میں گاڑا گیا ہے وہ نہ گمراہی سے ہدایت دینے کے قابل ہے اور نہ ہی کسی کو سیدھا راستہ بتانے کا اہل ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عربی کا گزر ایک ایسے ہی خود ساختہ سعد کے پاس سے ہوا اس نے دیکھا کہ ایک لومڑی اس پر پیشاب کر رہی ہے اس نے یہ منظر دیکھا تو اس کو معبود کی تذلیل میں اس نے یوں شعر کہا۔

ورب یبول الثعلبان براسه
لقدذل من بالت علیه الثعالب

ایک رب وہ بھی ہے کہ جس کے سر پر لومڑی پیشاب کر رہی ہے جس کے سر پر لومڑی پیشاب کرے وہ یقیناً ذلیل ہے۔

آیت ۴۵ تا ۷۷

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ
جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾
وَهُوَالَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ
نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَالَّذِىْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِىَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ
اَنْعَامًا وَّاَنَاسِىَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى
اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِىْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾
فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَالَّذِىْ مَرَجَ
الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا
بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَالَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ
نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا
لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۭ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا
مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِىْ
لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرَۨا ﴿۵۸﴾ الَّذِىْ

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى
عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا
لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾
تَبٰرَكَ الَّذِىْ جَعَلَ فِى السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا
مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾ وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ
اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا
وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ
سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ
جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا
وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ
ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ
النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ
اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا
مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ
حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ
يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا

بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا
عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا
وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ
الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿٧٥﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ
حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا
دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾

ترجمہ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے پروردگار نے کس طرح سایہ کو پھیلا دیا ہے اور وہ چاہتا تو ایک ہی جگہ ساکن بنا دیتا پھر ہم نے آفتاب کو اس کی دلیل بنا دیا ہے (۴۵) پھر ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اسے اپنی طرف کھینچ لیا ہے (۴۶) اور وہی وہ خدا ہے جس نے رات کو تمہارا پردہ اور نیند کو تمہاری راحت اور دن کو تمہارے اٹھ کھڑے ہونے کا وقت قرار دیا ہے (۴۷) اور وہی وہ ہے جس نے ہواؤں کو رحمت کی بشارت کے لئے رواں کر دیا ہے اور ہم نے آسمان سے پاک و پاکیزہ پانی برسایا ہے (۴۸) تا کہ اس کے ذریعہ مردہ شہر کو زندہ بنائیں اور اپنی مخلوقات میں سے جانوروں اور انسانوں کی ایک بڑی تعداد کو سیراب کریں (۴۹) اور ہم نے انکے درمیان پانی کو طرح طرح سے تقسیم کیا ہے تا کہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں لیکن انسانوں کی اکثریت نے ناشکری کے علاوہ ہر بات سے انکار کر دیا ہے (۵۰) اور ہم چاہتے تو ہر قریہ میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے (۵۱) لہٰذا آپ کافروں کے کہنے میں نہ آئیں اور ان سے آخر دم تک جہاد کرتے رہیں (۵۲) اور وہی خدا ہے جس نے دونوں دریاؤں کو جاری کیا ہے اس کا پانی مزیدار اور میٹھا ہے اور یہ نمکین اور کڑوا ہے اور دونوں کے درمیان حدِ فاصل اور مضبوط رکاوٹ بنا

دی ہے (۵۳) اور وہی وہ ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا ہے اور پھر اس کو خاندان اور سسرال والا بنا دیا ہے اور آپ کا پروردگار بہت زیادہ قدرت والا ہے (۵۴) اور یہ لوگ پروردگار کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان اور کافر تو ہمیشہ پروردگار کے خلاف ہی پشت پناہی کرتا ہے (۵۵) اور ہم نے آپ کو صرف بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (۵۶) آپ کہہ دیجئے کہ میں تم لوگوں سے کوئی اجر نہیں چاہتا مگر یہ کہ جو چاہے وہ اپنے پروردگار کا راستہ اختیار کر لے (۵۷) اور آپ اس خدائے حق و قیوم پر اعتماد کریں جسے موت آنے والی نہیں ہے اور اسی کی حمد کی تسبیح کرتے رہیں کہ وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی اطلاع کے لئے خود ہی کافی ہے (۵۸) اس نے آسمان و زمین اور اس کے درمیان کی مخلوقات کو چھ دنوں کے اندر پیدا کیا ہے اور اس کے بعد عرش پر اپنا اقتدار قائم کیا ہے وہ رحمان ہے اس کی تخلیق کے بارے میں اسی باخبر سے دریافت کرو (۵۹) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ یہ رحمان کیا ہے کہ ہم اسے سجدہ کر لیں جس کے بارے میں تم حکم دے رہو اور اس طرح ان کی نفرت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے (۶۰) بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور اس میں چراغ اور چمکتا ہوا چاند قرار دیا ہے (۶۱) اور وہی وہ ہے جس نے رات اور دن میں ایک کو دوسرے کا جانشین بنایا ہے اس انسان کے لئے جو عبرت حاصل کرنا چاہے یا شکر پروردگار ادا کرنا چاہے (۶۲) اور اللہ کے بندے وہی ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے خطاب کرتے ہیں تو سلامتی کا پیغام دے دیتے ہیں (۶۳) یہ لوگ راتوں کو اس طرح گزارتے ہیں کہ اپنے رب کی بارگاہ میں کبھی سربسجود رہتے ہیں اور کبھی حالت قیام میں رہتے ہیں (۶۴) اور یہ کہتے ہیں کہ پروردگار ہم سے عذاب جہنم کو پھیر دے کہ اس کا عذاب بہت سخت اور پائیدار ہے (۶۵) وہ بدترین منزل اور محل اقامت ہے (۶۶) اور یہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ کنجوسی سے کام لیتے ہیں بلکہ ان دونوں کے درمیان اوسط درجے کا راستہ اختیار کرتے ہیں (۶۷) اور وہ لوگ خدا کے ساتھ کسی اور خدا کو نہیں پکارتے ہیں اور کسی بھی نفس کو اگر خدا نے محترم قرار دیدیا ہے تو اسے حق کے بغیر قتل نہیں کرتے اور زنا بھی نہیں کرتے ہیں کہ جو ایسا عمل کرے گا وہ

اپنے عمل کی سزا بھی برداشت کرے گا (۶۸) جسے روزِ قیامت دُگنا کر دیا جائے گا اور وہ اسی میں ذلّت کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ پڑا رہے گا (۶۹) علاوہ اس شخص کے جو توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل بھی کرے کہ پروردگار اس کی برائیوں کو اچھائیوں سے تبدیل کر دے گا اور خدا بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے (۷۰) اور جو توبہ کر لے گا اور عمل صالح انجام دے گا وہ اللہ کی طرف واقعاً رجوع کرنے والا ہے (۷۱) اور وہ لوگ جھوٹ اور فریب کے پاس حاضر بھی نہیں ہوتے ہیں اور جب لغو کاموں کے قریب سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ انداز سے گزر جاتے ہیں (۷۲) اور ان لوگوں کو جب آیاتِ الٰہیہ کی یاد دلائی جاتی ہے تو بہرے اور اندھے ہو کر گر نہیں پڑتے ہیں (۷۳) اور وہ لوگ برابر دعا کرتے رہتے ہیں کہ خدایا ہمیں ہماری ازواج اور اولاد کی طرف سے خنکی چشم عطا فرما اور ہمیں صاحبانِ تقویٰ کا پیشوا بنا دے (۷۴) یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کی بناء پر جنّت کے بالا خانے عطا کئے جائیں گے اور وہاں انہیں تعظیم اور سلام کی پیشکش کی جائے گی (۷۵) وہ انہی مقامات پر ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کہ وہ بہترین مستقر اور حسین ترین محلِ اقامت ہے (۷۶) پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہاری دعائیں نہ ہوتیں تو پروردگار تمہاری پروا بھی نہ کرتا تم نے اس کے رسول کی تکذیب کی ہے تو عنقریب اس کا عذاب بھی برداشت کرنا پڑے گا (۷۷)

تفسیر

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾

اور وہی ہے جس نے پانی سے انسان بنایا پھر سسر اور داماد بنا دیا اور آپ کا خدا بہت قدرت والا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے حسن بن محبوب سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور انہوں نے برید عجلی سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت آدم کو میٹھے پانی سے خلق کیا اور ان کی بیوی حوا کو ان کی نچلی والی پسلی سے بنایا ہے۔ اس پسلی کی وجہ سے نسب پیدا ہوا ہے پھر خدا نے حضرت آدم کی حواء سے شادی کر دی اس سے سسرالی رشتہ پیدا ہوا نسباء صھرا کا

ارشارہ اسی کی طرف ہے پھر فرمایا اے نبی عجل کے بھائی نسب کا تعلق مردوں سے ہے سسرالی رشتہ کا تعلق عورت کی طرف سے ہے۔

(اگرچہ اس طرح کی روایت ہماری دوسری کتابوں میں پائی جاتی ہے جیسا کہ اصول کافی میں بھی ایسے ہی روایت ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ روایت اپنی سند کے اعتبار ضعیف ہے۔ اور یہ ہمارے مذہب اہل بیت کے مسلمات کے بھی خلاف ہے کیونکہ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام سے تواتر کے ساتھ یہ راویات ذکر ہوئی ہیں کہ جس سے میں ذکر ہوا ہے کہ جناب حوا حضرت آدم کی بچی ہوئی مٹی سے خلق ہوئی تھی۔ اس نسباہ صھرا سے مراد کیا ہے اس کے بارے میں امیر المومنین کی ایک روایت ہے جس کو معانی الاخبار نے نقل کیا ہے جس میں مولا علی علیہ السلام نے فرمایا کہ صھرا سے مراد میں علی ہوں اس کے علاوہ بھی بہت زیادہ روایات ہیں جو اس پر دلالت کرتیں ہیں کہ صھر (داماد) سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ علامہ علی بن ابراہیم نے اس کو نقل کیوں کیا۔ یا تو آپ نے تقیہ کی بناء پر نقل کیا ہے یا دونوں رواتوں کے درمیان جمع کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔ مترجم)

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ . کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرا رب سائے کو کیسے پھیلاتا ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ یہ سایہ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک باقی رہتا ہے جیسے ہی سورج طلوع ہو جائے تو یہ سایہ ختم ہو جاتا ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ

جس نے دو سمندر ملائے یہ لذیذ اور میٹھا ہے اور دوسرا یہ تلخ و شور ہے۔

اُجَاجٌ: کڑوے کو کہا جاتا ہے۔

جَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا : یعنی ان دونوں دریاؤں کے درمیان ایک پردہ قرار دیا ہے۔ جو دونوں کو ایک دوسرے پر تجاوز کرنے سے روکتا ہے۔

حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ : یعنی وہ رکاوٹ ہی ان کو ایک دوسرے سے تجاوز کرنے سے مانع ہے۔

علامہ فرمائے ہیں اس سے حرام اور محرم مراد ہیں۔ یعنی ایک دوسرے ذائقہ کو تبدیل کر دیتا ہے یعنی حرام جس میں گرے اس کو بھی حرام بنا دیتا ہے۔

كَانَ الْكَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾ : اور کافر تو ہمیشہ اپنے رب کے خلاف پشت پناہی کرتا ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ بعض اوقات انسان کو لغت کے اعتبار سے رب کا نام دیا گیا ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے کہا تھا اوکرنی عندربك تو مجھے اپنے رب (بادشاہ) کے پاس یاد کرنا۔ ایسے ہی ہر چیز کا جو مالک ہے اس کو اس چیز کا مالک کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ اونٹوں کے مالک۔

کو رب الاھل کیا جاتا ہے، تو رب اس آیت کو دیکھا جائے کہ كَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ۝۵۵ ا، مراد ہے کہ کافر اپنے آقا مولا اور امیر المومنین کے خلاف رہا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا کہ تم رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں رحمٰن کون ہے؟

جب رسول خدا کفار سے کہتے کہ ان بتوں کے بجائے تم رحمٰن کو سجدہ کرو۔ تو وہ سوال کرتے کہ اے محمدؐ یہ رحمٰن کون ہے جس کو سجدہ کرنے کا آپ ہم سے کہتے ہیں۔ تو پھر خدا نے ان کے جواب میں سورہ رحمٰن کی یہ آیات نازل فرماتیں:

اَلرَّحْمٰنُ ۝۱ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝۲ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝۳ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝۴

ترجمہ: رحمٰن وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی اور انسان کو خلق کیا اور اسی کو بیان کرنے کی تعلیم دی۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا

ترجمہ: بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمانوں میں برج قرار دیے۔

ابو جارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا بروج سے مراد کواکب (ستارے) ہیں۔ جن کی تعداد بارہ ہیں ان میں سے موسم بہار و گرمی کے بروج یہ ہیں حمل، ثور جوزا، سرطان، اسد۔ سنبلہ ہیں اور موسم خریف۔ اور سردیوں کے بروج یہ ہیں۔

میزان۔ عقرب۔ قوس۔ دلو۔ جدی اور حوت یہ پت جڑ اور سردیوں کے برج ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝۶۲

ترجمہ: وہی ہے جس نے دن اور رات کو ایک دوسرے کا قائم مقام بنایا ہے ہر اس شخص کے لئے جو اس سے نصیحت حاصل کرنا یا وہ جو شکر ادا کرنا چاہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے صالح بن عقبہ سے اور انہوں جمیل سے اور انہوں نے حضرت ابو عبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ مجھ سے ایک ماہ یا دو ماہ یا تین ماہ کی نماز شب قضاء ہوگئی ہے کیا میں اس کو دن کے وقت میں قضا کر کے پڑھ سکتا ہوں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے تیری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوگی اور اس فقرے کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ اور پھر اس

آیت کی تلاوت فرمائی۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝۶۲

ترجمہ: یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ رات کی نماز کو دن میں قضا کرنا اور دن کی نماز کو رات میں قضا کرنا اور یہ آل محمد کا مخفی راز ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا

ترجمہ: رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ یہ آیت آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے جناب زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ وہ رحمٰن کے بندے جو اس آیت میں ذکر ہوئے ہیں ان سے مراد آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ہیں۔ جو يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ۔ یعنی وہ زمین پر اپنے خدا سے خوف میں چلتے ہیں ایسے ہی سلیمان ابن جعفر نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝۶۳ رحمٰن کے خاص بندے جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے خطاب کرے تو سلام کہ کر گزر جاتے ہیں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام مراد ہیں جو اپنے چلنے میں خدا کا تقویٰ و ڈر رکھتے ہیں۔

اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝۶۵ : ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اس مراد ہے کہ عذاب ایسا ان ظالموں سے چمٹ جائے گا جو ان سے کبھی جدا نہیں ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝۶۸

ترجمہ: اور وہ لوگ جو خدا کے علاوہ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور خدا کے حرام کردہ کسی جان ناحق کو قتل نہیں کرتے اور زنا بھی نہیں کرتے۔ اور جو ان کاموں کو انجام دے گا۔ وہ اپنے گناہوں کا بدلہ اثاما کو پائے گا۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ اثام جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی کا نام ہے جس میں تانبا پگھل رہا ہوگا اس کے آگے پتھریلا میدان ہوگا اس وادی میں تین طرح کے لوگ جائیں گے۔ جو اللہ معبود حقیقی کو چھوڑ کر کسی دوسرے معبود کی عبادت

کرتے ہونگے (یعنی مشرک)۔ جو کسی نفس محترم کو ناحق قتل کریں گے۔ جو زنا کار ہوں گے۔ یہ سب اس وادی میں ہوں گے اور اس میں ان کے لئے انتہائی سخت عذاب ہوگا۔

فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا۝ وہ یقیناً واقعاً خدا کی طرف رجوع کرنے والا ہے یعنی بندہ خدا کی طرف اخلاص اور سچی نیت کے ساتھ لوٹے گا۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ ۔اور وہ جھوٹ وفریب کے پاس حاضر نہیں ہوتے علاوہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں اس سے مراد ہے کہ وہ غناو موسیقی اور لھو لغو کی محافل میں شریک نہیں ہوتے۔

اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا: اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں وہ نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ کنجوسی کرتے ہیں۔

اسراف:

وہ مال جو گناہ اور غیر حق پر خرچ کیا جائے اس کو اسراف کہتے ہیں۔ اور جب حق میں خرچ کرنے میں کنجوسی کرے اس کو اقتراق کہا جاتا ہے۔ اور مومن یہ دونوں کام نہیں کرتا۔

وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۝ بلکہ وہ ان دونوں کے درمیان وسطی راستہ اختیار کرتے ہیں۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں۔ کہ قوام اسراف واقتراق کے درمیانہ راستہ اختیار کرنے کو کہتے ہیں یعنی جن امور میں خدا نے خرچ کرنے کا حکم دیا وہ ان اور میں عدل کام سے لیتے ہیں علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ خدا نے فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ .. وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ باطل معبود کو پکارنے میں اور محترم نفس کو ناحق قتل کرتے ہیں یا زنا کرتے ہیں ان کے لئے جہنم کی وادی اثام ہے کہ جس میں بہت سخت عذاب ہوگا اور اس عذاب سے ان لوگوں کا استثناء کیا جارہا ہے۔ کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ . سوائے ان لوگوں نے جو ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دے پس ان گوگوں کی خدا برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے نقل ہوا ہے آپنے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایک مومن بندے کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا اور اس کے سامنے اس کا عمل پیش کیا جائے گا اور وہ اپنے نامہ اعمال کو دیکھے گا تو سب سے پہلے اس کو اپنی برائیاں نظر آئیں گی جنہیں وہ دیکھ کر پریشان ہوجائے گا اور اس کا رنگ تبدیل ہوجائے گا اور اس کے اعصاب پر کپکپی طاری ہونے لگے گی پھر اس کی نیکیاں اس کے سامنے پیش کی جائیں گی جن کو وہ مومن دیکھ کر خوش ہوجائے گا۔ اس وقت خدا کا حکم ہوگا۔ اے فرشتوں اس کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کردو اور پھر لوگوں کو اس کا نامہ اعمال دکھاؤ جب لوگ اس مومن کا نامہ اعمال دیکھیں گے

جو بے عیب ہوگا تو کہیں گے یہ کیا انسان ہے جس کے نامہ اعمال میں ایک بھی برائی موجود نہیں ہے اور اللہ نے اسی حقیقت کی طرف اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ . یہ ہی وہ لوگ ہیں اللہ نے ان کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کردیا ہے۔

لیکن اس کی شرط ہے کہ وہ سچے دل وخلوص کے ساتھ توبہ کرے گا۔ اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے۔ یعنی جو توبہ کے بعد پکا وسچا مومن بن جائے اور نیک وصالح بن جائے۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۝ .

اور وہ لوگ متواتر ہماری بارگاہ میں دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے خدا یا ہمیں ہماری ازواج اور اولاد کی طرف سے خنکی چشم عطا فرما۔ اور ہمیں متقین کا امام قرار دے۔

حضرت امام ابوعبداللہ سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے خدا سے عظیم سوال کیا ہے کہ ہمیں متقی لوگوں کا امام وھادی قرار دے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اے فرزند رسول وہ کیسے آپ نے فرمایا اسی وجہ سے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

ابن تغلب نے حضرت امام ابوعبداللہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپ سے اسی آیت کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے مراد کیا ہے۔

آپ نے فرمایا: وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ۔ وہ لوگ متواتر خدا کی بارگاہ میں دعا کرتے رہتے ہیں، اس سے ہم آل محمد مراد ہیں۔

اور آپ کے علاوہ دوسروں سے بھی روایت ہوئی ہے۔ اَزْوَاجِنَا سے حضرت خدیجہ علیہا السلام مراد ہیں۔ ذُرِّيّٰتِنَا سے حضرت فاطمۃ الزہرا مراد ہیں۔

قُرَّةَ اَعْيُنٍ سے حسن وحسین علیہما السلام مراد ہیں۔

ابوجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ.

اے رسول آپ فرمادیں کہ اگر تمہاری دعا نہ ہوتو خدا پروانہ کرتا۔

آپ نے فرمایا کہ ہماری دعائیں نہ ہوتی تو ہمارا رب تمہارے ساتھ ایسا نہ کرتا۔

فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا۝ . تم نے اس رسول کی تکذیب کی عنقریب اس کا عذاب بھی برداشت کرنا پڑے گا۔

سورہ فرقان تمام شد

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ

یہ سورہ شعراء مکی ہے اس کی آیات کی تعداد 227 ہیں اور اس کے رکوع کی تعداد گیارہ (۱۱) ہیں قرآن میں موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 26 ہے اور ترتیب نزولی کے حساب سے اس کا نمبر 47 ہے

تلاوت کا ثواب

ثواب اعمال میں مرقوم ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

جو شخص تین طواسین سورتیں شب جمعہ کو پڑھے وہ خدا کے دوستوں میں سے ہوگا اور خدا کے حفظ وامان میں رہے گا۔ وہ دنیا میں کبھی مفلس نہ ہوگا۔ اور آخرت کے دن خدا اسے جنت عطا کرے گا اور اسے راضی کرے گا اور ایک سو حور عین سے اس کی تزواج کرے گا اور جنت عدن میں انبیاء مرسلین اور اصیائے راشدین کے درمیان رہائش عطا کرے گا۔

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے الواح موسیٰؑ میں سے مجھے طٰہٰ اور طواسین عطا فرمائیں۔ مجمع ابن البیان میں ابی ابن کعب سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر میرے دور تک جتنے بھی انبیاء کے تصدیق کرنے والے اور تکذیب کرنے والے گزرے ہیں جو شخص سورہ شعراً پڑھے گا تو اللہ اسے ان تمام افراد کے برابر اجر عطا فرمائے گا۔

ثواب الاعمال میں ابن حنفیہ سے منقول ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جب رسول اکرمؐ پر طسٓمٓ کے الفاظ نازل ہوئے تو آپؐ نے فرمایا۔ طاء سے طور سینا اور سین سے سکندریہ اور میم سے مکہ مراد ہے۔

آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا،، طٰہٰ،، سے شجرۃ طوبیٰ سے سین سے سدرۃ المنتہیٰ اور میم سے مصطفیٰ مراد ہیں۔

آیت ۱ تا ۹۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا
يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ③ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ

اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ④ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ
اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ⑤ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا
بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑥ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ
زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑧
وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑨ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑩ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ⑪ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ
اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ⑫ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ
اِلٰى هٰرُوْنَ ⑬ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ⑭ قَالَ كَلَّا ۚ
فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ⑮ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا
رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑯ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ⑰ قَالَ اَلَمْ
نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ⑱ وَفَعَلْتَ
فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ⑲ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ
الضَّآلِّيْنَ ⑳ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا
وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ㉑ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ ㉒ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ㉓ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ㉔ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗ

اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ
رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ
اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ
مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ
فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَاۗءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾
قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ
اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۤ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي
الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ
لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾
لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ السَّحَرَةُ
قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَىِٕنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ
وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ
مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا
لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا
يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ
لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۭ لَاُقَطِّعَنَّ
اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا
لَا ضَيْرَ ۭ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا
خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ
بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾
اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَاۗىِٕظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ
حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ
كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ۭ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ
مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَاۗءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾
قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ
بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾
وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ
اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ
اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ

اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾
اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ
يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ
الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ
فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ
فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ
لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ
بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ
وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾
وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ
اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

طسم (۱) یہ ایک واضح کتاب کی آیتیں ہیں (۲) کیا آپ اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈال دیں گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے ہیں (۳) اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایسی آیت نازل کر دیتے کہ ان کی گردنیں خضوع کے ساتھ جھک جاتیں (۴) لیکن ان کی طرف جب بھی خدا کی طرف سے کوئی نیا ذکر آتا ہے تو یہ اس سے اعراض ہی کرتے ہیں (۵) یقیناً انہوں نے تکذیب کی ہے تو عنقریب ان کے پاس

اس بات کی خبریں آجائیں گی جس کا یہ لوگ مذاق اڑا رہے تھے (۶) کیا ان لوگوں نے زمین کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے کس طرح عمدہ عمدہ چیزیں اُگائی ہیں (۷) اس میں ہماری نشانی ہے لیکن ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ہے (۸) اور آپ کا پروردگار صاحب عزت بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے (۹) اور اس وقت کو یاد کرو جب آپ کے پروردگار نے موسیٰ کو آواز دی کہ اس ظالم قوم کے پاس جاؤ (۱۰) یہ فرعون کی قوم ہے کیا یہ متقی نہ بنیں گے (۱۱) موسیٰ نے کہا کہ پروردگار میں ڈرتا ہوں کہ یہ میری تکذیب نہ کریں (۱۲) میرا دل تنگ ہو رہا ہے اور میری زبان رواں نہیں ہے یہ پیغام ہارون کے پاس بھیج دے (۱۳) اور میرے اوپر ان کا ایک جرم بھی ہے تو مجھے خوف ہے کہ یہ مجھے قتل نہ کر دیں (۱۴) ارشاد ہوا کہ ہرگز نہیں تم دونوں ہی ہماری نشانیوں کو لے کر جاؤ اور ہم بھی تمہارے ساتھ سب سن رہے ہیں (۱۵) فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم دونوں رب العالمین کے فرستادہ ہیں (۱۶) کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے (۱۷) اس نے کہا کیا ہم نے تمہیں بچپنے میں پالا نہیں ہے اور کیا تم نے ہمارے درمیان اپنی عمر کے کئی سال نہیں گزارے ہیں (۱۸) اور تم نے وہ کام کیا ہے جو تم کر گئے ہو اور تم شکریہ ادا کرنے والوں میں سے نہیں ہو (۱۹) موسیٰ نے کہا کہ وہ قتل میں نے اس وقت کیا تھا جب میں قتل سے غافل تھا (۲۰) پھر میں نے تم لوگوں کے خوف سے گریز اختیار کیا تو میرے رب نے مجھے نبوت عطا فرمائی اور مجھے اپنے نمائندوں میں سے قرار دے دیا (۲۱) یہ احسان جو تربیت کے سلسلہ میں تو جتا رہا ہے تو تو نے بڑا غضب کیا تھا کہ بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا تھا (۲۲) فرعون نے کہا کہ یہ ربّ العالمین کیا چیز ہے (۲۳) موسیٰ نے کہا کہ زمین و آسمان اور اس کے مابین جو کچھ ہے سب کا پروردگار اگر تم یقین کر سکو (۲۴) فرعون نے اپنے اطرافیوں سے کہا کہ تم کچھ سن رہے ہو (۲۵) موسیٰ نے کہا کہ وہ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے باپ دادا کا بھی رب ہے (۲۶) فرعون نے کہا کہ یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یہ بالکل دیوانہ ہے (۲۷) موسیٰ نے کہا وہ مشرق و مغرب اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کا پرودگار ہے اگر تمہارے پاس عقل ہے (۲۸) فرعون نے کہا کہ تم نے میرے علاوہ کسی خدا کو بھی اختیار کیا تو تمہیں قیدیوں میں شامل کر دوں گا (۲۹) موسیٰ نے جواب دیا کہ چاہے میں کھلی ہوئی

دلیل ہی پیش کردوں (۳۰) فرعون نے کہا وہ دلیل کیا ہے اگر تم سچے ہو تو پیش کرو (۳۱) موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا اور وہ سانپ بن کر رینگنے لگا (۳۲) اور گریبان سے ہاتھ نکالا تو وہ سفید چمک دار نظر آنے لگا (۳۳) فرعون نے اپنے اطراف والوں سے کہا کہ یہ تو بڑا ہوشیار جادوگر معلوم ہوتا ہے (۳۴) اس کا مقصد یہ ہے کہ جادو کے زور پر تمہیں تمہاری زمین سے نکال باہر کردے تو اب تمہاری رائے کیا ہے (۳۵) لوگوں نے کہا کہ انہیں اور ان کے بھائی کو روک لیجئے اور شہروں میں جادوگروں کو اکٹھا کرنے والوں کو روانہ کردیجئے (۳۶) وہ لوگ ایک سے ایک ہوشیار جادوگر لے آئیں گے (۳۷) غرض وقت مقرر پر تمام جادوگر اکٹھا کئے گئے (۳۸) اور ان لوگوں سے کہا گیا کہ تم سب اس بات پر اجتماع کرنے والے ہو (۳۹) شاید ہم لوگ ان ساحروں کا اتباع کرلیں اگر وہ غالب آگئے (۴۰) اس کے بعد جب جادوگر اکٹھا ہوئے تو انہوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم غالب آگئے تو کیا ہماری کوئی اجرت ہوگی (۴۱) فرعون نے کہا کہ بے شک تم لوگ میرے مقربین میں شمار ہوگے (۴۲) موسیٰ نے ان لوگوں سے کہا کہ جو کچھ پھینکنا چاہتے ہو پھینکو (۴۳) تو ان لوگوں نے اپنی رسیوں اور چھڑیوں کو پھینک دیا اور کہا کہ فرعون کی عزّت وجلال کی قسم ہم لوگ غالب آنے والے ہیں (۴۴) پھر موسیٰ نے بھی اپنا عصا ڈال دیا تو لوگوں نے اچانک کیا دیکھا کہ وہ سب کے جادو کو نگلے جارہا ہے (۴۵) یہ دیکھ کر جادوگر سجدہ میں گر پڑے (۴۶) اور ان لوگوں نے کہا کہ ہم تو رب العالمین پر ایمان لے آئے (۴۷) جو موسیٰ اور ہارون دونوں کا رب ہے (۴۸) فرعون نے کہا کہ تم لوگ میری اجازت سے پہلے ہی ایمان لے آئے یہ تم سے بھی بڑا جادوگر ہے جس نے تم لوگوں کو جادو سکھایا ہے میں تم لوگوں کے ہاتھ پاؤں مختلف سمتوں سے کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا (۴۹) ان لوگوں نے کہا کہ کوئی حرج نہیں ہم سب پلٹ کر اپنے رب کی بارگاہ میں پہنچ جائیں گے (۵۰) ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہماری خطاؤں کو معاف کردے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں (۵۱) اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو لے کر راتوں رات نکل جاؤ کہ تمہارا پیچھا کیا جانے والا ہے (۵۲) پھر فرعون نے مختلف شہروں میں لشکر جمع کرنے والے روانہ کردیئے (۵۳) کہ یہ تھوڑے سے افراد کی ایک جماعت

ہے (۵۴) اور ان لوگوں نے ہمیں غصہ دلا دیا ہے (۵۵) اور ہم سب سارے ساز وسامان کے ساتھ ہیں (۵۶) نتیجہ میں ہم نے ان کو باغات اور چشموں سے نکال باہر کردیا (۵۷) اور خزانوں اور باعزّت جگہوں سے بھی (۵۸) اور ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں اور ہم نے زمین کا وارث بنی اسرائیل کو بنا دیا (۵۹) پھر ان لوگوں نے موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کا صبح سویرے پیچھا کیا (۶۰) پھر جب دونوں ایک دوسرے کو نظر آنے لگے تو اصحاب موسیٰ نے کہا کہ اب تو ہم گرفت میں آجائیں گے (۶۱) موسیٰ نے کہا کہ ہرگز نہیں ہمارے ساتھ ہمارا پروردگار ہے وہ ہماری راہنمائی کرے گا (۶۲) پھر ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنا عصا دریا میں مار دیں چنانچہ دریا شگافتہ ہوگیا اور ہر حصّہ ایک پہاڑ جیسا نظر آنے لگا (۶۳) اور دوسرے فریق کو بھی ہم نے قریب کردیا (۶۴) اور ہم نے موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو نجات دے دی (۶۵) پھر باقی لوگوں کو غرق کردیا (۶۶) اس میں بھی ہماری ایک نشانی ہے اور بنی اسرائیل کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں تھی (۶۷) اور تمہارا پروردگار صاحب عزّت بھی ہے اور مہربان بھی (۶۸) اور انہیں ابراہیم کی خبر پڑھ کر سناؤ (۶۹) جب انہوں نے اپنے مربی باپ اور قوم سے کہا کہ تم لوگ کس کی عبادت کررہے ہو (۷۰) ان لوگوں نے کہا کہ ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور انہی کی مجاوری کرتے ہیں (۷۱) تو ابراہیم نے کہا کہ جب تم ان کو پکارتے ہو تو یہ تمہاری آواز سنتے ہیں (۷۲) یہ کوئی فائدہ یا نقصان پہنچاتے ہیں (۷۳) ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے (۷۴) ابراہیم نے کہا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو (۷۵) تم اور تمہارے تمام بزرگان خاندان (۷۶) یہ سب میرے دشمن ہیں۔ رب العالمین کے علاوہ (۷۷) کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور پھر وہی ہدایت بھی دیتا ہے (۷۸) وہی کھانا دیتا ہے اور وہی پانی پلاتا ہے (۷۹) اور جب بیمار ہوجاتا ہوں تو وہی شفا بھی دیتا ہے (۸۰) وہی موت دیتا ہے اور پھر وہی زندہ کرتا ہے (۸۱) اور اسی سے یہ امید ہے کہ روزِ حساب میری خطاؤں کو معاف کردے (۸۲) خدایا مجھے علم وحکمت عطا فرما اور مجھے صالحین کے ساتھ ملحق کردے (۸۳) اور میرے لئے آئندہ نسلوں میں سچی زبان اور ذکر خیر قرار دے (۸۴) اور مجھے جنت کے وارثوں میں سے قرار دے (۸۵) اور

میرے مربی کو بخش دے کہ وہ گمراہوں میں سے ہے (۸۶) اور مجھے اس دن رسوا نہ کرنا جب سب قبروں سے اٹھائے جائیں گے (۸۷) جس دن مال اور اولاد کوئی کام نہ آئے گا (۸۸) مگر وہ جو قلب سلیم کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو (۸۹) اور جس دن جنّت پرہیزگاروں سے قریب تر کردی جائے گی (۹۰)

تفسیر

طٰسٓمٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② طسم: یہ ایک واضح کتاب کی آیات میں علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ: طسم یہ اللہ کے اسم اعظم میں سے ہیں اور قرآن کے راز و اسرار ہیں۔

(گویا۔ ط۔س۔م یہ کتاب مبین کی آیات ہیں مترجم)

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ کیا آپ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیں گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

بَاخِعٌ: یارسول اللہ یہ کفار اتنی بڑی بڑی نشانیاں دیکھنے کے باجود بھی یہ اگر ایمان نہیں لائیں گے تو کیا آپ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیں گے۔

اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ④

اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر ایسی آیت نازل کردیتے کہ ان کی گردنیں خضوع کی وجہ سے جھک جاتیں۔

حدثنی: جناب ہشام نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: قیامت کے دن آسمان سے صاحب الامر کے نام کی آواز دی جائے جس کو سن کر بنوامیہ کی گردنیں جھک جائیں گی۔

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑩ اور اس وقت کو یاد کرو جب آپ کے خدا نے موسیٰؑ کو آواز دی کہا اس ظالم قوم کے پاس جاؤ۔

حدثنی: علی ابن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں نے الحسن بن علی بن فضال سے اور انہوں نے ابان بن عثمان سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون کی طرف بھیجا تو آپ فرعون کے دربار کے دروازے پر آئے اور آپ نے اندر جانے کی اجازت طلب کی۔ لیکن فرعون نے آپ کو اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ تو آپ نے دروازے پر اپنا عصا مارا تو اس کے ساتھ ہی دربار کے سارے دروازے کھل گے اور آپؑ فرعون کے سامنے چلے گئے۔ اور آپ نے اس کو مخاطب کر کے فرمایا اے فرعون، تم عالمین کے رب

پر ایمان لے آؤ اور بنی اسرائیل کو آزاد کردو۔

فرعون نے آپ کے جواب میں کہا کہ تم وہی نہیں ہو جس کو ہم نے بچپنے میں پالا تھا اور جسے ہم نے جوان کیا لیکن تمنے ہمارے ہی آدمی کو قتل کردیا تھا۔ اور پھر فرار کر گئے تھے جیسا کہ قرآن بھی اس کی حکایت کرتا ہے۔

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ⑱ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ

کیا ہم نے تمہیں بچپنے میں پالا نہیں تھا۔ اور کیا تم نے ہمارے درمیان زندگی کے کئی سال بسر نہیں کیے اور تم نے وہ کام کیا جو تم کر گئے ہو۔ اور تم ہمارا شکر ادا کرنے والوں میں سے نہیں ہو گے۔

یعنی کہ ہمارا فرد قتل کردیا۔ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ: اور ہماری نعمتوں اور نوازشوں کا شکریہ ادا کرنے والوں سے نہیں ہوئے۔ تو اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ۔ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ [1] میں نے قتل اس وقت کیا جب میں قتل سے غافل تھا۔

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ۔ پھر ہی نے تم لوگوں کے خوف کی وجہ سے تم سے گریز کیا۔ اب میرے رب نے مجھے نبوت عطا فرمائی ہے اور مجھے اپنے نمائندوں سے قرار دیا ہے۔ یہ احسان جو تربیت کے بارے میں جو جتا رہا ہے تو تو نے بڑا غضب کیا ہے کہ بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنالیا۔ اس کے جواب میں فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارا رب کیا چیز ہے۔ مَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔ عالمین کا رب کیسا ہے؟ تو گویا فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے رب العالمین کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کیا ہے تو جناب موسیٰ نے جواب میں فرمایا: رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ۔: جناب موسیٰ نے کہا کہ وہ زمین و آسمان کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ سب کا رب ہے اگر تم یقین کرو۔

فرعون نے اپنے ساتھیوں سے تعجب کرتے ہوئے کیا کہ میں اس سے اس رب کی کیفیت کے بارے میں سوال کر رہا ہوں اور یہ اس کے اوصاف بیان کر رہا ہے۔ [2]

---

[1] اس آیت میں حضرت موسیٰ نے اپنے آپ کو کہا کہ انا من الضالین تو اس سے کیا مراد ہے۔ جمع البیان میں ذکر ہوا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ جب میں نے قتل کیا تھا اس وقت میں یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ قتل ہو جائے گا یعنی قتل عمد نہیں کیا تھا بلکہ خطائی ہے۔ یا اسکا احتمال یہ بھی ہے کہ اس وقت میں علم نبوت سے غافل تھا۔ یعنی مجھ پر نبوت کی وحی نہیں آتی تھی اور قتل کی حرمت بھی میرے لیے بیان نہیں تھی۔ نیز تفسیر صافی میں ہے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس کیا مراد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس مراد یہ ہے تمہارے شہر کے راستوں میں گم ہو چکا تھا۔

[2] اس کے بعد علامہ کاشانی کی مراد میں کہ موسیٰ کی مراد یہ تھی کہ میں راستوں میں گم ہو چکا لیکن فرعون نے یہ باور کیا کہ موسیٰ یہ بیان کر رہا ہے کہ حق سے گمراہ تھا۔ کیونکہ راستہ گم کرنا یہ قتل کا عذر نہیں بن سکتا۔

جناب موسیٰ نے دوبارہ جواب دیا۔ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ ۔ یہ تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا بھی رب ہے۔

اس کے بعد فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾ :فرعون نے کہا کہ اگر تو نے میرے علاوہ کسی اور اپنا رب ومعبود قرار دیا تو میں تم کو قیدیوں میں قرار دوں گا۔ (یعنی قید میں بند کروں گا۔) اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ خواہ میں کوئی دلیل و برہان بھی پیش کردوں۔ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ۔ خواہ ہمیں کھلی ہوئی نشانی پیش کردوں تب بھی تو مجھے قید کرے گا۔

فرعون نے جواب میں کہا: ہاں کوئی نشانی پیش کرو۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ :پس اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو کوئی دلیل ونشانی پیش کرو۔ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ ۔ پس موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا کہ وہ اچانک اژدھا بن کر چلنا شروع ہوگیا جیسے ہی حضرت موسیٰ کا عصا اژدھا بنا اور اس نے زمین پر رینگنا شروع کیا تو فرعون کے دربار والے بھاگ گئے اور فرعون کے دل میں موسیٰ کا خوف وہیبت داخل ہوگئی۔ جس پر وہ اپنے پر قابو نہ رکھ سکا اور اس نے موسیٰ سے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں اور اس پروردگار کا واسطہ دیتا ہوں جو میں نے آپ کی سے اس کے حق کے بدلے میں مجھے اس سے نجات دے تو جناب موسیٰ نے اس کو دوبارہ اٹھالیا تو پھر وہ عصا ہی بن گیا۔ اور اس کے بعد جناب موسیٰ نے وَنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ ۔ اور پھر آپ نے اپنے گریبان سے ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے لئے سفید نورانی تھا۔ جب جناب موسیٰ نے اپنا عصا اٹھایا اور وہ دوبارہ عصا بن گیا تو فرعون اپنے اندر ہی اندر سے تبدیل ہو چکا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ موسیٰ کی حقانیت پر ایمان لے آئے پس اسی دوران ہامان جو اس کا وزیر تھا وہ کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے فرعون اگر تو اس پر ایمان لے آیا۔ تو حضور سے عبد بن جائے گا اور اب تک لوگ تیری اطاعت کرتے ہیں پھر تو اطاعت کرنے والوں سے ہو جائے گا۔ فرعون نے کہا کہ پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ قَالَ لِلْمَلَاِ فرعون نے ان بڑے بڑے سرداروں سے جو اس کے اردگرد جمع تھے ان سے کہا کہ سنو! یہ موسیٰ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ ۔ یہ بہت بڑا جادوگر ہے جو اپنے جادو کے زور سے تم لوگوں کو اپنی زمین سے نکالنا چاہتا ہے اب اس کا کیا حل کریں۔

موسیٰؑ اور جادوگروں کا مقابلہ

فرعون اور ہامان یہ دونوں جادو جانتے تھے اور وہ اسی جادو کی وجہ سے لوگوں پر غلبہ رکھتے تھے اور لوگوں پر حکومت کرتے تھے اس جادو کی وجہ سے فرعون نے ربوبیت کا دعویٰ کر رکھا تھا تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں عصا اور ید بیضا والے دو معجزے دکھائے تو فرعون نے کہا کہ یہ بھی جادوگر ہے اور یہ اپنے جادو کے زور پر ہمیں اس ملک سے باہر کرنا چاہتا ہے اس پر فرعون نے اپنے درباریوں سے موسیٰ کے بارے میں مشورہ کیا کہ بتاؤ اس کا کیا علاج ہونا چاہیے۔

فرعون کے درباریوں نے مشورہ دیا کہ آپ موسیٰ وہارون کا مقابلہ کریں اور ان کے ساتھ مقابلہ کے لئے ایک دن مقرر کریں اور پورے ملک سے ماہر جادوگروں کو جمع کریں اور پھر ان کے ساتھ اپنے جادوگروں کا مقابلہ کروائیں وہ اس کو ضرور شکست دے دیں گے۔ اور اس طرح ہم موسیٰ کے فتنہ سے محفوظ رہ جائیں گے پس فرعون نے اپنے پورے ملک سے ایک ہزار ماہر جادوگروں کو جمع کیا اور پھر ان میں سے ایک سو کا انتخاب کیا اور پھر ان میں سے بھی اسی جادوگروں کو چنا گیا ان جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ پورے ملک میں ہم سے زیادہ ماہر جادوگر کوئی نہیں ہے۔ اگر ہم موسیٰ پر غالب آگئے تو ہمارا انعام کیا ہوگا۔ تو فرعون نے ان کے جواب میں کہا۔ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ تم یقیناً میرے نزدیک قریب ہو جاؤ گے اور میں تمہیں اپنی حکومت میں شریک قرار دوں گا اور اچھے اچھے سرکاری عہدوں سے نوازہ جائے گا۔

پھر جادوگروں نے کہا کہ اگر موسیٰ ہم پر غالب آگیا اور ہمارے جادو اس نے باطل کر دیے اور ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ جادو گر نہیں ہے بلکہ نبوت کا حامل ہے۔ اور ہم اس پر ایمان لے آئے تو پھر کیا ہوگا؟ فرعون نے کہا اگر موسیٰ تم پر غالب آگیا اور تم نے اس کی نبوت کی تصدیق کرنے کے بعد اس پر ایمان لے آؤ گے تو میں بھی تمہارے ساتھ مل کر اس پر ایمان لے آؤں گا۔ لیکن تم پوری دیانت داری کے ساتھ پورا زور لگا کر اس کا مقابلہ کرو۔ اور ایسے کرتب دکھاؤ کہ موسیٰ لاجواب ہو جائے۔

پس فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کے لئے عید والا دن مقرر کر دیا۔ تو جب عید کا دن آیا اور سورج نے طلوع کیا تو فرعون اپنے جادوگروں کے ساتھ مل کر مقرر وقت اور مقررہ جگہ پر آ گیا اور لوگ بھی جمع ہو گئے۔

فرعون نے اپنے اور ہامان کے لئے ایک اسی ہاتھ اونچا چبوترہ بنوایا تا کہ وہ اس پر بیٹھ کر اس مقابلہ کو دیکھ سکے۔ اور اس چبوترے کے ستون لوہے کے تھے اور ان میں ایسی چمک پیدا کی گئی کہ جب سورج چمکے تو اس کی طرف نظر کرنا آنکھوں کو جب سورج چمکے تو خیرہ کر دے۔

مقابلہ شروع ہونے سے قبل فرعون اور ہامان دونوں اس چبوترے پر آ کر بیٹھے۔ تا کہ اس مقابلہ کو دیکھیں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت ہارون علیہ السلام اس مجمع میں تشریف لائے تو جناب موسیٰ نے آسمان کی طرف دیکھا فرعون کے جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ یہ شخص جس کو ہم دیکھ رہے ہیں یہ تو آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے ہمارا جادو آسمان تک نہیں جا سکتا ہم تو فقط زمین پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ جیسے ہی موسیٰ علیہ السلام آئے تو جادوگروں نے کہا کہ کیا آپ پہلے وار کریں گے یا ہم ابتدا کریں تو جناب موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ان سے کہا۔ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ ۔ جناب موسیٰ نے ان سے فرمایا: جو کچھ تم پھینکنا چاہتے ہو پھینکو تو ان جادوگروں نے اپنی رسیاں اور چھڑیوں کو زمین پر پھینک دیا۔

تو ان میں اضطراب پیدا ہوا اور وہ مثل سانپوں کے نظر آنا شروع ہو گئیں اور انہوں حرکت کرنا شروع کر دیا۔ جیسے ہی انہوں نے اپنا یہ کرتب دیکھا تو انہوں نے بلند آواز سے کہا۔ قَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ ۔ فرعون کی عزت کی

قسم ہم یقیناً غالب آئیں گے۔

اس پر جناب موسیٰ نے اپنے اندر کچھ خوف محسوس کیا تو آواز قدرت آئی۔

اے موسیٰ کوڈرمت یقیناً آپ ہی غالب آئیں گے جو آپ کے ہاتھ میں عصا ہے اس کو زمین پر پھینکو۔ وہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ سب کو کھا جائے گا۔ اور جادوگر کیسی آپ کے مقابل میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ جب حضرت نے اپنا عصا زمین پر پھینکا تو پہلے وہ تانبے کی طرح زمین پر پگھل گیا اور پھر ایک بہت بڑا اژدھا بن گیا پھر اس نے اپنا سر اٹھایا اور منہ کھولا تو جادوگروں کی ساری رسیاں اور چھڑیاں نگل گیا اور پھر اس نے اپنا نیچے والا جبڑا فرعون کے چبوترے کے نیچے رکھا اور اوپر والا جبڑا چبوترے کے اوپر رکھا اور اس کو ہلایا۔

لوگوں نے جب یہ منظر دیکھا تو مجمع میں بھگدڑ مچ گئی اور ہر شخص کو اپنی جان کی فکر لاحق ہوگئی اس بھگدڑ میں دس ہزار لوگ جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے وہ لوگوں کے قدموں کے نیچے آنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ ایسا ہولناک منظر تھا کہ جن کے بارے میں نہ کانوں نے سنا تھا۔ اور نہ آنکھوں نے ایسا ہولناک منظر کبھی دیکھا تھا۔ فرعون اور ہامان کا پیشاب و پاخانہ نکل گیا۔ اور بے ہوش ہوگئے۔

موسیٰ علیہ السلام بھی لوگوں کے ساتھ ڈر گئے تو آواز قدرت آئی اے موسیٰ آپ ڈریں مت اس کو پکڑیں ہم اس کو دوبارہ اصلی حالت میں پلٹا دیں گے۔ تو جناب موسیٰ پلٹے اور اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹا اور ڈرتے ڈرتے اس کو پکڑا جیسے ہی موسیٰ کا ہاتھ اس سے مس ہوا وہ عصا اپنی اصلی حالت میں آگیا۔ جیسے ہی جادوگروں نے یہ معجزہ دیکھا تو سارے فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سارے جادوگر سجدے میں گر گئے اور کہا کہ ہم موسیٰ و ہاروں کے رب کہ جو پوری کائنات کا رب ہے اس پر ایمان لائے۔

اتنے میں فرعون بھی ہوش میں آگیا تھا۔ جب اس نے جادوگروں کو سجدہ کرتے دیکھا اس کو سخت غصہ آیا اور اس نے کہا کہ تم میری اجازت کے بغیر موسیٰ پر ایمان لے آئے ہو جیسا کہ قرآن بیان کرتا۔ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۔ میری اجازت کے بغیر تم اس پر ایمان لے آئے ہو۔ پس معلوم ہوگیا کہ یہ تمہارا بڑا ہے۔ اس نے ہی تم کو جادو کی تعلیم دی ہے تم اس کے شاگرد ہو۔ اور فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۭ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۔ پس عنقریب تم کو معلوم ہوجائے گا کہ میں تم لوگوں کے ہاتھ پاؤں مختلف سمتوں سے کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔

وہ جادوگر جو حقیقت سے آگاہ ہو چکے تھے اور وہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہو چکے تھے انہوں نے کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے ہم سب اپنے رب کی بارگاہ میں پہنچ چکے ہیں۔ اب تو ہم فقط یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا خدا ہماری خطاؤں کو معاف کرے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

تو فرعون نے ان سب لوگوں کو جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے قید کر دیا۔ تو فرعون پر خدا نے مختلف قسم کے عذاب نازل

کیے اللہ تعالیٰ نے فرعون پر طوفان ٹڈی دل۔ مینڈکوں اور خون کا عذاب بھیجا آخر کار فرعون نے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کو قید سے رہا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی کہ: میرے بندوں کو رات کے وقت یہاں سے لے کر نکل جاؤ۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو ساتھ لیا اور رات کے وقت فرعون کے شہر کو چھوڑ دیا اور چلے گئے۔ جب فرعون کو موسیٰ اور انکی قوم کے جانے کی خبر ہوئی تو اپنا سارا لشکر جمع کیا اور موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کرنا شروع کر دیا فرعون کے لشکر کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ وہ ہزار ہزار کا گروہ ہو کر سوار ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں چل دیے۔ لیکن جناب موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے ان کے چنگل سے نجات دے دی جیسا کہ خدا خود حکایت کر رہا ہے۔

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ ۭ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝ : پس ہم ان کو باغات اور چشموں سے نکال باہر کر دیا اور خزانوں اور باعزت مقامات سے بھی اور ہم ایسے ہی سزا دیتے ہیں اور ہم نے بنی اسرائیل کو اس زمین کا وارث بنا دیا پھر ان لوگوں نے موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کا صبح سویرے تعاقب کیا۔ جب حضرت موسیٰ اپنی قوم کو لے کر دریا کے کنارے پہنچے اور پیچھے سے فرعون اپنے لشکر سمیت نمودار ہوا تو حضرت موسیٰ کے ساتھی ڈر گئے اور کہنے لگے کہ اب ہماری گرفتاری یقینی ہے۔ آگے دریا ہے پیچھے دشمن ہے۔ اگر آگے بڑھیں تو ڈوب جائیں گے اور اگر پیچھے ہٹے تو فرعون گرفتار کر لے گا۔

حضرت موسیٰ نے ساتھیوں سے فرمایا: مت گھبراؤ میرا رب میرے ساتھ ہے۔ وہی مجھے سیدھے راستے پر چلائے گا۔ اس کے بعد آپ دریا کے قریب گئے۔ اور اس سے فرمایا ہٹ جا اور ہمیں راستہ دے۔ دریا نے کہا موسیٰ کیسی متکبرانہ بات کر رہے ہو۔ میں تمہارے لئے ہٹ جاؤں جب کہ آج تک میں نے چشم زدن کے لئے بھی خدا کی نافرمانی نہیں کی۔ اور تم انسانوں میں ہزاروں نافرمان موجود ہیں۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا: خدا کی نافرمانی سے بچتا رہ۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے ایک نافرمانی کی وجہ سے ہی آدمؑ کو جنت سے نکالا گیا تھا اور ایک نافرمانی کی وجہ سے ابلیس راندہ درگاہ قرار پایا ہے۔

دریا نے کہا: میرا رب عظیم ہے۔ اس کا ہر حکم لائق اطاعت ہے اور کبھی اس کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔ اس وقت یوشع بن نون آگے بڑھے اور انہوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ آپ کے رب نے آپ کو کیا حکم دیا؟

حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے دریا عبور کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ سنا تو یوشع نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈالا۔ اس وقت ندائے قدرت آئی کہ موسیٰ سمندر میں عصا مارو۔ آپ نے عصا مارا تو دریا ہٹ گیا اور پہاڑ جیسی موجیں رک گئیں۔ دریا درمیان میں سے خشک ہوگیا۔ حضرت موسیٰ اپنی قوم کو لے کر دریا میں داخل ہوئے آپ کی قوم نے کہا کہ ہم بارہ قبیلے ہیں آپ

ہمارے لئے بارہ راستے بنائیں۔ حضرت موسیٰ نے بارہ راستے مقرر فرمائے۔ لیکن کچھ قدم چلنے کے بعد آپؑ کے ساتھی رک گئے اور کہا درمیان میں پانی کی موجیں آگئیں ہیں ہم ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکیں گے۔ آپؑ نے پانی کو حکم دیا تو اس میں روشن دان سے بن گئے۔ بنی اسرائیل سفر کر رہے تھے کہ اتنے میں فرعون اپنے لاؤلشکر سمیت وہاں آیا اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم نے میری قدرت دیکھی۔ میری ہیبت کو دیکھ کر دریا شق ہوگیا۔ دریا کی ہیبت اتنی شدید تھی کہ کسی کو اس میں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ گھوڑے ساحل پر پہنچ کر رک گئے۔ کوئی گھوڑا آگے بڑھنے کو تیار نہ تھا۔ اتنے میں جبرائیلؑ امین ایک گھوڑی پر سوار ہو کر فرعون کے آگے آئے اور انہوں نے اپنی گھوڑی کو دریا میں ڈالا۔ گھوڑی کی خوشبو پا کر فرعون کا گھوڑا اسکے پیچھے آیا اور فرعون کے گھوڑے کو دیکھ کر باقی گھوڑے بھی دریا میں کود پڑے۔ جب قوم موسیٰ کا آخری آدمی دریا سے نکلا اور ادھر فرعون کا آخری سمندر میں داخل ہوا تو اللہ نے تیز ہوا چلائی جس نے دریا کی لہریں پہاڑ کی مانند فرعون اور اس کے لشکر پر گریں۔

اس وقت فرعون نے کہا: میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس ذات کے جس پر بنی اسرائیل والے ایمان رکھتے ہیں اور میں بھی مسلمانوں میں سے ہوں۔

تو اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک مٹھی ریت پکڑی اور اس کے منہ میں دے دی۔ اور کہا۔ اب ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں جب کہ اس سے پہلے تو اس معبود حقیقی کی نافرمانی کرتا رہا اور زمین پر فساد برپا کیے رکھا۔ اور تو مفسرین میں سے تھا۔

ابوالجارود۔ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: کہ خدا کے اس قول لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿۵۴﴾ : سے ایک چھوٹی جماعت جس میں تھوڑے سے لوگ مراد ہے۔ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ ﴿۵۶﴾ ۔ اور یہ سارے ساز وسامان کے ساتھ تھے۔ یعنی وہ پورے جنگی ساز وسامان کے ساتھ اور اپنے اسلحہ کے بارے میں شاک تھے۔ مقام کریم اچھے اچھے رہائشی مکان مراد میں فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿۶۰﴾ پس فرعون والوں نے طلوع آفتاب کے وقت موسیٰ اور اس ساتھیوں کا تعاقب کیا تھا۔ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿۶۲﴾ ۔ میرے ساتھ میرا رب ہے وہ میری ہدایت کرے گا۔

یعنی وہ عنقریب مجھے ان سے بچائے گا۔ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۶۴﴾ ۔ یہ جنت متقی لوگوں کے لئے بنائی گئی ہے۔ اور وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ اور دوزخ کا مقام جحیم کافروں کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا ۔ اے خدا یا تو میرے اور ان کے درمیان قضاوت فرما۔

وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ﴿۸۴﴾ ۔ اے اللہ تو میرے لیے آخری زمانے میں ایک سچی زبان قرار دے۔

علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں یہ سچی زبان امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿۸۹﴾ ۔ مگر وہ جو قلب سلیم کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔

یعنی قلب سلیم وہ ہے جس میں خدا کے علاوہ کسی اور کی محبت نہ ہو۔

آیت نمبر ۹۱ تا ۲۲۷

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿۹۱﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿۹۲﴾
مِن دُونِ اللَّهِ ۖ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوا فِيهَا
هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿۹۵﴾ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا
يَخْتَصِمُونَ ﴿۹۶﴾ تَاللَّهِ إِن كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۹۷﴾ إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ
الْعَالَمِينَ ﴿۹۸﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ ﴿۱۰۰﴾
وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۲﴾ إِنَّ
فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۰۳﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ
الرَّحِيمُ ﴿۱۰۴﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۰۵﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ
نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۰۶﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُونِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ
الْعَالَمِينَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ
الْأَرْذَلُونَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۱۲﴾ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا
عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۴﴾ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ
مُّبِينٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿۱۱۶﴾
قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي

وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ
الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَالْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ عَادُ
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّيْ لَكُمْ
رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ
اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً
تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ
بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ
اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنّٰتٍ
وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ
عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَالْعَزِيْزُ
الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ
اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَآ
اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ
طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا
اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ
فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ
اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۖ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ
هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ
فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿۱۵۷﴾
فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَالْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۵۹﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اِنِّيْ لَكُمْ
رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ
اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۴﴾ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ
اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ
الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ

دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ
الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاِنَّ
رَبَّكَ لَهُوَالْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۷۵﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾ اِذْ
قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا
اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوْا
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ
وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ
السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾
فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاِنَّ
رَبَّكَ لَهُوَالْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۹۱﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ
الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ
عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ

يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾
فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾
فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾
اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ
جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾
وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا
ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ
اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾
وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ
فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ
يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَالسَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ
اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَآءُ
يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ

يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٩٥﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿٩٦﴾

ترجمہ

اور جہنّم کو گمراہوں کے سامنے کر دیا جائے گا (۹۱) اور جہنّمیوں سے کہا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے (۹۲) خدا کو چھوڑ کر وہ تمہاری مدد کریں گے یا اپنی مدد کریں گے (۹۳) پھر وہ سب مع تمام گمراہوں کے جہنّم میں منہ کے بل دھکیل دیئے جائیں گے (۹۴) اور ابلیس کے تمام لشکر والے بھی (۹۵) اور وہ سب جہنّم میں آپس میں جھگڑا کرتے ہوئے کہیں گے (۹۶) کہ خدا کی قسم ہم سب کھلی ہوئی گمراہی میں تھے (۹۷) جب تم کو رب العالمین کے برابر قرار دے رہے تھے (۹۸) اور ہمیں مجرموں کے علاوہ کسی نے گمراہ نہیں کیا (۹۹) اب ہمارے لئے کوئی شفاعت کرنے والا بھی نہیں ہے (۱۰۰) اور نہ کوئی دل پسند دوست ہے (۱۰۱) پس اے کاش ہمیں واپسی نصیب ہو جاتی تو ہم سب بھی صاحبِ ایمان ہو جاتے (۱۰۲) اس میں بھی ہماری ایک نشانی ہے اور ان کی اکثریت بہرحال مومن نہیں تھی (۱۰۳) اور تمہارا پروردگار سب پر غالب بھی ہے اور مہربان بھی ہے (۱۰۴) اور نوح کی قوم نے بھی مرسلین کی تکذیب کی (۱۰۵) جب ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا کہ تم پرہیزگاری کیوں نہیں اختیار کرتے ہو (۱۰۶) میں تمہارے لئے امانت دار نمائندہ پروردگار ہوں (۱۰۷) پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۰۸) اور میں اس تبلیغ کی کوئی اجرت بھی نہیں چاہتا ہوں میری اجرت تو رب العالمین کے ذمہ ہے (۱۰۹) لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۱۰) ان لوگوں نے کہا کہ ہم آپ پر کس طرح ایمان لے آئیں جبکہ آپ کے سارے پیروکار پست طبقہ کے لوگ ہیں (۱۱۱) نوح نے کہا کہ میں کیا جانوں کہ یہ کیا کرتے تھے (۱۱۲) ان کا حساب تو میرے پروردگار کے ذمہ ہے

اگر تم اس بات کا شعور رکھتے ہو (۱۱۳) اور میں مومنین کو ہٹانے والا نہیں ہوں (۱۱۴) میں تو صرف واضح طور پر عذابِ الٰہی سے ڈرانے والا ہوں (۱۱۵) ان لوگوں نے کہا کہ نوح اگر تم ان باتوں سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے (۱۱۶) نوح نے یہ سن کر فریاد کی کہ پروردگار میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے (۱۱۷) اب میرے اور ان کے درمیان کھلا ہوا فیصلہ فرما دے اور مجھے اور میرے ساتھی صاحبانِ ایمان کو نجات دے دے (۱۱۸) پھر ہم نے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو ایک بھری ہوئی کشتی میں نجات دے دی (۱۱۹) اس کے بعد باقی سب کو غرق کر دیا (۱۲۰) یقیناً اس میں بھی ہماری ایک نشانی ہے اور ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں تھی (۱۲۱) اور تمہارا پروردگار ہی سب پر غالب اور مہربان ہے (۱۲۲) اور قومِ عاد نے بھی مرسلین کی تکذیب کی ہے (۱۲۳) جب ان کے بھائی ہود نے کہا کہ تم خوفِ خدا کیوں نہیں پیدا کرتے ہو (۱۲۴) میں تمہارے لئے ایک امانتدار پیغمبر ہوں (۱۲۵) لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۲۶) اور میں تو تم سے تبلیغ کا کوئی اجر بھی نہیں چاہتا ہوں میرا اجر صرف رب العالمین کے ذمہ ہے (۱۲۷) کیا تم کھیل تماشے کے لئے ہر اونچی جگہ پر ایک یادگار بناتے ہو (۱۲۸) اور بڑے بڑے محل تعمیر کرتے ہو کہ شاید اسی طرح ہمیشہ دنیا میں رہ جاؤ (۱۲۹) اور جب حملہ کرتے ہو تو نہایت جابرانہ حملہ کرتے ہو (۱۳۰) اب اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۳۱) اور اس کا خوف پیدا کرو جس نے تمہاری ان تمام چیزوں سے مدد کی ہے جنہیں تم خوب جانتے ہو (۱۳۲) تمہاری امداد جانوروں اور اولاد سے کی ہے (۱۳۳) اور باغات اور چشموں سے کی ہے (۱۳۴) میں تمہارے بارے میں بڑے سخت دن کے عذاب سے خوفزدہ ہوں (۱۳۵) ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے لئے سب برابر ہے چاہے تم ہمیں نصیحت کرو یا تمہارا شمار نصیحت کرنے والوں میں نہ ہو (۱۳۶) یہ ڈرانا دھمکانا تو پرانے لوگوں کی عادت ہے (۱۳۷) اور ہم پر عذاب ہونے والا نہیں ہے (۱۳۸) پس قوم نے تکذیب کی اور ہم نے اسے ہلاک کر دیا کہ اس میں بھی ہماری ایک نشانی ہے اور ان کی اکثریت بہرحال مومن نہیں تھی (۱۳۹) اور تمہارا پروردگار غالب بھی ہے اور مہربان بھی ہے (۱۴۰) اور قومِ ثمود نے بھی مرسلین کی تکذیب کی (۱۴۱) جب ان کے بھائی صالح نے کہا کہ تم لوگ خدا

سے کیوں نہیں ڈرتے ہو (۱۴۲) میں تمہارے لئے ایک امانتدار پیغمبر ہوں (۱۴۳) لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۴۴) اور میں تم سے اس کام کی اجرت بھی نہیں چاہتا ہوں میری اجرت تو خدائے رب العالمین کے ذمہ ہے (۱۴۵) کیا تم یہاں کی نعمتوں میں اسی آرام سے چھوڑ دیئے جاؤ گے (۱۴۶) انہی باغات اور چشموں میں (۱۴۷) اور انہی کھیتوں اور خرمے کے درختوں کے درمیان جن کی کلیاں نرم و نازک ہیں (۱۴۸) اور جو تم پہاڑوں کو کاٹ کر آسائشی مکانات تعمیر کر رہے ہو (۱۴۹) ایسا ہرگز نہیں ہوگا لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۵۰) اور زیادتی کرنے والوں کی بات نہ مانو (۱۵۱) جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے ہیں (۱۵۲) ان لوگوں نے کہا کہ تم پر تو صرف جادو کر دیا گیا ہے اور بس (۱۵۳) تم ہمارے ہی جیسے ایک انسان ہو لہٰذا اگر سچے ہو تو کوئی نشانی اور معجزہ لے آؤ (۱۵۴) صالح نے کہا کہ یہ ایک اونٹنی ہے ایک دن کا پانی اس کے لئے ہے اور ایک مقرر دن کا پانی تمہارے لئے ہے (۱۵۵) اور خبردار اسے کوئی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تمہیں سخت دن کا عذاب گرفتار کرلے گا (۱۵۶) پھر ان لوگوں نے اس کے پیر کاٹ دیئے اور بعد میں بہت شرمند ہوئے (۱۵۷) عذاب نے انہیں گھیر لیا اور یقیناً اس میں بھی ہماری ایک نشانی ہے اور ان کی اکثریت ایمان والی نہیں تھی (۱۵۸) اور تمہارا پروردگار سب پر غالب آنے والا اور صاحب رحمت بھی ہے (۱۵۹) اور قومِ لوط نے بھی مرسلین کو جھٹلایا (۱۶۰) جب ان سے ان کے بھائی لوط نے کہا کہ تم خدا سے کیوں نہیں ڈرتے ہو (۱۶۱) میں تمہارے حق میں ایک امانتدار پیغمبر ہوں (۱۶۲) اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۶۳) اور میں تم سے اس امر کی کوئی اجرت بھی نہیں چاہتا ہوں میرا اجر تو صرف پروردگار کے ذمہ ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے (۱۶۴) کیا تم لوگ ساری دنیا میں صرف مردوں ہی سے جنسی تعلقات پیدا کرتے ہو (۱۶۵) اور ان ازواج کو چھوڑ دیتے ہو جنہیں پروردگار نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے حقیقتاً تم بڑی زیادتی کرنے والے لوگ ہو (۱۶۶) ان لوگوں نے کہا کہ لوط اگر تم اس تبلیغ سے باز نہ آئے تو اس بستی سے نکال باہر کر دیئے جاؤ گے (۱۶۷) انہوں نے کہا کہ بہرحال میں تمہارے عمل سے بیزار ہوں (۱۶۸) پروردگار! مجھے اور میرے اہل کو ان کے اعمال کی سزا سے محفوظ رکھنا (۱۶۹) تو ہم

نے انہیں اور ان کے اہل سب کو نجات دے دی (۱۷۰) سوائے اس ضعیفہ کے کہ جو پیچھے رہ گئی (۱۷۱) پھر ہم نے ان لوگوں کو تباہ و برباد کر دیا (۱۷۲) اور ان کے اوپر زبردست پتھروں کی بارش کر دی جو ڈرائے جانے والوں کے حق میں بدترین بارش ہے (۱۷۳) اور اس میں بھی ہماری ایک نشانی ہے اور ان کی اکثریت بہرحال مومن نہیں تھی (۱۷۴) اور تمہارا پروردگار عزیز بھی ہے اور رحیم بھی ہے (۱۷۵) اور جنگل کے رہنے والوں نے بھی مرسلین کو جھٹلایا (۱۷۶) جب ان سے شعیب نے کہا کہ تم خدا سے ڈرتے کیوں نہیں ہو (۱۷۷) میں تمہارے لئے ایک امانتدار پیغمبر ہوں (۱۷۸) لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۷۹) اور میں تم سے اس کام کی کوئی اجرت بھی نہیں چاہتا ہوں کہ میرا اجر تو صرف رب العالمین کے ذمہ ہے (۱۸۰) اور دیکھو ناپ تول کو ٹھیک رکھو اور لوگوں کو خسارہ دینے والے نہ بنو (۱۸۱) اور وزن کرو تو صحیح اور سچی ترازو سے تولو (۱۸۲) اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کیا کرو اور روئے زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو (۱۸۳) اور اس خدا سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے والی نسلوں کو پیدا کیا ہے (۱۸۴) ان لوگوں نے کہا کہ تم تو صرف جادوزدہ معلوم ہوتے ہو (۱۸۵) اور تم ہمارے ہی جیسے ایک انسان ہو اور ہمیں تو جھوٹے بھی معلوم ہوتے ہو (۱۸۶) اور اگر واقعاً سچے ہو تو ہمارے اوپر آسمان کا کوئی ٹکڑا نازل کردو (۱۸۷) انہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۸۸) پھر ان لوگوں نے تکذیب کی تو انہیں سایہ کے دن کے عذاب نے اپنی گرفت میں لے لیا کہ یہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا (۱۸۹) بیشک اس میں بھی ہماری ایک نشانی ہے اور ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں تھی (۱۹۰) اور تمہارا پروردگار بہت بڑا عزت والا اور مہربان ہے (۱۹۱) اور یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل ہونے والا ہے (۱۹۲) اسے جبریل امین لے کر نازل ہوئے ہیں (۱۹۳) یہ آپ کے قلب پر نازل ہوا ہے تاکہ آپ لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈرائیں (۱۹۴) یہ واضح عربی زبان میں ہے (۱۹۵) اور اس کا ذکر سابقین کی کتابوں میں بھی موجود ہے (۱۹۶) کیا یہ نشانی ان کے لئے کافی نہیں ہے کہ اسے بنی اسرائیل کے علماء بھی جانتے ہیں (۱۹۷) اور اگر ہم اسے کسی عجمی آدمی پر نازل کر دیتے (۱۹۸) اور وہ انہیں پڑھ کر سناتا تو یہ کبھی ایمان لانے والے

نہیں تھے (۱۹۹) اور اس طرح ہم نے اس انکار کو مجرمین کے دلوں تک جانے کا رستہ دے دیا ہے (۲۰۰) کہ یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں (۲۰۱) کہ یہ عذاب ان پر اچانک نازل ہو جائے اور انہیں شعور تک نہ ہو (۲۰۲) اس وقت یہ کہیں گے کہ کیا ہمیں مہلت دی جاسکتی ہے (۲۰۳) تو کیا لوگ ہمارے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں (۲۰۴) کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہم انہیں کئی سال کی مہلت دے دیں (۲۰۵) اور اس کے بعد وہ عذاب آئے جس کا وعدہ کیا گیا ہے (۲۰۶) تو بھی جو ان کو آرام دیا گیا تھا وہ ان کے کام نہ آئے گا (۲۰۷) اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر یہ کہ اس کے لئے ڈرانے والے بھیج دیئے تھے (۲۰۸) یہ ایک یاددہانی تھی اور ہم ہرگز ظلم کرنے والے نہیں ہیں (۲۰۹) اور اس قرآن کو شیاطین لے کر حاضر نہیں ہوئے ہیں (۲۱۰) یہ بات ان کے لئے مناسب بھی نہیں ہے اور ان کے بس کی بھی نہیں ہے (۲۱۱) وہ تو وحی کے سننے سے بھی محروم ہیں (۲۱۲) لہٰذا تم اللہ کے ساتھ کسی اور خدا کو مت پکارو کہ مبتلائے عذاب کر دیئے جاؤ (۲۱۳) اور پیغمبر آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے (۲۱۴) اور جو صاحبانِ ایمان آپ کا اتباع کر لیں ان کے لئے اپنے شانوں کو جھکا دیجئے (۲۱۵) پھر یہ لوگ آپ کی نافرمانی کریں تو کہہ دیجئے کہ میں تم لوگوں کے اعمال سے بیزار ہوں (۲۱۶) اور خدائے عزیز و مہربان پر بھروسہ کیجئے (۲۱۷) جو آپ کو اس وقت بھی دیکھتا ہے جب آپ قیام کرتے ہیں (۲۱۸) اور پھر سجدہ گزاروں کے درمیان آپ کا اٹھنا بیٹھنا بھی دیکھتے ہے (۲۱۹) وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے (۲۲۰) کیا ہم آپ کو بتائیں کہ شیاطین کس پر نازل ہوتے ہیں (۲۲۱) وہ ہر جھوٹے اور بدکردار پر نازل ہوتے ہیں (۲۲۲) جو فرشتوں کی باتوں پر کان لگائے رہتے ہیں اور ان میں کے اکثر لوگ جھوٹے ہیں (۲۲۳) اور شعراء کی پیروی وہی لوگ کرتے ہیں جو گمراہ ہوتے ہیں (۲۲۴) کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ وہ ہر وادی خیال میں چکر لگاتے رہتے ہیں (۲۲۵) اور وہ کچھ کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں (۲۲۶) علاوہ ان شعراء کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے اور بہت سارا ذکرِ خدا کیا اور ظلم سہنے کے بعد اس کا انتقام لیا اور عنقریب ظالمین کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس جگہ پلٹا دیئے جائیں گے (۲۲۷)

تفسیر

فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ۙ۝ ۔ پھر وہ اپنے تمام گمراہ ساتھیوں سمیت جہنم میں منہ کے بل دھکیل دیئے جائیں گے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو خود عدالت کو پسند کرتے ہیں لیکن اپنے مخالف کے ساتھ عدل پر عمل نہیں کرتے اور آپ نے فرمایا اس سے بنوامیہ والے مراد ہیں۔ غَاوٗنَ سے بنوفلاں مراد ہے۔ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ۝ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ۔ اور سب جہنم میں آپس میں جھگڑا کرتے ہوئے کہیں گے کہ خدا کی قسم ہم سب کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ جب تم کو رب العالمین کے برابر قرار دے رہے تھے۔

یعنی وہ لوگ جو ان ظالم لوگوں کی اتباع کریں گے ان سے کہیں گے کہ تم نے ہماری اطاعت کی۔ اور تم نے ہمیں خدا کے برابر قرار دیا۔ تم نے ہم پر ظلم کیا اور وہ اتباع کرنے والے ان سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے اوپر ظلم کیا۔

پھر وہ کہیں گے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۝ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۝۔ اب ہمارے لیے کوئی شفاعت کرنے والا بھی نہیں ہے اور نہ کوئی دل پسند دوست ہے۔

حدثنی علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابوایوب سے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ اور امام محمد باقر علیہما السلام نقل کیا ہے آپ دونوں نے فرمایا:

خدا کی قسم ہم محشر کے دن اپنے گناہگار شیعوں کی شفاعت کریں گے۔

اور اس وقت ہمارے دشمن دیکھیں گے تو اس وقت یہ کہیں گے۔ اے کاش آج ہماری بھی کوئی شفاعت کرنے والا ہوتا اور ہمارا بھی کوئی درد دل رکھنے والا دوست ہوتا جو ہماری شفاعت کرتا۔

فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ : اے کاش ہمیں واپس ہٹایا جاتا تاکہ ہم بھی مومن بن جاتے۔

یعنی ہم بھی آل محمد پر ایمان لے آتے اور ہدایت یافتہ بن جاتے۔ کیونکہ ان کے لئے اب ایمان کا اقرار ثابت ہو چکا ہوگا۔

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ۝۱۱۱

کفار نے حضرت نوح سے کہا۔ اے نوح ہم آپ پر بھلا کیسے ایمان لے آئیں جب کہ آپ کی اتباع کرنے والا سب لوگ پست طبقہ کے افراد ہیں۔

یعنی آپ پر ایمان لے کر آنے والا سب غریب وغربا وفقراء لوگ ہیں جو ہمارے معاشرے کے پست لوگ ہیں۔

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ . اور جب وہ حملہ کرتے تو نہایت جابرانہ حملہ کرتے۔

یعنی وہ غضب ناک ہو کر قتل کرتے ہیں پھر غیر مستحق کو بھی قتل کر دیتے ہیں۔

وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ . اور خرمے کے درختوں کے درمیان کہ جن کی کلیاں نرم ونازک ہیں۔

یعنی: وہ غصہ سے بھرے ہو گئے۔ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ اور تم پہاڑوں کو کاٹ کر آسائشی مکانات تیار کرتے ہو۔

فٰرِهِيْنَ سے مراد جازقین یعنی کھیل کود کے لئے بنانا، اور فٰرِهِيْنَ بھی پڑھا جائے تو مراد تکبرانہ انداز میں مکان بناتے ہو۔

اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ میں تمہارے عمل سے بیزار ہوں یعنی میں تمہارے اعمال کی وجہ سے تم پر غضب ناک ہوں۔

وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ اور اس خدا سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے والی نسلوں کو خلق کیا ہے۔

جِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ سے پہلی والی مخلوق مراد ہے۔

فَكَذَّبُوْهُ . پس ان لوگوں نے اس کی تکذیب کی۔

یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی ان لوگوں نے تکذیب کی۔ تو ان لوگوں کو گرم دن کے عذاب نے آلیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر جو عذاب نازل ہوا تھا وہ یہ تھا انتہائی گرم ہوا ان پر چلی جس سے جھلس کر مر گئے تھے۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ .

یہ رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ جس کو روح الامین لے کر نازل ہوئے تھے۔

یعنی قرآن کریم ہے جس کو رب العالمین نے نازل کیا ہے۔

ورا امنی: علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں حسان سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ .

آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد ولایت ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام لے کر غدیر کے دن امیر المومنین علیہ السلام کے لئے نازل ہوئے تھے جو رسول خدا کے دل پر اترے اور آپ نے غدیر کے دن اس کا اعلان کیا)۔ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ

الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ . اور اگر ہم اس قرآن کو کسی عجمی شخص پر نازل کرتے اور ان کے لئے پڑھتا تو یہ بھی ایمان نہ لاتے۔۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اگر یہ قرآن کسی عجمی (غیر عربی) شخص نازل ہوتا تو عرب والے اس شخص پر ایمان نہ لاتے اور اللہ نے اس کو عربی پر نازل کیا ہے پس غیر عرب والے اس پر ایمان لے آئے ہیں۔

پس یہ عجم والوں کے لئے فضیلت ہے۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ : اور آپ اپنے قریب ترین لوگوں کو عذاب سے ڈرائیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خاندان کے مخلص افراد کو جمع کریں اور ان کو توحید کا پیغام دیں۔

اور یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی تو آپ نے اپنے خاندان بنو ہاشم کے چالیس افراد کو جمع کیا جو آپ کے سب سے زیادہ قریبی تھے ان سب کو کھانے کی دعوت دی۔ اور وہ سب افراد بہت زیادہ کھانا کھانے والے تھے مشہور تھے کہ ان میں سے ہر ایک فرد دو سالہ اونٹ اکیلا کھا جائے یہ کہاوت کے طور پر کہا جاتا ہے۔ اور ایک مشک دودھ لی جائے لیکن آپ نے ان کے لئے مختصر سا کھانا تیار کرایا اور تھوڑا سا دودھ رکھا اور آپ کے ہاتھوں کی برکت سے سب نے سیر ہو کر کھایا اور سیر ہو کر دودھ پیا اور کھانا پھر بھی بچ گیا تو رسول خدا نے ان کے سامنے کھڑے ہو کر توحید کا پیغام سنایا اور فرمایا تم میں سے کون ہے جو میری اس پیغام میں مدد کرے وہ میرا وصی۔ میرا وزیر و خلیفہ ہوگا۔

ابولہب بول پڑا اور اس نے کہا لوگو محمدؐ نے تم پر جادو کر دیا ہے یہ جادوگر ہے یہ کہنا تھا کہ سب لوگ اٹھ کر چلے گئے۔

دوسرے دن پھر رسول خداؐ نے پہلے دن کی مانند ان کے لئے کھانے کا انتظام کروایا اور پھر ان کو کھانے پر بلایا اور انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور ان کو دودھ بھی پلایا۔ جب وہ سیر ہو چکے تو رسول خداؐ نے دوبارہ اپنا توحید کا پیغام سنایا اور کہا کہ تم میں سے کون ہے جو میرا وصی۔ وزیر اور میرا خلیفہ بنے ابولہب پھر بول پڑا اس نے کہا کہ محمدؐ نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ لوگ یہ سن کر اٹھ کر چلے گئے۔

تیسرے دن پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو کھانے کی دعوت دی حسب سابقہ اتنا ہی کھانا تیار کروایا اور دودھ مہیا کیا ان سب کو کھانے پر دعوت دی جب وہ کھانا چکے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اپنا پیغام سنایا اور فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو میرا وصی میرا وزیر بنے تو حضرت علی علیہ السلام جو اس وقت کم سن تھے جن کی پنڈلیاں کمزور تھیں اور مالی حالت بھی کمزور تھی آپ اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔

رسول خداؐ نے فرمایا: بے شک اے علیؑ آپ میرے وصی۔ وزیر۔ خلیفہ ہوں گے میرا قرض اتارنے والے اور میرے

وعدے پورے کرنے والے ہوں گے۔

الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ﴿۲۱۹﴾ ۔ وہ جو آپ کو اس وقت بھی دیکھتا جب آپ قیام کرتے ہیں۔ اور پھر سجدہ گزاروں کے درمیان اٹھنا بیٹھنا بھی دیکھتا۔

تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ﴿۲۱۹﴾ ۔ سے مراد آپ کو ہم نے انبیاء کرام کی پشتوں میں منتقل کیا ہے۔

وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ ۔ شعراء کی پیروی وہی لوگ کرتے ہیں جو گمراہ ہوتے ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنی رائے سے دین خدا میں تبدیلی کرتے ہیں۔ اور خدا کے نازل کردہ حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیا تم نے کبھی دیکھا ہے کہ جو شخص شاعر کی اتباع کرے۔ ہرگز کوئی شخص شاعر کی اتباع نہیں کرتا یہاں مراد یہ ہے کہ جو اپنی رائے وخواہش کو دین قرار دیتے ہیں۔ اور لوگ ایسے افراد کی اتباع کرتے ہیں اور اسی کی تاکید یہ قول خدا بھی کرتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ ۔ کیا تم نہیں دیکھتے یہ لوگ پرخیال وادی میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔

یعنی: یہ وہ لوگ ہیں جو باطل نظریات پر لوگوں سے مناظرے کرتے ہیں۔ اور گمراہ کرنے والی باتوں کا سہارا لے کر لوگوں سے بحث مباحثہ کرتے ہیں۔ اور یہ ہر مذہب میں چلے جاتے ہیں۔ ان کے پاس حق نہیں ہوتا اور باطل ادلہ کا سہارا لیتے ہیں۔ اور اسی کی تائید خدا کا یہ قول کرتا ہے جس میں خدا فرماتا ہے۔ وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اس پر خود عمل نہیں کرتے۔

یعنی یہ لوگوں کو وعظ کرتے ہیں لیکن ان چیزوں سے خود وعظ نصیحت حاصل نہیں کرتے لوگوں کو برائیوں سے روکتے ہیں لیکن خود نہیں رکتے اور لوگوں کو نیکیوں کا حکم کرتے ہیں لیکن خود ان پر عمل نہیں کرتے یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے آل محمدؐ کا حق غصب کیا ہے۔

اس کے بعد والی آیات میں اللہ آل محمدؐ اور ان کے ہدایت یافتہ شیعوں کا تذکرہ کر دیا ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا

ان شعرا کے علاوہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دیے اور خدا کا ذکر بہت زیادہ کرتے ہیں۔ ان مظلوموں کا انتقام لیا جائے گا۔

یعنی یہ افراد آل محمدؐ کے شیعہ ہیں جن کے اوصاف اللہ نے بیان فرمائے ہیں۔

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ ، اور عنقریب ان ظالموں کو معلوم ہو جائے گا

کہ وہ کسی جگہ ہٹائے جائیں گے۔

یعنی وہ ظالم جو آل محمدؐ اور ان کے ماننے والوں پر ظلم کرتے رہے اور کرتے ہیں ان کو عنقریب پتہ چل گیا کہ وہ کس جگہ پلٹائے جائیں گے۔

ابوالجارود نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: کہا الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ۔ اس سے مراد یہ کشتی ہے جس کو تیار کیا گیا اور پھر اسی کو خالی کر دیا جائے اور جو کچھ اس میں ہے اس کو اٹھا لیا جائے۔

بِكُلِّ رِیْعٍ ۔ سے مراد کل طریق یعنی تمام راستے مراد ہیں۔

آیۃ سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۸۶﴾ ۔ آپ فقط سحر شدہ ہیں۔

یعنی آپ لوگوں کی مانند مخلوق ہیں اور اگر آپ واقعاً رسول ہوتے تو ہماری مثل نہ ہوتے اور آپ رسول نہیں ہیں بلکہ سحر شدہ ہیں۔

اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ جنگل میں رہنے والے بھی انبیاء کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ یہ درختوں کی عبادت کرتے ہیں۔

عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۸۹﴾ سائے کے دن کے عذاب نے ان کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ اور یہ بہت سخت دن کا عذاب تھا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے جب کا آپ کا انکار کیا تو خدا نے ان پر سخت گرمی کو مسلط کر دیا اور گھروں چھپ کر رہ گئے تو پھر خدا نے ان کے لئے بادلوں کو بھیجا کو وہ خوش ہوئے اور گرمی کے ستائے ہوئے لوگ گھروں سے باہر آئے تا کہ وہ سکون حاصل کریں لیکن یہ بادل تو وہ تھے جن کو خدا نے بطور عذاب بھیجا تھا لیکن ان بادلوں سے تیز وتند بجلیاں گریں اور وہ اپنے گھروں میں ہی جل کر راکھ ہو گئے۔ اور یہ شعیبؑ کی قوم تھی۔

لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۹۶﴾ : اس اولین کی کتابیں مراد ہیں۔

اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ ۔ (اور وہ وحی کے سننے سے بھی محروم ہیں)

یعنی وہ بہرے ہیں جو وحی کو سن نہیں سکتے۔

ورهطك منهم المخلصين۔ اس سے علی ابن ابی طالبؑ حمزہ جعفر والحسنؑ والحسینؑ اور آل محمدؐ کے دوسرے آئمہ علیہم السلام مراد ہیں۔

اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ

ترجمہ: جو آپ کے بعد ولایت علی اور دوسرے آئمہ کی جو آپ کی ذریت سے ہیں ان کی ولایت

میں آپ کی اتباع کرے خواہ حلال وحرام میں آپ کی نافرمانی کرے۔

فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ۲۱۶ سے مراد ہے جو رسول خداؐ کے اس دنیا سے جانے کے بعد آپ کی نافرمانی کرتا ہے وہ ایسے ہی ہے۔ جیسے اس نے آپ کی زندگی میں آپ کی نافرمانی کی ہے۔

سورہ الشعراء تمام شد

سُوْرَةُ النَّمْلِ

سورہ مبارکہ النمل یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات 93 ہیں اور اس کے رکوع سات ہیں۔ اسکی قرآن میں موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 27 ہے اور ترتیب نزولی میں ان کا نمبر 48 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: جو شخص شب جمعہ طواسین ثلاثہ (سورہ شعراء سورہ نمل اور سورہ قصص) کی تلاوت کرے گا وہ اولیائے خدا میں سے قرار پائے گا اور وہ خدا کے حفظ وامن میں رہے گا اور وہ دنیا میں کبھی مفلس نہ ہوگا اور آخرت میں اسے جنت کا انعام دیا جائے گا۔ اور اسے ہر طرح سے راضی کرے گا اور اسے اتنا کچھ عطا کرے گا جو اس کی رضا سے کہیں زیادہ ہوگا نیز ایک سو خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے اس کا نکاح کرے گا۔

مجمع البیان میں مذکورہ بالا روایت کے بعد یہ الفاظ مرقوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت عدن میں انبیاء ومرسلین اور اوصیائے راشدین کے جوار میں رہائش عطا فرمائے گا۔

آیت نمبر ۱ تا ۵۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ۱ هُدًى وَّبُشْرٰى
لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۳ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ
اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۴ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ
فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۵ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ

عَلِيْمٍ ۝٦ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا
بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝٧ فَلَمَّا جَآءَهَا
نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝٨ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٩ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ
فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى
لَا تَخَفْ ۫ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝١٠ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ
حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١١ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ
تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝١٢ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا
هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝١٣ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا
وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝١٤ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ
وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ
عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٥ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ
عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ
الْمُبِيْنُ ۝١٦ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ
يُوْزَعُوْنَ ۝١٧ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ

ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ
لَا يَشْعُرُوْنَ ۝١٨ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ
اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا
تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝١٩ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ
فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۝٢٠ لَاُعَذِّبَنَّهٗ
عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاْذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝٢١ فَمَكَثَ
غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ
يَّقِيْنٍ ۝٢٢ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا
عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝٢٣ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ
لَا يَهْتَدُوْنَ ۝٢٤ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝٢٥ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ
الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝٢٦ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ
الْكٰذِبِيْنَ ۝٢٧ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ
فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝٢٨ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ
كَرِيْمٌ ۝٢٩ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٣٠ اَلَّا

تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ
مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿٣٢﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ
وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ
اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ
وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ
الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۖ فَمَآ اٰتٰنِۦَ
اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿٣٦﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ
فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ
صٰغِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ
مُسْلِمِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ
مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ
الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ
مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۡ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ
اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ
كَرِيْمٌ ﴿٤٠﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ
الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ

كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا
كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿٤٣﴾ قِيْلَ لَهَا
ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ
قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۭ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ
وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ
اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٤٥﴾ قَالَ
يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ
اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ
عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ
يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ
لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا
لَصٰدِقُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٠﴾
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ
اَجْمَعِيْنَ ﴿٥١﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٣﴾ وَلُوْطًا اِذْ
قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿٥٤﴾ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا
كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ
اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ
الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ قُلِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا
يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

طٰسٓ یہ قرآن اور روشن کتاب کی آیتیں ہیں (۱) یہ صاحبانِ ایمان کے لئے ہدایت اور بشارت ہیں (۲) جو نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں (۳) بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ہم نے ان کے اعمال کو ان کے لئے آراستہ کر دیا ہے اور وہ ان ہی اعمال میں بھٹک رہے ہیں (۴) ان ہی لوگوں کے لئے بدترین عذاب ہے اور یہ آخرت میں خسارہ والے ہیں (۵) اور آپ کو یہ قرآن خدائے علیم وحکیم کی طرف سے عطا کیا جا رہا ہے (۶) اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے اہل سے کہا تھا کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے اور عنقریب میں اس سے راستہ کی خبر لاؤں گا یا آگ ہی کا کوئی انگارہ لے آؤں گا کہ تم تاپ سکو (۷) اس کے بعد جب آگ کے پاس آئے تو آواز آئی کہ بابرکت ہے وہ خدا جو آگ کے اندر اور اس کے اطراف میں اپنا جلوہ دکھاتا ہے اور پاک و پاکیزہ ہے وہ پروردگار جو عالمین کا پالنے والا ہے (۸) موسیٰ! میں وہ خدا ہوں جو سب پر غالب اور صاحبِ حکمت ہے (۹) اب تم اپنے عصا کو زمین پر ڈال دو اس کے بعد موسیٰ نے جب دیکھا

تو کیا دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح لہرا رہا ہے موسیٰ الٹے پاؤں پلٹ پڑے اور مڑ کر بھی نہ دیکھا آواز آئی کہ موسیٰ ڈرو نہیں میری بارگاہ میں مرسلین نہیں ڈرا کرتے ہیں (۱۰) ہاں کوئی شخص گناہ کر کے پھر توبہ کر لے اور اس برائی کو نیکی سے بدل دے تو میں بہت بخشنے والا مہربان ہوں (۱۱) اور اپنے ہاتھ کو گریبان میں ڈال کر نکالو تو دیکھو گے کہ بغیر کسی بیماری کے سفید چمکدار نکلتا ہے یہ ان نو معجزات میں سے ایک ہے جنہیں فرعون اور اس کی قوم کے لئے دیا گیا ہے کہ یہ بڑی بدکار قوم ہے (۱۲) مگر جب بھی ان کے پاس واضح نشانیاں آئیں تو انہوں نے کہہ دیا کہ یہ کھلا ہوا جادو ہے (۱۳) ان لوگوں نے ظلم اور غرور کے جذبہ کی بناء پر انکار کر دیا تھا ورنہ ان کے دل کو بالکل یقین تھا پھر دیکھو کہ ایسے مفسدین کا انجام کیا ہوتا ہے (۱۴) اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا تو دونوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں بہت سے بندوں پر فضیلت عطا کی ہے (۱۵) اور پھر سلیمان داؤد کے وارث ہوئے اور انہوں نے کہا کہ لوگو مجھے پرندوں کی باتوں کا علم دیا گیا ہے اور ہر فضیلت کا ایک حصہ عطا کیا گیا ہے اور یہ خدا کا کھلا ہوا فضل وکرم ہے (۱۶) اور سلیمان کے لئے ان کا تمام لشکر جنات انسان اور پرندے سب اکٹھا کئے جاتے تھے تو بالکل مرتب منظم کھڑے کر دیئے جاتے تھے (۱۷) یہاں تک کہ جب وہ لوگ وادی نمل تک آئے تو ایک چیونٹی نے آواز دی کہ چیونٹیوں سب اپنے اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ کہ سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں پامال نہ کر ڈالے اور انہیں اس کا شعور بھی نہ ہو (۱۸) سلیمان اس کی بات پر مسکرا دیئے اور کہا کہ پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کی ہے اور ایسا نیک عمل کروں کہ تو راضی ہو جائے اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل کر لے (۱۹) اور سلیمان نے ہدہد کو تلاش کیا اور وہ نظر نہ آیا تو کہا کہ آخر مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا ہوں کیا وہ غائب ہو گیا ہے (۲۰) میں اسے سخت ترین سزا دوں گا یا پھر ذبح کر ڈالوں گا یا یہ کہ وہ میرے پاس کوئی واضح دلیل لے آئے گا (۲۱) پھر تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ہدہد آ گیا اور اس نے کہا کہ مجھے ایک ایسی بات معلوم ہوئی ہے جو آپ کو بھی معلوم نہیں ہے اور میں ملک سبا سے ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں (۲۲) میں نے ایک عورت کو دیکھا ہے جو سب پر حکومت

کر رہی ہے اور اسے دنیا کی ہر چیز حاصل ہے اور اس کے پاس بہت بڑا تخت بھی ہے (۲۳) میں نے دیکھا ہے کہ وہ اور اس کی قوم سب سورج کی پوجا کر رہے ہیں اور شیطان نے ان کی نظروں میں اس عمل کو حسین بنا دیا ہے اور انہیں صحیح راستہ سے روک دیا ہے کہ اب وہ یہ بھی نہیں سمجھتے ہیں (۲۴) کہ کیوں نہ اس خدا کا سجدہ کریں جو آسمان و زمین کے پوشیدہ اسرار کو ظاہر کرنے والا ہے اور لوگ جو کچھ چھپاتے ہیں یا ظاہر کرتے ہیں سب کا جاننے والا ہے (۲۵) وہ اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور وہ عرش عظیم کا پروردگار ہے (۲۶) سلیمان نے کہا کہ میں ابھی دیکھتا ہوں کہ تو نے سچ کہا ہے یا تیرا شمار بھی جھوٹوں میں ہے (۲۷) یہ میرا خط لے کر جا اور ان لوگوں کے سامنے ڈال دے پھر ان کے پاس سے ہٹ جا اور یہ دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں (۲۸) اس عورت نے کہا کہ میرے زعماء سلطنت میری طرف ایک بڑا محترم خط بھیجا گیا ہے (۲۹) جو سلیمان کی طرف سے ہے اور اس کا مضمون یہ ہے کہ شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے جو بڑا رحمٰن و رحیم ہے (۳۰) دیکھو میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو اور اطاعت گزار بن کر چلے آؤ (۳۱) زعماء مملکت! میرے مسئلہ میں رائے دو کہ میں تمہاری رائے کے بغیر کوئی حتمی فیصلہ نہیں کر سکتی (۳۲) ان لوگوں نے کہا کہ ہم صاحبانِ قوت اور ماہرین جنگ و جدال ہیں اور اختیار بہر حال آپ کے ہاتھ میں ہے آپ بتائیں کہ آپ کا حکم کیا ہے (۳۳) اس نے کہا کہ بادشاہ جب کسی علاقہ میں داخل ہوتے ہیں تو بستی کو ویران کر دیتے ہیں اور صاحبانِ عزّت کو ذلیل کر دیتے ہیں اور ان کا یہی طریقہ کار ہوتا ہے (۳۴) اور میں ان کی طرف ایک ہدیہ بھیج رہی ہوں اور پھر دیکھ رہی ہوں کہ میرے نمائندے کیا جواب لے کر آتے ہیں (۳۵) اس کے بعد جب قاصد سلیمان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ تم اپنے مال سے میری امداد کرنا چاہتے ہو جب کہ جو کچھ خدا نے مجھے دیا ہے وہ تمہارے مال سے کہیں زیادہ بہتر ہے جاؤ تم خود ہی اپنے ہدیہ سے خوش رہو (۳۶) جاؤ تم واپس جاؤ اب میں ایک ایسا لشکر لے کر آؤں گا جس کا مقابلہ ممکن نہ ہوگا اور پھر سب کو ذلّت و رسوائی کے ساتھ ملک سے باہر نکالوں گا (۳۷) پھر اعلان کیا کہ میرے اشرافِ سلطنت! تم میں کون ہے جو اس کے تخت کو لے کر آئے قبل اس کے کہ وہ لوگ اطاعت گزار بن کر حاضر ہوں (۳۸) تو جنّات میں سے ایک دیو

نے کہا کہ میں اتنی جلدی لے آؤں گا کہ آپ اپنی جگہ سے بھی نہ اٹھیں گے میں بڑا صاحب قوت اور ذمہ دار ہوں (۳۹) اور ایک شخص نے جس کے پاس کتاب کا ایک حصّہ علم تھا اس نے کہا کہ میں اتنی جلدی لے آؤں گا کہ آپ کی پلک بھی نہ جھپکنے پائے اس کے بعد سلیمان نے تخت کو اپنے سامنے حاضر دیکھا تو کہنے لگے یہ میرے پروردگار کا فضل و کرم ہے وہ میرا امتحان لینا چاہتا ہے کہ میں شکریہ ادا کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت کرتا ہوں اور جو شکریہ ادا کرے گا وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے کرے گا اور جو کفرانِ نعمت کرے گا اس کی طرف سے میرا پروردگار بے نیاز اور کریم ہے (۴۰) سلیمان نے کہا کہ اس کے تخت کو نا قابلِ شناخت بنا دیا جائے تا کہ ہم دیکھیں کہ وہ سمجھ پاتی ہے یا ناسمجھ لوگوں میں ہے (۴۱) جب وہ آئی تو سلیمان نے کہا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے اس نے کہا کہ بالکل ایسا ہی ہے بلکہ شاید یہی ہے اور مجھے تو پہلے ہی علم ہو گیا تھا اور میں اطاعت گزار ہو گئی تھی (۴۲) اور اسے اس معبود نے روک رکھا تھا جسے خدا کو چھوڑ کر معبود بنائے ہوئے تھی کہ وہ ایک کافر قوم سے تعلق رکھتی تھی (۴۳) پھر اس سے کہا گیا کہ قصر میں داخل ہو جائے اب جو اس نے دیکھا تو سمجھی کہ کوئی گہرا پانی ہے اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں سلیمان نے کہا کہ یہ ایک قلعہ ہے جسے شیشوں سے منڈھ دیا گیا ہے اور بلقیس نے کہا کہ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا اور اب میں سلیمان کے ساتھ اس خدا پر ایمان لے آئی ہوں جو عالمین کا پالنے والا ہے (۴۴) اور ہم نے قومِ ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرو تو دونوں فریق آپس میں جھگڑا کرنے لگے (۴۵) صالح نے کہا کہ قوم والو آخر بھلائی سے پہلے برائی کی جلدی کیوں کر رہے ہو تم لوگ اللہ سے استغفار کیوں نہیں کرتے کہ شاید تم پر رحم کر دیا جائے (۴۶) ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے برا شگون ہی پایا ہے انہوں نے کہا کہ تمہاری بدقسمتی اللہ کے پاس مقدر ہے اور یہ درحقیقت تمہاری آزمائش کی جا رہی ہے (۴۷) اور اس شہر میں نو افراد تھے جو زمین میں فساد برپا کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے (۴۸) ان لوگوں نے کہا کہ تم سب آپس میں خدا کی قسم کھاؤ کہ صالح اور ان کے گھر والوں پر راتوں رات حملہ کر دو گے اور بعد میں ان کے وارثوں سے کہہ دو گے کہ ہم ان کے گھر والوں کی ہلاکت کے وقت موجود ہی نہیں تھے اور ہم اپنے بیان میں بالکل

سچے ہیں (۴۹) اور پھر انہوں نے اپنی چال چلی اور ہم نے بھی اپنا انتظام کیا کہ انہیں خبر بھی نہ ہو سکی (۵۰) پھر اب دیکھو کہ ان کی مکاری کا انجام کیا ہوا کہ ہم نے ان روساء کو ان کی قوم سمیت بالکل تباہ و برباد کر دیا (۵۱) اب یہ ان کے گھر ہیں جو ظلم کی بناء پر خالی پڑے ہوئے ہیں اور یقیناً اس میں صاحبانِ علم کے لئے ایک نشانی پائی جاتی ہے (۵۲) اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دے دی جو ایمان والے تھے اور تقویٰ الٰہی اختیار کئے ہوئے تھے (۵۳) اور لوط کو یاد کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم آنکھیں رکھتے ہوئے بدکاری کا ارتکاب کر رہے ہو (۵۴) کیا تم لوگ از راہِ شہوت مردوں سے تعلقات پیدا کر رہے ہو اور عورتوں کو چھوڑے دے رہے ہو اور درحقیقت تم لوگ بالکل جاہل قوم ہو (۵۵) تو ان کی قوم کا کوئی جواب نہیں تھا سوائے اس کے کہ لوط والوں کو اپنی بستی سے نکال باہر کر دو کہ یہ لوگ بہت پاکباز بن رہے ہیں (۵۶) تو ہم نے لوط اور ان کے خاندان والوں کو زوجہ کے علاوہ سب کو نجات دے دی کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں تھی (۵۷) اور ہم نے ان پر عجیب و غریب قسم کی بارش کر دی کہ جن لوگوں کو ڈرایا جاتا ہے ان پر بارشِ عذاب بھی بہت بری ہوتی ہے (۵۸) آپ کہئے ساری تعریف اللہ کیلئے ہے اور سلام ہے اس کے ان بندوں پر جنہیں اس نے منتخب کر لیا ہے آیا خدا زیادہ بہتر ہے یا جنہیں یہ شریک بنا رہے ہیں (۵۹)

تفسیر

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ①

ترجمہ: طس۔ یہ قرآن اور روشن کتاب کی آیات ہیں۔

یہ ایمان والوں کے لئے۔ ہدایت و بشارت ہیں۔ یہ ایمان والے وہی ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں آخرت پر یقین سے ایمان رکھنے والے ہیں پھر ان کے مقابل والے لوگوں کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے اور آخرت پر ان کا یقین نہیں ہوتا ان کے لئے ان کے اعمال خوشنما بنا دیئے گئے ہیں۔ یہ سبھی وہ لوگ ہیں جن کے لئے سخت عذاب ہوگا اور یہ ہی قیامت کے دن نقصان و خسارہ اٹھانے والے ہوں گے۔

اس کے بعد پھر خدا اپنے رسول سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ⑥

اے ہمارے رسول) آپ کو یہ قرآن علیم و حکیم خدا کی طرف سے عطا کیا گیا ہے۔

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ

اس وقت کو یاد کرو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے کہا میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ جب موسیٰ مدائن میں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس رہتے تھے اور جب اپنے کیے ہوئے معاہدے کے تحت مدت پوری کر کے وہاں سے نکلے تو راستے میں رات کے وقت راہ بھول گئے اور رات بہت سرد تھی تو آپ نے ایک مقام پر آگ کو دیکھا تو اس وقت آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ آپ اس جگہ پر ٹھہریں اور میں نے آگ کو دیکھا ہے راستہ کے بارے میں کوئی خبر لیتا ہوں یا آگ لے کر آتا ہوں تا کہ تم تاپ سکو۔

اس کا باقی واقعہ سورہ قصص میں ذکر کیا جائے گا۔ تو جب اس آگ کے قریب گئے تو وہاں سے آواز آئی بابرکت ہے وہ خدا جو آگ کے اندر اور اطراف سے اپنا جلوہ دکھاتا ہے موسیٰ میں خدا ہوں جو سب پر غالب اور حکمت والا ہوں اپنے عصا کو زمین پر پھینک دو۔ اس کے بعد موسیٰ نے دیکھا کہ وہ عصا اژدھا بن چکا ہے تو ڈر گئے تو آواز قدرت آئی۔ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۔ اے موسیٰ ڈرو مت۔ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ⑩ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ۔ میری بارگاہ میں مرسلین نہیں ڈرتے۔ سوائے ان کے جو ظلم کر چکے ہیں۔

یعنی میری بارگاہ میں اگر کسی کو ڈر ہے تو وہ ہیں جو ظالم ہیں مرسلون کو نہیں ہے۔

ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑪ ۔ اور جو گناہ کرنے کے بعد پھر توبہ کرے اور برائی کو نیکی میں بدل دے میں بہت بڑا بخشنے والا مہربان ہوں۔

گویا۔ اس آیت میں خدا یہ ارشاد فرما رہا ہے کہ میری بارگاہ میرے رسولوں کو کوئی ڈر نہیں اور ایسے ہی وہ افراد جنہوں اپنے اوپر ظلم کیا اور اسی کے بعد انہوں توبہ کر لی اور اپنی برائیوں کو نیکی میں بدل کیا ان کو بھی میری بارگاہ سے کوئی ڈر نہیں ہوگا۔ مترجم)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ ۔ اور ہم نے داؤد اور سلیمان دونوں کو علم عطاء کیا تو ان دونوں نے کہا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنے بہت زیادہ بندوں فضیلت عطا فرمائی ہے۔

علامہ علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد سلیمان علیہما السلام کو اپنی آیات میں سے وہ کچھ عطا کیا جو اس نے کسی دوسرے نبی کو عطاء نہیں کیا تھا دونوں کو پرندوں کو زبان کا علم عطاء کیا اور دونوں کے لئے اللہ نے تانبے کو بغیر آگ

کے نرم کر دیا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ تسبیح کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد پر زبور کو نازل کیا اس کتاب میں خدا کی توحید اور تمجید اور دعائیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور آل محمد کے دوسرے آئمہ اور قائم آل محمد علیہ السلام کے زمانے میں رجعت یہ سب اخبار اس میں ذکر کی گئی تھیں۔ اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت مبارکہ ہے جس میں خدا فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ ۔(انبیاء) اور ہم نے زبور میں ذکر کر دیا ہے کہ تحقیق زمین کے وارث ہمارے مخلص بندے ہوں گے۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٧﴾

اور سلیمان کے سامنے اس کے تمام لشکر جنات انسان اور پرندے سب اکٹھے کیے جاتے تھے تو بالکل مرتب منظم کھڑے کر دے جاتے تھے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر بیٹھے تو ہوا نے آپ کے تخت کو اڑایا تو آپ وادی النمل (چیونٹیوں) کی وادی سے گزرے وہ ایک وادی تھی جہاں سے سونا و چاندی نکلتا تھا اللہ تعالیٰ نے سونے چاندی کے اپنے خزانوں کی حفاظت کے لیئے چیونٹیوں کو مامور کیا ہوا تھا۔ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ایسی وادی جس سے سونا چاندی پیدا ہوتی تھی اس کی حفاظت کے لئے اللہ نے اپنی کمزور تر مخلوق کو مامور فرمایا جو کہ چیونٹیاں ہیں اگر خراسانی اونٹ بھی اس وادی سے گذرنا چاہیں وہ بھی وہاں سے گزر نہ پائیں گے۔

جب حضرت سلیمان کا لشکر اس وادی کے اوپر سے گزر رہا تھا کہ چیونٹیوں کے ایک سردار نے آواز۔

حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿١٩﴾

ایک چیونٹی نے کہا، تم سب اپنے اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلمان اور اس کا لشکر تمہیں پامال کر دیں اور ان کو اس کا شعور بھی نہ ہو۔ حضرت سلیمان اس کی اس بات کر سن کر مسکرائے۔ اور کہا اے خدا یا مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر یہ ادا کروں تو نے مجھے اور میرے والد کو عطا کی ہے اور ایسا نیک عمل کروں کہ تو راضی ہو جائے اور اپنی رحمت کے ساتھ مجھے اپنے نیک بندوں

میں شامل کر لے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام جب اپنے تخت پر تشریف فرما ہوتے وہ تمام پرندے جن کو خدا نے آپ کے لئے مسخر کیا ہوا تھا وہ آپ کے تخت اور قالین پر سایہ کیا کرتے تھے تا کہ وہ دھوپ سے محفوظ رہیں۔

ایک دن حضرت سلیمان پر دھوپ پڑی تو آپ نے دیکھا کہ ہدہد پرندہ غائب ہے۔ اور اس کی جگہ سے آپ پر دھوپ پڑی جیسا کہ خدا فرما رہا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا۔ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ ۔

کیا وجہ ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا ہے وہ غائب ہے میں اسے سخت ترین سزا دونگا یا پھر اس ذبح کر دوں گا یا یہ کہ وہ میرے پاس کوئی واضح دلیل لے کر آئے گا۔ یعنی کوئی قوی و مضبوط دلیل اپنے غائب ہونے کی وہ پیش کرے گی تو ورنہ اس کو عذاب دیا جائے گا۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری کہ ہدہد واپس آ گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو کہاں گئی تھی؟ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾ پس اس نے کہا مجھ ایک ایسی بات معلوم ہوئی ہے جو آپ کو معلوم نہیں ہے میں ملکہ سبا سے ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔

سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾ سے مراد صحیح خبر کہ جس میں کوئی شک و شبہ نہ ہو۔

إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۔ میں نے ایک ایسی عورت کو دیکھا ہے جو سب پر حکومت کر رہی ہے اور اسے دنیا کی ہر چیز حاصل ہے۔ علامہ فرماتے میں کل شئی ایک عام لفظ ہے یعنی اس کو ہر چیز ملی ہوئی ہے۔ حالانکہ اسے کافی اشیا حاصل نہیں تھیں ان میں سے ایک ہے کہ اس کو شوہر نہیں وہ کنواری تھی۔ اس کے بعد اس ہدہد نے عرض کی۔

وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ۔

میں نے دیکھا ہے کہ وہ عورت اور اس کی قوم خدائے ذوالجلال کو چھوڑ کر سورج کی عبادت کرتی ہے اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے سامنے حسین بنایا ہوا ہے اور انہیں حق سے روکا ہوا ہے کہ اب وہ اس کی ہدایت حاصل نہیں کرتے۔ اس کے بعد پھر ہدہد نے عرض کیا کہ میں دیکھا ہے کہ:

أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

کیوں نا اس خدا کا سجدہ کریں جو آسمان و زمین کا پوشیدہ راز کو جانتا ہے۔ اور جو کچھ لوگ پوشیدہ رکھتے ہیں ظاہر کرتے ہیں اس سب کو جانتا ہے یعنی وہ آسمان سے بارش کا برسنا اور زمین سے پودوں کا نکلنا اس سب کو جانتا ہے۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

اے ہدہد سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾

جناب سلیمان نے ہدہد سے فرمایا یہ دیکھنا چاہتا ہوں کیا تو نے سچ کہا ہے یا تیرا شمار جھوٹوں میں ہے۔ میرا یہ خط لے جا۔

اوران لوگوں کے سامنے ڈال دے اور پھران کے پاس سے ہٹ جااور پھر دیکھ کہ وہ خط کا کیا جواب دیتے ہیں۔

ہدہد نے جناب سلیمان کا خط اپنے منہ میں لیااور پرواز کرتا ہوا ملکہ سبا کے محل پر آیا۔ وہ محل بہت عظیم الشان تھا اور اس کا اندر عظیم الشان تخت تھا اور وہ اس پر بیٹھی ہوتی تھی تو ہدہد اس کے محل کے روشن دان کے ذریعے اندر آیا اور اس نے ملکہ کی گود میں آپ کا خط رکھ دیا۔ اور پھر وہاں سے اڑ کر دوبارہ روشن دان پر آ کر بیٹھ گیا۔

ملکہ سبا نے جب اس خط کو دیکھا اور اپنے سب لشکروں کو جمع کیا اور ان سے کہا جیسا کہ خود خدا نے اس کا قول کی حکایت کی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ ۔ اس عورت نے کہا اے میری سلطنت کے رؤساء میری طرف ایک بڑا محترم خط آیا ہے۔

یعنی: ایک ایسا خط آیا ہے کہ جس پر قابل احترام مہر لگی ہوئی ہے۔ اور اس میں یوں تحریر کیا گیا ہے۔ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ یہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے دیکھ میرے مقابل شرکشی نہ کرو اور اطاعت گزار بن کر چلی آؤ۔

یعنی: میرے مقابلہ میں تکبر نہ کرنا بلکہ میری اطاعت گزار بن میرے پاس آجاؤ۔ تو جب ملکہ سبا نے آپ کا خط دیکھا اور اس کو پڑھا اور اپنے وزیروں و مشیروں سے مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے جیسا کہ خود قرآن حکایت کرتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾

ملکہ نے کہا اے وزیروں میرے مسئلہ میں رائے دو کہ میں تمہاری رائے کے بغیر کوئی حتمی فیصلہ نہیں کر سکتی۔

جیسا کہ قرآن نے بھی حکایت کیا ہے ان وزیروں و مشیروں نے ملکہ کو مشورہ دیا کہ ہم ایک طاقت ور ملک ہیں۔

قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ ۔ ان لوگوں نے جواب میں کہا کہ ہم طاقت ور اور ماہر جنگ و جدال ہیں۔ اختیار فیصلہ بہر حال آپ کے پاس ہے آپ جو بھی فیصلہ کریں بتائیں کیا حکم ہے۔ تو ملکہ سبا نے کہا دیکھوں بادشاہ جب کسی علاقے میں داخل ہوتے ہیں تو وہ بستی کو ویران کر دیتے ہیں اور عزت داروں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ اور یہ ان کا طریقہ ہوتا ہے۔

اس کے بعد ملکہ نے کہا کہ دیکھو اگر وہ خدا کا نبی ہے جیسا کہ اس نے دعویٰ کیا ہے تو پھر ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ اللہ کبھی بھی نہیں چاہے گا کہ کوئی اس کے نبی پر غلبہ حاصل کرے لہٰذا وہ اپنے نبی کی مدد کرے گا جس سے نبی خدا غالب آجائیں گے اور ہم مغلوب ہوں گے۔ ہم ان کی طرف چند ہدایا روانہ کرتے ہیں اور ان کا امتحان ہو جائے گا اگر وہ دنیا کی

طرف مائل و راغب ہوا تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ ایک بادشاہ ہے اور وہ ہم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ اور وہ نبی خدا ہوا تو وہ دنیا میں مائل و راغب نہیں ہوگا۔ پھر اس کی ہم اطاعت کریں گے۔ ملکہ سبا نے بہت قیمتی ہدایا روانہ کیے اور ساتھ ایک قیمتی پتھر بھی روانہ کیا اپنے نمائندہ سے کہا کہ یہ پتھر سلیمان کے سامنے پیش کرنا اور ان سے کہا کہ اس میں سوراخ کرے لیکن نہ لوہے سے اور نہ آگ سے مدد لے۔

پس جب بلکہ سبا کا نمائندہ حضرت سلیمان کے پاس آیا اور اس نے وہ قیمتی پتھر دیا اور کہا کہ اس میں سوراخ کریں لیکن لوہے اور آگ کی مدد نہ لی جائے۔ جناب سلیمان نے اپنے لشکروں میں سے ایک دیمک کو حکم دیا۔ اس نے دھاگا اپنے منہ لیا پھر اس پتھر میں سوراخ کر دیا اور دھاگے کو ایک طرف سے دوسری طرف نکال دیا۔ تو جناب سلیمان نے اس نمائندہ سے فرمایا۔

فَمَآ اٰتٰىنِ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا جناب سلیمان نے ان سے کہا کہ جو خدا نے مجھے دیا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے جو تم لے کر آئے ہو۔ تم اپنے ہدیہ پر خوش رہو۔ واپس جاؤ اب میں ایک ایسا لشکر لے کر آؤں گا جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکو گے اور پھر تم سب کو ذلت و رسوائی کے ساتھ ملک سے باہر نکال دوں گا۔

ملکہ سبا کا نمائندہ سلیمان علیہ السلام سے ہو کر واپس ملکہ سبا کے پاس گیا اور اس نے حضرت سلیمان کی طاقت قوت کے بارے میں خبر دی تو اس کو معلوم ہو گیا کہ ہم اس کے مقابلہ کی طاقت و قدرت نہیں رکھتے تو ملکہ سبا حضرت سلیمان کی طرف روانہ ہوئیں۔ تو جب حضرت سلیمان کو اس نے آنے کی اطلاع ہوتی تو آپ نے اپنے لشکر کے جنوں اور شیاطین سے کہا۔ اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ ۔ تم میں سے کون ہے کہ جو اس کے تخت کو میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے پاس فرمابردار بن کر حاضر ہو۔

تو جنوں میں سے بہت بڑی طاقت ور جن عفریت نے کہا اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ ۔ میں اتنی جلدی لے آؤں گا کہ آپ اپنے مقام سے بھی نہ اٹھیں گے میں بڑا قوت اور ذمہ دار ہوں۔ جناب سلیمان نے کہا کہ میں اس سے بھی جلدی چاہتا ہوں کہ تخت حاضر کیا جائے۔ تو پھر حضرت آصف بن برخیا نے کہا: اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۔ وہ کہ جن کے پاس کتاب میں سے کچھ حصے کا علم تھا اس نے کہا کہ میں اس تخت کو اتنی جلدی لے آؤں گا کہ آپ پلک نہ جھپکنے پائیں گے۔

پس حضرت آصف نے خدا کو اس کے اسم اعظم سے پکارا تو تخت بلقیس حضرت سلیمان کی کرسی کے نیچے سے باہر نکال لیا۔ اور جناب سلیمان نے فرمایا کہ۔ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا اس کے عرش کو تبدیل کرو۔

یعنی: آپ نے حکم دیا کہ اس تخت بلقیس کی حالت کو تبدیل کر دو۔ تا کہ معلوم ہو جائے کہ آیا وہ اپنے تخت کو پہچان

سکتی ہے یا نہیں جیسا کہ خود قرآن فرماتا ہے۔

نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ؕ تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ سمجھ پاتی ہے یا ناسمجھ لوگوں میں سے ہے جب وہ آئی تو جناب سلیمان نے ان سے کہا کہ تمہارا تخت ایسا ہی ہے۔

اس نے کہا بالکل ایسا ہی ہے بلکہ شاید وہی ہے۔

جناب سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ بلقیس کے لئے ایک شیشے کا ایک محل بنایا جائے اور اس کو پانی سے پر کیا جائے ایسا ہی کیا گیا جب اس کو پانی پر رکھا گیا تو۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ اس میں پانی چل رہا ہے تو آپ نے ملکہ بلقیس سے کہا۔ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ جب اس سے کہا گیا کہ آپ اس محل میں داخل ہو جائیں۔ تو اس نے یہ گمان کیا کہ اس میں پانی ہے تو اس نے اپنے قدموں سے لباس کو اٹھایا تو اس کی پنڈلیاں ظاہر ہو گئیں ان کو دیکھا گیا کہ اس کی پنڈلیوں پر بہت زیادہ گھنے بال ہیں۔ تو پھر اس سے کہا گیا۔

اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ ۔ تو جناب سلیمان نے کہا یہ ایک محل ہے جو شیشہ سے بنایا گیا ہے تو بلقیس نے کہا میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اب میں سلمان کے ساتھ اس کے رب جو عالمین کا پالنے والا ہے اس پر بھی ایمان لائی ہوں۔

ملکہ بلقیس نے اسلام کو قبول کیا تو جناب سلیمان نے بلقیس سے شادی کر لی۔ اور ملکہ بلقیس کے والد کا نام اشرح الحمریہ تھا۔ چونکہ جناب بلقیس کے جسم پر غیر ضروری بال بہت زیادہ تھے اسی لئے جناب سلیمان نے شیاطین سے کہا کہ کوئی چیز تیار کرو کہ جس سے یہ غیر ضروری بال ختم ہو جائیں تو انہوں نے نورہ بال صفا پوڈر تیار کیا جو انہوں نے استعمال کیا اور ان کے جسم کے غیر ضروری بال سارے ختم ہو گئے۔ پس نورہ وہ چیز ہے جو شیاطین نے ملکہ بلقیس کے لئے تیار کیا تھا۔ ایسے ہی پن چکی بھی شیاطین نے ہی تیار کی تھی۔ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جناب سلیمان علیہ السلام کو علم کے علاوہ تمام پرندوں و جانوروں اور انسان کی زبانوں اور لغات کی تعلیم عطا کی۔ لہٰذا آپ جنگ کرتے تو فارسی بولتے تھے اور جب آپ مملکت وزیروں اور لشکر والوں سے بات کرتے تھے رومی زبان بولتے اور جب اپنے گھر میں اپنی زوجات سے باتیں کرتے تو سریانی قبطی زبان بولتے تھے اور جب محراب مسجد میں مناجات کرتے تو عربی میں دعا کرتے اور وفود۔ مہمانوں سے آپ عبرانی زبان میں گفتگو فرماتے تھے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ فرمایا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ ۔ یعنی وہ اول سے آخر تک تمام لشکر منظم و ترتیب ہوتا تھا لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا میں اس کو ضرور سخت عذاب دونگا۔

یعنی اس کے پر کاٹ دونگا۔ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ یعنی آپ نے فرمایا میرے مقابل میں تکبر و سرکشی نہ کرنے۔ لَّا قِبَلَ

لَهُمْ بِهَا: یعنی تم اس لشکر کے مقابلہ کرنے کی طاقت و قدرت نہیں رکھو گے۔ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ ، خدا میرا امتحان لینا چاہتا ہے کہ کیا میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ یعنی یہ جو خدا نے مجھے حکومت و سلطنت عطاء کی ہے یہ اس لئے ہے تا کہ وہ میرا امتحان لے کیا میں اس کا شکر ادا کرتا ہو۔ اَمْ اَكْفُرُ ؕ یا میں کفر کرتا ہوں۔

یعنی: جب میں اسی کو دیکھتا ہوں جو مجھ سے کم ہے اور علم میں مجھ سے زیادہ ہے پس اللہ یہ چاہتا ہے کہ اس پر بھی میرا شکر ادا کیا جائے گا۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ

آپ نے فرمایا وہ اللہ کے مصطفیٰ بندے ہیں ان سے مراد آل محمد علیہم السلام ہیں سب فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْٓا ؕ ۔ یہ ان کے گھر ہیں جو ان کے ظلم کی وجہ سے خالی پڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا آل فلاں آل فلاں اور علی کی بیعت کو توڑنے والوں کے گھر میں جو ان کے ظلم کی وجہ سے اب خالی پڑے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں علی علیہ السلام کی خلافت میں مخالفت کی۔

آیت نمبر ۶۰ تا ۹۳

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ

تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ
يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا
بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ
ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِىْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا
عَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَ اِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا
لَمُخْرَجُوْنَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ
اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا
يَمْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ
عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِى
السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٥﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى
بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٧٦﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

الْعَلِيْمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿٧٩﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ
الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٨٠﴾ وَمَآ اَنْتَ
بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ
مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ
الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٨٢﴾ وَيَوْمَ
نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿٨٣﴾ حَتّٰٓى
اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿٨٥﴾ اَلَمْ
يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِى
السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿٨٧﴾
وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِىَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ
الَّذِىْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَىْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٨٨﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ
فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿٨٩﴾ وَمَنْ جَآءَ
بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِىْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ

كُلُّ شَيْءٍ ۚ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩١﴾ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ
فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ
الْمُنْذِرِيْنَ ﴿٩٢﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ
بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾

ترجمہ

بھلا وہ کون ہے جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا ہے پھر ہم نے اس سے خوشنما باغ اگائے ہیں کہ تم ان کے درختوں کو نہیں اگا سکتے تھے کیا خدا کے ساتھ کوئی اور خدا ہے۔۔۔نہیں بلکہ یہ لوگ خود اپنی طرف سے دوسروں کو خدا کے برابر بنا رہے ہیں (۶۰) بھلا وہ کون ہے جس نے زمین کو قرار کی جگہ بنایا اور پھر اس کے درمیان نہریں جاری کیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان حد فاصل قرار دی کیا خدا کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہے ہرگز نہیں اصل یہ ہے کہ ان کی اکثریت جاہل ہے (۶۱) بھلا وہ کون ہے جو مضطر کی فریاد کو سنتا ہے جب وہ اس کو آواز دیتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کر دیتا ہے اور تم لوگوں کو زمین کا وارث بناتا ہے کیا خدا کے ساتھ کوئی اور خدا ہے۔نہیں۔ بلکہ یہ لوگ بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہیں (۶۲) بھلا وہ کون ہے جو خشکی اور تری کی تاریکیوں میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے اور بارش سے پہلے بشارت کے طور پر ہوائیں چلاتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے۔ یقیناً وہ خدا تمام مخلوقات سے کہیں زیادہ بلند و بالا ہے جنہیں یہ لوگ اس کا شریک بنا رہے ہیں (۶۳) یا کون ہے جو خلق کی ابتدا کرتا ہے اور پھر دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا اور کون ہے جو آسمان اور زمین سے رزق عطا کرتا ہے کیا خدا کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اپنی دلیل لے آؤ (۶۴) کہہ دیجئے کہ آسمان وزمین میں غیب کا جاننے والا اللہ کے علاوہ کوئی نہیں ہے اور یہ لوگ نہیں جانتے ہیں کہ انہیں کب دوبارہ اٹھایا جائے گا

(۶۵) بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم ناقص رہ گیا ہے بلکہ یہ اس کی طرف سے شک میں مبتلا ہیں بلکہ یہ بالکل اندھے ہیں (۶۶) اور کفار یہ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا سب مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ نکالے جائیں گے (۶۷) ایسا وعدہ ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے بہت پہلے سے کیا جا رہا ہے اور یہ سب اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں اور بس (۶۸) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ روئے زمین میں سیر کرو اور پھر دیکھو کہ مجرمین کا انجام کیسا ہوا ہے (۶۹) اور آپ ان کے حال پر رنجیدہ نہ ہوں اور یہ جو چالیں چل رہے ہیں ان کی طرف سے بھی دل تنگ نہ ہوں (۷۰) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ آخر کب پورا ہونے والا ہے (۷۱) تو کہہ دیجئے کہ بہت ممکن ہے کہ جس عذاب کی تم جلدی کر رہے ہو اس کا کوئی حصّہ تمہارے پیچھے ہی لگا ہوا ہو (۷۲) اور آپ کا پروردگار بندوں کے حق میں بہت زیادہ مہربان ہے لیکن ان کی اکثریت شکریہ نہیں ادا کرتی ہے (۷۳) اور آپ کا پروردگار وہ سب جانتا ہے جسے ان کے دل چھپائے ہوئے ہیں یا جس کا یہ اعلان کر رہے ہیں (۷۴) اور آسمان وزمین میں کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں ہے جس کا ذکر کتاب مبین میں نہ ہو (۷۵) بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے ان بہت سی باتوں کی حکایت کرتا ہے جن کے بارے میں وہ آپس میں اختلاف کر رہے ہیں (۷۶) اور یہ قرآن صاحبانِ ایمان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے (۷۷) آپ کا پروردگار ان کے درمیان اپنے حکم سے فیصلہ کرتا ہے اور وہ سب پر غالب بھی ہے اور سب سے باخبر بھی ہے (۷۸) لہٰذا آپ اسی پر اعتماد کریں کہ آپ واضح حق کے راستہ پر ہیں (۷۹) آپ مُردوں کو اور بہروں کو اپنی آواز نہیں سنا سکتے اگر وہ منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں (۸۰) اور آپ اندھوں کو بھی ان کی گمراہی سے راہِ راست پر نہیں لا سکتے ہیں آپ اپنی آواز صرف ان لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارے اطاعت گزار ہیں (۸۱) اور جب ان پر وعدہ پورا ہوگا تو ہم زمین سے ایک چلنے والا نکال کر کھڑا کر دیں گے جو ان سے یہ بات کرے کہ کون لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں رکھتے تھے (۸۲) اور اس دن ہم ہر امت میں سے وہ فوج اکٹھا کریں گے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کیا کرتے تھے اور پھر الگ الگ تقسیم کر دیئے جائیں گے (۸۳) یہاں تک کہ جب سب

آجائیں گے تو ارشاد احدیت ہوگا کہ کیا تم لوگوں نے میری آیتوں کی تکذیب کی تھی حالانکہ تمہیں ان کا مکمل علم نہیں تھا یا تم کیا کر رہے تھے (۸۴) اور ان کے ظلم کی بنا پر ان پر بات ثابت ہو جائے گی اور وہ بولنے کے قابل بھی نہ ہوں گے (۸۵) کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات کو پیدا کیا تا کہ یہ سکون حاصل کر سکیں اور دن کو روشنی کا ذریعہ بنایا اس میں صاحبانِ ایمان کے لئے ہماری بڑی نشانیاں ہیں (۸۶) اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان میں جو بھی ہے سب لرز جائیں گے علاوہ ان کے جن کو خدا چاہے اور سب اس کی بارگاہ میں سر جھکائے حاضر ہوں گے (۸۷) اور تم دیکھو گے تو سمجھو گے کہ جیسے پہاڑ اپنی جگہ پر جامد ہیں حالانکہ یہ بادلوں کی طرح چل رہے ہوں گے۔ یہ اس خدا کی صنعت ہے جس نے ہر چیز کو محکم بنایا ہے اور وہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے (۸۸) جو کوئی نیکی کرے گا اسے اس سے بہتر اجر ملے گا اور وہ لوگ روزِ قیامت کے خوف سے محفوظ بھی رہیں گے (۸۹) اور جو لوگ برائی کریں گے انہیں منہ کے بل جہنم میں ڈھکیل دیا جائے گا کہ کیا تمہیں تمہارے اعمال کے علاوہ بھی کوئی معاوضہ دیا جا سکتا ہے (۹۰) مجھے تو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے مالک کی عبادت کروں جس نے اسے محترم بنایا ہے اور ہر شے اسی کی ملکیت ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اطاعت گزاروں میں شامل ہو جاؤں (۹۱) اور یہ کہ میں قرآن کو پڑھ کر سناؤں اب اس کے بعد جو ہدایت حاصل کرلے گا وہ اپنے فائدہ کے لئے کرے گا اور جو بہک جائے گا اس سے کہہ دیجئے کہ میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے ہوں (۹۲) اور یہ کہئے کہ ساری حمد صرف اللہ کے لئے ہے اور وہ عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھلائے گا اور تم پہچان لو گے اور تمہارا پروردگار تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے (۹۳)

تفسیر

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ بھلا وہ کون ہے جس نے آسمان و زمین کو خلق کیا اور تمہارے لیے آسمان سے پانی کو نازل کیا پھر ہم اس سے خوش نما باغات اگائے ہیں۔

ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ : یعنی خوبصورت، خوشنما و حسین مناظر والے باغات اگائے ہیں۔ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ۔ اور تم ان درختوں کو نہیں اگا سکتے تھے۔ اس کے بعد خدا استفہام کر رہا ہے۔ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہو سکتا ہے؟ یعنی کوئی اللہ کے علاوہ ایسا ہے جس نے ایسے ایسے کام کیے ہوتا کہ اس کو معبود بنایا جا سکے تو جب کوئی نہیں ہے تو پھر اللہ کے علاوہ غیر کی عبادت کیوں؟

بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ : بلکہ یہ قوم وہ ہے جو حق سے منہ موڑ چکی ہے۔ اور باطل کی اتباع کرتی ہے۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۗ۔ بھلا وہ کون ہے جو مضطر و پریشان حال کی فریاد کو سنتا ہے جب وہ اسی کو آواز دیتا ہے تو وہ اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے اور تم لوگوں کو زمین کا وارث خلیفہ قرار دیتا ہے۔

حدیث: حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہمارے قائم آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی خدا کی قسم وہی مضطر ہے جب وہ دو رکعت نماز مقام ابراہیمؑ پر پڑھے گا اور اللہ سے اضطراب میں دعا کرے گا تو اللہ اس سے ہر قسم کی مصیبت دور کر دے گا۔ اور اس کو زمین پر اپنا خلیفہ قرار دے گا۔ یہی مطلب ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کی تاویل اس کی تنزیل کے بعد ظاہر ہوگی۔

اس کے بعد خدا دھریوں کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَ اِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

ترجمہ: کفار کہتے ہیں کہ جب ہم اور ہمارے آباؤ اجداد مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ نکالا جائے گا ایسا وعدہ ہم سے اور ہمارے آباؤ اجداد سے بہت پہلے کیا جا رہا ہے اور یہ سب اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں اور بس۔

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ کفار نے جب رسول خدا سے قرآن کی تلاوت کو سنا تو ان ظالم لوگوں نے رسول خدا سے کہا کہ یہ قرآن گذشتہ امتوں کے جھوٹے قصے اور کہانیاں ہیں اور کچھ نہیں ہے تو اس کے سننے سے حضرت رسول خدا کو بہت دکھ ہوا اور خدا نے آپ کا حزن و ملال کو دور کرنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ : اور آپ ان پر حزن و ملال نہ کریں۔ اور یہ جو چالیں چلتے ہیں اس پر آپ دل تنگ نہ ہوں۔

اس کے بعد خدا پھر کفار کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ

یہ کفار کہتے ہیں اے محمدؐ اگر آپ سچے ہیں پھر یہ آخرت کا وعدہ کب پورا ہوگا۔ اے محمدؐ آپ ان سے فرمادیں بہت ممکن ہے کہ جس عذاب کی تم جلدی کر رہے ہو اس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے ہو۔

یعنی وہ آخرت کا عذاب تمہارے پیچھے بہت ہی قریب ہو۔ اس کے بعد پھر خدا نے اپنے رسول کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾

ترجمہ: اے ہمارے رسول آپ ان مردوں اور بہروں کو اپنی آواز نہیں سنا سکتے خصوصاً جب وہ منہ موڑ کر بھاگ جائیں۔

یعنی جو رسول خدا کی پکار کو نہیں سنتے اور منہ موڑ کر بھاگ جاتے ہیں وہ مردہ اور بہرے ہیں جیسے مردہ اور بہرہ شخص نہیں سنتا ایسے ہی یہ لوگ بھی رسول کی آواز کو نہیں سنتے۔

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ

اور جب ان پر وعدہ پورا ہو گیا تو ہم زمین سے ایک چلنے والا نکال کر کھڑا کر دیں گے جو ان سے بات کرے گا کہ کون ہیں جو ہماری آیات پر یقین نہیں رکھتے تھے؟

دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ : علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ۔ ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت علی علیہ السلام ریت کا سرہانہ بنا کر سوئے ہوئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاؤں کے ساتھ علی علیہ السلام کو ہلایا اور فرمایا اے دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ اٹھو! وہاں موجود ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم بھی ایک دوسرے کو اس نام سے پکار سکتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ یہ نام فقط علی علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے۔ یہ وہی دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ ہے جس کا ذکر اللہ نے قرآن کی اس آیت میں کیا ہے۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ ۔ (ہم ان کے لئے زمین سے ایک دابۃ چلنے والا نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا اور کہے گا کہ کون ہیں وہ جو ہماری آیات پر ایمان یقین نہیں رکھتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا اے علی جب آخری زمانہ آئے گا تو خدا آپ کو حسین تر شکل میں نکالے گا۔ اور آپ کے پاس ایک مہر ہوگی جس سے آپ اپنے دشمنوں پر مہریں لگائیں گے۔

ایک شخص نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔

اے فرزند رسول آپ لوگ کو کہتے ہیں کہ تُكَلِّمُهُمْ سے مراد ہے وہ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ لوگوں کو زخم لگائے گا۔

آپ نے فرمایا اللہ جہنم میں لوگوں کو زخم لگائے گا یہ لوگوں سے باتیں کرے گا۔

یہ آیت رجعت پر واضح دلیل ہے اور اس کے بعد والی آیت بھی رجعت پر واضح روشن دلیل ہے جس میں خدا ارشاد فرماتا ہے۔ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ . اور اس دن ہم پر امت میں سے ایک فوج گروہ کو اٹھائیں گے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کیا کرتے تھے پھر ان کو الگ الگ تقسیم کر دیں یہاں تک کہ جب سارے آجائیں گے۔ تو ارشاد ہوگا کہ کیا تم لوگ ہی تھے جو میری آیات کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ حالانکہ تم کو مکمل علم نہیں تھا کہ تم کیا کر رہے ہو۔

حضرت امام فرماتے ہیں ان آیات سے امیر المومنین علیؑ ان کی اولاد سے دوسرے آئمہ علیہم السلام مراد ہیں۔ ایک شخص نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا اے فرزند رسول لوگ تو کہتے ہیں کہ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا ۔ کا تعلق رجعت سے نہیں بلکہ قیامت کے دن کے ساتھ ہے کہ اس دن سے مراد قیامت کا دن مراد ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا قیامت کے دن اللہ ہر امت کے بعض لوگوں کو محشور کرے گا اور باقیوں کو چھوڑ دے گا ایسے نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق رجعت کے دن کے ساتھ ہے قیامت کے لئے تو خدا فرماتا ہے کہ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ (سورہ کہف) کہ ہم قیامت کے دن سب کو محشور کریں گے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑ جائے گا۔

حدیث۔ علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے فضل سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا:

مومنین میں سے کوئی مومن ایسا نہیں کہ جس کو قتل کیا گیا ہو مگر اس کو رجعت کے دن اٹھایا جائے گا اور وہ اپنی بقیہ زندگی پوری کر کے مرے گا۔ اور اس دن جو مخلص ہیں ان کو اٹھایا جائے اور بعض کافر ہیں ان کو اٹھایا جائے گا تا کہ ان کفار سے بدلہ لیا جائے گا۔

حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص نے حضرت عمار بن یاسر کی خدمت میں عرض کیا اے ابوالیقظان۔ قرآن کی ایک آیت نے میرے دل کو پریشان کر دیا ہے۔ اور مجھے شک میں ڈالا ہوا ہے کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپ نے فرمایا: وہ کون سی آیت ہے۔ تو اس نے عرض کیا: وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ ۔ اس دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ سے مراد کیا ہے؟

جناب عمار نے فرمایا خدا کی قسم اے بندہ خدا جب تک میں آپ کو دابۃ الارض دکھا نہ دوں اس وقت تک میں نہ کھانا کھاؤں گا نہ پانی پیوں گا۔ اور نہ زمین پر بیٹھوں گا۔ پس جناب عمار اس شخص کو لے کر جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں لے کر آئے آپ اس وقت کھجوروں پر مکھن لگا کر کھا رہے تھے تو آپ نے فرمایا اے عمار بیٹھو اور کھجوریں کھاؤ۔

آپ بیٹھ گئے اور آپ کے ساتھ مل کر کھجوریں کھانے لگے تو اس شخص کو بہت تعجب ہوا اور اس نے جناب عمار سے کہہ دیا

سبحان اللہ تم نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ مجھے دابۃ الارض دکھاؤ گے۔ اس کے بعد تم کھانا کھاؤ گے اور زمین پر بیٹھو گے۔ اور تم نے مجھے دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ دکھایا نہیں اور کھانا شروع کر دیا ہے۔ تو جناب عمار نے فرمایا: اگر آپ کے پاس عقل ہوتی تو میں آپ کو دابۃ الارض دکھا چکا ہوں۔ یعنی یہ علی علیہ السلام ہی مراد ہیں)

وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ﴿۸۷﴾ ۔ اور اس کی بارگاہ میں سب سر جھکائے ہوئے حاضر ہوں گے آخرین سے مراد ہے کہ تمام اس کی بارگاہ میں خشوع وخضوع سے حاضر ہوں گے۔ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۔ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۔ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ﴿۸۸﴾ ۔ اور پہاڑوں کو دیکھتے ہو کہ جن کو تم گمان کرتے ہو کہ وہ اپنی جگہ جامد ہیں۔ حالانکہ یہ بادلوں کی طرح چل رہے ہوں گے یہ اس خدا کی صنعت ہے جس نے ہر چیز کو محکم بنایا ہے اور وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

یعنی خدا کا ہر کام محکم وتقن ہے اور ہر چیز سے زیادہ محکم ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۔ جو ایک نیکی بجالائے گا اس کا اجر اس سے زیادہ بہتر ہوگا۔ مراد ہے کہ اس کا اجر اس کو دس گنا دیا جائے گا۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۔ اور جو برائی انجام دے گا۔ اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

فرماتے ہیں کہ حَسَنَةٍ سے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت مراد ہے سیۃ سے امیر المومنین علیہ السلام کی عداوت ودشمنی مراد ہے۔

حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۔ جو ایک نیکی انجام دے گا اس کے لئے دس گناہ اجر وثواب ہوگا۔

یہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔ حسنۃ سے مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت ہے پس جو ولایت آل محمد رکھنے والا نیکی کرے گا اس کے لئے دس گناہ اجر وثواب ہے۔ لیکن جس شخص کے لئے ولایت کا عقیدہ ہی نہیں ہے وہ دنیا میں جو بھی نیک اعمال انجام دے گا وہ اس سے اٹھا لیا جائے گا اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۔

مجھے تو بس یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس حرمت والے شہر کے رب کی عبادت کروں۔ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا ۔ سے مکہ کا شہر مراد ہے۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴿۹۱﴾ ۔ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۔

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کے مسلمان بندوں میں سے ہو جاؤں۔

یہاں تک کہ خدا نے فرمایا۔ عنقریب تم ہماری آیات کو دیکھ لو گے اور پھر ان کو پہچان بھی لو گے۔

فرماتے ہیں کہ ان آیات سے مراد امیر المومنین ودوسرے آئمہ ھدی علیہم السلام مراد ہیں۔

لہٰذا جب یہ واپس پلٹائے جائیں گے تو ان کے دشمن جیسے ہی ان کو دیکھیں گے اسی وقت وہ ان کو پہچان لیں گے۔ اور ان آیات سے مراد آئمہ ھدیٰ ہیں اس پر دلیل خود امیر المومنین علی علیہ السلام کا فرمان ہے جس میں آپ نے فرمایا خدا کی قسم مجھ سے بڑی خدا کی کوئی آیت نہیں ہے۔ پس جب ان آیات کو رجعت کے ایام میں دنیا میں واپس پلٹایا جائے گا تو جب ان کے دشمن ان کو دنیا میں دیکھیں گے تو فوراً وہ ان کو پہچان لیں گے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۔ اور یقیناً ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو مبعوث کیا اور ان کو حکم دیا کہ تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس وقت وہ فریق تھے جو آپس میں لڑتے تھے۔

ایک گروہ سچا تھا اور دوسرا جھوٹا تھا۔ کافر کہتے تھے مومنین سے کہتے تھے کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ صالح اپنے رب کی طرف سے مبعوث ہوا ہے؟ تو مومنین کا گروہ کہتا تھا کہ ہم اس پر بھی اور اس ذات ایمان رکھتے ہیں جس نے اس کو مبعوث کیا ہے۔ تو جو کافر تھے۔ وہ کہتے تھے کہ اے صالح اگر آپ واقعاً سچے ہیں تو کوئی دلیل نشانی پیش کرو۔ تاکہ ہم بھی ان کے ساتھ ایمان لے آئیں تو جناب صالح ان کے پاس اپنی اونٹنی لے کر آئے لیکن وہ ان کافروں میں سے ارزق اور والد الزنا شخص تھا اس نے اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں۔

لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۔ آخر تم حسنہ کے آنے سے قبل برائی کی تمنا کیوں کرتے ہو۔

صالح کی قوم اونٹنی کے آنے سے قبل ہی عذاب کے آنے کا سوال کرنے لگے تو خدا نے اس سے کہا کہ قبل از وقت کیوں سوال کرتے ہو۔ اس سے ان کا امتحان مراد ہے۔ تو ان سے صالح نے کہا۔ اے میری قوم حسنہ سے قبل عذاب کا سوال کیوں کرتے ہو یعنی رحمت سے قبل عذاب کا سوال کیوں کرتے ہو پھر قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۔ اور ان لوگوں نے کہا یہ برائی آپ اور آپ کے ساتھ جو لوگ ہیں ان کی وجہ سے نازل ہوئی۔

جب ان کی قوم کو قحط سالی کی وجہ سے بھوک کا سامنا کرنا پڑا تو ان لوگوں نے جناب صالح سے کہا یہ آپ اور آپ کے ساتھیوں کی وجہ سے نحوست پائی جا رہی ہے۔ یہ جو قحط سالی آئی ہے آپ نے فرمایا یہ نحوست اللہ کے نزدیک تمہاری وجہ سے ہے یہ جو تم تک خیر آیا ہے یہ اب تمہاری کرتوں کی وجہ سے شر آیا ہے یہ بھی خدا کی طرف ہے۔ بلکہ تم کو امتحان میں مبتلا کیا گیا ہے۔

كَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ﴿۴۸﴾

شہر میں (9) گروہ تھے جو زمین پر فساد پھیلاتے تھے وہ اسلام قبول کرنے والے نہیں تھے۔ یعنی وہ زمین پر خدا کی نافرمانیاں کرتے تھے۔

قَالُوْا تَقَاسَمُوْا ۔ یعنی وہ خدا کی قسمیں اٹھاتے ہیں۔

یعنی: قوم کے افراد قسمیں اُٹھا کر کہنے لگے کہ ہم رات کے وقت صالح کو قتل کر دیں گے جناب صالح کے پاس ملائکہ تھے جو ان کی حفاظت کر رہے تھے۔ جب وہ کفار رات کو جناب صالح کو قتل کرنے لئے آئے تو وہ ملائکہ جناب صالح کے گھر میں موجود تھے انہوں نے ان پر پتھر برسائے۔

تو جب صبح ہوئی تو وہ لوگ اپنے اپنے گھر میں قتل ہوئے پڑتے تھے۔ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۔ یعنی دونوں دریاؤں کے درمیان ایک فضاء ہے۔ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۔

یعنی جس کے بارے وہ دنیا میں جاہل ہوں گے آخرت میں اس کے بارے میں جان لیں گے۔

وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ۝ یعنی تمام چھوٹے اور گھٹیا ہو کر اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۔ یعنی ہر چیز کی خلقت احسن ہوگی۔

سورہ نمل تمام شد

سُوْرَةُ الْقَصَصِ

یہ سورہ مبارکہ القصص مکی ہے اور اس کی ۸۸ آیات ہیں اور اس کے رکوع 9 ہیں۔

قرآن میں موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر ۲۸ ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر ۴۹ ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں یہ روایت درج ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جو شخص شب جمعہ طواسین ثلاثہ (سورہ شعرا۔ نمل۔ قصص) کی تلاوت کرے گا وہ اولیا خدا میں سے قرار پائے گا اور وہ خدا کے حفظ و امان میں رہے گا اور دنیا میں کبھی مفلس نہ ہوگا۔ اور آخرت میں اسے جنت کا انعام دیا جائے گا اور خدا اسے ہر طرح سے راضی کرے گا اور اسے اتنا کچھ عطاء کرے گا جو اس کی رضا سے بھی کہیں زیادہ ہوگا اور خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے اس کا نکاح کرے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ خدا اسے جنت عدن میں انبیاء مرسلین اور اوصاء راشدین کے درمیان جگہ عطا فرمائے گا۔

آیت نمبر ۱ تا ۲۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمّٓ ۝۱ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ
مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۳ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي
الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ
اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۴ وَنُرِيْدُ
اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً
وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ

وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝٦ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ
مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا
تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝٧
فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ اِنَّ فِرْعَوْنَ
وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝٨ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ
قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ۗ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ
وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٩ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۖ اِنْ
كَادَتْ لَتُبْدِىْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۚ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ
وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝١١ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝١٢
فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَىْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝١٣ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى
اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۗ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝١٤ وَدَخَلَ
الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ
يَقْتَتِلٰنِ ۚ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ

مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ
قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۗ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ۝١٥ قَالَ
رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ۗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ
الرَّحِيْمُ ۝١٦ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا
لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝١٧ فَاَصْبَحَ فِى الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِى
اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ۗ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِىٌّ
مُّبِيْنٌ ۝١٨ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِىْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ
يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِىْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ
اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِى الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ
الْمُصْلِحِيْنَ ۝١٩ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۙ قَالَ
يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ
النّٰصِحِيْنَ ۝٢٠ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۙ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ
الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝٢١ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ
يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝٢٢ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً
مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۙ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ
قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۗ قَالَتَا لَا نَسْقِىْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۖ وَاَبُوْنَا

شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿٢٣﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ
اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿٢٤﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِىْ عَلَى
اسْتِحْيَآءٍ ۖ قَالَتْ اِنَّ اَبِىْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ
لَنَا ۚ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ نَجَوْتَ
مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۖ اِنَّ
خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِىُّ الْاَمِيْنُ ﴿٢٦﴾ قَالَ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ
اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَىَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِىْ ثَمٰنِىَ حِجَجٍ ۖ فَاِنْ
اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۖ
سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِىْ
وَبَيْنَكَ ۖ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَىَّ ۖ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا
نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٢٨﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

طسم (۱) یہ کتابِ مبین کی آیتیں ہیں (۲) ہم آپ کو موسیٰؑ اور فرعون کی سچی خبر سنا رہے ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لانے والے ہیں (۳) فرعون نے روئے زمین پر بلندی اختیار کی اور اس نے اہلِ زمین کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا کہ ایک گروہ نے دوسرے کو بالکل کمزور بنا دیا وہ لڑکوں کو ذبح کر دیا کرتا تھا اور عورتوں کو زندہ رکھا کرتا تھا۔ وہ یقیناً مفسدین میں سے تھا (۴) اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن

لوگوں کو زمین میں کمزور بنا دیا گیا ہے ان پر احسان کریں اور انہیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دیدیں (۵) اور انہی کو روئے زمین کا اقتدار دیں اور فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو ان ہی کمزوروں کے ہاتھوں سے وہ منظر دکھلائیں جس سے یہ ڈر رہے ہیں (۶) اور ہم نے مادر موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ اپنے بچّہ کو دودھ پلاؤ اور اس کے بعد جب اس کی زندگی کا خوف پیدا ہو تو اسے دریا میں ڈال دو اور بالکل ڈرو نہیں اور پریشان نہ ہو کہ ہم اسے تمہاری طرف پلٹا دینے والے اور اسے مرسلین میں سے قرار دینے والے ہیں (۷) پھر فرعون والوں نے اسے اٹھا لیا کہ انجام کار ان کا دشمن اور ان کے لئے باعثِ رنج والم بنے۔ بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر والے سب غلطی پر تھے (۸) اور فرعون کی زوجہ نے کہا کہ یہ تو ہماری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے لہٰذا اسے قتل نہ کرو کہ شاید یہ ہمیں فائدہ پہنچائے اور ہم اسے اپنا فرزند بنالیں اور وہ لوگ کچھ نہیں سمجھ رہے تھے (۹) اور موسیٰؑ کی ماں کا دل بالکل خالی ہو گیا کہ قریب تھا کہ وہ اس راز کو فاش کر دیتیں اگر ہم ان کے دل کو مطمئن نہ بنا دیتے تا کہ وہ ایمان لانے والوں میں شامل ہو جائیں (۱۰) اور انہوں نے اپنی بہن سے کہا کہ تم بھی ان کا پیچھا کرو تو انہوں نے دور سے موسیٰؑ کو دیکھا جب کہ ان لوگوں کو اس کا احساس بھی نہیں تھا (۱۱) اور ہم نے موسیٰؑ پر دودھ پلانے والیوں کا دودھ پہلے ہی سے حرام کر دیا تو موسیٰؑ کی بہن نے کہا کہ کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کا پتہ بتاؤں جو اس کی کفالت کر سکیں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں (۱۲) پھر ہم نے موسیٰؑ کو ان کی ماں کی طرف پلٹا دیا تا کہ ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو جائے اور وہ پریشان نہ رہیں اور انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ بہر حال سچا ہے اگر چہ لوگوں کی اکثریت اسے نہیں جانتی ہے (۱۳) اور جب موسیٰؑ جوانی کی توانائیوں کو پہنچے اور تندرست ہو گئے تو ہم نے انہیں علم اور حکمت عطا کر دی اور ہم اسی طرح نیک عمل والوں کو جزا دیا کرتے ہیں (۱۴) اور موسیٰؑ شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب لوگ غفلت کی نیند میں تھے تو انہوں نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا ایک ان کے شیعوں میں سے تھا اور ایک دشمنوں میں سے تو جو ان کے شیعوں میں سے تھا اس نے دشمن کے ظلم کی فریاد کی تو موسیٰؑ نے اسے ایک گھونسہ مار کر اس کی زندگی کا فیصلہ کر دیا اور کہا کہ یہ یقیناً شیطان کے عمل سے تھا اور یقیناً شیطان دشمن

اور کھلا ہوا گمراہ کرنے والا ہے (۱۵) موسیٰؑ نے کہا کہ پروردگار میں نے اپنے نفس کے لئے مصیبت مول لے لی لہٰذا مجھے معاف کردے تو پروردگار نے معاف کردیا کہ وہ بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (۱۶) موسیٰؑ نے کہا کہ پروردگار تو نے میری مدد کی ہے لہٰذا میں کبھی مجرموں کا ساتھی نہیں بنوں گا (۱۷) پھر صبح کے وقت موسیٰؑ شہر میں داخل ہوئے تو خوفزدہ اور حالات کی نگرانی کرتے ہوئے کہ اچانک دیکھا کہ جس نے کل مدد کے لئے پکارا تھا وہ پھر فریاد کررہا ہے موسیٰؑ نے کہا کہ یقیناً تو کھلا ہوا گمراہ ہے (۱۸) پھر جب موسیٰؑ نے چاہا کہ اس پر حملہ آور ہوں جو دونوں کا دشمن ہے تو اس نے کہا کہ موسیٰؑ تم اسی طرح مجھے قتل کرنا چاہتے ہو جس طرح تم نے کل ایک بے گناہ کو قتل کیا ہے تم صرف روئے زمین میں سرکش حاکم بن کر رہنا چاہتے ہو اور یہ نہیں چاہتے ہو کہ تمہارا شمار اصلاح کرنے والوں میں ہو (۱۹) اور ادھر آخرِ شہر سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ موسیٰؑ شہر کے بڑے لوگ باہمی مشورہ کررہے ہیں کہ تمہیں قتل کردیں لہٰذا تم شہر سے باہر نکل جاؤ میں تمہارے لئے نصیحت کرنے والوں میں سے ہوں (۲۰) تو موسیٰؑ شہر سے باہر نکلے خوفزدہ اور دائیں بائیں دیکھتے ہوئے اور کہا کہ پروردگار مجھے ظالم قوم سے محفوظ رکھنا (۲۱) اور جب موسیٰؑ نے مدین کا رخ کیا تو کہا کہ عنقریب پروردگار مجھے سیدھے راستہ کی ہدایت کردے گا (۲۲) اور جب مدین کے چشمہ پر وارد ہوئے تو لوگوں کی ایک جماعت کو دیکھا جو جانوروں کو پانی پلا رہی تھی اور ان سے الگ دو عورتیں تھیں جو جانوروں کو روکے کھڑی۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ تم لوگوں کا کیا مسئلہ ہے ان دونوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک پانی نہیں پلاتے ہیں جب تک ساری قوم ہٹ نہ جائے اور ہمارے بابا ایک ضعیف العمر آدمی ہیں (۲۳) موسیٰؑ نے دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا اور پھر ایک سایہ میں آکر پناہ لے لی عرض کی پروردگار یقیناً میں اس خیر کا محتاج ہوں جو تو میری طرف بھیج دے (۲۴) اتنے میں دونوں میں سے ایک لڑکی کمال شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی آئی اور اس نے کہا کہ میرے بابا آپ کو بلا رہے ہیں کہ آپ کے پانی پلانے کی اجرت دے دیں پھر جو موسیٰؑ ان کے پاس آئے اور اپنا قصہ بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ ڈرو نہیں اب تم ظالم قوم سے نجات پا گئے (۲۵) ان دونوں میں سے ایک لڑکی نے کہا کہ بابا آپ انہیں نوکر رکھ لیجئے کہ آپ جسے بھی نوکر رکھنا

چاہیں ان میں سب سے بہتر وہ ہوگا جو صاحبِ قوت بھی ہو اور امانتدار بھی ہو (۲۶) انہوں نے کہا کہ میں ان دونوں میں سے ایک بیٹی کا عقد آپ سے کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ آٹھ سال تک میری خدمت کریں پھر اگر دس سال پورے کردیں تو یہ آپ کی طرف سے ہوگا اور میں آپ کو کوئی زحمت نہیں دینا چاہتا ہوں انشاء اللہ آپ مجھے نیک بندوں میں سے پائیں گے (۲۷) موسیٰؑ نے کہا کہ یہ میرے اور آپ کے درمیان کا معاہدہ ہے میں جو مدت بھی پوری کردوں میرے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی اور میں جو کچھ بھی کہہ رہا ہوں اللہ اس کا گواہ ہے (۲۸)

تفسیر

طسم: یہ کتاب مبین کی آیات ہیں۔

اس کے بعد خداوند، متعال اپنے نبی سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ ۔

ہم آپ کو موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی سچی کہانی سنا رہے ہیں یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لانے والے ہیں۔ فرعون نے روئے زمین پر بلندی اختیار کی اور اس نے اہل زمین کو مختلف حصوں میں تقسیم کردیا کہ ایک گروہ نے دوسرے کو بالکل کمزور کردیا وہ ان کے لڑکوں کو ذبح کردیا کرتا تھا اور ان عورتوں کو زندہ رکھتا تھا۔ وہ یقیناً فساد پھیلانے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ جو فرعون اور آل فرعون کی طرف سے مظالم روا تھے ان کو بیان کیا ہے کہ وہ ان کو قتل کرتے اور ان پر ظلم کے پہاڑ توڑ ڈالتے تھے۔ اور یہ سب کچھ اس لیے بیان کیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل ہر جو ظلم وستم مصائب ہوان پر تسلی محسوس ہو سکے۔

اور اس کے بعد خدا نے رسولؐ کو تسلی دی ہے کہ اس ظلم وستم کے بعد عنقریب خدا آپ کی آل کو تمام پر فضیلت عطاء فرمائے گا اور ان کو روئے زمین پر خلافت عطاء کرے گا اور ان کو اس زمین پر امام بنائے گا اور اس زمین کا ان کو وارث قرار دے گا اور پھر زمانہ رجعت میں آپ کی آل کو اس دنیا میں ان کے دشمنوں کے ساتھ واپس پلٹائے گا تا کہ وہ ان سے انصاف کرے۔ اور ان کے دشمنوں سے ان کا انتقام لے۔

فرمایا: وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا ۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین پر کمزور کردیا گیا

ہے ان پر احسان کریں اور انہیں آئمہ و پیشواء قرار دیں اور زمین کا وارث قرار دیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ انہیں روئے زمین پر اقتدار عطا کریں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو ان کمزوروں کے ہاتھوں وہ منظر دکھلائیں جس سے وہ ڈر رہے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ فرعون وھامان اور ان کے لشکر سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے آل محمد علیہم السلام کے حق کو غصب کیا اور ان پر ظلم کیے۔

مِنْهُمْ: ان آل محمد سے (مَّا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۝) ۔ان کو وہ دیکھایا جائے جس سے یہ ڈر رہے ہیں۔

یعنی آل محمدؐ میں سے قائم آل محمد کے ذریعے ان ظالم لوگوں کو قتل وعذاب کا وہ منظر دیکھائیں جس سے ڈرتے ہیں۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ فرعون وھامان کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو اس کے جواب میں علامہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ آیت موسیٰ فرعون کے بارے میں نازل ہوئی تو پھر خدا کو یوں کہنا چاہیے تھا۔ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا یعنی ہم موسیٰ سے فرعون اور ھامان کے اور ان دونوں کے لشکر کو ڈرانے والے مناظر دیکھائیں گے۔ لیکن خدا نے یہاں مِنْهُمْ کے بجائے مِنْهُمَا کہا ہے جو ہم کی ضمیر جمع کی ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلی والی آیت میں اللہ نے ساری ضمیریں جمع کی ذکر کی ہیں فرمایا نُرِيدُ أَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۝ ۔ اس میں نَجْعَلَهُمْ میں هم جمع اور دوسرے جعلهم میں بھی جمع کا لفظ استعمال ہورہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خطاب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا ہے اور یہ وعدہ خدا نے اپنے نبی اکرم سے کیا ہے کہ یہ آئمہ اور وارث آپ کی نسل واولاد سے ہوں گے اور خدا نے موسیٰ فرعون وھامان اور ان کے لشکر کی مثال رسول خداؐ سے پیش کی ہے۔ کہ فرعون نے بنی اسرائیل کو قتل کیا اور ان پر ظلم کیے اور ان کے ظلم کے بعد خدا نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کو ان پر فتح دی اور فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کردیا اور ہلاک کردیا ایسے ہی خدا آل محمد کے بارے کہ جو ان پر ظلم ہوا اور ان کا حق غصب کیا گیا اس کے بعد خدا ان کے دشمنوں کو جنہوں نے آل محمد پر ظلم کیا یا ان کا حق غصب کیا تھا۔ رجعت کے ایام میں آل محمد اور ان کے دشمنوں کو واپس پلٹائے گا تا کہ دنیا میں ان ظالموں کو ان کے سامنے قتل کیا جائے گا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے لوگوں کے لئے اپنے دشمنوں کی ایک ایسی ہی مثال پیش کی جیسے خدا نے قرآن میں فرعون وھامان کی مثال پیش کی ہے۔ آپ نے فرمایا اے لوگوں سب سے پہلے اس زمین پر انسانوں میں سے جس نے سب سے پہلے بغاوت کی وہ عناق بنت آدم تھی اللہ نے اس کے لئے بیس انگلیاں بنالیں اور ہر انگلی میں دو ناخن کرادیے۔ جو بڑی بڑی درانتوں کی مانند تھے اور اس کے لئے زمین پر بیٹھنے کے لئے ایک جریب جگہ ہوتی تھی۔ تو جب اس نے زمین پر بغاوت کی تو خدا نے اس پر شیر کو باغی کی مانند اور بھیڑیے کو اونٹ کی مانند اور گدھ کو گدھے کی مانند بنا کر مسلط کردیا۔ یہ اول مخلوق سے تھی تو خدا نے بھی اس پر ایسی مخلوق کو مسلط کردیا جنہوں نے عناق کو قتل کردیا ایسے ہی خدا نے فرعون وھامان کو غرق کردیا اور قارون کو زمین برد کردیا۔ یہ ان لوگوں کی مثالیں میں جنہوں نے حق کو غصب کیا تو خدا نے ان کو ہلاک کردیا۔

اس کے بعد علی علیہ السلام نے ایک مثال اسی پر بیان کی کہ لوگو گواہ رہنا میرا بھی ایک حق ہے جس کو میرے غیر نے غصب کرلیا ہے حالانکہ وہ اس کا اہل حق دار نہیں تھا۔ اور میں نے اس کو اس میں شریک بھی نہیں کیا اور اس نے اس پر توبہ بھی نہیں کی۔ اور اس کی توبہ بھی نہیں مگر اس انداز میں کہ جو کتاب خدا میں نازل ہوا ہے۔ اور رسول خدا نے اس کو بیان کیا ہے۔ (یعنی حق واپس کر کے توبہ کرلے) اور اس کو اس رسالت میں کوئی حصہ نہیں دیا تھا۔ اور نبی کے بعد کوئی نبی بھی نہیں ہوسکتا۔ تو جیسے فرعون وھامان کے خوف سے موسیٰ ان کی حکومت سے چلے گئے ایسے ہی ان لوگوں کے بعد ہمارے قائم کی مثال بھی موسیٰ کی مانند ہے۔ اس کو بھی خدا غائب رکھے گا پھر جب خدا حکم دے گا تو پھر وہ ظہور کرے گا۔ پھر وہ اس حق کو طلب کرے گا اور اس حق کے غاصب اور دشمنوں کو قتل کرے گا۔ اور دنیا کو عدل انصاف سے پر کردے گا۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ . اللہ ان لوگوں کو قتال کا اذن دے گا جن پر ظلم کیا گیا ہوگا اور اللہ ان لوگوں کی مدد کرنے پر پوری قدرت رکھتا جن کو ناحق ان کے گھروں سے نکالا گیا ہوگا۔ یہ مثال ہے حسین بن علی علیہ السلام کی ہے جن پر ظلم کیا گیا اور ان کو گھروں سے نکالا گیا ان کی مثال بنی اسرائیل کی سے ہے کہ جن کو نکالا گیا اور ان کو قتل کیا گیا تھا۔

عاصم بن حمید نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا منھال بن عمرو کی حضرت امام زین العابدین علی بن حسینؑ سے ملاقات ہوئی تو اس نے عرض کیا اے فرزند رسول آپ کا کیا حال ہے۔ اور کیسے گزر رہی ہے؟

حضرت امام زین العابدین نے فرمایا منھال تو جانتا ہے کہ ہماری کیسی گزر رہی ہے آج آل محمد کا حال اس قوم میں ایسے ہی ہے جیسے بنی اسرائیلؑ کا آل فرعون میں تھا یہ لوگ بھی ہمارے بچوں کو قتل کررہے ہیں اور ہماری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے ہیں۔ ہماری حالت یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو ہستی خیر البریہ ہے یعنی امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ پر منبروں سے ان پر لعن، طعن کی جارہی ہے۔ اور جو ہمارے دشمن ہیں ان کو مال وشرف دیا جارہا ہے۔ اور آج ہمارے محب وچاہنے والے ظالموں کے غیض وغضب کا شکار ہیں۔ اور ان کے حقوق کو کم کردیا جارہا ہے۔ اور یہ مومنین کی حالت ہے جبکہ دوسری طرف سے عجم والے عرب والوں کی عزت واحترام کو ان کا حق قرار دیتے ہیں کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عربی تھی۔ اور قریش والے پورے عرب ہر اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ محمد قریشی تھے۔ اور عرب والے عجم والوں پر فخر کرتے ہیں کہ محمد عربی تھے۔ اور ہم جو اولاد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ہمارے حق کو کوئی پہنچانتا ہی نہیں ہے اور ہماری حالت ایسی ہوگئی ہے کہ جیسا کہ اے منھال تو دیکھ رہا ہے۔

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی کہ اپنے بچے کو دودھ پلاؤ اور اس کے بعد جب اس کی زندگی کا

خوف پیدا ہوتو اسے دریا میں ڈال دو اور بالکل نہ ڈرنا اور پریشان نہ ہونا ہم اس کو تمھاری طرف پلٹا دینے والے ہیں اور اسے ہم مرسلین میں سے قرار دینے والے ہیں۔

حدثنی ،علامہ علی ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے حسین بن محبوب سے نقل کیا ہے اور انہوں نے العلا بن رزین سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ابوجعفر محمد بن علی امام باقرؑ سے نقل کیا آپ نے فرمایا جب موسیٰؑ کی ماں موسیٰ کے حمل سے حاملہ ہوئیں تو خدا نے اس کے حمل کو ولادت تک پوشیدہ رکھا۔ فرعون نے قبطی عورتوں کو بنی اسرائیل کی ہر عورت پر موکل کیا ہوا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کی ہر عورت کی نگرانی کریں اور جوان میں سے حاملہ ہو اس پر سخت نگرانی کی جائے خصوصاً جب قبطیوں کو اطلاع ملی کہ موسیٰ کی ماں حاملہ ہو چکی ہے تو اس نے اور نگرانی سخت کروادی۔ کیونکہ بنی اسرائیل والے کہتے تھے کہ ہمارے ہاں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جس کو موسیٰ بن عمران کہا جائے گا اور اس کے ہاتھوں خدا فرعون اور اس کے لشکر کو ہلاک کردے گا تو اس وقت فرعون نے حکم دیا کہ میں ان کے بچوں کو قتل کردوں گا تا کہ وہ بچہ اس دنیا میں آئے ہی نہ پس اس نے عورتوں اور مردوں کے درمیان جدائی ڈال دی یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے مردوں کو قید کر دیا گیا لیکن اس دوران جو حکم خدا تھا وہ ہو چکا تھا جب حضرت موسیٰ کی ماں کے ہاں جناب موسیٰؑ کی ولادت ہوئی تو آپ نے اپنے بچے کو دیکھا تو آپ غم زدہ ہوئیں اور آپ نے رونا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ یہ حسین بچہ ابھی تھوڑی دیر بعد قتل کر دیا جائے گا۔

وہ دایہ جو مادر موسیٰ پر موکلہ تھی اس نے کہا اے بی بی آپ اتنا غم زدہ کیوں ہیں اور اس قدر رو کیوں رہی ہیں۔ آپ کے چہرے کا رنگ بدل کیوں رہا ہے؟ تو بی بی نے فرمایا ایسا کیوں نہ ہو کہ کچھ دیر بعد اس بچے کو قتل کر دیا جائے گا تو اس دایہ موکلہ نے کہا اے بی بی آپ مت گھبرائیں اس بچے کو جو بھی دیکھے گا وہ محبت سے دیکھے گا یہ بچہ اس دیکھنے والے کا محبوب ہوگا۔ یہ ہی قول خدا ہے (وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ؛) پس وہ دایہ جو فرعون کی طرف سے مادر موسیٰ پر موکلہ تھی وہ موسیٰؑ سے محبت کرنے لگی۔ پس خدا نے موسیٰؑ کے لیے ایک تابوت نازل کیا اور مادر موسیٰ کو آواز دی کہ۔ آپ اس بچے کو تابوت میں رکھ دو اور اس کو دریا میں ڈال دو۔

اور تم خوف زدہ مت ہونا اور غم زدہ بھی نہ ہونا ہم اس کو تمھاری طرف پلٹا دیں گے اور اس کو رسولوں میں سے قرار دیں گے

پس جناب موسیٰ کی ماں نے موسیٰ کو تابوت میں ڈال دیا اور تابوت کو بند کر کے دریا نیل میں ڈال دیا۔

فرعون کا ایک محل دریا نیل کے کنارے تھا فرعون اور اس کے ساتھ اس کی زوجہ آسیہ محل میں موجود تھے ان دونوں نے دریا میں دیکھا ایک تابوت ہے جس کو دریائی موجیں اُٹھائے ہوئے ہیں اور ہوا اس کو مار کر لے آرہی ہے یہاں تک وہ تابوت فرعون کے محل کے دروازے تک آ گیا۔ فرعون نے حکم دیا کہ اس تابوت کو پکڑو۔ جب تابوت کو اُٹھایا گیا اور فرعون کے سامنے پیش کیا گیا تو جب تابوت کو کھولا گیا اس میں ایک بچہ موجود تھا۔ فرعون نے کہا کہ یقیناً یہ بچہ اسرائیلی ہی ہے۔ اسی وقت خدا نے آسیہ کے دل میں موسیٰ کی شدید محبت پیدا کر دی۔ فرعون نے اس بچے کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو جناب آسیہ نے فرعون کو روکا کہ اس

بچے کو قتل مت کرنا اور کہا۔

عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ۔ شاید یہ بچہ ہمیں فائدے دے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں حالانکہ وہ شعور ہی میں نہ تھے: یعنی ہم اس موسیٰ کو اپنا بیٹا بنالیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ فرعون کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ تو فرعون نے آسیہ سے کہا کہ ٹھیک ہے آپ اس کے لیے کسی دایہ کا اہتمام کریں۔ جو اس بچے کو دودھ پلائے اور اس کی پرورش کرے۔ پس وہ عورتیں جن کے بچوں کو قتل کیا گیا تھا ان میں سے کافی زیادہ عورتوں کو لایا گیا لیکن جناب موسیٰؑ نے کسی کا دودھ نہ پیا۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ: اور ہم نے موسیٰ پر تمام دودھ پلانے والی عورتوں کا دودھ حرام کر دیا۔

جب موسیٰؑ کی ماں کو خبر ملی کہ تابوت کو فرعون نے اٹھالیا ہے تو آپ غم زدہ ہوئیں اور رونا شروع کر لیا جیسا کہ خدا نے فرمایا وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۔ "موسیٰ کی ماں کا دل بالکل اڑا جا رہا تھا"۔ اور قریب تھا کہ وہ خبر کو فاش کر دیتی یا مر جاتی۔ پھر اس نے اپنے آپ پر قابو پایا جیسا کہ قرآن نے بیان کیا ہے۔

لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ ۔ "اور اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کرتے تا کہ وہ ایمان لانے والوں میں سے ہو جائے تو وہ راز کو فاش کر دیتی اور پھر موسیٰ کی ماں نے موسیٰ کی بہن سے کہا"

یعنی موسیٰ کی ماں نے موسیٰ کی بہن سے کہا کہ جاؤ اس کی خبر لو۔ تو موسیٰ کی بہن آئی اور کچھ فاصلے سے معاملہ دیکھنے لگی تا کہ فرعون والوں کو پتہ نہ چلے۔

جب موسیٰؑ نے کسی عورت کے دودھ کو قبول نہ کیا اور کسی کا دودھ نہ پیا۔ تو فرعون کو بہت پریشانی لاحق ہوئی۔ تو اس وقت موسیٰ کی بہن نے موقعہ غنیمت جان کر کہا کہ کیا ہیں آپ کو ایک ایسے خاندان کے بارے میں خبر دوں جو اس کی تمھارے لیے کفالت کرے اور اس کو دودھ پلائے۔ تو فرعون نے کہا کہ ہاں تو اس نے کہا کہ میں اس عورت کو لے کر آتی ہوں۔ پس جب موسیٰ کی ماں آئی اور آپ نے موسیٰ کو اٹھایا اور گود میں لیا اور دودھ پلانا چاہا تو موسیٰؑ نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ تو فرعون اور اس کے گھر والے بہت خوش ہوئے اور انہوں مادر موسیٰ کا بہت زیادہ اکرام واحترام کیا اور انہوں نے مادر موسیٰ سے کہا آپ اس بچے کی ہمارے لیے پرورش کریں۔ اور ہم آپ کو اس کے عوض انعام واکرام دیں گے۔ یہ ہی قول خدا ہے فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ۔ اور پھر ہم نے موسیٰ کو اس کی ماں کی طرف پلٹا دیا تا کہ ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو جائے اور وہ پریشان نہ ہو اس لیے تا کہ اس کو معلوم ہو جائے کا خدا کا وعدہ بہر حال سچا ہے اگر چہ لوگوں کی اکثریت اس کو نہیں جانتی۔

کیونکہ فرعون تو بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرتا تھا یہاں وہ موسیٰ کی پرورش کر رہا اور اس کا اکرام کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ ہی اسی بچے کے ہاتھوں وہ ہلاک ہوگا۔

موسیٰ اس کے محل میں پرورش پا رہے تھے جیسے ہی آپ گھٹنوں کے بل چلنے لگے تو ایک دن فرعون نے آپ کو گود میں اٹھا ہوا تھا کہ موسیٰؑ نے چھینک ماری تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ۔فرعون کو یہ الفاظ غیر مانوس لگے تو اس نے موسیٰ سے کہا کہ اے بچے یہ کون سے الفاظ میں جو تو نے کہے ہیں؟ پس جناب موسیٰ نے فرعون کی داڑھی کو پکڑ لیا فرعون کی داڑھی لمبی تھی ۔اور داڑھی کو خوب ہلا یا اور اس کے بال کھاڑ دیے جس سے فرعون کو بہت زیادہ درد ہوئی ۔اور پھر ایک زوردار طمانچہ بھی مار دیا تو فرعون نے موسیٰ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا کہ یہ یقیناً بچہ وہی ہے جناب آسیہ سامنے آ گئیں اور کہا یہ ابھی بچہ ہے اسے کیا پتہ کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔فرعون نے کہا نہیں یہ سب کچھ جانتا ہے۔تو آسیہ نے کہا کہ اس کا امتحان کریں۔اس کے سامنے سرخ کھجوریں اور انگارے رکھیں اور یہ ان دونوں کے درمیان فرق کرے تو پھر واقعہ وہی بچہ ہوگا اور پھر اسے قتل کر دینا ورنہ زندہ رہے گا۔پس فرعون نے موسیٰؑ کے سامنے دو تھال رکھے ایک میں انگارے اور دوسرے میں سرخ کھجوریں تو اور فرعون نے موسیٰ سے کہا کہ کھاؤ۔جناب موسیٰ نے اپنا ہاتھ کھجوروں کی طرف اٹھایا۔فوراً جبرائیل آئے اور اس نے ہاتھ انگاروں کی طرف کر دیا۔

پس آپ نے ایک انگارہ اٹھایا اور اس کو منہ میں ڈال لیا جس کی وجہ سے جناب موسیٰ کا ہاتھ اور زبان دونوں جل گئے اور آپ کی چیخ نکل گئی اور آپ نے رونا شروع کر دیا تو جناب آسیہ نے فرعون سے کہا کہ کیا میں نے نہیں کیا تھا کہ یہ وہ بچہ نہیں ہے جو تو سمجھ رہا ہے لہٰذا اس طرح موسیٰ قتل ہونے سے بچ گئے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقرؑ سے عرض کیا کہ موسیٰ کتنے دن ماں سے دور رہے تھے؟ آپ فرمایا۔تین دن پھر میں نے عرض کیا ھارون حضرت موسیٰ کا حقیقی بھائی تھا؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں کیا آپ نے قرآن سے نہیں سنا اللہ فرماتا ہے۔(يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَأْسِيْ ۚ)اے میری ماں جائے آپ میری داڑھی اور سر کو نہ پکڑیں۔

پھر راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا موسیٰ اور ھارون میں سے بڑا کون تھا؟ آپ نے فرمایا ھارون بڑے تھے۔پھر میں نے عرض کیا کہ کیا وحی دونوں پر نازل ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا وحی موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی اور موسیٰ ھارون کو سنایا کرتے تھے۔راوی نے عرض کیا آپ مجھے بتائیں کہ وہ احکام اور امر اور قضا جو نازل ہوتے تھے کیا دونوں کے لیے تھے؟ آپؑ فرمایا۔موسیٰ اپنے رب سے مناجات کرتے تھے اور حضرت ھارون اس کو لکھا کرتے تھے۔اور بنی اسرائیل کو سنایا کرتے اور ان میں جاری کرتے تھے۔اور موسیٰ جب کبھی قوم سے غائب ہوتے تو ھارون کو اپنا خلیفہ قرار دیتے تھے۔اور پھر میں نے عرض کیا۔موسیٰ، ھارون میں سے پہلے کس کا انتقال ہوا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ھارون پہلے مرے تھے اور دونوں نے جنگل میں ہی انتقال کیا۔میں نے عرض کیا موسیٰ کے لیے کوئی فرزند تھا آپ نے فرمایا۔نہیں۔ھارون کی اولاد تھی اور اس نے ذریت چلی تھی۔آپ نے فرمایا: موسیٰؑ فرعون کے محل میں بالغ ہونے تک رہے۔اور جب آپ بالغ ہو گئے تو آپ نے توحید کے بارے میں گفتگو شروع کر دی جو فرعون کو پسند نہ تھی تو ایک دن اس نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو موسیٰؑ اس کے محل کو چھوڑ کر چلے گئے۔جب آپ محل سے نکل کر شہر میں داخل ہوئے۔تو

شہر میں دو افراد آپس میں لڑ رہے تھے ایک موسیٰ کا شیعہ وطرف دار تھا اور دوسرا فرعون کے ہم عقیدہ تھا۔تو جناب موسیٰؑ کے شیعہ نے موسیٰؑ سے مدد طلب کی جیسا کہ قرآن بیان کرتا ہے۔فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ ۔ جو موسیٰ کا شیعہ تھا اس نے مدد طلب کی'' پس حضرت موسیٰ نے دوسرے آدمی کو ایک گھونسا مارا جس سے وہ موقعہ پر ہی مر گیا۔اس کے بعد جناب موسیٰ شہر میں چھپ گئے۔جب دوسرا دن ہوا تو وہی شخص ایک اور بندے سے لڑ رہا تھا وہی موسیٰ کے ہم عقیدہ شخص نے دوبارہ موسیٰ سے مدد طلب کی۔تو آپ نے فرعون کے ہم عقیدہ پر حملہ کرنا چاہا لیکن وہ موسیٰ کے ہم عقیدہ نے سمجھا کہ شاید وہ میرے پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو اس نے شور ڈال دیا کہ اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۚ ۔کیا آپ مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہیں جیسے آپ نے کل رات کو ایک بندہ قتل کر لیا تھا۔

پس جناب موسیٰ کا راز فاش ہو گیا اور وہ اسے چھوڑا کر فرار ہو گیا۔اور جناب موسیٰ چھپ گئے۔فرعون نے موسیٰ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔فرعون کا خزانچی جو ایک عرصہ سے مومن تھا جس نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا ہوا تھا۔اس نے موسیٰؑ کو خبر دے دی کہ فرعون آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے لہٰذا آپ اس شہر سے نکل جائیں۔

جیسا کہ قرآن بیان کرتا ہے۔وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۚ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ ۔ (المومن آیت ۲۷) مومن آل فرعون جس نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا اس نے کہا کیا تم اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے''

فرعون کو جب یہ خبر ملی کہ موسیٰ نے قبطی قوم کا ایک فرد قتل کر دیا ہے۔تو اس نے موسیٰ کو پیش کرنے کا حکم دیا تا کہ وہ موسیٰ کو قتل کر دے۔تو مومن آل فرعون نے جناب موسیٰ کو اس کی اطلاع دی۔اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ ۔قوم کے سرداروں نے آپ کے قتل کا مشورہ کر لیا ہے۔

میں آپ کا خیر خواہ ہو جو آپ کو اطلاع دے رہا ہوں لہٰذا آپ اس شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں۔جیسا کہ قرآن نے اس کی حکایت کی ہے موسیٰ خوف زدہ ہو کر شہر چھوڑ گے۔مصر سے نکلتے ہو گئے دائیں بائیں دیکھا اور بارگاہ خدا میں عرض کیا۔رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ۔ اے میرے خدا مجھے اس ظالم قوم سے نجات عطا فرما:۔

آپ مدائن کی طرف چلے گئے اور مصر اور مدائن کے درمیان تیس دن کی مسافت تھی جب آپ مدین کے دروازے پر پہنچے تو آپ نے وہاں پر ایک کنواں دیکھا۔

جس سے لوگ بھیڑ بکریوں کو سیراب کر رہے تھے آپ ایک جانب ہو کر بیٹھ گئے آپ نے تین دن سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔آپ نے دیکھا۔دو لڑکیاں ایک طرف کھڑی ہیں اور ان کے ساتھ ان کی بھیڑ بکریاں ہیں لیکن وہ کنویں کے قریب نہیں آ رہی۔تو آپ نے ان دونوں سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ جانوروں کو سیراب نہیں کرتی ہیں تو ان دونوں نے جواب دیا جیسا کہ قرآن بیان

کر رہا ہے۔

لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ؕ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ ہم اس وقت تک پانی نہیں پلاتے جب تک سارے قوم والے ہٹ نہ جائیں اور ہمارا بابا ایک بوڑھا آدمی ہے۔

پس جناب موسیٰ علیہ السلام کو ان دونوں لڑکیوں پر ترس آیا اور آپ کنویں کے قریب آئے اور جو کنویں پر افراد موجود تھے آپ نے ان سے کہا ایک ڈول میں بھر کر نکالوں گا اور ایک تم لوگ۔ حالانکہ اس کنوئیں کے ڈول کو دس افراد مل کر کھینچتے تھے تو وہ دس افراد کھینچتے تھے اور جناب موسیٰؑ اکیلے۔ اور ایک ڈول آپ کھینچتے اور دونوں لڑکیوں کے جانوروں کو سیراب کرتے تھے۔

اور اس کے بعد آپ سائے کی طرف چلے گئے۔ اور دعا کی۔ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ اے خدایا میں خیر کا محتاج ہوں جو تو میری طرف بھیج دے۔ یہ دعا حضرت موسیٰ نے جس وقت کی وہ اس وقت شدید بھوکے تھے۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام سخت بھوکے تھے۔ خدا سے دعا کے پیرائے میں انہوں نے خدا سے روٹی کا سوال کیا تھا۔ کیونکہ دوران سفر آپ کو تیس دن روٹی نصیب نہ ہوئی تھی آپ کھاس بھونس اور جڑی بوٹیوں پر گزر اوقات کرتے رہے۔ اور آپ کے پیٹ سے جڑی بوٹیوں کا سبز رنگ صاف جھلک رہا تھا۔

جب جناب شعیب کی دونوں بچیاں جناب شعیب کے پاس آئیں تو آپ نے فرمایا۔ کیا وجہ ہے آج آپ دونوں جلدی واپس آگئیں ہیں تو ان دونوں نے جناب موسیٰ والا واقعہ ذکر کر دیا۔ حالانکہ دونوں جناب موسیٰ کو نہیں جانتی تھیں۔ تو جناب شعیب نے ان میں سے ایک سے کہا کہ تم جاؤ اور اس کو میرے پاس لے کر آؤ تا کہ جو اس نے ہمارے جانوروں کو سیراب کیا ہے میں اس کو اس کی اجرت دینا چاہتا ہوں۔ تو وہ لڑکی آپ کے پاس آئی جیسا کہ قرآن نے بیان کیا۔

تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ؕ۔ ان میں سے ایک شرم وحیاء سے چلتی ہوئی موسیٰؑ کے پاس آئی اور آ کر کہا۔ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ ۔ میرے بابا نے آپ کو بلایا ہے تا کہ آپ کو اس پانی پلانے کی اجرت عطاء کرے۔

تو جناب موسیٰ کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ چلے اور پس وہ آگے آگے چلی اور ہوا نے اس کی پنڈی سے کپڑا ہٹا دیا تو اس کے جسم کا ایک حصہ ظاہر ہو گیا تو جناب موسیٰ نے فرمایا: آپ میرے پیچھے آئیں اور مجھے پیچھے سے راستہ بتاتی رہو اور جہاں کہیں مڑنا ہو وہاں پتھر پھینک کر اشارہ کر دینا۔ میں خود بخود مڑ جاؤں گا۔ کیونکہ میں اس قوم کے افراد سے ہوں جو عورتوں کی پشت پر نظر نہیں کرتے۔

جب جناب موسیٰ علیہ السلام جناب شعیب کے پاس آئے اور آپ نے اپنا سارا واقعہ ذکر کر دیا۔ تو جناب شعیب علیہ السلام نے فرمایا: آپ ڈریں مت خدا نے آپ کو ظالم قوم سے نجات دے دی ہے اس کے بعد جناب شعیب علیہ السلام کی ایک بیٹی نے عرض کی اے بابا جان۔ آپ اس اجیر رکھ لیں۔ جیسا کہ خدا نے حکایت کی۔ يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ

الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ ۔ اے بابا جان آپ اس کو اپنے پاس ملازمت پر رکھ لیں کیونکہ یہ شخص طاقت ور اور امین ہے۔) جناب شعیب نے فرمایا اے میری بیٹی اس کی طاقت تو ظاہر ہو گی کہ اس ایک نے ڈول نکالا جو جس کو دس افراد نکالتے تھے۔ آپ نے اس کی امانت داری کو کیسے پہنچانا ہے؟

تو اس لڑکی نے کہا۔ اے بابا جان اسے نے میرے پیچھے چلنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میرا تعلق اس قوم سے ہے جس کے افراد عورتوں کی پشت پر نظر نہیں کرتے۔ اس کے اس کردار کا پتہ چلاتا ہے کہ طاقت ور کے ساتھ ساتھ امین بھی ہے۔ چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام نے جناب موسیٰ سے کہا۔

اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾

میں ان دونوں میں سے ایک لڑکی کا آپ سے عقد کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ آٹھ سال میری خدمت کریں پھر اگر آپ دس پورے کریں تو یہ آپ کی طرف سے ہو گا۔ اور میں آپ کو کوئی زحمت نہیں دینا چاہتا انشاء اللہ آپ مجھے نیک لوگوں سے پائیں گے۔

تو جناب موسیٰ علیہ السلام نے جناب شعیب علیہ السلام سے عرض کی۔ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى ۔ یعنی یہ میرے اور آپ کے درمیان ایک معاہدہ ہے میں ان دو مدتوں میں سے جس مدت کو بھی پورا کروں میرے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں ہو گی۔

یعنی میں ان دونوں مدتوں میں سے جو مدت پوری کروں وہ میری مرضی ہو گی آپ کی طرف سے کوئی زبردستی نہیں ہو گی۔ اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر میرا خدا گواہ ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان دو مدتوں میں سے کون سی مدت کو پورا کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ آپ نے دس سال والی مدت کو پورا کیا تھا۔

پھر میں نے عرض کیا کیا شادی اسی وقت ہوئی تھی یا دس سال کی مدت گزرنے کے بعد ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا شادی اسی وقت ہو گئی تھی۔ پھر میں نے سوال کیا کیا کوئی مرد کسی عورت سے اس شرط پر شادی کر سکتا ہے کہ وہ اس کے باپ کی دو ماہ خدمت کرے گا کیا اس کے لئے جائز ہے؟

آپ نے فرمایا نہیں۔ کیونکہ مرد نہیں جانتا کہ اتنا عرصہ زندہ رہے گا یا نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ جناب موسیٰ نے ایسا کیوں کیا تھا۔

آپ نے فرمایا: چونکہ موسیٰ علیہ السلام وحی کے ذریعے جانتے تھے کہ وہ اتنا عرصہ زندہ رہیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کون سی بیٹی تھی جس کا آپ سے نکاح ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا وہی تھی جو آپ کو بلانے گئی تھی۔ اور اس نے بابا کو مشورہ دیا تھا کہ موسیٰ کو اجرت پر اجیر رکھ لو۔ کیونکہ یہ قوی وامین ہے۔

آیت نمبر ۲۹ تا ۴۲

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ
نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ
جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ
الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ
رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى
مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ڰ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾
اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ وَّاضْمُمْ
اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ
وَمَلَا۟ئِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ
نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا
فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ۡ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ
عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ
بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ مُّوْسٰى

بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ
اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَاۗءَ بِالْهُدٰى مِنْ
عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾
وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ
يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ
وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ
بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ
فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾
وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾
وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ
الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ

پھر جب موسیٰؑ مدت کو پورا کر چکے اور اپنے اہل کو لے کر چلے تو طور کی طرف سے ایک آگ نظر آئی انہوں نے اپنے اہل سے کہا کہ تم لوگ ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید اس میں سے کوئی خبر لے آؤں یا کوئی چنگاری ہی لے آؤں کہ تم لوگ اس سے تاپنے کا کام لے سکو (۲۹) پھر جو اس آگ کے قریب آئے تو وادی کے داہنے رخ سے ایک مبارک مقام پر ایک درخت سے آواز آئی موسیٰؑ میں عالمین کا پالنے والا خدا ہوں (۳۰) اور تم اپنے عصا کو زمین پر ڈال دو اور جو موسیٰؑ نے دیکھا تو وہ سانپ کی طرح

لہرا رہا تھا یہ دیکھ کر موسیٰؑ پیچھے ہٹ گئے اور پھر مڑ کر بھی نہ دیکھا تو پھر آواز آئی کہ موسیٰؑ آگے بڑھو اور ڈرو نہیں کہ تم بالکل مامون و محفوظ ہو (۳۱) ذرا اپنے ہاتھ کو گریبان میں داخل کرو وہ بغیر کسی بیماری کے سفید اور چمکدار بن کر برآمد ہوگا اور خوف سے اپنے بازوؤں کو اپنی طرف سمیٹ لو۔ تمہارے لئے پروردگار کی طرف سے فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کی طرف یہ دو دلیلیں ہیں کہ یہ لوگ سب فاسق اور بدکار ہیں (۳۲) موسیٰؑ نے کہا کہ پروردگار میں نے ان کے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے تو مجھے خوف ہے کہ یہ مجھے قتل کر دیں گے اور کارِ تبلیغ رک جائے گا (۳۳) اور میرے بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح زبان کے مالک ہیں لہٰذا انہیں میرے ساتھ مددگار بنا دے جو میری تصدیق کر سکیں کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ لوگ میری تکذیب نہ کر دیں (۳۴) ارشاد ہوا کہ ہم تمہارے بازوں کو تمہارے بھائی سے مضبوط کر دیں گے اور تمہارے لئے ایسا غلبہ قرار دیں گے کہ یہ لوگ تم تک پہنچ ہی نہ سکیں اور ہماری نشانیوں کے سہارے تم اور تمہارے پیروکار ہی غالب رہیں گے (۳۵) پھر جب موسیٰؑ ان کے پاس ہماری کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے تو ان لوگوں نے کہہ دیا کہ یہ تو صرف ایک گڑھا ہوا جادو ہے اور ہم نے اپنے گزشتہ بزرگوں سے اس طرح کی کوئی بات نہیں سنی ہے (۳۶) اور موسیٰؑ نے کہا کہ میرا پروردگار بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے اور کس کے لئے آخرت کا گھر ہے یقیناً ظالمین کے لئے فلاح نہیں ہے (۳۷) اور فرعون نے کہا کہ میرے زعماء مملکت! میرے علم میں تمہارے لئے میرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے لہٰذا ہامان! تم میرے لئے مٹی کا پجاوا لگاؤ اور پھر ایک قلعہ تیار کرو کہ میں اس پر چڑھ کر موسیٰؑ کے خدا کی خبر لے آؤں اور میرا خیال تو یہی ہے کہ موسیٰؑ جھوٹے ہیں (۳۸) اور فرعون اور اس کے لشکر نے ناحق غرور سے کام لیا اور یہ خیال کر لیا کہ وہ پلٹا کر ہماری بارگاہ میں نہیں لائے جائیں گے (۳۹) تو ہم نے فرعون اور اس کے لشکروں کو اپنی گرفت میں لے لیا اور سب کو دریا میں ڈال دیا تو دیکھو کہ ظالمین کا انجام کیسا ہوتا ہے (۴۰) اور ہم نے ان لوگوں کو جہنّم کی طرف دعوت دینے والا پیشوا قرار دے دیا ہے اور قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی (۴۱) اور دنیا میں بھی ہم نے ان کے پیچھے لعنت کو لگا دیا ہے اور قیامت کے دن بھی ان کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جن کے

چہرے بگاڑ دیئے جائیں گے (۴۲)

تفسیر

جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مدت کو پورا کر لیا تو آپ نے جناب شعیب سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے وطن کی طرف اور اپنی ماں، خاندان کی طرف واپس چلا جاؤں آپ مجھے کیا دیں گے؟ آپ نے فرمایا اس سال میری بکریوں کا جو بچہ ابلق پیدا ہوگا وہ آپ کی ملکیت ہوگا۔ حضرت موسیٰ نے اپنے عصا کو درمیان سے چھیلا اور اسے بکریوں کے باڑے کے درمیان نصب کر دیا۔ اور اس پر ابلق رنگ کی چادر ڈال دی چنانچہ اس سال جو بھی بکری حاملہ ہوئی اس نے ابلق رنگ کے بکرے کو جنم دیا۔ اس طرح ایک سال بعد حضرت موسیٰؑ کے پاس کافی بکریاں ہو گئیں۔ انہوں نے اپنے سسر سے اجازت طلب کی اور اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لیا اور اپنے وطن مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور روانگی کے وقت اپنے سسر سے کہا کہ مجھے اپنے لئے ایک عصا چاہیے۔ شعیب کے پاس سابقہ انبیاء کے بہت سے عصاء تھے وہ ایک حجرہ میں رکھے تھے۔ انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ تم حجرہ میں جاؤ اور کوئی بھی عصا اٹھا لو۔ چنانچہ موسیٰ اندر گئے کہ ایک عصا اٹھا لیں۔ ان میں سے ایک عصا بولنے لگا کہ میں نوحؑ و ابراہیمؑ کا عصا ہوں تم مجھے اپنے ساتھ لے جاؤ۔ چنانچہ موسیٰؑ نے اس عصا کو اٹھایا اور باہر آ گئے۔ جب شعیبؑ نے ان کے ہاتھ میں وہ عصا دیکھا تو کہا کہ آپؑ یہ عصا اندر رکھ دیں اور اس کی بجائے کوئی دوسرا اٹھا لیں۔

آپؑ نے اس عصا کو حجرہ میں رکھا اور دوسرا عصا اُٹھانا چاہا تو اس عصا سے پھر آواز آئی آپ مجھے اپنے ساتھ لے جاؤ۔ چنانچہ آپؑ نے دوسری بار بھی وہی عصا اٹھایا۔ اس بار پھر شعیبؑ نے اعتراض کیا تو انہوں نے وہ عصا رکھ دیا اور کوئی دوسرا عصا اٹھانا چاہا تو اس بار بھی اس عصا نے آپؑ کو آواز دی اور کہا۔ میں تو چاہتا تھا کہ یہ عصا ہمارے یہاں رہے لیکن خدا نے اس عصا کو تمہارے لئے مخصوص کر دیا ہے لہٰذا تم یہ عصا اپنے ساتھ لے جاؤ۔ چنانچہ آپؑ بکریوں اور اہل و عیال کو ساتھ لے کر مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ سردیوں کا موسم تھا۔ سردی زور سے پڑ رہی تھی۔ اور رات تاریک تھی۔ جنگل بیابان کا ماحول تھا۔ وہاں آپؑ نے دیکھا کہ ایک چھوٹی سی پہاڑی کوہ طور) پر آگ جل رہی تھی۔ آپؑ آگ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور اپنے اہل و عیال سے فرمایا کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو سامنے آگ دکھائی دے رہی ہے۔ میں وہاں جا کر راستہ معلوم کروں گا اور وہاں سے انگارہ لے آؤں گا۔ اور اس سے ہم آگ جلائیں گے اور اس سرد رات میں آگ تاپیں گے۔

آپؑ کوہ طور پر پہنچے تو وہاں زیتون کی ایک جھاڑی سے آگ نکل رہی تھی اس آگ کی عجیب بات یہ تھی کہ آگ بھی نکل رہی تھی اور زیتون کی جھاڑی بدستور سرسبز تھی۔ وہاں کسی طرح کی تپش موجود نہ تھی۔ جب آپؑ آگ لینے کے لئے اس کی طرف بڑھے تو وہ آپؑ کی طرف لپکی، آپؑ پیچھے ہٹ گئے۔ پھر آگے بڑھے تو آگ آپؑ کی جانب لپکی۔ آپؑ کو پیچھے ہونا پڑا۔

الغرض آگ سے مایوس ہوکر آپؑ نے واپس جانے کا ارادہ کیا۔ تو زیتون کے درخت سے قدرت کی آواز بلند ہوئی کہ اے موسیٰؑ میں تمام جہانوں کا پالنے والا اللہ ہوں۔ جیسا کہ قرآن بیان کرتا ہے۔ يٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ۔ اے موسیٰؑ میں ہی اللہ ہوں جو تمام جہانوں کا رب ہوں۔

جناب موسیٰؑ نے عرض کی جو آپ کہہ رہے ہیں اس پر دلیل کیا ہے تو آواز قدرت آئی۔ اے موسیٰؑ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے آپ نے عرض کی میرا عصا ہے آواز آئی اس کو زمین پر ڈال دو۔

جیسے ہی عصا کو زمین پر ڈالا گیا تو وہ ایک اژدھا بن گیا اور اس نے چلنا شروع کر دیا۔ اس سے جناب موسیٰؑ خائف ہوئے اور دور چلے گئے تو آواز آئی ڈرو نہیں واپس آؤ اور اس کو پکڑو۔ جیسے ہی پکڑا تو وہ دوبارہ عصا بن گیا پھر فرمایا: اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۔ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ بغیر بیماری کے سفید بن کر باہر آئے گا۔

جیسے ہی جناب موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالا اور باہر نکالا تو وہ انتہائی چمک دار سفید ہو چکا تھا۔ جس سے پوری دنیا روشن ہو رہی تھی۔ پھر خدا نے فرمایا۔ اے موسیٰؑ یہ تیرے لئے تیرے رب کی طرف سے دو دلیلیں میں اب جاؤ اور اس قوم کے سرداروں کی طرف کہ وہ تمام فاسق ہو چکے ہیں۔

اس وقت جناب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے خدا یا میں نے آل فرعون کا ایک بندہ قتل کیا ہوا ہے اب اگر میں فرعون کے دربار میں جاؤں گا تو وہ لوگ انتقام میں مجھے قتل کر دیں گے اور اگر مجھے رسول بنایا ہے تو میرے سینہ کو کشادہ فرما۔ اور میرے معاملات کو آسان فرما۔ اور میری زبان کی لکنت کو کھول دے اور میرے بھائی ھارون کو میرا مددگار بنا کیونکہ وہ میری نسبت زیادہ فصیح اللسان ہے حضرت موسیٰؑ ھارون کو لے کر جب فرعون کے دربار میں آئے اور آکر ان لوگوں کو توحید کی دعوت دی۔ اس وقت فرعون نے کہا۔

يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

اے میری قوم کے زعماء میں تو اپنے علاوہ تمہارا کوئی خدا نہیں جانتا۔ اے ھامان اینٹیں پکوا کر میرے لیے ایک بلند عمارت بناؤ تا کہ شاید میں اس پر چڑھ کر موسیٰؑ کے خدا کو دیکھ سکوں۔ مجھے تو موسیٰؑ جھوٹوں میں سے لگتا ہے۔

ھامان نے فرعون کے حکم پر ایک بلند و بالا عمارت تیار کروائی یہاں تک کہ اس قدر بلند لے گیا جہاں سے اوپر لے جانا انسان کی قدرت میں نہ تھا۔ کیونکہ ہوا اس کو اس سے زیادہ اونچا تعمیر نہیں کرنے دیتی تھی۔ جیسے ہی فرعون کو اطلاع دی گئی اور وہ اس کو دیکھنے کے

لئے آیا تو خدا نے ہوا کو حکم دیا اور اس نے اس عمارت کو زمین بوس کر دیا۔ اس کے بعد فرعون نے چار گدھیں پالیں۔ اور ایک تختہ تیار کیا۔ تختہ کی چاروں سمت لوہے کی مضبوط میخیں نصب کرائیں اور ان میخوں کے ساتھ ایک ایک گدھ کو مضبوطی سے بندھوایا۔ اور ان کے ساتھ گوشت کی کافی مقدار رکھی پھر فرعون اور ہامان اس تخت پر سوار ہوئے گدھوں نے اڑان بھری اور تختے کو لے کر اڑ پڑیں سارا دن گدھیں بلند ہوئی رہیں۔

تو فرعون نے ہامان سے کہا کہ کیا اب ہم آسمان کے قریب ہو گئے ہیں۔ ہامان نے کہا کہ آسمان تو مجھے ابھی بھی اتنا ہی دکھائی دیتا ہے۔ جتنا زمین سے دور دکھائی دیتا تھا۔ فرعون نے کہا اب ذرا زمین کی طرف دیکھوں ہامان نے کہا مجھے زمین دکھائی نہیں دیتی البتہ مجھے سمندر اور پانی دکھائی دیتا ہے۔ گدھیں پرواز کرتی گئیں یہاں تک کہ رات ہو گئی سمندر و پانی بھی اوجھل ہو گیا۔ اس وقت فرعون نے ہامان سے کہا کہ آسمان تو اب بھی اتنا ہی دور ہے جتنا زمین سے دکھائی دیتا تھا۔ اور ستارے مجھے اتنا ہی دوری پر نظر آتے ہیں جتنا زمین سے دکھائی دیتے تھے۔ مجھے زمین پر تاریکی کے سواء کچھ بھی دکھا کی نہیں دیتا۔

پھر خدا اور زمین کے درمیان میں ہوا حائل ہو گئی اور اس نے تخت کو اوپر جانے سے روک دیا اور تختہ زمین کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ زمین پر آ گیا۔ اس کے بعد فرعون کا انکار اور بھی سخت و شدید ہو گیا۔

اس کے بعد خدا نے فرمایا: وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ ۔ اور ہم نے ان لوگوں کو جہنم کی طرف دعوت دینے والا پیشوا قرار دے دیا۔ اور قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔

آیت نمبر ۴۳ تا ۶۵

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ

رَبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ
فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ
مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ
قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۖ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٩﴾ فَاِنْ لَّمْ
يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ
اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥١﴾ اَلَّذِيْنَ
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ
قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿٥٣﴾
اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ
السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ
وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۖ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۖ لَا نَبْتَغِي
الْجٰهِلِيْنَ ﴿٥٥﴾ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ

وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ
مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ
شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ
قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ
اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٥٨﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى
حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي
الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٠﴾ اَفَمَنْ
وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ
شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ
رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ
اِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ
فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿٦٤﴾
وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦٥﴾

ترجمہ

اور ہم نے پہلی نسلوں کو ہلاک کر دینے کے بعد موسیٰؑ کو کتاب عطا کی جو لوگوں کے لئے بصیرت کا سامان اور ہدایت و رحمت ہے اور شاید اسی طرح یہ لوگ نصیحت حاصل کر لیں (۴۳) اور آپ اس وقت طور کے مغربی رخ پر نہ تھے جب ہم نے موسیٰؑ کی طرف اپنا حکم بھیجا اور آپ اس واقعہ کے حاضرین میں سے بھی نہیں تھے (۴۴) لیکن ہم نے بہت سی قوموں کو پیدا کیا پھر ان پر ایک طویل زمانہ گزر گیا اور آپ تو اہل مدین میں بھی مقیم نہیں تھے کہ انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے لیکن ہم رسول بنانے والے تو تھے (۴۵) اور آپ طور کے کسی جانب اس وقت نہیں تھے جب ہم نے موسیٰؑ کو آواز دی لیکن آپ کے پروردگار کی رحمت ہے کہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جس کی طرف آپ سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں آیا ہے کہ شاید وہ اس طرح عبرت اور نصیحت حاصل کر لیں (۴۶) اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ جب ان پر گذشتہ اعمال کی بنا پر کوئی مصیبت نازل ہوتی تو یہی کہتے کہ پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا ہے کہ ہم تیری نشانیوں کی پیروی کرتے اور صاحبانِ ایمان میں شامل ہو جاتے (۴۷) پھر اس کے بعد جب ہماری طرف سے حق آ گیا تو کہنے لگے کہ انہیں وہ سب کیوں نہیں دیا گیا ہے جو موسیٰؑ کو دیا گیا تھا تو کیا ان لوگوں نے اس سے پہلے موسیٰؑ کا انکار نہیں کیا اور اب تو کہتے ہیں کہ توریت اور قرآن جادو ہے جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں اور ہم دونوں ہی کا انکار کرنے والے ہیں (۴۸) تو آپ کہہ دیجئے کہ اچھا تم پروردگار کی طرف سے کوئی کتاب لے آؤ جو دونوں سے زیادہ صحیح ہو اور میں اس کا اتباع کر لوں اگر تم اپنی بات میں سچے ہو (۴۹) پھر اگر قبول نہ کریں تو سمجھ لیجئے کہ یہ صرف اپنی خواہشات کا اتباع کرنے والے ہیں اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو خدائی ہدایت کے بغیر اپنی خواہشات کا اتباع کر لے جب کہ اللہ ظالم قوم کی ہدایت کرنے والا نہیں ہے (۵۰) اور ہم نے مسلسل ان لوگوں تک اپنی باتیں پہنچائیں کہ شاید اسی طرح نصیحت حاصل کر لیں (۵۱) جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی ہے وہ اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں (۵۲) اور جب ان کے سامنے اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے یہ ہمارے رب کی طرف سے برحق ہے

اور ہم تو پہلے ہی سے تسلیم کئے ہوئے تھے (۵۳) یہی وہ لوگ ہیں جن کو دہری جزا دی جائے گی کہ انہوں نے صبر کیا ہے اور یہ نیکیوں کے ذریعہ برائیوں کو دفع کرتے ہیں اور ہم نے جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں (۵۴) اور جب لغو بات سنتے ہیں تو کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں تم پر ہمارا سلام کہ ہم جاہلوں کی صحبت پسند نہیں کرتے (۵۵) پیغمبر بیشک آپ جسے چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے ہیں بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے اور وہ ان لوگوں سے خوب باخبر ہے جو ہدایت پانے والے ہیں (۵۶) اور یہ کفار کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ حق کی پیروی کریں گے تو اپنی زمین سے اچک لئے جائیں گے تو کیا ہم نے انہیں ایک محفوظ حرم پر قبضہ نہیں دیا ہے جس کی طرف ہر شے کے پھل ہماری دی ہوئی روزی کی بنا پر چلے آ رہے ہیں لیکن ان کی اکثریت سمجھتی ہی نہیں ہے (۵۷) اور ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ان کی معیشت کے غرور کی بنا پر ہلاک کر دیا اب یہ ان کے مکانات ہیں جو ان کے بعد پھر آباد نہ ہو سکے مگر بہت کم اور درحقیقت ہم ہی ہر چیز کے وارث اور مالک ہیں (۵۸) اور آپ کا پروردگار کسی بستی کو ہلاک کرنے والا نہیں ہے جب تک کہ اس کے مرکز میں کوئی رسول نہ بھیج دے جو ان کے سامنے ہماری آیات کی تلاوت کرے اور ہم کسی بستی کے تباہ کرنے والے نہیں ہیں مگر یہ کہ اس کے رہنے والے ظالم ہوں (۵۹) اور جو کچھ بھی تمہیں عطا کیا گیا ہے یہ چند روزہ لذتِ دنیا اور زینتِ دنیا ہے اور جو کچھ بھی خدا کی بارگاہ میں ہے وہ خیر اور باقی رہنے والا ہے کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ہو (۶۰) کیا وہ بندہ جس سے ہم نے بہترین وعدہ کیا ہے اور وہ اسے پا بھی لے گا اس کے مانند ہے جسے ہم نے دنیا میں تھوڑی سی لذت دے دی ہے اور پھر وہ روزِ قیامت خدا کی بارگاہ میں کھینچ کر حاضر کیا جائے گا (۶۱) جس دن خدا ان لوگوں کو آواز دے گا کہ میرے وہ شرکاء کہاں ہیں جن کی شرکت کا تمہیں خیال تھا (۶۲) تو جن شرکاء پر عذاب ثابت ہو چکا ہوگا وہ کہیں گے کہ پروردگار یہ ہیں وہ لوگ جن کو ہم نے گمراہ کیا ہے اور اسی طرح گمراہ کیا ہے جس طرح ہم خود گمراہ ہوئے تھے لیکن اب ان سے برائت چاہتے ہیں یہ ہماری عبادت تو نہیں کر رہے تھے (۶۳) تو کہا جائے گا کہ اچھا اپنے شرکاء کو پکارو تو وہ پکاریں گے لیکن کوئی جواب نہ پائیں گے بلکہ عذاب ہی کو دیکھیں گے تو کاش یہ دنیا ہی میں ہدایت یافتہ ہو جاتے

(۶۴) اور جس دن خدا ان سے پکار کر کہے گا کہ تم نے ہمارے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا (۶۵)

تفسیر

اور آپ اس وقت مغربی جانب پر موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کی طرف اپنا حکم بھیجا اور آپ اس واقعہ کے حاضرین میں سے نہ تھے۔ یعنی آپ موجود نہ تھے بلکہ ہم نے آپ کو اس واقعہ کے بارے میں خبر دی وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ...

اور آپ طور کی جانب بھی موجود نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ کو آواز دی لیکن پروردگار کی رحمت ہے کہ آپ اس قوم کو ڈرائیں۔ جس کی طرف خدا کی طرف سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا شاید یہ اس سے عبرت حاصل کریں۔

یعنی: جب ہم نے وادی طور میں موسیٰ کو آواز آپ اس وقت بھی وہاں موجود نہ تھے۔

وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ اور ہم نے بہت سی قوموں کو پیدا کیا پھر ان کی عمر کو لمبا کر دیا۔

یعنی: ہم نے ان قوموں کے افراد کو لمبی لمبی عمریں دی لیکن انہوں نے ہماری نافرمانی کی۔

وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ۔ اور آپ مدائن میں بھی موجود نہیں تھے۔ ثَاوِيًا سے مراد ہے باقیا: آپ وہاں موجود نہیں تھے۔

قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۚ اور کہتے تھے یہ دونوں جادوگر میں جو اپنا جادو ظاہر کر رہے ہیں یعنی موسیٰ اور ہارون دونوں جادوگر ہیں جو جادو کا مظاہر کر رہے ہیں۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اور ہم نے مسلسل ان لوگوں تک اپنی باتیں پہنچائیں کہ شاید یہ اسی طرح نصیحت حاصل کر لیں۔ یعنی ہم نے ان تک مسلسل اپنی باتوں کی وحی کی تا کہ یہ نصیحت حاصل کریں۔

علامہ علی بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں احمد نے اور انہوں نے احمد بن محمد سے اور انہوں معاویہ بن حکیم سے انہوں نے احمد بن محمد سے اور انہوں نے یونس بن یعقوب سے اور انہوں نے حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا مسلسل باتوں سے مراد کہ ہم نے امام کے بعد دوسرا امام بنایا تا کہ لوگ ان کی باتوں سے نصیحت حاصل کریں۔

اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کے صبر کی وجہ سے دوہری جزا دی جائے گی۔

علامہ علی بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں ان لوگوں سے مراد آئمہ علیہم السلام میں جن کو دوہری جزا دی جائے گی۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم صابر ہیں اور ہمارے شیعہ ہم سے زیادہ صابر ہیں۔ کیونکہ ہم صبر کرتے ہیں ان چیزوں پر جن کے بارے میں ہم جانتے ہیں جبکہ ہمارے شیعہ ان چیزوں پر بھی صبر کرتے ہیں جس کو وہ نہیں جانتے۔

وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اور وہ نیکیوں کے ذریعے برائیوں کو دور کرتے ہیں یعنی جو ان کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں وہ ان کو بھی اچھائی کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ

اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس کو وہ خرچ کرتے ہیں اور جب وہ لغو کو سنتے ہیں تو کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔

لغو سے مراد جھوٹ ہے۔ لھو سے مراد غناء ہے۔

اس سے مراد آئمہ ھدیٰ ہیں ہے جو لہو لغو کو سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور ان پر توجہ نہیں دیتے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ : اے میرا رسول جسے تو چاہتا ہے اس کو تو ہدایت نہیں دے سکتا۔

اسی آیت کے بارے میں اختلاف ہے علمائے اہل سنت کہتے ہیں یہ ابو طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اور ابو ہریرہ اور ابن عباس سے روایت نقل ہوئی ہے کہ جب حضرت ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول خدا نے آپ سے فرمایا اے چاچا میری نبوت پر ایمان لے آئیں۔ لیکن آپ نے اس کو قبول نہ کیا تو خدا نے فرمایا کہ اے رسول جسے آپ چاہیں وہ ہدایت نہیں حاصل کرے گا بلکہ خدا جسے چاہے گا وہ ایمان قبول کرے گا۔

حالانکہ جب حضرت ابو طالب نے وفات پائی اس وقت ابن عباس شیر خوار بچے تھے وہ روایت کو کیسے ذکر کر سکتا ہے۔ اور ابو ہریرہ اس وقت مسلمان ہی نہیں ہوا تھا۔ تو اس کی روایت کو قبول کیسے کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا دونوں روایتیں قابل قبول نہیں ہیں (مترجم)

یہ آیت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ اے چاچا آپ بلند آواز سے یہ کلمہ کہہ دیں۔ لا الہ الا اللہ۔ قیامت کے دن کلمہ آپ کو فائدہ پہنچائے گا۔

تو جناب ابو طالب نے کہا: اے میرے بھائی کے فرزند میں اپنے بارے میں بہتر جانتا ہوں۔ اور جب ابو طالب وفات پا گئے تو حضرت عباس بن عبد المطلب نے حضرت رسول خدا کے پاس گواہی دی کہ ابو طالب نے موت کے وقت توحید کی گواہی بلند آواز سے دی تھی۔ [1]

---

[1] ۔ انک لا تھدی یہ اس آیت میں خدا نے اپنے رسول کو مخاطب قرار دیا ہے ہدایت کا تعلق آپ کی چاہت سے نہیں ہے بلکہ خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے آپ ابو طالب کی زبان سے کلمہ توحید کے جاری کرنے پر اصرار نہ کریں۔ کیونکہ خدا جانتا ہے کہ وہ مومن ہے اور اس نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا ہے اور عنقریب وہ اپنے ایمان کا اعلانیہ اظہار کرے گا۔ ایمان ابو طالب پر یہ واضح دلیل ہے کہ حضرت ابو طالب کی وفات والے سال تو آپ نے غم کا سال قرار دیا ہے اور آپ کے مرنے کا رسول خدا کو بہت زیادہ دکھ و غم ہوا تھا تو کیا کسی کافر کے مرنے پر رسول خدا غم زدہ ہونگے۔ اور اس روایت میں یہ بھی الفاظ موجود ہیں کہ انی اعلم بنفسی من انبی مومن۔ یہ میں اپنے بارے میں بہتر جانتا ہوں کہ میں مومن ہوں۔ اسی آیت کے ذیل میں ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ وھو اعلم بالمھتدین۔ خدا ہدایت حاصل کرنے والوں کو بہتر جانتا ہے یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ خدا ابو طالب کے ایمان کو جانتا ہے۔ اور یہ بھی ذکر ہوا ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ جب میں مقام محمود پر فائز کیا جاؤں گا تو میں اپنے والدین اور اپنے چاچا اور زمانہ جاہلیت کے ایک بھائی (طالب) کی شفاعت کرونگا۔ یہ شفاعت طلب کرنا بھی ان کے ایمان پر دلیل ہے کیونکہ نبی کسی کافر کی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ اور خود حضرت ابو طالب کے اشعار بھی آپ کے ایمان کو بیان کرتے ہیں ایک شعر میں ابو طالب نے بیان کیا کہ تحقیق میں نے محمد کو موسیٰ کی مثل نبی پایا ہے اور اس کا دین سب ادیان سے بہتر ہے۔ یہ گواہی ہے کہ ابو طالب مومن تھے۔

رسول خدا نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ یہ گواہی قیامت کے دن اس کو فائدہ دے گی۔ پھر آپ نے فرمایا جب میں مقام محمود پر فائز کیا جاؤں گا تو اس وقت میں اپنے والدین اور چاچا ابوطالب اور اپنے جاہلیت کے دور کے ایک بھائی طالب کی شفاعت کرونگا۔

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اور یہ کفار کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ حق کی پیروی کریں گے تو ہم زمین سے اچک لئے جائیں گے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب رسول خدا نے قریش والوں کو اسلام کی دعوت دی اور بعد میں ہجرت کی طرف دعوت دی۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ اگر ہم آپ کی ہدایت پر ایمان لے آئیں گے تو ہمیں ہماری زمین سے نکال دیا جائے گا۔

پھر خدا نے فرمایا کہ: اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ تو کیا ہم نے محفوظ حرم پر قبضہ نہیں دیا ہے جس کی طرف ہر شئی کا پھل ہماری دی ہوئی روزی کی بنا پر چلے آرہے ہیں لیکن ان کی اکثریت سمجھ ہی نہیں رہی۔

اس کے بعد پھر خدا نے فرمایا: وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ اور ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ان کی معیشت کے غرور کی بناء پر ہلاک کر دیا۔

یعنی ان کی کفران نعمت کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا تھا۔

فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ مکافات میں پھر کوئی بھی آباد نہ ہو سکے مگر بہت کم لوگ۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ جس دن ان لوگوں کو خدا آواز دے گا وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم میرا شریک گمان کرتے تھے۔

یعنی قیامت کے دن خدا مشرکین کو مخاطب کر کے کہے گا اب بتاؤ وہ شریک کہاں ہیں جن کو تم میرے ساتھ شریک قرار دیا کرتے تھے۔ اس وقت وہ مشرکین خدا کی بارگاہ میں عرض گریں گے۔

قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾ وہ لوگ جن پر عذاب خدا ثابت ہو چکا ہوگا وہ کہیں گے کہ خدایا یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا اور اس طرح گمراہ کیا جیسے کہ ہم خود گمراہ ہوئے لیکن اب ہم ان سے برائت چاہتے ہیں یہ ہماری عبادت تو نہیں کرتے تھے۔

یعنی ہماری عبادت نہیں کرنے سے مراد ہے کہ یہ ہماری اطاعت نہیں کرتے تھے۔

وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ۔ پھر ان سے کہا جائے گا اپنے شرکاء کو آواز دو۔

یعنی وہ جن کو تم شریک گمان کیا کرتے تھے آج ان کو پکارو۔

تو وہ پکاریں گے لیکن ان کو کوئی جواب نہیں دیا جائے گا۔ اور جب وہ اپنے سامنے عذاب کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے کاش ہم بھی ہدایت حاصل کر لیتے۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۶﴾ اور اس دن ان کفار کو آواز دی جائے گی کہ یہ بتاؤ کہ تم نے ہمارے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا۔

اہل سنت نے کہا ہے کہ اس دن سے مراد قیامت کا دن ہے جس دن کفار سے کہا جائے گا لیکن اہل تشیع نے روایت نقل کی ہے حضرت امام ابوعبداللہؑ۔ جب بندہ قبر میں داخل ہوگا۔ اس کے پاس منکر اور نکیر آئیں گے بندہ اس سے ڈرے گا تو وہ منکرین رسول خدا کے بارے میں سوال کریں گے تم اس نبی کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے جو تمہارے درمیان مبعوث ہوا تھا۔ پس اگر بندہ مومن ہوگا تو کہے گا "اشهد ان رسول الله جاء بالحق" میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے برحق رسول ہیں۔ تو اس وقت نکیریں اس سے کہیں گے کہ تم آرام سے سو جاؤ۔ اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے اور قبر ساٹھ ہاتھ تک کشادہ ہو جاتی ہے۔ اور اسے جنت میں اپنا مقام دکھائی دیتا ہے اور اگر وہ بندہ کافر ہوگا تو وہ کہے گا میں کسی رسول کو نہیں جانتا۔ تو اس وقت فرشتہ اس کو اس قدر زور سے گرز مارے گا۔ جس کی آواز انسان کے علاوہ باقی ہر مخلوق سنے گی۔ اور پھر اس پر شیطان کو مسلط کر دیا جائے گا۔ اس کی آنکھیں تانبے یا آگ کی طرح چمک رہی ہونگی اور وہ بندہ اُسے کہے گا میں تیرا بھائی ہوں۔ تو پھر بچھو اور سانپ اس پر مسلط کر دیے جائیں گے؟ اور اس کی قبر تاریک ہو جائے گی۔ پھر وہ قبر کے فشار میں مبتلا ہوگا جس سے اس ہڈیاں اور پسلیاں ٹوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی۔ پھر اس کی انگلیوں سے اس کے ناخنوں کو اکھاڑ دیا جائے گا۔

آیت نمبر ۶۶ تا ۸۳

فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا

يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾
وَهُوَاللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ
وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿٧١﴾
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٧٢﴾
وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا
مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ
شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا
فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يَفْتَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ
مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ
قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ
الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ
اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٧٧﴾ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ

اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ
جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ
زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ
اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا
الصّٰبِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۟ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ
يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿٨١﴾ وَاَصْبَحَ
الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ
وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٢﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ
لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٨٣﴾

ترجمہ

تو ان پر ساری خبریں تاریک ہو جائیں گی اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال بھی نہ کر سکیں گے (٦٦) لیکن جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیا وہ یقیناً فلاح پانے والوں میں شمار ہو جائے گا (٦٧) اور آپ کا پروردگار جسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ ان لوگوں کو کسی کا انتخاب کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ خدا ان کے شرک سے پاک اور بلند و برتر ہے (٦٨) اور آپ کا پروردگار ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جو یہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں اور انہیں بھی جانتا ہے جن

کا یہ اعلان و اظہار کرتے ہیں (۶۹) وہ اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے اور اول و آخر اور دنیا و آخرت میں ساری حمد اسی کے لئے ہے اسی کے لئے حکم ہے اور اسی کی طرف تم سب کو واپس جانا پڑے گا (۷۰) آپ کہئے کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر خدا تمہارے لئے رات کو قیامت تک کے لئے ابدی بنا دے تو کیا اس کے علاوہ اور کوئی معبود ہے جو تمہارے لئے روشنی کو لے آسکے تو کیا تم بات سنتے نہیں ہو (۷۱) اور کہئے کہ اگر وہ دن کو قیامت تک کے لئے دائمی بنا دے تو اس کے علاوہ کون معبود ہے۔ جو تمہارے لئے وہ رات لے آئے گا جس میں سکون حاصل کر سکو کیا تم دیکھتے نہیں ہو (۷۲) یہ اس کی رحمت کا ایک حصّہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے رات اور دن دونوں بنائے ہیں تا کہ آرام بھی کر سکو اور رزق بھی تلاش کر سکو اور شاید اس کا شکریہ بھی ادا کر سکو (۷۳) اور قیامت کے دن خدا انہیں آواز دے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کی شرکت کا تمہیں خیال تھا (۷۴) اور ہم ہر قوم میں سے ایک گواہ نکال کر لائیں گے اور منکرین سے کہیں گے کہ تم بھی اپنی دلیل لے آؤ تب انہیں معلوم ہوگا کہ حق اللہ ہی کے لئے ہے اور پھر وہ جو افترا پردازیاں کیا کرتے تھے وہ سب گم ہو جائیں گی (۷۵) بیشک قارون موسیٰؑ کی قوم میں سے تھا مگر اس نے قوم پر ظلم کیا اور ہم نے بھی اسے اتنے خزانے دے دیئے تھے کہ ایک طاقت ور جماعت سے بھی اس کی کنجیاں نہیں اٹھ سکتی تھیں پھر جب اس سے قوم نے کہا کہ اس قدر نہ اتراؤ کہ خدا اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے (۷۶) اور جو کچھ خدا نے دیا ہے اس سے آخرت کے گھر کا انتظام کرو اور دنیا میں اپنا حصّہ بھول نہ جاؤ اور نیکی کرو جس طرح کہ خدا نے تمہارے ساتھ نیک برتاؤ کیا ہے اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو کہ اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے (۷۷) قارون نے کہا کہ مجھے یہ سب کچھ میرے علم کی بنا پر دیا گیا ہے تو کیا اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی نسلوں کو ہلاک کر دیا ہے جو اس سے زیادہ طاقتور اور مال کے اعتبار سے دولت مند تھیں اور ایسے مجرموں سے تو ان کے گناہوں کے بارے میں سوال بھی نہیں کیا جاتا ہے (۷۸) پھر قارون اپنی قوم کے سامنے زیب و زینت کے ساتھ برآمد ہوا تو جن لوگوں کے دل میں زندگانی دنیا کی خواہش تھی انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ کاش ہمارے پاس بھی یہ ساز و سامان ہوتا جو

قارون کو دیا گیا ہے یہ تو بڑے عظیم حصّہ کا مالک ہے (۷۹) اور جنہیں علم دیا گیا تھا انہوں نے کہا کہ افسوس تمہارے حال پر۔ اللہ کا ثواب صاحبانِ ایمان و عمل صالح کے لئے اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے اور وہ ثواب صبر کرنے والوں کے علاوہ کسی کو نہیں دیا جاتا ہے (۸۰) پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر بار کو زمین میں دھنسا دیا اور نہ کوئی گروہ خدا کے علاوہ بچانے والا پیدا ہوا اور نہ وہ خود اپنا بچاؤ کرنے والا تھا (۸۱) اور جن لوگوں نے کل اس کی جگہ کی تمنا کی تھی وہ کہنے لگے کہ معاذ اللہ یہ تو خدا جس بندے کے لئے چاہتا ہے اس کے رزق میں وسعت پیدا کر دیتا ہے اور جس کے یہاں چاہتا ہے تنگی پیدا کر دیتا ہے اور اگر اس نے ہم پر احسان نہ کر دیا ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیا ہوتا معاذ اللہ کافروں کے لئے واقعاً فلاح نہیں ہے (۸۲) یہ دارِ آخرت وہ ہے جسے ہم ان لوگوں کے لئے قرار دیتے ہیں جو زمین میں بلندی اور فساد کے طلبگار نہیں ہوتے ہیں اور عاقبت تو صرف صاحبانِ تقویٰ کے لئے ہے (۸۳)

تفسیر

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ - اور آپ کا رب جسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہے اختیار کرتا ہے اور تم لوگوں کو اختیار کا حق نہیں ہے"

یعنی خدا جسے چاہتے امام بناتا ہے تم لوگوں کو امام بنانے کا حق حاصل نہیں ہے۔

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ - اور آپ کا رب ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جو تم اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے اور اس کو بھی جانتا ہے جو تم ظاہر و علانیہ کرتے ہو۔

یعنی جو تم اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہو اور تمہارا عزم ہے کہ تم فلاں کو اپنا امام بناؤ گے خدا نے وہ سب اپنے نبی کو خبر دے دی ہے۔ اور اس سے پہلے ہی دے دی ہے۔

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا - اور ہم ہر قوم سے ایک گواہ نکال کر لائیں یعنی اس امت کے ہر فرقہ سے اس کے امام کو اٹھایا جائے گا۔ اور پھر ہم منکرین سے کہیں گے کہ تم بھی اپنی دلیل و برہان لے کر آؤ۔

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ ۗ - بے شک قارون موسیٰؑ کی قوم سے تھا۔ مگر اس نے قوم پر ظلم کیا اور ہم نے بھی اسے اتنے خزانے دے دیے

تھے ایک طاقت ور جماعت سے بھی اس کی چابیاں نہیں اٹھ سکتی تھیں۔

عُصْبَةِ :اس جماعت کو کہا جاتا ہے جو دس سے لیکر انیس تک کے افراد پر مشتمل ہو۔ اور قارون کے خزانوں کی چابیوں کو اتنے افراد پر مشتمل جماعت سے بھی اٹھانا مشکل ہوتا جو طاقت ور ہوتی۔

اور قارون کہا کرتا تھا جیسا کہ قرآن نے حکایت کی ہے۔ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ۔ یہ میرے علم کی وجہ سے مجھے عطاء ہوا ہے۔

یعنی جو مال میرے پاس ہے یہ میں نے اپنے علم کی وجہ سے حاصل کیا ہے کیونکہ قارون علم کیمیا جانتا تھا۔ خدا نے فرمایا۔

اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ۔ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ کیا اسے یہ معلوم نہیں کہ اللہ نے اس سے قبل بہت سی نسلوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ جو اس سے زیادہ طاقت ور تھیں اور اس سے زیادہ مال دار تھیں ایسے مجرموں سے تو ان کے گناہوں کے بارے بھی سوال نہیں کیا جاتا۔

یعنی اس قارون سے قبل بھی ایسی قوموں کو ہلاک کر دیا گیا اور ان کے جرم کے بارے میں بھی سوال نہیں کیا گیا۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۔ پس وہ قارون اپنی شان وشوکت کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے آیا۔

یعنی وہ مزین کپڑوں کے ساتھ قوم کے پاس آتا تھا اور اس کے کپڑے تکبر کو ظاہر کرتے ہوئے زمین پر گھیرے ہوتے تھے۔

قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ اور جن لوگوں کے دلوں میں زندگانی دنیا کی خواہش تھی۔ انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ کاش ہمارے پاس بھی اتنا مال ہوتا جو قارون کو دیا گیا ہے یہ تو بڑے عظیم حصے کا مالک ہے۔

تو ان لوگوں کے جواب میں موسیٰ کے جو خاص اصحاب تھے وہ کہا کرتے تھے۔ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۝ افسوس ہے تمہارے لیے۔ اللہ کے پاس ثواب ہے جو اس نے ایمان اور عمل صالح رکھنے والوں کے لیے لکھا ہے وہ اس سے بہت بہتر ہے۔ اور وہ ثواب صبر کرنے والوں کے علاوہ کسی کو نہیں دیتا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر وبار کو زمین دھنسا دیا اور نہ کوئی گروہ خدا کے علاوہ اسے بچانے والا ہوا اور نہ وہ خود اپنے آپ کو بچا سکا۔ اور جن لوگوں نے کل اس کی جگہ کی تمنا کی تھی وہ کہنے لگے کہ معاذ اللہ یہ تو خدا جس بندے کے لیے چاہتا ہے اس کے رزق میں وسعت پیدا کر دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے اس کے رزق میں تنگی کر دیتا ہے۔ اگر اس نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیتا۔ معاذ اللہ کافروں کے لیے تو واقعاً فلاح نہیں ہے۔

قارون کی ہلاکت کا واقعہ:

جب حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے تو آپ نے اپنی قوم کے ساتھ ایک وادی میں قیام کیا اور خدا نے ان پر من وسلویٰ نازل کرنا شروع کر دیا اور ان کے پانی کے لیے پتھر سے بارہ چشمے جاری کر دیے تا کہ وہ ان سے سیراب ہوں۔ تو متواتر من سلویٰ کھانے کے بعد انہوں جناب موسیٰ سے عرض کی۔ ہم متواتر ایک ہی کھانے پر صبر نہیں کر سکتے بلکہ آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے وہ چیزیں فراہم کرے جو زمین سے اُگتی ہیں۔ لہسن، پیاز، دال مسور وغیرہ تو جناب موسیٰ نے فرمایا کہ تم جو سب سے بہتر ہے اس کو ادنیٰ سے تبدیل کرنا چاہتے ہو۔ تو اس شہر میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں تمھیں وہ سب کچھ ملے گا جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن نے اس کی حکایت کی ہے اس شہر میں ایک جابر قسم کی قوم رہتی تھی۔ تو بنی اسرائیل والوں نے کہا کہ اے موسیٰ پہلے تو اور تیرا رب جائے اور ان سے لڑے ہم یہ بیٹھے ہیں پس خدا نے ان پر اس شہر میں داخل ہونا واجب کر دیا اور وہ داخل نہ ہوتے تو اللہ نے ان کو چالیس سال تک شہر میں آبادی سے محروم کر لیتا اور جنگلوں میں ہی رہتے۔ یہ قوم رات کے پہلے حصے میں تورات کی تلاوت اور دعا توبہ وگریہ وزاری کرتی تھی اور قارون بھی ان میں شامل ہوتا تھا۔ اور قارون تورات کا بہت اچھا قاری تھا اس کی آواز خوبصورت تھی۔ اس سے زیادہ کوئی بھی خوبصورت انداز میں تورات کی تلاوت نہیں کرتا تھا۔ اپنی اچھی قرائت وتلاوت کی وجہ سے اس کا نام منوّر رکھا گیا تھا۔ (یعنی جیسے ہمارے دور میں اچھی تلاوت کرنے والے کو قاری کہا جاتا ہے)

قارون کیمیا کا علم جانتا تھا۔ جب بنی اسرائیل کی سرگردانی نے طول پکڑ لیا تو قارون نے توبہ کرنے والوں میں شامل ہونا چھوڑ دیا اور وہ توبہ کی محفل میں شریک نہ ہوتا تھا۔ جب کہ حضرت موسیٰ اس سے پیار کرتے تھے وہ چاہتے تھے کہ قارون اس توبہ کی محفل میں شرکت کرے۔

چنانچہ آپ اس کے محل میں تشریف لائے اور فرمایا کہ تمھاری قوم توبہ کرنے میں مصروف ہے اور تو ان سے الگ تھلگ ہو کر یہاں بیٹھا ہوا ہے تو اپنی قوم کے ساتھ شامل ہو جا ورنہ تم پر عذاب خدا نازل ہو جائے گا قارون نے حضرت موسیٰ کا مذاق اڑایا اور آپ کی توہین بھی کی حضرت موسیٰ اس کے محل سے نکل کر اس کے محل کے صحن میں آئے آپ نے بالوں سے بنا ہوا جبہ پہن رکھا تھا اور گدھے کی کھال کا جوتا پہنا ہوا تھا آپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔

قارون نے اپنے ایک نوکر کو حکم دیا کہ وہ پانی میں راکھ ملا کر موسیٰ پر ڈال دے اس کے نوکر نے اس کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ایسا ہی کیا حضرت موسیٰ کو اس حرکت پر بہت غصہ آیا آپ کے بازو پر کچھ بال تھے۔ جب آپ کو غصہ آتا تو وہ بال کھڑے ہو جاتے تھے اور کپڑے سے باہر نکل آتے تھے۔ اور ان سے خون کی بوندیں ٹپکنے لگ جاتی تھیں۔

جناب موسیٰ نے بارگاہ خدا میں عرض کی خدایا اگر آج تو میری اس توہین پر غضبناک نہیں ہوتا تو پس یہ سمجھوں گا کہ میں تیرا نبی ہی نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے موسیٰ میں نے زمین کو تیری اطاعت کا حکم دے دیا ہے۔ تو اسے جو بھی حکم کرے

گا وہ تیرے حکم کی تعمیل کرے گی۔

قارون نے اپنے محل کا صدر دروازہ بند کر رکھا تھا موسیٰؑ اٹھے اور دروازے پر آئے اور دورازے کو اشارہ کیا تو وہ کھل گیا آپ اس کے محل کی حدود سے باہر آ گئے۔ جب قارون نے پر منتظر دیکھا وہ سمجھ گیا کہ موسیٰ غصہ میں ہیں اور جلال میں ہیں اور انھیں خدا کی طرف سے عذاب دینے کا اختیار مل گیا ہے۔ چنانچہ اس نے چلا کر کہا موسیٰ۔ میں آپ کو اس رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں جو میرے اور آپ کے درمیان ہے مجھ پر ترس کھاؤ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ اے فرزند لادی اب زیادہ باتیں کرنے کا وقت نہیں رہا۔ آپ نے زمین کو حکم دیا۔ اے زمین اسے اس کے محلات اور خزانوں سمیت نگل جا چنانچہ زمین نے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کو نگلنا شروع کر دیا۔ جب وہ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا تو اس نے فریاد کی اور کہا اے موسیٰ میں آپ کا رشتہ دار ہوں مجھے اس عذاب سے بچا لے۔ مگر جناب موسیٰ نے زمین کو حکم دیا اور اس کو نگل جا اور آپ نے اس پر ترس نہ کھایا اور فرمایا اے فرزند لادی اب زیادہ باتوں کی ضرورت نہیں ہے خاموش ہو جا۔ پھر زمین کو حکم دیا کہ تو اپنے کام کو جاری رکھ۔ الغرض قارون اپنے محلات، خزانوں سمیت زمین میں دھنس گیا۔ اور زمین برد ہو گیا۔ بعد ازیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا۔ اے موسیٰ قارون گڑگڑا کر تجھے پکارتا رہا لیکن آپ نے اس پر رحم نہیں کیا اور اس پر ترس نہیں کھایا۔ اگر وہ مجھے پکارتا میں ضرور اس پر رحم کر دیتا۔ جناب موسیٰ نے عرض کی خدایا وہ آپ کے علاوہ دوسری چیز کا واسطہ دے رہا تھا۔ اگر تیرے واسطے سے پکارتا میں بھی اس پر ترس کھاتا۔

اے فرزند عمران ہر جاندار نے مرنا ہے اور آپ کی موت بھی قریب آ گئی ہے۔ اور میں موت کے بعد آپ کو اتنی زیادہ نعمات دوں گا کہ تو خوش ہو جائے گا۔

چند دنوں کے بعد حضرت موسیٰ اپنے وصی کے ساتھ ملکر کوہ طور کی طرف جا رہے تھے آپ پہاڑ پر چڑھے تو آپ نے دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ میں کدال ہے اور وہ زمین کھود رہا ہے حضرت موسیٰ اس کے پاس گئے اور فرمایا اے بندہ خدا تو کیا کر رہا ہے؟

اس نے جواب دیا کہ خدا کے ایک بندے کی قبر تیار کر رہا ہوں۔ حضرت موسیٰ نے کہا کیا میں آپ کی اس کام میں مدد کر سکتا ہوں تو اس نے کہا ہاں اجازت ہے۔ پس جناب موسیٰؑ نے اس کے ساتھ قبر کھودنے میں اس کی مدد کی جب قبر تیار ہو گئی تو حضرت موسیٰ نے فرمایا اس مرنے والے کی قد و قامت کتنی ہے؟ اس نے کہا بالکل آپ جیسی ہے آپ نے فرمایا میں اس قبر میں داخل ہو کر لیٹ کر دیکھتا ہوں کہ کیا قبر پوری ہے یا نہیں جیسے ہی حضرت موسیٰ قبر میں لیٹے تو جنت کے دروازے قبر میں کھول دیے گئے اور آپ نے بارگاہ خدا میں عرض کی اے خدایا مجھے موت دے دے تا کہ میں ان نعمات سے مستفید ہو سکوں۔ چنانچہ اس وقت آپ کو موت آ گئی اور اس قبر میں آپ دفن ہو گئے اور پہاڑ آپ کی قبر پر پھیل گیا۔

آیت نمبر ۸۴ تا ۸۸

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى
الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِىْ فَرَضَ
عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ قُلْ رَّبِّىْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى
وَمَنْ هُوَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ
اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ
عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ كُلُّ شَيْءٍ
هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

ترجمہ

جو کوئی نیکی کرے گا اسے اس سے بہتر اجر ملے گا اور جو کوئی برائی کرے گا تو برائی کرنے والوں کو اتنی ہی سزا دی جائے گی جیسے اعمال وہ کرتے رہے ہیں (۸۴) بیشک جس نے آپ پر قرآن کا فریضہ عائد کیا ہے وہ آپ کو آپ کی منزل تک ضرور واپس پہنچائے گا۔ آپ کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار بہتر جانتا ہے کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون کھلی ہوئی گمراہی میں ہے (۸۵) اور آپ تو اس بات کے امیدوار نہیں تھے کہ آپ کی طرف کتاب نازل کی جائے یہ تو رحمتِ پروردگار ہے لہٰذا خبردار آپ کافروں کا ساتھ نہ دیجئے گا (۸۶) اور ہرگز یہ لوگ آیات کے نازل ہونے کے بعد ان کی تبلیغ سے آپ کو روکنے نہ پائیں اور آپ اپنے رب کی طرف دعوت دیجئے اور خبردار مشرکین میں سے نہ ہو جائیے (۸۷) اور اللہ

کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو مت پکارو کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کی ذات کے ماسوا ہر شے ہلاک ہونے والی ہے اور تم سب اسی کی بارگاہ کی طرف پلٹائے جاؤ گے (۸۸)

تفسیر

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۸۳ .

آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے مخصوص کریں گے جو زمین پر بلندی اور فساد کے طلب گار نہیں ہوں گے۔ انجام کا خیر تو اہل تقویٰ کے لئے ہے۔

حفص بن غیاث نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا اے حفص اس دنیا کی منزلت میرے نزدیک ایک مردار کی سی ہے جب میں اس کی طرف مجبور ہوتا ہوں تو اس سے کھاتا ہوں۔

اے حفص اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے بندے کیا کر رہے ہیں۔ اور وہ کدھر جا رہے ہیں۔ پس برے اعمال کرنے سے اس سے ڈرو کیونکہ جو کچھ تم کر چکے ہے وہ اس کو بھی جانتا ہے۔ پھر جس کے فوت ہونے کا خطرہ نہیں اس کا حسن طلب تجھے دھوکہ نہ دے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ . اس کے بعد اس نے رونا شروع کر دیا اور کہا خدا کی قسم میری ساری دنیاوی امیدیں اس آیت نے ختم کر دیں ہیں۔ پھر آپنے فرمایا خدا کی قسم نیک لوگ ہی کامیاب ہوں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو مخلوق کو اذیت نہیں دیتے۔ اور اپنے علم کے تحت خدا سے ڈرتے ہیں اور جاہل سے خدا کے لئے اس کا عذر قبول کرتے ہیں۔

اے حفص عالم کے ایک گناہ بخشے جانے تک جاہل کے ستر گناہ بخش دیے جائیں گے جو شخص علم حاصل کرے اور علم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل کر لے وہ آسمان میں عظیم کے نام سے پکارا جائے گا۔ پس خدا کے لئے علم حاصل کرو اور خدا کے لئے اس پر عمل کرو اور خدا کے لئے اس کی دوسروں کو تعلیم دو۔ پھر میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں دنیا میں زھد کی حد کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا خدا نے خود قرآن میں اس کی حد کو بیان کیا ہے۔ اور خدا فرماتا ہے۔

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ . جو تمہارے ہاتھوں سے چلا جائے اس پر افسوس نہ کرو۔ اور جو تجھے مل جائے اس پر زیادہ خوشیاں نہ مناؤ۔ (سورہ حدید۔ ۲۳)

لوگوں میں سب سے زیادہ عالم وہ ہے جو خدا سے سب زیادہ ڈرتا ہے۔ اور اللہ سے سب سے زیادہ وہ ڈرتا ہے۔ جو

زیادہ عالم ہو۔ اور سب سے زیادہ عالم وہ ہے جو دنیا میں زیادہ زاھد ہو۔

پس ایک مرد نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ مجھے وصیت فرمائیں جہاں رہو اللہ سے ڈرو تا کہ تم وحشت میں نہ پڑو۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۔ علو سے مراد شرف و بلند ہے اور فساد سے مراد۔ بلند و بالا عمارتیں ہیں اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ بے شک جس نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے وہ آپ کو آپ کی منزل تک ضرور واپس پلٹائے گا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہوا ہے آپ سے جابر کے بارے سوال کیا پس آپ علیہ السلام نے فرمایا خدا جابر پر رحم کرے۔ جو فقیہ تھا جو اس آیت کی تاویل کو جانتا تھا۔

حضرت امام علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام سے ابو خالد کابلی نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ ۔ آپ نے فرمایا تمہارا نبی اور امیر المومنین اور آئمہ علیہم السلام تمہارے طرف پلٹ کر آئیں گے۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝۸۶ . آپ کافروں کے ہرگز پشت پناہ نہ بنیں۔

یعنی اس آیت میں خطاب رسول خدا کو ہے لیکن مراد لوگ ہیں۔ ایسے ہی۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۔ اس میں بھی خطاب رسول خدا کو ہے لیکن مراد لوگ ہیں۔

یہ ہی مراد امام صادق کے قول سے ہے جس میں آپ نے فرمایا۔ ان الله بعث بنية بإياك اعنى واسمعى يا جاره۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا ہے۔ ایسے ہی ہے جیسے آپ کہتے ہیں مراد آپ ہیں لیکن سنا رہے ہیں ہمسائی کو۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ : ہر چیز ہلاک ہو جائے گی سوائے اس کے۔

حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہوا ہے آپ نے فرمایا۔ ہر چیز ہلاک ہو جائے گی اور اس کا چہرہ باقی رہے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا خدا اس سے پاک منزہ ہے کہ اس کے اعضا ہوں۔ بلکہ اس سے مراد ہے کہ ہر چیز فنا ہو جائے گی سوائے اس کے دین کے۔ اور اس کا چہرہ ہم آل محمد ہیں جس کے ذریعے خدا تک پہنچا جائے گا۔ جب تک لوگوں میں ہماری ضرورت رہے گی وہ ہمیں باقی رکھے گا۔ اور جب ہماری ضرورت ختم ہو جائے گی وہ ہمیں اُٹھائے گا۔ پھر ہمارے متعلق جو چاہے گا کرے گا۔

راوی نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ روبہ سے مراد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے مراد جاحت ہے۔

سورۃ قصص تمام شد

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ

سورہ مبارکہ عنکبوت مکی ہے۔ اس کی آیات ۶۹ ہیں اور اس کے رکوع کی تعداد سات ہے۔

یہ سورہ قرآن میں موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر ۲۹ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا نمبر ۸۵ ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جو شخص ۲۳ ماہ رمضان کو سورہ عنکبوت اور سورہ روم کی تلاوت کرے گا تو خدا کی قسم وہ شخص اہل جنت میں سے ہوگا۔ اور میں اس میں کسی کا استثناء نہیں کرتا اور اس قسم کے متعلق مجھے خوف نہیں ہے کہ اللہ مجھ پر کوئی گناہ لکھے گا ان سورتوں کا خدا کی نظر میں بہت مقام ہے۔

آیت نمبر ۱ تا ۴۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝۱ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ
لَا يُفْتَنُوْنَ ۝۲ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝۳ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ
السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۴ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ
اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۵ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا
يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ
الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ

جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ
مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ
وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ
بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا
سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ
شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۲ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ
اَثْقَالِهِمْ ۫ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۳ وَلَقَدْ
اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ
فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝۱۴ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ
وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۵ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۶ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ

وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ
قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ
يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا
فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ
الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ
يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي
السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ
حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾
وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ
بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ؘ
وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ
اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ
فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾
اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ
الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ
كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ
الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا
مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا
لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ؗ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫
كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ
وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۫ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ
اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ
الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ
اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ
يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ
مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ
جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَزَيَّنَ
لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا

مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى
بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا
اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ
اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ
اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ
الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ
الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا
لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

الٓمّٓ (۱) کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ صرف اس بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ وہ یہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور ان کا امتحان نہیں ہوگا (۲) بیشک ہم نے ان سے پہلے والوں کا بھی امتحان لیا ہے اور اللہ تو بہر حال یہ جاننا چاہتا ہے کہ ان میں کون لوگ سچے ہیں اور کون جھوٹے ہیں (۳) کیا برائی کرنے والوں کا خیال یہ ہے کہ ہم سے آگے نکل جائیں گے یہ بہت غلط فیصلہ کر رہے ہیں

(۴) جو بھی اللہ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے معلوم رہے کہ وہ مدت یقیناً آنے والی ہے اور وہ خدا سمیع بھی ہے اور علیم بھی ہے (۵) اور جس نے بھی جہاد کیا ہے اس نے اپنے لئے جہاد کیا ہے اور اللہ تو سارے عالمین سے بے نیاز ہے (۶) اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہم یقیناً ان کے گناہوں کی پردہ پوشی کریں گے اور انہیں ان کے اعمال کی بہترین جزا عطا کریں گے (۷) اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے کی نصیحت کی ہے اور بتایا ہے کہ اگر وہ کسی ایسی شے کو میرا شریک بنانے پر مجبور کریں جس کا تمہیں علم نہیں ہے تو خبردار ان کی اطاعت نہ کرنا کہ تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہے پھر میں بتاؤں گا کہ تم لوگ کیا کر رہے تھے (۸) اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور نیک اعمال کئے ہم یقیناً انہیں نیک بندوں میں شامل کر لیں گے (۹) اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے اس کے بعد جب راہِ خدا میں کوئی تکلیف ہوئی تو لوگوں کے فتنہ کو عذابِ خدا جیسا قرار دے دیا حالانکہ آپ کے پروردگار کی طرف سے کوئی مدد آجاتی تو فوراً کہہ دیتے کہ ہم تو آپ ہی کے ساتھ تھے تو کیا خدا ان باتوں سے باخبر نہیں ہے جو عالمین کے دلوں میں ہیں (۱۰) اور وہ یقیناً انہیں بھی جاننا چاہتا ہے جو صاحبانِ ایمان ہیں اور انہیں بھی جاننا چاہتا ہے جو منافق ہیں (۱۱) اور یہ کفار ایمان لانے والوں سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے راستہ کا اتباع کر لو ہم تمہارے گناہوں کے ذمہ دار ہیں حالانکہ وہ کسی کے گناہوں کا بوجھ اٹھانے والے نہیں ہیں اور سراسر جھوٹے ہیں (۱۲) اور انہیں ایک دن اپنا بوجھ بھی اٹھانا ہی پڑے گا اور اس کے ساتھ ان لوگوں کا بھی اور روزِ قیامت ان سے ان باتوں کے بارے میں سوال بھی کیا جائے گا جن کا یہ افترا کیا کرتے تھے (۱۳) اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور وہ ان کے درمیان پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے پھر قوم کو طوفان نے اپنی گرفت میں لے لیا کہ وہ لوگ ظالم تھے (۱۴) پھر ہم نے نوح کو اور ان کے ساتھ کشتی والوں کو نجات دے دی اور اسے عالمین کے لئے ایک نشانی قرار دے دیا (۱۵) اور ابراہیم کو یاد کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو کہ اسی میں تمہارے لئے بہتری ہے اگر تم کچھ جانتے ہو (۱۶) تم خدا کو چھوڑ کر صرف بتوں کی پرستش کرتے ہو اور اپنے پاس سے جھوٹ

گھڑتے ہو یاد رکھو کہ خدا کے علاوہ جن کی بھی پرستش کرتے ہو وہ تمہارے رزق کے مالک نہیں ہیں رزق خدا کے پاس تلاش کرو اور اسی کی عبادت کرو اسی کا شکریہ ادا کرو کہ تم سب اسی کی بارگاہ میں واپس لے جائے جاؤ گے (۱۷) اور اگر تم تکذیب کرو گے تو تم سے پہلے بہت سی قومیں یہ کام کر چکی ہیں اور رسول کی ذمہ داری تو صرف واضح طور پر پیغام کا پہنچا دینا ہے (۱۸) کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ خدا کس طرح مخلوقات کو ایجاد کرتا ہے اور پھر دوبارہ واپس لے جاتا ہے یہ سب اللہ کے لئے بہت آسان ہے (۱۹) آپ کہہ دیجئے کہ تم لوگ زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ خدا نے کس طرح خلقت کا آغاز کیا ہے اس کے بعد وہی آخرت میں دوبارہ ایجاد کرے گا بیشک وہی ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے (۲۰) وہ جس پر چاہتا ہے عذاب کرتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے (۲۱) اور تم زمین یا آسمان میں اسے عاجز کر سکنے والے نہیں ہو اور اس کے علاوہ تمہارا کوئی سرپرست یا مددگار بھی نہیں ہے (۲۲) اور جو لوگ خدا کی نشانیوں اور اس کی ملاقات کا انکار کرتے ہیں وہ میری رحمت سے مایوس ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۲۳) تو ان کی قوم کا جواب اس کے علاوہ کچھ نہ تھا کہ انہیں قتل کر دو یا آگ میں جلا دو۔۔۔ تو پروردگار نے انہیں اس آگ سے نجات دلا دی بیشک اس میں بھی صاحبانِ ایمان کے لئے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں (۲۴) اور ابراہیم نے کہا کہ تم نے صرف زندگانی دنیا کی محبتوں کو برقرار رکھنے کے لئے خدا کو چھوڑ کر بتوں کو اختیار کر لیا ہے اس کے بعد روزِ قیامت تم میں سے ہر ایک دوسرے کا انکار کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا جب کہ تم سب کا انجام جہنم ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا (۲۵) پھر لوط ابراہیم پر ایمان لے آئے اور انہوں نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر رہا ہوں کہ وہی صاحب عزّت اور صاحب حکمت ہے (۲۶) اور ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد عطا کی اور پھر ان کی ذریت میں کتاب اور نبوت قرار دی اور انہیں دنیا میں بھی ان کا اجر عطا کیا اور آخرت میں بھی ان کا شمار نیک کردار لوگوں میں ہوگا (۲۷) اور پھر لوط کو یاد کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگ ایسی بدکاری کر رہے ہو جو سارے عالم میں تم سے پہلے کبھی کسی نے بھی نہیں کی ہے (۲۸) تم لوگ مردوں سے جنسی تعلّقات پیدا

کر رہے ہو اور راستے قطع کر رہے ہو اور اپنی محفلوں میں برائیوں کو انجام دے رہے ہو۔۔۔ تو ان کی قوم کے پاس اس کے علاوہ کوئی جواب نہ تھا کہ اگر تم صادقین میں سے ہو تو وہ عذابِ الٰہی لے آؤ جس کی خبر دے رہے ہو (۲۹) تو لوط نے کہا پروردگار تو اس فساد پھیلانے والی قوم کے مقابلہ میں میری مدد فرما (۳۰) اور جب ہمارے نمائندہ فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے اور انہوں نے یہ خبر سنائی کہ ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں کہ اس بستی کے لوگ بڑے ظالم ہیں (۳۱) تو ابراہیم نے کہا کہ اس میں تو لوط بھی ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم سب سے باخبر ہیں۔ ہم انہیں اور ان کے گھر والوں کو نجات دے دیں گے علاوہ ان کی زوجہ کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے (۳۲) پھر جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ پریشان ہو گئے اور ان کی مہمانی کی طرف سے دل تنگ ہونے لگے ان لوگوں نے کہا کہ آپ ڈریں نہیں اور پریشان نہ ہوں ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بچا لیں گے صرف آپ کی زوجہ کو نہیں کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہو گئی ہے (۳۳) ہم اس بستی پر آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں کہ یہ لوگ بڑی بدکاری کر رہے ہیں (۳۴) اور ہم نے اس بستی میں سے صاحبانِ عقل و ہوش کے لئے کھلی ہوئی نشانی باقی رکھی ہے (۳۵) اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا تو انہوں نے کہا کہ لوگو اللہ کی عبادت کرو اور روزِ آخرت سے امیدیں وابستہ کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو (۳۶) تو ان لوگوں نے انہیں جھٹلا دیا اور نتیجہ میں انہیں ایک زلزلے نے اپنی گرفت میں لے لیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے زانو کے بل پڑے رہے (۳۷) اور عاد و ثمود کو یاد کرو کہ تم لوگوں کے لئے ان کے گھر بھی سرِ راہ واضح ہو چکے ہیں اور شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال کو آراستہ کر دیا تھا اور انہیں راستہ سے روک دیا تھا حالانکہ وہ لوگ بہت ہوشیار تھے (۳۸) اور قارون فرعون و ہامان کو بھی یاد دلاؤ جن کے پاس موسیٰؑ کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے تو ان لوگوں نے زمین میں استکبار سے کام لیا حالانکہ وہ ہم سے آگے جانے والے نہیں تھے (۳۹) پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ میں گرفتار کر لیا کسی پر آسمان سے پتھروں کی بارش کر دی کسی کو ایک آسمانی چیخ نے پکڑ لیا اور کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو پانی میں غرق کر دیا اور اللہ کسی پر ظلم

کرنے والا نہیں ہے بلکہ یہ لوگ خود اپنے نفس پر ظلم کر رہے ہیں (۴۰) اور جن لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسرے سرپرست بنا لئے ہیں ان کی مثال مکڑی جیسی ہے کہ اس نے گھر تو بنا لیا لیکن سب سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہوتا ہے اگر ان لوگوں کے پاس علم وادراک ہو (۴۱) بیشک اللہ خوب جانتا ہے کہ اسے چھوڑ کر یہ لوگ کسے پکار رہے ہیں اور وہ بڑی عزّت والا اور صاحبِ حکمت ہے (۴۲) اور یہ مثالیں ہم تمام عالمِ انسانیت کے لئے بیان کر رہے ہیں لیکن انہیں صاحبانِ علم کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے (۴۳) اللہ نے آسمان اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اس میں صاحبانِ ایمان کے لئے اس کی قدرت کی نشانی پائی جاتی ہے (۴۴)

تفسیر

الٓمّٓ ۝۱ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝۲

ا۔ل۔م۔ کیا یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ان کے صرف کہہ دینے سے ہم ایمان لائے ہیں ان چھوڑ دیا جائے گا اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا۔

لَا يُفْتَنُوْنَ ۝۲ یعنی ان کا امتحان نہیں لیا جائے گا۔

حدیثی: علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس ابن عبدالمطلب امیر المومنینؑ کے پاس آئے اور کہا اے امیر المومنین علیہ السلام آپ ہمارے ساتھ چلیں تا کہ ہم لوگوں کے ساتھ مل کر آپ کی بیعت کریں۔ تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: (اے چاچا عباس) کیا آپ دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ ایسے کریں گے؟ تو جناب عباس نے عرض کیا۔ ہاں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: کہ پھر خدا کا یہ قول کہاں جائے گا۔

الٓمّٓ ۝۱ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝۲

ترجمہ: کیا یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ فقط ان کا یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لائے ہیں اور ان کو چھوڑ دیا جائے گا اور ان کا امتحان نہیں لیا جائے گا)۔

حالانکہ ان سے پہلے والے لوگوں کا امتحان لیا گیا تھا تا کہ اللہ یہ جان لے کہ کون اپنے دعوی ایمان میں سچے ہیں اور کون

اپنے دعوئ ایمان میں جھوٹے ہیں۔ تو کیا برائیاں کرنے والے یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہم سے بازی لے جائیں گے اور ان کا بہت بڑا غلط فیصلہ ہے۔ اور جو اللہ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے تو اسے یہ یقین ہو کہ وہ مدت یقیناً آنے والی ہے"۔

امیر المومنین فرماتے ہیں جو شخص خدا سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اس کے لیے وہ مدت وقت آچکا ہے۔ "مَنْ جَاهَدَ" یعنی جو اپنے نفس کو لذت وشہوت اور گناہوں سے دور کرتا ہے۔ اس نے یہ سارا کام اپنے لیے کیا ہے اور خدا کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ تو غنی و بے نیاز ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کی نصیحت کی ہے"

یعنی والدین سے مراد دونوں ماں اور باپ ہیں جن کی وجہ سے وہ اس کائنات میں آیا ہے اس کے بعد پھر خدا نے فرمایا۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹ اور ہم نے بتایا ہے کہ اگر وہ کسی ایسی چیز کو میرا شریک بنانے پر مجبور کریں کہ جس کا تمھیں علم نہیں ہے تو اس میں ان کی اطاعت مت کرنا کہ تم سب کی بازگشت میری طرف ہے پھر میں بتاؤں گا کہ تم کیا کر رہے تھے اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور نیک اعمال انجام دیے ہم یقیناً ان کو نیک بندوں میں شامل کریں گے۔"

اصبغ بن نباتہ نے نقل کیا ہے کہ میں نے امیر المومنین علیؑ سے خدا نے اس قول کے بارے میں سوال کیا۔ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝۱۴ ۔ (سورہ لقمان) میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرو اور تم نے میری طرف پلٹ کر آنا ہے۔"

آپؑ وہ والدین جن کا شکریہ ادا کرنا خدا نے تم پر واجب قرار دیا ہے وہ ہیں جنہوں نے تمھیں علم دیا ہے اور حکم وحکمت عطاء کی ہے۔ اور ان کی اطاعت کا لوگوں کو حکم دیا گیا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تم نے میری طرف پلٹ کر آنا ہے یعنی تمام بندوں نے خدا کی بارگاہ میں ہی پلٹ کر آنا ہے۔ اور والدین سے یہ مراد ہونے کی دلیل یہ ہے کہ خدا نے ایک خاص قول کا عطف کیا ہے اور وہ یہ ہے "وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ۔ یعنی اگر وہ دونوں میرا شریک قرار دینے کا حکم دیں" یعنی اس نصیحت میں میں نے کہہ دیا ہے کہ جو میں نے ان کی اطاعت کا حکم دیا ہے اس اطاعت سے منہ موڑ لینا اگر یہ تم کو شرک کا حکم دیں تو اس وقت ان کی اطاعت مت کرنا۔ اور ان کی بات مت سننا اور پھر خدا نے والدین پر اپنے اس قول کا عطف کیا ہے "جهاني الدنيا معروفا" یعنی ان دونوں کا ساتھی دنیا میں معروف ہے۔

یعنی لوگ ان دونوں کے فضل کو جانتے ہیں اور تم ان دونوں کے راستہ کی طرف لوگوں کو بلاؤ۔ یہ ہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میری بارگاہ میں توبہ کرتا ہے اس کے راستہ کی اتباع کرو۔ پھر تم سب نے میری بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ یعنی اللہ کی طرف پلٹنا ہے اور پھر ہماری طرف پس اللہ سے ڈرو اور والدین کی نافرمانی سے بچو کیونکہ اگر والدین راضی ہیں تو خدا راضی ہے اور

والدین ناراض تو خدا ناراض ہوتا ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے اس کے بعد جب راہ خدا میں کوئی تکلیف ہوتی تو لوگوں کے فتنہ کو عذاب خدا جیسا قرار دیا۔

فرماتے ہیں انسان کو جب کوئی اذیت یا ضرر یا فاقہ آتا ہے۔ یا کوئی خوف ظالموں کی طرف سے آتا ہے وہ ان ظالموں کے دین میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور وہ دیکھتے ہیں جو کچھ یہ کر رہے ہیں یہ گویا خدا کا عذاب ہے ان پر کہ جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ ۔ اور تمھارے رب کی طرف سے کوئی مدد آئی''

یعنی جب ہمارے القائم کے ذریعے ان کی مدد ہوگی تو اس وقت یہ کہیں گے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۔ اور کفار نے مومنین سے کہا کہ تم ہمارے راستے کی اتباع کرو ہم تمہارے گناہوں کو اپنے ذمہ لیں گے''

کفار مومنین سے کہا کرتے تھے تم اسلام کو چھوڑ دو اور ہم قیامت کے دن اگر بالفرض وہ برپا ہوئی تو تمھارے گناہوں کا بوجھ ہم اٹھالیں گے ایسے کافروں کو خدا دوگنا عذاب دے گا۔ ایک تو ان کے اپنے گناہوں کا عذاب دے گا اور دوسرا عذاب لوگوں کے گناہوں کا عذاب ان کفار کو دے گا۔

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۔ اور ابراہیم کو یاد کرو جب انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو کہ اسی میں تمھاری بہتری ہے اگر تم جانتے ہو۔ تم خدا کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے ہو اور اپنے پاس سے جھوٹ گھڑتے ہو۔

اِفْكًا: یعنی تم جان بوجھ کر جھوٹ گھڑتے ہو۔ یعنی بناتے ہو۔ اور وہ لوگ اللہ کے علاوہ جن کی تم عباعت کرتے ہو وہ تمھارے رزق کے مالک نہیں ہیں۔ تم اپنا رزق اللہ کے ہاں سے تلاش کرو اور اس کی عبادت کرو اور اسی کا شکر یہ ادا کرو کہ تم سب اس کی بارگاہ میں واپس لے جائے جاؤ گے اور لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ سے پہلے بہت سی قومیں یہ (تکذیب والد) کام کر چکی ہیں۔ اور رسول کی ذمہ داری فقط واضح طور ہر پیغام کا پہنچانا ہے۔ کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ خدا کس طرح اپنی مخلوقات کو پیدا کرتا ہے پھر دوبارہ واپس لے جاتا ہے یہ سب اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اور وہ جو ہماری رحمت سے ناامید ہیں ایسے ہی لوگوں کے لیے ہمارا دردناک عذاب ہے تو جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کے لیے یہ سب کچھ کہا تو اس کی قوم نے جو جواب دیا۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ ۔ پس ان کی قوم کا جواب اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا کہ انہیں قتل کر دو آگ میں جلا دو تو پروردگار نے انھیں اس آگ سے نجات دی۔ بے شک ایمان والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں اِلَّآ اَنْ قَالُوا کا استثناء منقطع ہے اور اس کا عطف ہو رہا ہے۔ پہلے والے قول پر جو ذکر ہوا ہے۔ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ. اور جب قیامت کا دن آئے گا تو ان میں سے بعض دوسرے بعض کا کفر و انکار کریں گے۔'' یعنی قیامت والے دن کافر کافر سے برائت کرے گا۔ اور ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ اور یہ کفر و لعنت ان کی ایک دوسرے سے برائت ہوگی۔

''فامن له لوط ''پھر جناب لوط ابراہیم پر ایمان لے آئے۔''وقال انی مهاجر الی ربی ''اور اس نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر رہا ہوں۔

یعنی میں نے گناہوں کو چھوڑ دیا ہے اور خدا کی بارگاہ میں پلٹ آیا ہوں۔

پھر حضرت لوط نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بدبخت قوم ہو۔ جو مردوں سے جنسی تعلقات پیدا کرتے ہو۔ اور راستے قطع کر رہے ہو۔ اور اپنی محفلوں میں برائیوں کو انجام دیتے ہو لوط کی قوم کے پاس اس کے علاوہ کوئی جواب نہ تھا کہ اے لوط اگر تم سچے ہو تو وہ عذاب لے آؤ جس کا تم نے وعدہ کیا ہے۔

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۔ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝ ۔ اور قارون و فرعون و ھامان کو بھی یاد دلاؤ کہ جن کے پاس موسیٰ واضح و روشن نشانیاں لے کر آئے تو ان لوگوں نے زمین میں استکبار کیا حالانکہ وہ ہم سے آگے جانے والے نہیں تھے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مجبرہ کے رد میں واضح دلیل ہے۔ کہ جو گمان کرتے ہیں کہ تمام افعال جو بندے انجام دیتے ہیں وہ خدا کے افعال ہیں بندوں کا اس میں کوئی کردار نہیں ہے تو خدا ان کو رد کر رہا ہے کہ ان لوگوں نے یہ کام کیا تو خدا پھر فرماتا ہے۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۔ پس ہم نے ان سب کو ان کے گناہوں کی وجہ سے گرفت میں لے لیا تو خدا نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے ان کو اپنے گناہوں کی وجہ سے گرفت میں لیا۔ بلکہ فرمایا ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو گرفت میں لیا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ گناہ اللہ نہیں کرواتا۔ بلکہ بندہ خود کرتا ہے۔ کیونکہ خدا عادل ہے۔ اور وہ اس سے کہیں بلند و بالا ہے کہ وہ کسی بندے کو اس گناہ پر عذاب دے کہ جس پر خدا نے بندے کو مجبور کیا ہو۔ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۔ پس ان میں سے کسی پر کہ ہم نے آسمان سے پتھروں کی بارش کر دی۔ یہ قوم لوط سے کیا گیا۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۔ اور ان میں سے کسی کو آسمانی چیخ نے آلیا ۔ یہ قوم شعیب اور صالح کی قوم کے ساتھ کیا گیا۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۔ اور کسی کو زمین میں دھنس دیا گیا یہ عذاب قوم ہود پر آیا۔ کہ ان کو زمین میں دھنس دیا گیا تھا۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۔ اور بعض ہم سے غرق کر دیا۔

اور یہ عذاب فرعون اور اس کے ساتھیوں کے لیے تھا۔ اور اس کے بعد خدا پھر مجبرہ کے رد کی تائید کرتے ہوئے فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۝۴۰ ۔ خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں اس کے بعد خدا ان لوگوں کی مثال بیان کر رہا ہے جن لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر غیروں کو اپنا ولی و حاکم بنایا تو خدا نے فرمایا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۝۴۱

جن لوگوں نے خدا کو چھوڑ دوسروں کو اپنا ولی سرپرست بنایا ان کی مثال مکڑی کی ہے کہ جو اس نے گھر تو بنالیا لیکن سب سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہے۔ اور ان کے پاس علم و ادراک ہو۔

عنکبوت وہ جانور ہے جس نے اس غار کے دروازے پر جالے کا گھر بنایا تھا جس میں حضرت رسول خدا ہجرت کے بعد داخل ہوئے تھے تو اس کے دروازے پر مکڑی نے گھر بنایا تھا۔ اس کا گھر نازک اور کمزور ہوتا ہے ایسے ہی جو لوگ خدا کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا حاکم اور سرپرست بناتے ہیں ان کی مثال بھی ایسے ہے ہی کہ ان کی ادلہ و برہان اس جالے کے گھر کی مانند ہے جس کو مکڑی مضبوط جانتی ہے لیکن وہ بہت نازک ہوتا ہے ایسے ہی ان لوگوں کا خیال ہے حالانکہ ان کی ادلہ ادلہ نہیں ہوتیں۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۝۴۳ ۔ اور ہم یہ مثال تمام لوگوں کے لیے بیان کر رہے ہیں لیکن ان کو صاحبان علم کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے یعنی الْعٰلِمُوْنَ سے مراد آل محمدؐ ہیں۔

پارہ نمبر 21

آیت نمبر ۴۵ تا ۶۹

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۝۴۵ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۡ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۝۴۶ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ۝۴۷ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ۝۴۸ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ۝۴۹ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۝۵۰ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۝۵۱ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ

أُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ
مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٣﴾
يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٤﴾ يَوْمَ
يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٥﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ
فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ اِلَيْنَا
تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ
غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٥٨﴾
الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ
رِزْقَهَا ۡ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٠﴾ وَلَىِٕنْ
سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ
عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ
نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ
اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا

يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ
فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۙ
وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا
وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ
يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ
لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا
فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾

ترجمہ

جس کتاب کی آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھ کر سنائیں اور نماز قائم کریں کہ نماز ہر برائی اور بدکاری سے روکنے والی ہے اور اللہ کا ذکر بہت بڑی شئے ہے اور اللہ تمہارے کاروبار سے خوب باخبر ہے (۴۵) اور اہلِ کتاب سے مناظرہ نہ کرو مگر اس انداز سے جو بہترین انداز ہے علاوہ ان سے جو ان میں سے ظالم ہیں اور یہ کہو کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں جو ہماری اور تمہاری دونوں کی طرف نازل ہوا ہے اور ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم سب اسی کے اطاعت گزار ہیں (۴۶) اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی تو جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور ان میں سے بھی بعض لوگ ایمان رکھتے ہیں اور ہماری آیات کا انکار کافروں کے علاوہ کوئی نہیں کرتا ہے (۴۷) اور اے پیغمبر آپ اس قرآن سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے ورنہ یہ اہلِ باطل شبہ میں پڑ جاتے (۴۸) درحقیقت یہ قرآن چند کھلی ہوئی آیتوں کا نام ہے جو ان کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں علم دیا گیا ہے اور ہماری آیات کا انکار ظالموں کے علاوہ کوئی نہیں کرتا

ہے (۴۹) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ آخر ان پر پروردگار کی طرف سے آیات کیوں نہیں نازل ہوتی ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ آیات سب اللہ کے پاس ہیں اور میں تو صرف واضح طور پر عذابِ الٰہی سے ڈرانے والا ہوں (۵۰) کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جس کی ان کے سامنے تلاوت کی جاتی ہے اور یقیناً اس میں رحمت اور ایماندار قوم کے لئے یاددہانی کا سامان موجود ہے (۵۱) آپ کہہ دیجئے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہی کے لئے خدا کافی ہے جو آسمان اور زمین کی ہر چیز سے باخبر ہے اور جو لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کا انکار کرتے ہیں وہ یقیناً خسارہ اٹھانے والے لوگ ہیں (۵۲) اور یہ لوگ عذاب کی جلدی کر رہے ہیں حالانکہ اگر اس کا وقت معین نہ ہوتا تو اب تک عذاب آچکا ہوتا اور وہ اچانک ہی آئے گا جب انہیں شعور بھی نہ ہوگا (۵۳) یہ عذاب کی جلدی کر رہے ہیں حالانکہ جہنّم یقیناً کافروں کو اپنے گھیرے میں لینے والا ہے (۵۴) جس دن عذاب انہیں اوپر سے اور نیچے سے ڈھانک لے گا اور کہے گا کہ اب اپنے اعمال کا مزہ چکھو (۵۵) میرے ایماندار بندو! میری زمین بہت وسیع ہے لہٰذا میری ہی عبادت کرو (۵۶) ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اس کے بعد تم سب ہماری بارگاہ میں پلٹا کر لائے جاؤ گے (۵۷) اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہیں انہیں ہم جنّت کے جھروکوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے کہ یہ ان عمل کرنے والوں کا بہترین اجر ہے (۵۸) جن لوگوں نے صبر کیا ہے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں (۵۹) اور زمین پر چلنے والے بہت سے ایسے بھی ہیں جو اپنی روزی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے ہیں لیکن خدا انہیں اور تمہیں سب کو رزق دے رہا ہے وہ سب کی سننے والا اور سب کے حالات کا جاننے والا ہے (۶۰) اور اگر آپ ان سے پوچھیں گے کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو کس نے مسخّر کیا ہے تو فوراً کہیں گے کہ اللہ نے تو یہ کدھر بہکے چلے جا رہے ہیں (۶۱) اللہ ہی جس کے رزق میں چاہتا ہے وسعت پیدا کر دیتا ہے اور جس کے رزق کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے وہ ہر شے کا خوب جاننے والا ہے (۶۲) اور اگر آپ ان سے پوچھیں گے کس نے آسمان سے پانی برسایا ہے اور پھر زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا ہے تو یہ کہیں گے کہ اللہ ہی ہے تو

پھر کہہ دیجئے کہ ساری حمد اللہ کے لئے ہے اور ان کی اکثریت عقل استعمال نہیں کر رہی ہے (۶۳) اور یہ زندگانی دنیا ایک کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں ہے اور آخرت کا گھر ہمیشہ کی زندگی کا مرکز ہے اگر یہ لوگ کچھ جانتے اور سمجھتے ہوں (۶۴) پھر جب یہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو ایمان و عقیدہ کے پورے اخلاص کے ساتھ خدا کو پکارتے ہیں پھر جب وہ نجات دے کر خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو فوراً شرک اختیار کر لیتے ہیں (۶۵) تاکہ جو کچھ ہم نے عطا کیا ہے اس کا انکار کر دیں اور دنیا میں مزے اُڑائیں تو عنقریب انہیں اس کا انجام معلوم ہو جائے گا (۶۶) کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کے واسطے ایک محفوظ حرم بنا دیا ہے جس کے چاروں طرف لوگ اچک لئے جاتے ہیں تو کیا یہ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا انکار کر دیتے ہیں (۶۷) اور اُس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ کی طرف جھوٹی باتوں کی نسبت دے یا حق کے آجانے کے بعد بھی اس کا انکار کر دے تو کیا جہنّم میں کفار کا ٹھکانا نہیں ہے (۶۸) اور جن لوگوں نے ہمارے حق میں جہاد کیا ہے ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت کریں گے اور یقیناً اللہ حسن عمل والوں کے ساتھ ہے (۶۹)

تفسیر

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ ۔ اور جس کتاب کی آپ کی طرف وحی کی گئی ہے آپ اس کو پڑھ کر سنا دیں۔ اور نماز قائم کریں کہ نماز برائیوں اور بدکاری سے روکتی ہے"

علامہ فرماتے ہیں جس شخص کی نماز اس کو برائی اور بدکاری سے نہیں روکتی تو اس کی نماز اس کو خدا سے فقط دور کرتی ہے یعنی وہ نماز کے باوجود بھی خدا کی رحمت سے دور سے دور ہوتا جاتا ہے۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ۔ اور آپ اہل کتاب سے مناظرہ نہ کرو۔

یعنی اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۚ ۔ مگر مناظرہ اس انداز میں کرو۔

یعنی قرآن کے ذریعے اور احسن اخلاق کے ذریعے بحث و مباحثہ کرو۔ نا کہ بدخلقی کے ذریعے۔ یہ خطاب ظاہراً نبی سے ہے لیکن مراد امت ہے۔

ابوالجارود، نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے آپ نے خدا نے اس قول کے بارے میں فرمایا وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ

یعنی خدا کا ذکر بہت بڑا ہے۔ اللہ کا ذکر اہل صلوٰۃ کے لیے اس وجہ سے اکبر ہے کیونکہ جب کوئی خدا کا ذکر کرتا ہے تو خدا بھی اس کا ذکر کرتا ہے جیسا کہ وہ خود بیان کرتا ہے

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ ۔ تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا تو جس ذکر کی وجہ سے انسان کا ذکر خدا کرے وہ یقیناً ذکرا کبر ذکر ہے۔

فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۔ پس وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی ہے وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اس سے مراد آل محمدؐ ہیں۔

وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۔ اس سے مراد مسلمانوں میں سے جو اہل ایمان ہیں وہ افراد مراد ہیں۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۔ اس سے قبل آپ کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ لکھتے تھے اور اگر ایسا ہوتا تو یہ باطل پرست شک میں پڑ جاتے۔

اس آیت نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ لکھنے اور نہ پڑھنے کی علت بیان کر دی کہ اس کی وجہ یہ ہے تا کہ لوگوں کو یہ شک نہ ہو جائے کہ رسول خدا خود لکھتا ہے اور پھر ہمیں پڑھ کر سناتا ہے جب کہ سورہ فرقان میں بیان ہوا کہ لوگوں میں یہ قرآن محمد کے لیے فلاں فلاں لکھتے ہیں اور وہ صبح و شام ہمارے سامنے اس کی تلاوت کرتا ہے قرآن خدا کی طرف سے نہیں ہے تو اس دعویٰ کو خدا نے رد کر دیا یہ کیسے کہتے ہیں اور ان کا گمان ایسا کیوں ہے۔ آپ جو پڑھتے ہیں اس کے بارے میں ان کا گمان کہ یہ غیر سے لکھواتا ہے حالانکہ آپ نے اس سے قبل تو کوئی کتاب نہیں پڑھی اور نہ کبھی لکھا ہے۔ تو یہ شک کرنے والے کیوں شک کرتے ہیں۔

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۔ بلکہ یہ قرآن واضح آیات ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جو صاحبان علم ہیں اور وہ لوگ وہ صاحبان علم ہیں ان کے سردار آئمہ ہدیٰ ہیں۔ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۔ اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے مگر وہ لوگ جو ظالم ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں اس میں آیات سے مراد امیر المومنین علیؑ اور آئمہ ہدیٰ ہیں کہ ان کا انکار کرنے والے ہی ظالم ہیں۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۔ اے محمد یہ لوگ سے آپ سے عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

یعنی قریش والے کہتے ہیں کہ اے محمد وہ عذاب جلدی کیوں نہیں آرہا جس کے بارے آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں تو آپ ان سے فرما دیں۔ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۔ اگر اس کا وقت معین نہ ہوتا تو اب تک ان پر عذاب آچکا ہوتا۔ اور وہ اچانک ہی آئے گا جب انھیں شعور ہی نہ ہوگا۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ ۔ اے میرے مومن بندو میری زمین وسیع ہے۔''

یعنی اے میرے مومن بندو تم فاسق و فاجر حکمرانوں کی اطاعت مت کرو۔ اور اگر تمھیں خوف ہے کہ یہ تمہارے دین کو ضائع کر دیں گے تو اس جگہ کو چھوڑ کر چلے جاؤ ہماری زمین بہت وسیع ہے۔ وہ زمین جس میں تم ہو اور تم کو کمزور کر دیا گیا تو اگر تم ہو لوگ یہ کہتے ہو کہ ہمیں کمزور کر دیا گیا ہے تو تم سے کہا جا رہا ہے کہ کیا ہماری زمین وسیع نہیں ہے اور تم ہجرت کیوں نہیں کرے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۔ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھے گا۔

تم خدا کی اطاعت کرنے پر صبر پر قائم ہو یا درکھو کہ موت سب کو آئے گی اور سب میری بارگاہ میں ضرور پلٹ کر آئیں گے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۔ بہت سے جاندار ایسے میں جو اپنا رزق اٹھا کر نہیں رکھتے لیکن اللہ انھیں رزق دیتا ہے وہ سب کی سننے والا اور سب کے حالات کے جاننے والا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں۔ عرب والے رزق کی کمی کے خوف سے اپنے بچوں کو قتل کر دیتے تھے۔ تو خدا ان کو بیان کر رہا ہے کہ کوئی جانور بھی اپنا رزق خود اٹھا کر نہیں چلتا بلکہ خدا ان کو رزق دیتا ہے تو جب ان جانوروں کو رزق دیتا ہے ایسے ہی تمھیں اور تمھاری اولاد کو بھی رزق دے گا۔ لہٰذا ان کو اس خوف سے قتل مت کرو۔

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۔ یعنی آخرت میں فقط زندگی ہے وہاں موت نہیں ہے یعنی جنت والے بھی ہمیشہ زندہ رہیں گے اور دوزخ والے بھی ہمیشہ زندہ ہی رہیں گے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا ۔ یعنی جو صبر کرتے ہیں اور ہمارے رسول کے ساتھ ملکر جہاد کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے کی ہدایت کر دیتے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ آیت ہم آل محمدؐ اور ان شیعوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

سورۂ عنکبوت تمام شد

سُوْرَةُ الرُّوْمِ

یہ سورہ مبارکہ الروم مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ اور اس کی آیات ساٹھ (60) ہیں۔ اور اس کے 6 رکوع ہیں۔

اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ پوری سورہ مکی ہے یا نہیں بعض نے کہا ہے کہ اس کی سترہ (17) آیات مدنی ہیں۔ باقی سورہ مکی ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام صادقؑ سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص ۲۳ رمضان کی شب کو سورہ عنکبوت اور سورہ روم کی تلاوت کرے گا خدا کی قسم وہ شخص اہل جنت سے ہوگا مین اس میں کسی کا استثناء نہیں کرتا اور اس قسم کے متعلق مجھے کوئی خوف نہیں کہ اللہ مجھ پر کوئی گناہ لکھے ان سورتوں کا خدا کے نزدیک بہت بڑا مقام ہے۔

آیت نمبر ۱ تا ۲۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝۱ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝۲ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ
سَيَغْلِبُوْنَ ۝۳ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ
وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۴ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۵ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ
عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۷ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ؕ مَا خَلَقَ
اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ

كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝۸ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي
الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا
اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا
وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۹ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ
الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۲ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا
بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۱۳ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝۱۴
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ۝۱۵
وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي
الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝۱۶ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ
تُصْبِحُوْنَ ۝۱۷ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ
تُظْهِرُوْنَ ۝۱۸ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝۱۹ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ
مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝۲۰ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ

لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً
وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿٢٢﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ
مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ
الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ
مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ
السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَآ
اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿٢٥﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ
قٰنِتُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ
وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٧﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

الٓمّٓ (۱) روم والے مغلوب ہو گئے (۲) قریب ترین علاقہ میں لیکن یہ مغلوب ہو جانے کے بعد عنقریب پھر غالب ہو جائیں گے (۳) چند سال کے اندر، اللہ ہی کے لئے اوّل و آخر ہر زمانہ کا اختیار ہے اور اسی دن صاحبانِ ایمان خوشی منائیں گے (۴) اللہ کی نصرت و امداد کے سہارے کہ وہ جس کی امداد چاہتا ہے کر دیتا ہے اور وہ صاحبِ عزّت بھی ہے اور مہربان بھی ہے (۵) یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدہ

کے خلاف نہیں کرتا ہے مگر لوگوں کی اکثریت اس حقیقت سے بھی بے خبر ہے (۶) یہ لوگ صرف زندگانی دنیا کے ظاہر کو جانتے ہیں اور آخرت کی طرف سے بالکل غافل ہیں (۷) کیا ان لوگوں نے اپنے اندر فکر نہیں کی ہے کہ خدا نے آسمان و زمین اور اس کے درمیان کی تمام مخلوقات کو برحق ہی پیدا کیا ہے اور ایک معین مدّت کے ساتھ لیکن لوگوں کی اکثریت اپنے پروردگار کی ملاقات سے انکار کرنے والی ہے (۸) اور کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر نہیں کی ہے کہ دیکھتے کہ ان سے پہلے والوں کا کیا انجام ہوا ہے جو طاقت میں ان سے زیادہ مضبوط تھے اور انہوں نے زراعت کر کے زمین کو ان سے زیادہ آباد کر لیا تھا اور ان کے پاس ہمارے نمائندے زیادہ کھلی ہوئی نشانیاں بھی لے کر آئے تھے یقیناً خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے بلکہ یہ لوگ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں (۹) اس کے بعد برائی کرنے والوں کا انجام برا ہوا کہ انہوں نے خدا کی نشانیوں کو جھٹلا دیا اور برابر ان کا مذاق اڑاتے رہے (۱۰) اللہ ہی تخلیق کی ابتداء کرتا ہے اور پھر پلٹا بھی دیتا ہے اور پھر تم سب اسی کی بارگاہ میں واپس لے جائے جاؤ گے (۱۱) اور جس دن قیامت قائم کی جائے گی اس دن سارے مجرمین مایوس ہو جائیں گے (۱۲) اور ان کے شرکاء میں کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا اور یہ خود بھی اپنے شرکاء کا انکار کرنے والے ہوں گے (۱۳) اور جس دن قیامت قائم ہوگی سب لوگ آپس میں گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے (۱۴) پس جو ایمان والے اور نیک عمل والے ہوں گے وہ باغِ جنّت میں نہال اور خوشحال ہوں گے (۱۵) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیات اور روزِ آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی وہ عذاب میں ضرور گرفتار کئے جائیں گے (۱۶) لہٰذا تم لوگ تسبیحِ پروردگار کرو اس وقت جب شام کرتے ہو اور جب صبح کرتے ہو (۱۷) اور زمین و آسمان میں ساری حمد اسی کے لئے ہے اور عصر کے ہنگام اور جب دوپہر کرتے ہو (۱۸) وہ خدا زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد پھر زندہ کرتا ہے اور اسی طرح ایک دن تمہیں بھی نکالا جائے گا (۱۹) اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہیں خاک سے پیدا کیا ہے اور اس کے بعد تم بشر کی شکل میں پھیل گئے ہو (۲۰) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارا جوڑا تم ہی میں سے پیدا کیا ہے تاکہ تمہیں اس سے

سکون حاصل ہو اور پھر تمہارے درمیان محبت اور رحمت قرار دی ہے کہ اس میں صاحبانِ فکر کے لئے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں (۲۱) اور اس کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کی خلقت اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف بھی ہے کہ اس میں صاحبانِ علم کے لئے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں (۲۲) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم رات اور دن کو آرام کرتے ہو اور پھر فضل خدا کو تلاش کرتے ہو کہ اس میں بھی سننے والی قوم کے لئے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں (۲۳) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ بجلی کو خوف اور امید کا مرکز بنا کر دکھلاتا ہے اور آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ بناتا ہے بیشک اس میں بھی اس قوم کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل رکھنے والی ہے (۲۴) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں اور اس کے بعد وہ جب تم سب کو طلب کرے گا تو سب زمین سے یکبارگی برآمد ہو جائیں گے (۲۵) آسمان و زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کی ملکیت ہے اور سب اسی کے تابع فرمان ہیں (۲۶) اور وہی وہ ہے جو خلقت کی ابتداء کرتا ہے اور پھر دوبارہ بھی پیدا کرے گا اور یہ کام اس کے لئے بے حد آسان ہے اور اسی کے لئے آسمان اور زمین میں سب سے بہترین مثال ہے اور وہی سب پر غالب آنے والا اور صاحبِ حکمت ہے (۲۷)

تفسیر

الٓمّٓ ۝۱ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝۲ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝۳ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۔ الم، روم والے مغلوب ہو گئے قریب ترین علاقہ میں لیکن یہ مغلوب ہو جانے کے بعد عنقریب پھر غالب ہو جائیں گے چند سالوں کے اندر۔

حدثنی: علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے محمد بن ابو عمیر سے اور انہوں نے جمیل سے اور انہوں نے ابوعبیدہ سے اور انہوں نے حضرت ابوجعفر محمد بن علی الباقرؑ سے نقل کیا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ سے خدا کے اس قول الٓمّٓ ۝۱ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝۲ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ ۔ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔

اے ابوعبیدہ اس آیت کی تاویل ہے کہ جس کو سوائے اللہ اور رٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ آئمہؑ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور اسلام نے غلبہ حاصل کرنا شروع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روم کے بادشاہ کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے خط تحریر کیا اور اپنا ایک نمائندہ روم کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ آپ کا خط پہنچائے اور اس کو اسلام کی دعوت دے اور ایک خط رسول خداؐ نے فارس کے بادشاہ کو بھی تحریر کیا اور اس کی طرف بھی ایک نمائندہ روانہ کیا روم کے بادشاہ نے آپ کے نمائندہ کی عزت و اکرام کیا اور خود رسول خدا کے خط کو بھی عظیم شمار کیا لیکن فارس کے بادشاہ نے آپ کے خط و نمائندہ کی توہین کی اور خط کو پھاڑ دیا اور خود رسولِ خداؐ کی توہین بھی کی۔ اس دور میں روم کے بادشاہ اور فارس کے بادشاہ کے درمیان جنگ جاری تھی۔ مسلمانوں کی ہمدردیاں روم والوں کے ساتھ تھی۔ اور وہ روم کے بادشاہ کے حامی تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ روم کا بادشاہ فارس پر غلبہ حاصل کرے۔ لیکن فارس کے بادشاہ کو فتح حاصل ہوئی اور روم کے بادشاہ کو شکست ہوگئی اس کی خبر سن پر مسلمانوں نے رونا شروع کر دیا اور اس کو پر غم زدہ ہو گئے۔ تو اس وقت اس سورہ کی چھ آیات خدا نے نازل کی: روم مغلوب ہو گیا ہے اور اس غلبہ کے بعد عنقریب روم غلبہ حاصل کرے گا۔

یعنی: فارس نے روم کی تھوڑی سے زمین پر غلبہ حاصل کر لیا اور یہ شام اور اس کے اطراف کا علاقہ تھا۔ اور قرآن نے خبر دی کہ عنقریب دوبارہ روم غالب آئے گا۔ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۔ یعنی اس سے قبل بھی اور خدا کا یہی ہے اور اس کو بعد بھی امر خدا ہی کا ہے۔ یعنی خدا جو چاہتا ہے وہ انجام دیتا ہے۔ آج اس نے روم کو مغلوب کیا ہے اور عنقریب روم غالب ہو جائے گا۔ اور ایسے ہی نو سال بعد دوبارہ روم کے بادشاہ نے فارس پر حملہ کر دیا اور ایک زبردست فتح حاصل کی۔ یوں قرآن کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔

وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۴ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۔ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ۔

اور اس دن مومنین خوشی منائیں گے اللہ کی مدد کے سہارے کہ وہ جس کی مدد کرنا چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ وہ صاحب عزت بھی اور مہربان بھی ہے راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا اے فرزند رسول قرآن میں ذکر ہوا ہے کہ بضع سنین یعنی چند سال کے بعد۔ حالانکہ رسول خدا کے بعد ابوبکر رضی اللہ کی حکومت کے بعد خلیفہ ثانی میں فارس کا ملک مسلمانوں نے فتح کیا اور ان کو خوشی نصیب ہوئی۔ تو مومنین نے فارس پر غلبہ حاصل کیا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوعبیدہ کیا میں نے آپ کو نہیں کہا کہ اس کی تاویل اللہ اور رٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ آئمہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اے ابوعبیدہ قرآن کی تفسیر تاویل اور ناسخ و منسوخ بھی ہیں اور کیا تو نے نہیں سنا کہ خدا نے فرمایا: لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۔ یعنی سارا معاملہ اس کی مشیت کی طرف رجوع کرتا ہے وہ جس کو چاہتا مقدم کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے موخر کر دیتا ہے اور مومنین پر نصرت نازل کرنے کا اس کا فیصلہ حتمی تھا۔ اور اس کے بارے میں قول خدا ہے۔ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۴ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۔ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ۔ (اس دن مومنین خوش ہوں گے اللہ کی مدد کی وجہ سے اور وہ جس کی

چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔)

اور اس کے بعد پھر خدا نے فرمایا: وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدہ کی کبھی خلاف ورزی نہیں کرتا مگر لوگوں کی اکثریت اس حقیقت کو نہیں جانتی یہ لوگ صرف زندگانی دنیا کے ظاہر کو جانتی ہے۔

یعنی اکثریت لوگوں کی ظاہر کو دیکھتی ہے۔ اور جو ان کے سامنے حاضر ہے اس کو جانتی ہے۔

وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ اور یہ آخرت کی طرف سے بالکل غافل ہوتے ہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ دنیا والے ظاہر دنیا کو دیکھتے ہیں اور آخرت کے بارے میں غافل ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا: ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰ ۔ اور اس کے بعد برائی کرنے والوں کا انجام برا ہوگا کہ انہوں نے خدا کی نشانیوں کو جھٹلایا اور برابر ان کا مذاق اڑاتے رہے۔

یعنی ان لوگوں نے ظلم کیا اور ہماری آیات کا مزاق اڑایا۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۲ ۔ اور جس دن قیامت قائم کی جائے گی تو سارے مجرم مایوس ہو جائیں گے۔

يُبْلِسُ: یعنی یسوا ۔ یعنی مایوس ہو جائیں گے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا ۔ اور ان کے شرکا میں سے کوئی ان کی شفاعت کرنے والا نہ ہوگا۔

یعنی: جن کو وہ خدا کا شریک قرار دے کر ان کی عبادت کرتے اور ان کو عطیہ دیتے تھے ان میں سے کوئی بھی قیامت کے دن ان کی شفاعت نہیں کرے گا۔ بلکہ ان کے وہ شریک خود ان کا انکار کر دیں گے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝۱۴ ۔ اور جس دن قیامت ہوگی اس دن سارے لوگ آپس سے جدا جدا ہو جائیں گے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا یعنی جنت والے الگ اور دوزخ والے الگ ہو جائیں گے جنت والے جنت کی طرف اور دوزخ والے دوزخ کی طرف چلے جائیں گے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ۝۱۵

پس جو ایمان والے اور نیک اعمال انجام دینے والے ہوں گے وہ جنت کے باغوں میں خوش حال ہوں گے۔

یعنی: جنت میں ان کا اکرام واحترام ہوگا وہ خوش ہونگے۔ اور ان کے مقابل میں جو دوزخ والے ہوں گے وہ دوزخ

میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ پھر جنت والے۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝۱۷ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝۱۸ ۔ پس اللہ پاک ومنزہ ہے تم شام کے وقت اس کی تسبیح کرتے ہو اور صبح کے وقت اس کی تسبیح کرتے ہو اور آسمان وزمین کی تمام حمد اللہ کے لئے ہے۔ اور عصر کے وقت اور جب دوپہر ہو جائے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ تم صبح کے وقت عشاء کے وقت اور نصف دن کے وقت خدا کی تسبیح کرتے رہو۔ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۔ وہ خدا زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ مومن سے کافر اور کافر سے مومن کو پیدا کرتا ہے۔ (یعنی جو مومن ہے وہ زندہ ہے اور جو کافر ہے وہ سانس لینے کے باوجود بھی مردہ ہے) اس کے بعد خدا نے فرمایا: وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝۱۹ ۔ اور زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد اس کو دوبارہ زندہ کرتا ہے اور ایسے ہی تم کو بھی قبروں سے نکالے گا۔

یہ آیت دھریوں کا رد ہے۔ (جو کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھلا ہم دوبارہ کیسے زندہ ہو سکتے ہیں تو خدا فرماتا ہے جیسے مردہ زمین کو دوبارہ زندہ کر دیتا ہے ایسے ہی تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا اور قبروں سے نکالے گا۔

زمین کا مردہ ہونے مراد اس کا بنجر ہونا ہے اور بارش سے دوبارہ اس کا سبزہ دینا اس کی حیات ہے۔ مترجم)

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝۲۰

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں خاک سے پیدا کیا ہے۔ اور اس کے بعد تم بشر کی شکل میں پھیل گئے ہو۔

یعنی خاک سے خلق ہونے والی مخلوق زمین پر پھیل گئی ہے۔

اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۔ زمین وآسمان اسی کے حکم سے قائم ہیں یعنی زمین اپنی جگہ اور آسمان اپنے محل پر جو قائم ہے وہ اس ذات قادر کے حکم سے ہی قائم ہیں۔

ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝۲۵ ۔ اور اس کے بعد جب وہ تم سب کو طلب کرے گا تو تم سب ایک ہی دفعہ زمین سے باہر آجاؤ گے۔

آپ نے فرمایا کہ یہ آیت بھی زنادقہ کے رد میں ہے جو دوبارہ زندہ ہونے کے منکر ہیں۔

آیت نمبر ۲۸ تا ۶۰

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ

اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ
كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ
اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ
اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ
فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ
الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ
وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ
فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا
مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ
رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ
فَتَمَتَّعُوْا ۟ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا
فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً
فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ
يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ
وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا
يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ
ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ
سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا
كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ
الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾
مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ
الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ
مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي

السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ
فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ
كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰٓى
اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ
الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَىِٕنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ
مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى
وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ
الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ
مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ
ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۚ
وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ
مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۚ فَهٰذَا
يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يَنْفَعُ
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا
لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي
قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا
يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾

ترجمہ

اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی مثال بیان کی ہے جو رزق ہم نے تم کو عطا کیا ہے کیا اس میں تمہارے مملوک غلام وکنیز میں کوئی تمہارا شریک ہے کہ تم سب برابر ہو جاؤ اور تمہیں ان کا خوف اسی طرح ہو جس طرح اپنے نفوس کے بارے میں خوف ہوتا ہے۔۔۔۔ بیشک ہم اپنی نشانیوں کو صاحبِ عقل قوم کے لئے اسی طرح واضح کر کے بیان کرتے ہیں (۲۸) حقیقت یہ ہے کہ ظالموں نے بغیر جانے بوجھے اپنی خواہشات کا اتباع کر لیا ہے تو جس کو خدا گمراہی میں چھوڑ دے اسے کون ہدایت دے سکتا ہے اور ان کا تو کوئی ناصر و مددگار بھی نہیں ہے (۲۹) آپ اپنے رخ کو دین کی طرف رکھیں اور باطل سے کنارہ کش رہیں کہ یہ دین وہ فطرتِ الٰہی ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور خلقتِ الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے یقیناً یہی سیدھا اور مستحکم دین ہے مگر لوگوں کی اکثریت اس بات سے بالکل بے خبر ہے (۳۰) تم سب اپنی توجہ خدا کی طرف رکھو اور اسی سے ڈرتے رہو۔ نماز قائم کرو اور خبردار مشرکین میں سے نہ ہو جانا (۳۱) ان لوگوں میں سے جنہوں نے دین میں تفرقہ پیدا کیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں پھر ہر گروہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسی پر مست اور مگن ہے (۳۲) اور لوگوں کو جب بھی کوئی مصیبت چھو جاتی ہے تو وہ پروردگار کو پوری توجہ کے ساتھ پکارتے ہیں اس کے بعد جب وہ رحمت کا مزہ چکھا دیتا ہے تو ان میں سے ایک گروہ شرک کرنے لگتا ہے (۳۳) تاکہ جو کچھ ہم نے عطا کیا ہے اس کا انکار کر دے تو تم مزے کرو اس کے بعد تو سب کو معلوم ہی ہو جائے گا (۳۴) کیا ہم نے ان کے اوپر کوئی دلیل نازل کی ہے جو ان سے ان کے شرک کے جواز کو بیان کرتی ہے (۳۵) اور جب ہم انسانوں

کو رحمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور جب انہیں ان کے سابقہ کردار کی بنا پر کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے تو وہ مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں (۳۶) تو کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ خدا جس کے رزق میں چاہتا ہے وسعت پیدا کر دیتا ہے اور جس کے یہاں چاہتا ہے کمی کر دیتا ہے اور اس میں بھی صاحب ایمان قوم کے لئے اس کی نشانیاں ہیں (۳۷) اور تم قرابتدار مسکین اور غربت زدہ مسافر کو اس کا حق دے دو کہ یہ ان لوگوں کے حق میں خیر ہے جو رضائے الٰہی کے طلب گار ہیں اور وہی حقیقتاً نجات حاصل کرنے والے ہیں (۳۸) اور تم لوگ جو بھی سود دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں اضافہ ہو جائے تو خدا کے یہاں کوئی اضافہ نہیں ہوتا ہے ہاں جو زکوٰۃ دیتے ہو اور اس میں رضائے خدا کا ارادہ ہوتا ہے تو ایسے لوگوں کو دگنا چوگنا دے دیا جاتا ہے (۳۹) اللہ ہی وہ ہے جس نے تم سب کو خلق کیا ہے پھر روزی دی ہے پھر موت دیتا ہے پھر زندہ کرتا ہے کیا تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے جو ان میں سے کوئی کام انجام دے سکے خدا ان تمام چیزوں سے جنہیں یہ سب شریک بنا رہے ہیں پاک و پاکیزہ اور بلند و برتر ہے (۴۰) لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کی بنا پر فساد خشکی اور تری ہر جگہ غالب آ گیا ہے تا کہ خدا ان کے کچھ اعمال کا مزہ چکھا دے تو شاید یہ لوگ پلٹ کر راستے پر آ جائیں (۴۱) آپ کہہ دیجئے کہ زمین میں سیر کر کے دیکھو کہ تم سے پہلے والوں کا کیا انجام ہوا ہے جن کی اکثریت مشرک تھی (۴۲) اور آپ اپنے رخ کو مستقیم اور مستحکم دین کی طرف رکھیں قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے جس کی واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے اور جس دن لوگ پریشان ہو کر الگ الگ ہو جائیں گے (۴۳) جو کفر کرے گا وہ اپنے کفر کا ذمہ دار ہوگا اور جو لوگ نیک عمل کر رہے ہیں وہ اپنے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں (۴۴) تا کہ خدا ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کو اپنے فضل سے جزا دے سکے کہ وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے (۴۵) اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ہواؤں کو خوش خبری دینے والا بنا کر بھیجتا ہے اور اس لئے بھی کہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے اور اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور تم اپنا رزق حاصل کر سکو اور شاید اس طرح شکر گزار بھی بن جاؤ (۴۶) اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے ہیں جو ان کے پاس کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے پھر ہم نے مجرمین سے انتقام لیا اور ہمارا

فرض تھا کہ ہم صاحبانِ ایمان کی مدد کریں (۴۷) اللہ ہی وہ ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے تو وہ بادلوں کو اڑاتی ہیں پھر وہ ان بادلوں کو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اسے ٹکڑے کر دیتا ہے اور اس کے درمیان سے پانی برساتا ہے پھر یہ پانی ان بندوں تک پہنچ جاتا ہے جن تک وہ پہنچانا چاہتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں (۴۸) اگرچہ وہ اس بارش کے نازل ہونے سے پہلے مایوسی کا شکار ہو گئے تھے (۴۹) اب تم رحمتِ خدا کے ان آثار کو دیکھو کہ وہ کس طرح زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے بیشک وہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہی ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے (۵۰) اور اگر ہم زہریلی ہوا چلا دیتے اور یہ ہر طرف موسم خزاں جیسی زردی دیکھ لیتے تو بالکل ہی کفر اختیار کر لیتے (۵۱) تو آپ مُردوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکتے ہیں اور بہروں کو بھی نہیں سنا سکتے ہیں جب وہ منہ پھیر کر چل دیں (۵۲) اور آپ اندھوں کو بھی ان کی گمراہی سے ہدایت نہیں کر سکتے ہیں آپ تو صرف ان لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلمان ہیں (۵۳) اللہ ہی وہ ہے جس نے تم سب کو کمزوری سے پیدا کیا ہے اور پھر کمزوری کے بعد طاقت عطا کی ہے اور پھر طاقت کے بعد کمزوری اور ضعیفی قرار دی ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے کہ وہ صاحبِ علم بھی ہے اور صاحبِ قدرت بھی ہے (۵۴) اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن مجرمین قسم کھا کر کہیں گے کہ وہ ایک ساعت سے زیادہ دنیا میں نہیں ٹھہرے ہیں درحقیقت یہ اسی طرح دنیا میں بھی افترا پردازیاں کیا کرتے تھے (۵۵) اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا ہے وہ کہیں گے کہ تم لوگ کتابِ خدا کے مطابق قیامت کے دن تک ٹھہرے رہے تو یہ قیامت کا دن ہے لیکن تم لوگ بے خبر بنے ہوئے ہو (۵۶) پھر آج ظالموں کو نہ کوئی معذرت فائدہ پہنچائے گی اور نہ ان کی کوئی بات سنی جائے گی (۵۷) اور ہم نے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے اور اگر آپ ساری نشانیاں لے کر بھی آ جائیں تو کافر یہی کہیں گے کہ آپ لوگ صرف اہلِ باطل ہیں (۵۸) بیشک اسی طرح خدا ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے جو علم رکھنے والے نہیں ہیں (۵۹) لہٰذا آپ صبر سے کام لیں کہ خدا کا وعدہ برحق ہے اور خبردار جو لوگ یقین اس امر کا نہیں رکھتے ہیں وہ آپ کو ہلکا نہ بنا دیں (۶۰)

تفسیر

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۔ اور اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی مثال بیان کی ہے کہ جو رزق ہم نے تم کو عطاء کیا ہے کیا اس میں تمہارے غلام و کنیزوں سے کوئی تمہارا شریک ہے۔

شان نزول:

ان آیات کا شان نزول یوں ہے کہ قریش اور عرب والے جب بیت اللہ کا حج کرتے تھے تو وہ تلبیہ کہتے تھے اور ان کا تلبیہ یوں ہوتا تھا۔ لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لک لا شریک لک ۔ یہ وہی تلبیہ تھا جو حضرت ابراہیم اور بعد والے انبیاء کرام کا تھا۔ اور عرب اور قریش والے ہی اس کو اپنائے ہوئے تھے ایک دن ابلیس شیطان ایک شیخ بزرگ کی شکل میں سامنے آیا اور لوگوں سے کہا یہ تلبیہ تمہارے آباؤ واجداد کا نہیں ہے تو لوگوں نے کہا پھر ان کا تلبیہ کیا تھا تو اس نے کہا وہ یوں کہتے تھے۔ لبیک الھم لبیک ، لبیک لا شریک لک الا شریک ھولک ۔ اس تلبیہ کو جب قریش والوں نے سنا تو کہا یہ ٹھیک نہیں ہے اور یہ ہمیں پسند نہیں ہے، تو شیطان نے کہا پوری بات میری پہلے سنو اور پھر انکار کرنا۔ پورا تلبیہ یوں ہے۔ لبیک اللھم لبیک ، لبیک الا شریک لک الا شریک ھولک تملکہ وما یملک ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس نے اپنے تمام مال میں اپنے شریک کو شریک قرار دیا ہے۔ یہ سنا تو قریش والے راضی ہو گئے ۔ اور اس کے بعد یہ مشرکانہ تلبیہ قریش و عرب والوں میں جاری ہو گیا۔ اور عرب والے یہ ہی تلبیہ کہنے لگے۔ تو جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ نے قریش والوں اور دوسرے عرب والوں کو اس سے روکا۔ اور یہ فرمایا یہ شرک ہے تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ، ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۔ اس نے تمہارے لیے خود تمہاری ہی مثال پیش کی ہے۔ جو ہم نے تم کو عطاء کیا ہے اس میں تمہارے مال میں غلام و کنیز میں سے کوئی تمہارا شریک ہے۔ کہ تم سب برابر ہو جاؤ یعنی کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمہارے مال میں تمہارا کوئی غلام شریک ہو جائے تم کبھی اس پر راضی نہیں ہو گے تو جب تم خود اپنے مال میں کسی کے شریک ہونے پر راضی نہیں تو پھر تم میری ملکیت میں میرا کسی کو شریک کیوں قرار دیتے ہو۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۔ اور اپنے رخ کو دین حنیف کی طرف رکھو۔ حَنِيْفًا : یعنی پاک و طاہر دین مراد ہے۔

حدثنی : حضرت ابوبصیرؒ نے حضرت امام محمد باقرؑ نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۔ میں دین حنیف سے مراد ہماری ولایت ہے۔

حسین بن علی بن زکریا نے بیان کیا ہے کہ مجھے ہیثم بن عبداللہ رمانی نے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے علی بن موسیٰ الرضاؑ نے نقل کیا ہے۔ اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں اپنے جد سے محمد بن علی بن حسینؑ سے نقل کیا آپ نے اللہ کے اس قول کے بارے میں فرمایا۔

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۔ یہ دین الٰہی ہے جس پر لوگوں کو خلق کیا گیا ہے۔

آپ نے فرمایا وہ فطرت یہ ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین ولی اللہ ۔ جس پر مخلوق کو خلق کیا گیا یہ ہی فطرت توحید ہے۔ لہٰذا جو اس کا انکار کرے گا اس نے فطرت کا انکار کیا ہے۔

حضرت امام ابوعبداللہؑ فرمایا۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۔ مراد ہے کہ تم اپنی نماز میں جب کھڑے ہو جاؤ تو اپنا رخ بیت اللہ کی طرف رکھو۔ دائیں اور بائیں رخ نہ موڑو۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۔

پس آپ اپنے قرابت داروں اور مساکین اور مسافروں کو ان کا حق ادا کر دو۔

حدثنی : علامہ علی بن ابراہیم قمیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے میرا والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انہوں نے عثمان بن یحییٰ اور حماد بن عثمان سے نقل کیا اور اس نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب لوگوں نے خلیفہ اول کی بیعت کر لی اور ان کی حکومت کا معاملہ تمام لوگوں میں مستحکم ہو گیا تو اس نے اپنے لوگوں کو فدک کی طرف روانہ کیا اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے نمائندوں کو فدک سے نکال کر اپنا قبضہ کر لیا۔ تو حضرت فاطمہ الزہراء بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دربار میں خلیفہ اول ابوبکرؓ کے پاس آئیں اور فرمایا آپ نے مجھے میرے باپ کی میراث سے محروم کر دیا ہے۔ اور وہ فدک جو رسول خدا حکم خدا سے میرے لیے قرار دے گئے تھے اس سے میرے نمائندے کو نکال دیا ہے۔

تو خلیفہ وقت نے آپ سے کہا اس پر اگر آپ کے پاس کوئی گواہ ہے تو وہ آپ پیش کریں۔ پس جناب زہراء نے ام ایمنؓ کو پیش کیا اور انہوں نے کہا میں گواہی دیتی ہوں یہاں تک خلیفہ المسلمین میں اس پر آپ کے خلاف احتجاج کرتی ہوں اس کے ساتھ جو رسول خدا نے فرمایا تھا۔ پھر بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا کیا آپ نہیں جانتے تھے کہ رسول خدا آفرمایا تھا۔ یہ تحقیق ام ایمن اہل جنت سے ہے۔ تو خلیفہ وقت نے جواب دیا۔ ہاں میں جانتا ہوں۔ تو بی بی سلام اللہ علیہا نے فرنایا میں گواہی دیتی ہوں کہ جب رسول خداؐ پر یہ آیت فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ ۔ نازل ہوئی۔ تو رسول خدا نے حکم خدا سے فدک کو فاطمۃ زہرا سلام اللہ علیہا کے لیے قرار دیا اور اس کے بعد حضرت علیؑ تشریف لائے آپ نے بھی ایسے ہی فاطمۃ زہراؑ کے حق میں گواہی دی۔ تو خلیفہ المسلمین نے آپ کے حق میں

فیصلہ کر دیا اور آپ سلام اللہ علیہا حق فدک کی واپسی کی تحریر بھی لکھ دی۔ اور وہ تحریر بی بی سلام اللہ علیہا کے سپرد کر دی گئی۔

پس اسی وقت دربار میں خلیفہ المسلمین کا مشیر اول وارد ہوا اور اس نے کہا یہ تحریر کیا ہے؟ تو خلیفہ المسلمین نے فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فدک پر دعویٰ کیا تھا اور ام ایمن اور علیؑ دونوں نے اس کے حق میں گواہی دی ہے پس میں نے فدک کی واپسی کی تحریر لکھ دی ہے۔

پس اس مشیر اول نے جناب فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا سے تحریر کو لیا اور اور اس کو پھاڑ دیا اور کہا یہ مسلمانوں کا مال ہے۔ اور کہا کہ ادس بن حدثان اور ام المومنین عائشہ حفصہ یہ سب گواہی دیتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا تھا: انا معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقتہ۔ ہم انبیاء کا گروہ جو ترکہ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

علی ابن ابی طالب جس نے حق میں گواہی دی ہے وہ تو فاطمہ کا شوہر ہے وہ تو اپنے حق میں ہی گواہی دے گا ام ایمن اگرچہ بہت نیک خاتون ہیں لیکن اکیلی ہے اس کے ساتھ کوئی اور عادل گواہی ہوتی تو پھر ضرور غور کیا جاتا۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ بنت رسول خدا دونوں کے پاس سے روتیں ہوئی غم زدہ ہو کر واپس آئیں۔

جب یہ واقعہ ہو چکا تو علیؑ خلیفہ المسلمین کے دربار میں آئے اور دربار میں مہاجر و انصار خلیفہ المسلمین کے اردگرد جمع تھے آپ نے فرمایا اے خلیفہ المسلمین آپ نے فاطمہ بنت رسول خدا کو ان کی میراث سے کیوں محروم کیا ہے؟ حالانکہ رسول خدا نے اپنی زندگی میں آپ کو فدک کا مالک قرار دیا تھا۔ تو خلیفہ المسلمین نے کہا یہ مسلمانوں کا مال ہے۔ اگر کوئی عادل گواہ گواہی دیں کہ رسول خدا نے اس فدک کی ملکیت فاطمہ کے نام قرار دی تھی تو ٹھیک ہے میں دوں گا ورنہ یہ مسلمانوں کا مال ہے اس پر فاطمہ کا کوئی حق نہیں ہے۔ امیر المومنین علیؑ نے فرمایا اے خلیفہ المسلمین کیا آپ فاطمہ کے بارے وہ فیصلہ کریں گے جو دوسرے مسلمانوں کے لیے نہیں کریں تو خلیفہ المسلمین نے کہا نہیں پھر علیؑ نے فرمایا۔ اگر ایسا ہے تو اگر ایک مال مسلمانوں کے قبضہ میں ہو اور میں آ کر اس پر ملکیت کا دعویٰ کروں تو آپ گواہ کس سے طلب کریں گے؟ خلیفہ نے فرمایا کہ میں آپ سے گواہ طلب کرونگا کیونکہ آپ نے اس مال پر دعویٰ کیا ہے جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھا۔ تو آپ نے فرمایا پس جو مال میرے قبضہ میں ہے اور مسلمانوں نے اس پر دعویٰ کیا ہے تو پھر گواہ ہم سے کیوں طلب کیے جا رہے ہیں۔ حالانکہ رسول خدا اپنی زندگی میں اس کو ہمارے قبضہ میں دے کر گئے تھے اور آپ کے جانے کے بعد بھی ہمارے قبضہ میں تھا پھر آپ نے مسلمانوں سے گواہ کیوں نہیں طلب کیے حالانکہ مسلمانوں نے دعویٰ کیا ہے۔

جیسا کہ آپ مجھ سے گواہ طلب کر رہے ہیں جس پر میں نے دعویٰ کیا ہے خلیفہ المسلمین لاجواب ہو گئے تو مشیر اول بول پڑا اے علی آپ ہمیں چھوڑیں ہم آپ کی ادلہ کا جواب نہیں دے سکتے اگر آپ کے پاس عادل گواہ ہیں تو وہ پیش کرو ورنہ یہ مال [illegible] آپ کا فاطمہ کا کوئی حق نہیں ہے۔

[illegible] خلیفہ المسلمین کیا آپ نے قرآن کی تلاوت نہیں کی۔ اس نے کہا کیوں نہیں میں نے

کی ہے تو پھر آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں بیان کریں۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝ (سورہ احزاب) یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے یا کسی اور کے بارے میں؟ تو جناب ابوبکر نے کہا یہ آیت تمہارے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے۔

امیر المومنین نے فرمایا اگر تیرے پاس آ کر دو آدمی گواہی دیں کہ فاطمہ نے فاحشہ فعل انجام دیا ہے تو تو کیا کرے گا؟ تو خلیفہ نے جواب دیا کہ میں اس پر عام عورتوں کی طرح حد جاری کرونگا۔ تو امیر المومنینؑ نے فرمایا اب پھر تو اللہ کے نزدیک کافر ہو جائے گا۔

خلیفہ اول نے کہا؛ وہ کیسے؟ امیر المومنین علیؑ نے فرمایا اس وجہ سے کہ خدا نے فاطمہ کی طہارت کی گواہی دی ہے اس کو تو نے رد کر دیا ہے۔ اور لوگوں کی گواہی کو قبول کر لیا ہے۔ ایسے ہی خدا اور اس کے رسول کے حکم کو تو نے رد کر دیا ہے کیونکہ رسول خدا نے یہ فدک اپنی زندگی میں فاطمہ کے لیے قرار دیا تھا۔ اور تو نے ایک اعرابی کی گواہی کو قبول کر کے فاطمہ کو اس کے حق سے محروم کر دیا ہے۔ اور فاطمہ سے فدک چھین لیا ہے اور اس کو مسلمانوں کا مال قرار دیا ہے۔ حالانکہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو دعویٰ کرے اس پر ضروری ہے وہ گواہی دے اور جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہے وہ قسم اٹھائے گا۔ اس کے بعد لوگوں میں بحث شروع ہو گئی۔ کچھ لوگوں نے رونا شروع کر دیا۔ اور کہا خدا کی قسم علی سچا ہے۔ اور اس کے بعد علیؑ اپنے گھر چلے گئے؟ اس کے بعد جناب فاطمہ بنت رسول خدا مسجد تشریف لائیں اور اپنے بابا کی قبر کا طواف کیا اور روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

انا فقد الارض وابلها
واختل قولك فا شهد هم ولا تغب
قد كا ن بعد لانباء وهنيئته
لوتت شاهد هالم تكثر الخطب
قد كان جبرائيل بالايات يونسا
نفاب عنا وكل الخير محتجب
وكنت بدرا وتورا يستضاء به
عليك تنز ل من ذى الغره الكتب
فقمصتنا رجا ل واستخف بنا
اذغبت عنا فمحن اليو م تفتصب
جكل - اهل كه قر بومنزلته

عند الا له علی الادنین یقترب
ابد ت رجا ل لنا مخوی صدور هم
لما مضیت وحالت دونك الکتب
فقد رزینا عالم پرزاه احد
من البریته لا عجم ولا عرب
قد رینا به محضا خلیفته
الضرائب ولا عرق والنسب
فانت خیر عباد الله کلهم
واصدق الناس حسینٌ الصدق والکتب
فسوف نبکیك ماعتنا وما بقیت
منا الحعون بمال لها سکب
سیعلم المتولی ظلم خامتنا
یوم القیامته انی کیف ینقلب

اس کے بعد خلیفہ المسلمین اپنے گھر چلے گئے اور وہاں اسی مشیر اول کو بلایا اور کہا آپ نے دیکھا ہے کہ آج محفل میں علی نے ہمارے خلاف کس طرح استدلال کیا اور ہمیں محفل میں رسواء کیا ہے۔ خدائی خدا کی قسم اگر محافل میں علی ایسے ہی کرتا رہا تو ہم رسواء ہو جائیں گے اور حکومت کا معاملہ ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے۔ تو اس شخص ثانی نے مشورہ دیا آپ خلیفہ المسلمین ہیں آپ علی کے قتل کا حکم صادر کر دیں۔ تو خلیفہ نے کہا کہ علی کو قتل کون کرے گا؟ تو مشیر نے کہا کہ اس کام کے لیے خالد بن ولید بہت مناسب ہے۔ پس دونوں نے خالد بن ولید کو اپنے پاس بلایا۔ جب وہ ان دونوں کے پاس آیا تو ان لوگوں نے کہا۔ ہم آپ کو ایک بہت بڑا کام ذمہ لگانا چاہتے ہیں کیا آپ کریں گے۔ تو اس نے کہا میں حاضر ہوں خواہ علی کا قتل ہی کیوں نہ ہو؟ تو دونوں نے کہا پس یہ ہی کام ہے۔ خالد نے کہا اس کو قتل کب کرتا ہے؟ تو خلیفہ المسلمین نے کہا کہ جب علی مسجد میں نماز باجماعت کے لیے آئے تو تو اس کے ایک جانب نماز میں کھڑا ہو جانا اور جب میں سلام کہوں تو تو علی تو قتل کر دینا۔ اس نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے۔ یہ ساری باتیں اسماء بیت عمیس نے سن لیں۔ یہ بی بی اس وقت خلیفہ کی زوجہ تھی۔ اس نے اپنی ایک کنیز کو علی کی خدمت میں روانہ کیا۔ کہا علیؑ و فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر چلے جانا اور قرآن کی یہ آیت تلاوت کرنا۔

يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ﴿٢٠﴾

سرداروں نے آپ کے قتل کا مشورہ کر لیا پس آپ یہاں سے نکل جائیں میں یقیناً آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ (سورہ قصص)

وہ کنیز علی و فاطمہ کے گھر آئی اور عرض کیا یا علی اسماء بنت عمیس سلام عرض کرتی تھی۔ اور پھر اس نے وہ آیت تلاوت کر دی تو جناب علیؑ نے فرمایا جاؤ اس سے کہو کہ۔ (ان الله یحیل بینهم ونین مایریدون) اللہ ان کے اور ان کے ارادے کے درمیان حائل ہو جائے گا۔ اس کے بعد حضرت علیؑ اٹھے اور نماز کی تیاری کی اور مسجد میں حاضر ہوئے اور نماز میں ابوبکرؓ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اپنی نیت سے نماز شروع کی اور خالد بن ولید منصوبہ کے تحت علیؑ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا اور اس کے پاس تلوار تھی۔

جب خلیفہ نماز کے تشہد میں بیٹھے تو اپنے حکم پر نادم ہو گئے اور فتنہ و فساد سے خائف ہو گئے اور متواتر غور و فکر میں مبتلا ہو گئے اور بیٹھے ہیں کچھ نہیں پڑھ رہے۔ سلام نہیں پڑھتے لوگوں نے گمان کیا کہ شاید خلیفہ بھول گئے ہیں پھر خالد کی طرف متوجہ ہوئے اور یوں کیا (یا خالد لا تفصل ما امرتك به اسلام علیکم رحمته الله وبرکا ته) امیر المومنینؑ نے خالد سے کہا اے خالد اس نے تجھے کیا حکم دیا تھا؟ خالد نے کہا یا علی اس نے مجھے آپ کے قتل کا حکم دیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا تو کیا اس کام کو کر دیتا ؟ خالد نے کہا ہاں خدا کی قسم اگر یہ منع نہ کرتا تو میں سلام کے بعد آپ کو قتل کر دیتا۔ آپ نے اس کو پکڑا اور زمین پر دے مارا لوگ جمع ہو گئے تو عمر نے کہا رب کعبہ کی قسم علی خالد کو مار دے گا۔ تو لوگوں نے علیؑ سے کہا اے علی آپ کو اس قبر والے کا واسطہ اس کو چھوڑ دیں اس کے بعد آپ عمر کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے اس کو دونوں کندھوں سے پکڑا اور کہا۔ اے صحاک کے فرزند رسول خداؐ کے وعدہ کا پاس نہ ہوتا۔ جس کے بارے خدا کی کتاب نے بیان کر دیا ہے۔ تو تجھے بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ کون کمزور ہے اور کون طاقت ور۔ یہ کہہ کر آپ اپنے گھر چلے گئے۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

اور تم لوگ جو سود دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں اضافہ ہو جائے تو خدا کے ہاں کوئی اضافہ نہیں ہوتا ہے۔

حدثنی: علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا اور انہوں القاسم بن محمد سے نقل کیا ہے۔ اور انہوں نے سلیمان بن داؤد المنقری سے اور انہوں نے حفص بن غیاث سے نقل کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام صادقؑ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا۔

سود دو طرح کا ہوتا ہے ایک حلال سود ہے اور ایک حرام سود ہے۔ حلال سود ہے جو تم اپنے بھائی کو قرض دیتے ہو اور نیت یہ رکھتے ہو کہ وہ اس کو واپسی کے وقت کچھ اضافہ دے گا۔ لیکن کوئی شرط نہیں رکھتے کہ اتنا دے گا تو اگر وہ اپنی مرضی سے جو اضافہ دے گا وہ اضافہ کا کھانا تیرا ہے کھانا جائز ہے لیکن اس عوض کی نیت سے قرض دینے والے تو خدا کی بارگاہ سے قرض دینے کا جو ثواب

ہے وہ اس کو نہیں ملے گا۔

یہ خدا کے اس قول کی مراد ہے۔ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

اور دوسرا سود جو حرام ہے وہ کہ تم کسی کو قرض دیتے ہو اور شرط یہ رکھتے ہو کہ جو تم لے رہے ہو اس سے اتنا معین مقدار اضافہ دو گے یہ وہ سود ہے جو حرام ہے

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝

اور ہاں جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور اس میں رضائے خدا کا ارادہ ہوتا ہے تو ایسے لوگوں کو دگنا دے دیا جاتا ہے۔

یعنی تم اپنے بھائیوں پر احسان کرنا چاہتے ہو تو اپنے مومن بھائیوں کو قرض دیا کرو لیکن اس میں اضافہ کا لالچ نہ رکھو۔

حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے قرض کا ثواب اٹھارہ نیکیاں ہیں اور صدقہ کا ثواب دس نیکیاں ہے۔ اور اس کے بعد اللہ عزوجل نے بیان کیا ہے۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا ۔ اللہ ہی وہ ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے اور بادلوں کو اڑاتی ہیں۔

فَتُثِيْرُ : یعنی وہ ہوائیں بادلوں کو اوپر اٹھاتی ہیں ۔ فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا ۔ پھر وہ بادلوں کو آسمان پر جیسے چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے اور پھر اسے ٹکڑے کر دیتا ہے۔

یعنی وہ بادلوں کو ایک دوسرے کے اوپر نیچے رکھتا ہے۔

فَتَرَى الْوَدْقَ : اور اس کے درمیان سے پانی برساتا ہے۔

وَدْقَ : سے مراد بارش ہے۔

يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ : یعنی وہ پانی بادلوں کے درمیان سے نکالتا ہے۔ پھر یہ پانی بندوں تک پہنچ جاتا ہے۔ جن تک وہ پانی پہنچ جاتا ہے وہ خوش ہو جاتے ہیں اگرچہ وہ اس بارش کے نازل ہونے سے پہلے مایوس ہو چکے تھے۔

لَمُبْلِسِيْنَ : سے مراد ان لوگوں کا مایوس ہونا۔

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ ۔ اب تم رحمت خدا کے آثار کو دیکھو کہ وہ کس طرح زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے بیشک وہی مردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت دھریوں کا رد ہے جو عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیسے ہو سکتا ہے تو ان کے رد میں خدا فرماتا ہے کہ جیسے مردہ زمین کو میں زندہ کرتا ہوں ایسے ہی مردوں کو زندہ کروں گا۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ ۔

لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے خشکی و تری ہر جگہ فساد غالب آ گیا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ خشکی کا فساد یہ ہے کہ جب بارش نہیں ہوگی تو زمین پر موجود حیوانات مرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی جب بارش نہ ہو تو سمندروں کے جانور بھی مرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ سمندر کے جانور کی حیات بھی بارش کی وجہ سے ہے جب بارش رک جاتی ہے تو خشکی و تری میں فساد ظاہر ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی جب گناہ و نافرمانیاں زیادہ ہو جائیں تو بھی فساد برپا ہو جاتا ہے امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا انسانوں اعمال کی وجہ سے خشکی و تری پر فساد کیسے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا؛ خدا کی قسم جب انصار نے مدینہ میں کہا تھا کہ ایک امیر ہمارا ہوگا اور دوسرا امیر تم میں سے ہوگا۔ اسی دن سے فساد ظاہر ہو گیا تھا۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ۔ اللہ وہ ہی ہے جس نے تم سب کو کمزوری سے پیدا کیا۔

یعنی سب کو نطفہ سے پیدا کیا گیا جو انتہائی کمزور ہوتا ہے۔

ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا ۔

پھر کمزوری کے بعد قوۃ عطاء کی اور پھر قوت کے بعد پھر کمزوری دے دی۔

یعنی کمزوری کے بعد جوانی اور جوانی کے بعد پھر بڑھاپا دیا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۔ اور جن لوگوں کو علم و ایمان دیا گیا ہے وہ کہیں گے کہ تم لوگ کتاب خدا کے مطابق قیامت کے دن تک ٹھہرے رہے۔

اس کے بعد پھر خدا نے فرمایا۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝ ۔ پس آپ صبر کریں خدا کا وعدہ برحق ہے اور خبردار جو لوگ یقین اس امر کا یقین نہیں رکھتے ہیں وہ آپ تو ہلکا نہ پائیں۔

یعنی وہ آپ کو غضب ناک نہ بنا دے۔

امیر المومنینؑ نماز پڑھ رہے تھے۔ ابن کوا خارجی نے آپ پر اعتراض کیا اور ابن کوا نے یہ آیت پڑھی۔ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ۔ آپ پر اور آپ سے پہلے انبیاء پر یہ وحی کی جا چکی ہے اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ علی خاموش رہے اور ابن کوا نے اس آیت کو تین بار پڑھا۔ تو تیسری دفعہ امیر المومنین نے یہ آیت پڑھی۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝

تم صبر کرو یقیناً خدا کا وعدہ حق ہے اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے کہیں وہ آپ کو ہلکا نہ پائیں۔

سورہ روم تمام شد

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ

سورہ مبارکہ لقمان یہ سورہ مکی ہے اور اس کی آیات 34 ہیں اور اس کے رکوع کی تعداد 4 ہے۔ قرآن کی موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 31 ہے اور نزول ترتیب میں اس کا نمبر 57 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا جو شخص رات کے وقت سورہ لقمان کی تلاوت کر کے سوئے گا تو اللہ اسے ابلیس اور اس کے لشکر سے بچانے کے لیے فرشتے بھیج دے گا۔ جو صبح ہونے تک اس کی حفاظت کرتے رہیں گے جو دن کے وقت سورہ لقمان کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لیے فرشتے معین کرے گا جو شام تک اسے ابلیس اور اس کے لشکر کے حملوں سے محفوظ رکھیں گے۔

آیت نمبر ۱ تا ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ② هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ③
الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ
يُوْقِنُوْنَ ④ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑤
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ
عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑥ وَاِذَا تُتْلٰى
عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ
فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑦ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ⑧ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ⑨ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ
رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ
السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑩ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ
فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ⑪ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ
فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑫ وَاِذْ قَالَ
لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ
عَظِيْمٌ ⑬ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ
وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ⑭ وَاِنْ
جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا
وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ
اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑮ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ
مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي
الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ⑯ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ
وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ

ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

الٓمّٓ (۱) یہ حکمت سے بھری ہوئی کتاب کی آیتیں ہیں (۲) جو ان نیک کردار لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے (۳) جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں (۴) یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں (۵) لوگوں میں ایسا شخص بھی ہے جو مہمل باتوں کو خریدتا ہے تاکہ ان کے ذریعہ بغیر سمجھے بوجھے لوگوں کو راہِ خدا سے گمراہ کرے اور آیاتِ الٰہیہ کا مذاق اڑائے درحقیقت ایسے ہی لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے (۶) اور جب اس کے سامنے آیاتِ الٰہیہ کی تلاوت کی جاتی ہے تو اکڑ کر منہ پھیر لیتا ہے جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں ہے اور جیسے اس کے کان میں بہرا پن ہے۔ ایسے شخص کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے (۷) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ان کے لئے نعمتوں سے بھری ہوئی جنّت ہے (۸) وہ اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں کہ یہ خدا کا برحق وعدہ ہے اور وہ صاحبِ عزّت بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے (۹) اسی نے آسمانوں کو بغیر ستون کے پیدا کیا ہے تم دیکھ رہے ہو اور زمین میں بڑے بڑے پہاڑ ڈال دیئے ہیں کہ تم کو لے کر جگہ سے ہٹنے نہ پائے اور ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے ہیں اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا ہے اور اس کے ذریعہ زمین میں ہر قسم کا نفیس جوڑا پیدا کر دیا ہے (۱۰) یہ خدا کی تخلیق ہے تو کافروں تم دکھلاؤ کہ اس کے علاوہ تمہارے خداؤں نے کیا پیدا

کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالمین کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہیں (۱۱) اور ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی کہ پروردگار کا شکریہ ادا کرو اور جو بھی شکریہ ادا کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے کرتا ہے اور جو کفرانِ نعمت کرتا ہے اسے معلوم رہے کہ خدا بے نیاز بھی ہے اور قابلِ حمد و ثنا بھی ہے (۱۲) اور اس وقت کو یاد کرو جب لقمان نے اپنے فرزند کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خبردار کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے (۱۳) اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے بارے میں نصیحت کی ہے کہ اس کی ماں نے دکھ پر دکھ سہہ کر اسے پیٹ میں رکھا ہے اور اس کی دودھ بڑھائی بھی دو سال میں ہوئی ہے۔۔۔ کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکریہ ادا کرو کہ تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہے (۱۴) اور اگر تمہارے ماں باپ اس بات پر زور دیں کہ کسی ایسی چیز کو میرا شریک بناؤ جس کا تمہیں علم نہیں ہے تو خبردار ان کی اطاعت نہ کرنا لیکن دنیا میں ان کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنا اور اس کے راستے کو اختیار کرنا جو میری طرف متوجہ ہو پھر اس کے بعد تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہے اور اس وقت میں بتاؤں گا کہ تم لوگ کیا کر رہے تھے (۱۵) بیٹا نیکی یا بدی ایک رائی کے دانہ کے برابر ہو اور کسی پتھر کے اندر ہو یا آسمانوں پر ہو یا زمینوں کی گہرائیوں میں ہو تو خدا روزِ قیامت ضرور اسے سامنے لائے گا کہ وہ لطیف بھی ہے اور باخبر بھی ہے (۱۶) بیٹا نماز قائم کرو، نیکیوں کا حکم دو، برائیوں سے منع کرو، اور اس راہ میں جو مصیبت پڑے اس پر صبر کرو کہ یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے (۱۷) اور خبردار لوگوں کے سامنے اکڑ کر منہ نہ پھلا لینا اور زمین میں غرور کے ساتھ نہ چلنا کہ خدا اکڑنے والے اور مغرور کو پسند نہیں کرتا ہے (۱۸) اور اپنی رفتار میں میانہ روی سے کام لینا اور اپنی آواز کو دھیما رکھنا کہ سب سے بدتر آواز گدھے کی آواز ہوتی ہے جو بلا سبب بھونڈے انداز سے چیختا رہتا ہے (۱۹)

تفسیر

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾

الم، یہ حکمت سے بھری ہوئی کتاب کی آیات ہیں جو ان نیک کردار لوگوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے ۔ جو نماز قائم

کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔

یعنی وہ اپنے رب کی بیان کردہ ہدایت پر قائم ہیں۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ ۔ لوگوں میں سے ایسا شخص بھی ہے جو مہمل باتوں کو خریدتا ہے۔

لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد موسیقی وغناء، شراب خوری، اور تمام حرام چیزیں ہیں لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔ تاکہ ان کے ذریعے بغیر سمجھے بوجھے لوگوں کو راہ خدا سے گمراہ کرے۔

یعنی یہ شخص لوگوں کو لغو و لغویات کے ذریعے راہ حق سے دور کرتے ہیں۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ

امامؑ فرماتے ہیں یہ شخص جس کے بارے میں قرآن نے بیان کیا ہے وہ نضر بن الحارث بن علقمۃ بن کلدہ جو بنی عبدالدار بن قصی سے تھا۔ یہ لوگوں کے واقعات کو بیان کرتا تھا اور ان کے اشعار کو نقل کیا کرتا تھا تاکہ لوگوں کو قرآن سے دور کر کے اپنے اردگرد جمع کرنے کی کوشش کرتا۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اور جب ان کے سامنے آیات قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے۔ تو اکڑ کر منہ پھیر لیتا ہے جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں ہے اور جیسے اس کے کان بہرہ ہیں۔ ایسے شخص کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے۔

وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۔ اور زمین پر ہر طرح کے جانور پھیلا دیے ہیں یعنی ہم نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے ہیں۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝

اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے زمین میں ہر قسم کے جاندار کا جوڑا پیدا کر دیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ ہر رنگ میں ایک حسن ہے۔ جوڑا رنگ زرد اور سبز رنگ اور سرخ رنگ ان میں نفیس قسم کا حسن پایا جاتا ہے۔

علی بن نضر نے حضرت ابوعبداللہ امام صادقؑ سے نقل کیا گیا ہے۔ راوی عرض کرتا ہے میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ ہم نے لقمان کو حکمت عطاء کی ہے۔ اس حکمت سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ خدا نے لقمان کو امام زمانہ کی معرفت عطاء فرمائی۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ ۔ یہ خلق خدا ہے۔

خلق سے مراد مخلوق خدا ہے کیونکہ خلق فعل ہے اور فعل دکھائی نہیں دیتا مراد مخلوق ہے۔ اور اس مخلوق سے اشارہ ہے۔ آسمان کی طرف زمین کی طرف پہاڑوں کی طرف اور تمام حیوانات کی طرف ہے۔ تو اس مقام پر فعل کو مفعول کی جگہ رکھا گیا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ اور ہم نے لقمان کو حکمت عطاء کی کہ پروردگار کا شکر یہ ادا کرو اور جو بھی شکر یہ ادا کرتا ہے اور اپنے ہی فائدہ کے لئے کرتا ہے اور جو کفران نعمت کرتا ہے اسے معلوم رہے کہ خدا بے نیاز بھی ہے اور غنی ہے اور قابل حمد وثنا بھی ہے۔

حدثنی: علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے نقل کیا انہوں نے القاسم بن محمد سے نقل کیا اور انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے اور انہوں نے حماد سے وہ بیان کرتا ہے۔ میں حضرت ابوعبداللہ صادقؑ سے لقمان کے بارے اور ان حکمتوں کے بارے میں سوال کیا جن کا اللہ ذکر کر رہا ہے۔ اور فرمایا:

ماوتیلُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ: فرمایا۔ لقمان کو حسب ومال خاندان جسمانی طاقت وحسن وجمال کی وجہ سے حکمت عطاء نہیں ہوتی بلکہ لقمان امر خدا کی اطاعت میں بڑے قوت والے تھے خوف خدا رکھتے تھے زیادہ تر خاموش رہتے تھے اور گہری سوچ وبچار کرنے والے تھے نگاہ عبرت رکھتے تھے وہ دن کے وقت کبھی نہیں سوتے تھے اور اتنے حیادار تھے لوگوں نے پیشاب وپاخانہ کرتے وقت اور غسل کرتے کسی نے کبھی آپ کو نہیں دیکھا تھا۔ اور گناہوں کی وجہ سے کبھی کھلکھلا کر نہیں ہنستے تھے اور کبھی آپ غضب ناک نہیں ہوتے اور انہوں نے کبھی کسی کا مذاق نہیں اڑایا تھا اور دنیا کی کسی چیز کے ملنے پر وہ خوش نہیں ہوتے تھے اور دنیا کی کوئی چیز کے چلے جانے سے وہ غم زدہ نہیں ہوتے تھے آپ نے کافی عورتوں سے نکاح کیے اور خدا نے آپ کو بہت زیادہ اولاد عطاء کی تھی جو بچپن میں ہی مرجاتے تھے اور آپ ان کے غم میں کبھی نہیں روئے تھے۔ اور جب کبھی دو لڑنے والوں کے پاس سے گزرتے تھے ان کے درمیان جب تک صلح نہ کروا لیتے اس وقت تک سے وہاں سے جاتے نہیں تھے جب تک ان دونوں کو ایک دوسرے کا دوست نہ بنا دیتے۔ اور جب آپ کسی سے اچھی بات سنتے تھے اس سے ضرور سوال کرتے تھے کہ اس کی تفسیر ومراد کیا ہے اور یہ آپ نے کہاں سے حاصل کی ہے۔

اور آپ زیادہ تر فقہاء حکماء کی محافل میں بیٹھا کرتے تھے اور قاضیوں اور بادشاہوں کی محفل میں بھی بیٹھا کرتے تھے قاضیوں کی آزمائش پر انہیں بڑا ترس آتا تھا جب وہ سلاطین کو دیکھتے کہ دنیا پا کر مغرور ہو چکے ہیں وہ بادشاہوں اور سلاطین پر ان کے غرور کی وجہ سے ان پر ترس کھاتے تھے اور دنیا کی رنگینیوں پر ان کے اطمینان کو دیکھتے تو آپ بہت رنجیدہ ہو جاتے اور وہ اس سے عبرت حاصل کرتے تھے وہ ان چیزوں کی تعلیم حاصل کرتے تھے جس سے انسان اپنے نفس پر غلبہ پا سکیں اور انہی خواہشات کے خلاف جہاد کرتے تھے اور شیطان کے فریب سے پرہیز کرتے تھے۔

اور اپنے دل کا علاج فکر سے کرتے تھے اور اپنے نفس کی دوا عبرتوں سے کیا کرتے تھے اور کبھی بغیر مقصد سے کسی مقام پر نہیں جاتے تھے۔ اسی وجہ سے خدا نے آپ کو حکمت عطا فرمائی اور عصمت سے نوازہ۔

خدا نے ملائکہ کے ایک گروہ کو نصف النہار کے وقت حکم دیا کہ جس وقت لوگ قیلولہ میں سو رہے تھے۔ اس وقت فرشتوں نے آواز دی تو جناب لقمان نے ان کی آواز کو سنا لیکن آپ نے ان کو دیکھا نہیں تھا۔ ان فرشتوں نے کہا۔

اے لقمان کیا آپ چاہتے ہیں خدا آپ کو زمین پر خلیفہ قرار دے تا کہ آپ لوگوں کے درمیان حکم کریں؟ جناب لقمان نے جواب دیا کہ اگر یہ میرے خدا کا حکم ہے تو میں مانتا ہوں اور اس پر اس کی اطاعت کرتا ہوں۔ کیونکہ اگر وہ مجھے خلافت دینا چاہتا ہے تو یقیناً وہ میری اس پر مدد بھی کرے گا۔ اور مجھے علم بھی دے گا اور مجھے لغزشوں سے بھی بچائے گا۔ اور اگر اس نے مجھے اس پر اختیار دیا ہے تو میں عافیت کو ہی قبول کرتا ہوں۔

فرشتوں نے کہا۔ اے لقمان تو نے ایسا کیوں کیا ہے؟ تو جناب لقمان علیہ السلام نے فرمایا: کیونکہ لوگوں کے درمیان حکم وفیصلہ کرنا دین میں سب سے زیادہ مشکل ہے۔ اور فتنہ ومصیبت کے اعتبار سے بہت سخت ہے۔ یہ ذلیل کر دیتا ہے اور اس کی کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوتا۔ اور ظلم واندھیرا اس کو ہر طرف سے گھیر لیتا ہے۔ جو لوگوں کا حکم ہوتا ہے اس کے دو حال ہوتے ہیں یا اس نے حق کا حکم دیا ہے وہ کامیاب ہے اور قیامت کے دن سالم رہے گا اور اگر وہ حکم میں ظلم کر دے گا اور خطاء کرے گا قیامت کے دن وہ جنت کے راستے سے خطاء کر جائے گا۔ اور راستہ سے بھٹک جائے گا دنیاوی ذلت اخروی ذلت سے کہیں کم ہے۔ اور اخروی عزت دنیا کی عزت سے کہیں زیادہ ہے۔ اور جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دے گا تو اس کے ہاتھ سے دنیا بھی نکل جائے گی اور اسے آخرت بھی نصیب نہ ہوگی۔

فرشتوں نے ان کی عاقلانہ گفتگو سے تعجب کیا اور خدا رحمٰن نے بھی آپ کی گفتگو کو مستحسن قرار دیا۔ شام جب ہوئی اور آپ سوئے تو آپ کو نیند میں خدا نے حکمت عطاء فرمائی اور سر سے پاؤں تک آپ کو حکمت سے نوازا تو جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے زیادہ حکمت والے حاکم بن گئے۔ آپ لوگوں کی طرف نکلے تو آپ لوگوں سے حکمت کی باتیں کرنے لگے اور پھر ان باتوں کو ثابت کرتے تھے آپ علیہ السلام نے فرمایا: جب آپ کو خلافت کی حکمت عطاء کی گئی۔ تو آپ نے ملائکہ کے کہنے سے خلافت قبول نہ کیا لیکن جب جناب داؤد علیہ السلام نے آپ کو خلافت سے نوازہ تو پھر آپ نے قبول کیا اور اس خلافت وحکمت کو لقمان نے کسی شرط کے ساتھ مشروط نہیں کیا۔

پس خدا نے لقمان کو زمین پر خلافت عطاء کی۔ اور خلافت کے بعد آپ کو کئی مرتبہ آزمایا۔ ہر مرتبہ جب آپ سے خطا ہوتی تو وہ خدا کی طرف متوجہ ہوتے تو بہ کرتے تو خدا اس کو قبول کر لیتا۔

جناب لقمان زیادہ تر جناب داؤد علیہ السلام کی زیارت کیا کرتے تھے اور ان کو حکیمانہ مشورہ دیا کرتے تھے تو جناب داؤد فرمایا

کرتے تھے۔ اے لقمان آپ کو مبارک ہو خدا نے آپ کو حکمت دی اور آپ کو مصیبتوں سے محفوظ رکھا اور اللہ نے داؤد کو بھی خلافت دی اور اس کو حکم وفتنہ سے آزمایا تھا۔

اس نے بعد حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ ۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب لقمان نے اپنے فرزند کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے بیٹا خبردار کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اس کے بعد حضرت ابوعبداللہ نے فرمایا۔ کہ اس کے بعد حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو اتار کے ذریعے وعظ کیا۔ کرتے تھے تو شام ہو جاتی اور شام سے شروع کرتے کہ فجر ہو جاتی تھے۔

اے حماد وہ نصیحت جو آپ نے اپنے فرزند سے کی وہ یوں ہے آپ نے فرمایا۔ اے میرے فرزند! تو جب سے دنیا میں آیا ہے تو دنیا کی طرف پشت کر چکا ہے اور آخرت کی طرف منہ کیے ہوئے ہے لہٰذا جس گھر کی طرف تیرا منہ ہے اس کی آبادی کی کوشش کرو اور جس گھر کی طرف تو پشت کر چکا ہے اس کی طرف اپنی توجہ کو زیادہ مبذول نہ کر۔

اے فرزند! علماء کی مجالس میں شرکت کر اور ان کے بالکل قریب جا کر بیٹھو ان سے خواہ مخواہ کا مجادلہ نہ کرنا ورنہ وہ تجھے علم سے روک دیں گے۔ اپنی ضرورت کے مطابق دنیا حاصل کرو اور طلب دنیا سے مت رکو ورنہ لوگوں پر بوجھ بن جاؤ گے لیکن دنیا میں اس طرح سے داخل نہ ہونا کہ تمہاری آخرت برباد ہو جائے اور روزے رکھو اس سے تمہاری شہوت میں کمی واقع ہوگی۔ لیکن بہت زیادہ روزے نہ رکھو کہ نماز کے قابل ہی نہ رہو۔ کیونکہ خدا کو نماز، روزے سے زیادہ عزیز ہے۔

اے فرزند دنیا ایک گہرا سمندر ہے۔ اس میں ڈوب جانا اگر اس سمندر کو عبور کرنا ہے تو ایمان کو کشتی بناؤ اور توکل کو اس کا چپو بناؤ اور تقویٰ کو اپنا زاد راہ بناؤ اگر تم نجات پا لو تو سمجھو کہ اللہ کی رحمت ہوئی ہے اور اگر اس گہرے سمندر میں ڈوب جاؤ تو سمجھو تم اپنے گناہوں کی وجہ سے ڈوبے ہو۔

اے فرزند، اگر تم نے اپنے بچپن میں ادب حاصل کر لیا تو بڑھاپے میں اس کا فائدہ اٹھاؤ گے۔

جسے ادب کی ضرورت ہو وہ اس کے لئے کوشش کرتا ہے اور جو کوشش کرتا ہے وہ علم حاصل کرتا ہے جسے علم کی ضرورت ہو اس کی تلاش کرنا پڑتی ہے اور جس کی طلب میں شدت ہو وہ اپنی منفعت کو حاصل کر لیتا ہے لہٰذا طلب علم کو اپنی عادت بنا لو اپنے بزرگوں کے صحیح جانشین بن جاؤ گے اور آنے والی نسلیں تم سے مستفیض ہونگی اور رعنت کرنے والے تجھ سے امید رکھیں گے اور تیسری اہمیت سے لوگ خوفزدہ ہونگے۔

خبردار! علم کو چھوڑ کر کسی اور طرف متوجہ نہ ہونا اگر تمہارے ہاتھ سے دنیا چلی جائے تو فکر نہ کرو اور آخرت کو کسی قیمت پر

اپنے ہاتھ سے نہ جانے دینا اور یاد رکھو جب تم علم کی جستجو چھوڑ دو گے تو تم سے تمہاری آخرت چلی جائے گی لہٰذا دن رات طلب علم میں مصروف رہو۔ سب سے بدترین ضیاع علم کا ضیاع ہے۔ کسی جھگڑالو سے مت جھگڑنا اور کسی فقیہ سے بحث مت کرنا، کسی حکمران سے دشمنی نہ کرنا۔ کسی ظالم کی حمایت نہ کرنا، کسی ظالم کو دوست نہ بنانا، کسی فاسق سے تعلقات قائم نہ کرنا، کسی بدنام کو دوست مت بنانا اور اپنی دولت کی طرح سے اپنے علم کی سخاوت کرتے رہنا۔

فرزند! خوف خدا! اتنا کرو کہ اگر تم جن وانس کی عبادت لے کر بھی جاؤ تو تمہیں یہ ڈر رہے کہ وہ تمہیں عذاب دے گا اور خدا سے امید اتنا رکھو کہ اگر جن وانس کے گناہ لے کر جاؤ تو تمہیں بخشش کی امید ہو۔

بیٹے نے کہا ابا جان! میں یہ کیسے کہ سکتا ہوں میرے پاس تو ایک ہی دل ہے۔

لقمان نے فرمایا: فرزند اگر مومن کے دل کو چیر کے دیکھا جائے تو اس میں دو نور دکھائی دیں گے۔ ایک نور خوف کا ہوگا اور دوسرا نور امید کا ہوگا اور اگر دونوں کا وزن کیا جائے تو ان کا وزن یکساں ہوگا جو خدا پر ایمان رکھتا ہو تو وہ خدا کے فرمان کی تصدیق کرے گا اور جو خدا کے فرمان کی تصدیق کرے گا تو وہ اس پر عمل کرے گا اور جو خدا کے فرمان پر عمل نہ کرے تو اس نے دراصل خدا کے فرمان کی تصدیق ہی نہیں کی۔ یہ عادات ایک دوسرے کی گواہی دیتی ہیں۔ جس کا ایمان صادق ہوگا تو وہ اللہ کے لئے خالص عمل کرے گا اور جو خدا کا اطاعت گزار ہوگا وہ اس کا خوف رکھتا ہوگا اور جس کے دل میں خدا کا خوف ہو تو خدا اس سے محبت کرے گا اور جو خدا سے محبت کرے گا اور اس کی فرمانبرداری کرے گا اور جو اس کی فرمانبرداری کرے وہ جنت اور خدا کی رضا کا حقدار بن جائے گا۔ اور جو اللہ کی رضا کی پیروی نہ کرے تو اس کی نظر میں خدا کی ناراضگی کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور ہم خدا کی ناراضگی سے پناہ چاہتے ہیں۔

اے فرزند، دنیا کی طرف مائل نہ ہونا اور اپنے دل کو اس میں نہ لگانا اور دنیا سے بڑھ کر خدا کی نظر میں کوئی چیز حقیر نہیں ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ دنیا کی نعمات اطاعت گزاروں کی جزا نہیں ہے۔ اور دنیا کی آزمائش نافرمانوں کے لئے عذاب نہیں ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں وصیت کی ہے کہ اس کی ماں نے دکھ پر دکھ سہہ کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا۔

وَهْنٍ سے مراد کمزوری ودکھ ہے۔ پھر فرمایا: وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا .. اور اگر تیرے والدین اس بات پر زور دیں کہ کسی ایسی چیز کو میرا شریک قرار دو جس کا تمہیں علم ہی نہیں ہے تو خبردار ان دونوں کی اطاعت نہ کرنا۔ لیکن دنیا میں ان کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنا اور اس کے راستے کو اختیار کرنا۔ میری طرف متوجہ ہو پھر اس

کے بعد تم سب کی بازگشت میری طرف ہی ہے۔ اور اس وقت میں بتاؤں گا کہ تم لوگ کیا کر رہے تھے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ سے عرض کیا کہ خدا کے اس قول سے کیا مراد ہے۔ وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَىَّ : ان کے راستہ کی طرف اتباع کرو۔ جو میری طرف متوجہ ہیں۔

آپ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ کا اتباع کرو اس کے بعد پھر جناب لقمان نے اپنے فرزند کو نصیحت فرمائی۔

يٰبُنَىَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِىْ صَخْرَةٍ اَوْ فِى السَّمٰوٰتِ اَوْ فِى الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝

اے میرے بیٹے نیکی و بدی ایک رائے کے دانہ کے برابر ہو اور کسی پتھر کے اندر ہو یا آسمانوں پر ہو یا زمین کی گہرائیوں میں ہو تو خدا روز قیامت ضرور اسے سامنے لائے گا کہ وہ لطیف بھی ہے اور باخبر بھی ہے۔

آپ نے فرمایا: اے بیٹے رزق خدا کا ہے جو تجھے ضرور دے گا۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ: یعنی خبردار جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کے لالچ میں اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے ذلیل نہ کرنا۔

وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ . اور زمین پر غرور سے مت چلنا۔ یعنی تکبر کے ساتھ زمین پر مت چلنا۔

وَاقْصِدْ فِىْ مَشْيِكَ۔ اور اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کرنا۔ یعنی: جلد بازی نہ کرنا۔ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ انہی آواز کو دھیما رکھنا یعنی آواز کو بلند کرنا۔ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝ ۔ سب سے بدتر آواز گدھے کی آواز ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۲۰ تا ۳۴

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ
يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ
وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ
الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ
فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ
قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ
الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ اَنَّمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ
بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا
خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۙ كُلٌّ يَّجْرِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ
وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ
بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ
الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ
اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا
لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ
وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ
الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا
فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ
نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾

ترجمہ

کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے اور تمہارے لئے تمام ظاہری اور باطنی نعمتوں کو مکمل کر دیا ہے اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو علم و ہدایت اور روشن کتاب کے بغیر بھی خدا کے بارے میں بحث کرتے ہیں (۲۰) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کا اتباع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم اس کا اتباع کرتے ہیں جس پر اپنے باپ دادا کو عمل کرتے دیکھا ہے چاہے شیطان ان کو عذاب جہنم کی طرف دعوت دے رہا ہو (۲۱) اور جو اپنا روئے حیات خدا کی طرف موڑ دے اور وہ نیک کردار بھی ہو تو اس نے ریسمانِ ہدایت کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے اور تمام امور کا انجام اللہ کی طرف ہے (۲۲) اور جو کفر اختیار کرلے اس کے کفر سے تم کو رنجیدہ نہیں ہونا چاہئے کہ سب کی بازگشت ہماری ہی طرف ہے اور اس وقت ہم بتائیں گے کہ انہوں نے کیا کیا ہے بیشک اللہ دلوں کے رازوں کو بھی جانتا ہے (۲۳) ہم انہیں تھوڑے دن تک آرام دیں گے

اور پھر سخت ترین عذاب کی طرف کھینچ کر لے آئیں گے (۲۴) اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ زمین و آسمان کا خالق کون ہے تو کہیں گے کہ اللہ تو پھر کہئے کہ ساری حمد اللہ کے لئے ہے اور ان کی اکثریت بالکل جاہل ہے (۲۵) اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی تمام چیزیں ہیں اور وہی بے نیاز بھی ہے اور قابلِ ستائش بھی (۲۶) اور اگر روئے زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر کا سہارا دینے کے لئے سات سمندر اور آ جائیں تو بھی کلماتِ الٰہی تمام ہونے والے نہیں ہیں بیشک اللہ صاحبِ عزّت بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے (۲۷) تم سب کی خلقت اور تم سب کا دوبارہ زندہ کرنا سب ایک ہی آدمی جیسا ہے اور اللہ یقیناً سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے (۲۸) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اس نے چاند اور سورج کو مسخر کر دیا ہے کہ سب ایک معیّن مدت تک چلتے رہیں گے اور اللہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے (۲۹) یہ سب اسی لئے ہے کہ خدا معبود برحق ہے اور اس کے علاوہ جس کو بھی یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور اللہ بلند و بالا اور بزرگ و برتر ہے (۳۰) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ نعمت خدا ہی سے کشتیاں دریا میں چل رہی ہیں تا کہ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھلائے کہ اس میں تمام صبر و شکر کرنے والوں کے لئے بڑی نشانیاں پائی جاتی ہیں (۳۱) اور جب سائبانوں کی طرح کوئی موج انہیں ڈھانکنے لگتی ہے تو دین کے پورے اخلاص کے ساتھ خدا کو آواز دیتے ہیں اور جب وہ نجات دے کر خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو اس میں سے کچھ ہی اعتدال پر رہ جاتے ہیں اور ہماری آیات کا انکار غدار اور ناشکرے افراد کے علاوہ کوئی نہیں کرتا ہے (۳۲) انسانو! اپنے پروردگار سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس دن نہ باپ بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے کچھ کام آ سکے گا بیشک اللہ کا وعدہ برحق ہے لہٰذا تمہیں زندگانی دنیا دھوکہ میں نہ ڈال دے اور خبردار کوئی دھوکہ دینے والا بھی تمہیں دھوکہ نہ دے سکے (۳۳) یقیناً اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی پانی برساتا ہے اور شکم کے اندر کا حال جانتا ہے اور کوئی نفس یہ نہیں جانتا ہے کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کسی کو نہیں معلوم ہے کہ اسے کس زمین پر موت آئے گی بیشک اللہ جاننے والا اور باخبر ہے (۳۴)

تفسیر

وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً. : اور اس نے تمہارے لئے تمام ظاہری اور باطنی نعمتوں کو مکمل کر دیا۔

حدثنی: علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے نقل کیا اور انہوں نے قاسم بن محمد سے اور انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے اور انہوں نے شریک سے اور انہوں نے جابر سے نقل کیا آپ نے فرمایا ایک بندے نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے اس آیت۔ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً. : کی تلاوت کی اور عرض کیا کہ مولیٰ اس سے مراد کیا ہے۔

آپ نے فرمایا: نعمت ظاہری سے مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو کچھ آپ پیغام توحید لے کر آئے ہیں وہ مراد ہے۔ اور نعمت باطنی سے مراد ہم اہل بیت کی ولایت مودت ہے۔ خدا کی قسم کچھ لوگوں نے نعمت ظاہری و باطنی دونوں کو مانا اور ان کی قدردانی کی۔ اور ایک قوم نے خدا کی ظاہری نعمتوں کو مان لیا لیکن نعمت باطنی کا انکار کر دیا۔ تو جب رسول خدا نے ان کی حالت کو دیکھا تو آپ کو اس کا غم و رنج ہوا۔

خدا نے اس آیت کو نازل کیا۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ .

اے رسول تمہارے لئے باعث رنج نہ ہوں وہ لوگ جو کفر کی راہ پر چلنے کی جلدی کر رہے ہیں۔ ان لوگوں میں سے جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے مگر ان کے دل ایمان نہیں لائے۔ (سورہ مائدہ ۴۱)

رسول خدا پر جب آیت آئی تو بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ایمان کو اور ان کے اعمال کو قبول نہیں کیا مگر ہماری ولایت اور مودیت کے ساتھ۔

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى . اور جو اپنے روئے حیات خدا کی طرف موڑ دے اور وہ نیک کردار بھی ہو تو اس نے ریسمان ہدایت کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ امام نے فرمایا اس عروہ وثقیٰ سے مراد ہماری ولایت ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝

لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو علم ہدایت اور روشن کتاب کے بغیر خدا کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کی اتباع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم اس کا اتباع کرتے ہیں جس پر اپنے باپ دادا کو عمل کرتے دیکھا ہے چاہیے شیطان ان کو عذاب جہنم کی طرف دعوت دے رہا ہو۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ بندہ جس نے رسول خداؐ کو یہ جواب دیا کہ اپنے آباؤ اجداد کی اتباع کریں گے اس ملعون کا نام نضر بن حارث تھا جب اس سے کہا جاتا کہ رسولؐ اور جو کچھ رسولؐ پر نازل ہوا ہے اس کی اتباع کرو۔ تو وہ جواب دیتا کہ میں تو اس کی اتباع کرونگا جس کی میرے آباؤ واجداد اتباع کرتے رہے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾

اور اگر تمام روئے زمین کے درخت قلم بن جائیں اور سمندر کا ساتھ دینے کے لئے سات سمندر اور آجائیں تو بھی کلمات خدا تمام ہونے والے نہیں ہیں بے شک اللہ صاحب حکمت اور صاحب عزت بھی ہے۔

جب یہودیوں نے رسولؐ خدا سے روح کے بارے میں سوال کیا۔ تو رسول خداؐ نے فرمایا روح میرے رب کا امر ہے۔ اور اس کے بارے میں علم بہت کم لوگوں کو دیا گیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ خاص اور کم لوگ ہم آل محمد ہیں۔ اور باقی تمام لوگ عامۃ الناس ہیں۔

یہودیوں نے کہا۔ اے محمد یہ دونوں باتیں کیسے جمع ہوسکتی ہیں۔ ایک طرف سے آپ کا گمان ہے کہ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا: سے مراد ہم ہیں اور آپ کو قرآن بھی دیا گیا ہے اور ہمیں تورات دی گئی ہے آپ نے فرمایا کہ جس کو حکمت عطاء ہو۔ (تورات) اس کو خیر کثیر بھی ملا ہے اس کے باوجود آپ روح کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اس پر خدا نے یہ آیت نازل۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ: کہ اگر تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام سمندر اور اس کے ساتھ سات سمندر اور بھی مل جائیں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ تو رسول خداؐ نے فرمایا: اللہ کا علم اس سے بہت زیادہ اور جو کچھ دنیا کو دیا ہے وہ اللہ کے نزدیک کم ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا نعمت خدا سے ہی دریاؤں میں کشتیاں چل رہی ہیں۔

آپ نے فرمایا کشتیاں دریاؤں میں چل رہی ہیں یہ خدا کی قدرت سے ہی چلتی ہیں۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا۔ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ: کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کہ مشرکین مکہ نے رسول خدا سے کہا کہ جب ہم پیدا ہوئے تو ہم پیدائش کے لئے تدریجی مراحل سے گزرے تھے پہلے نطفہ تھے۔ پھر علقہ بنے پھر مضغہ بنے پھر ہڈیاں آئیں پھر کھال چڑھی اور ہم مراحل تخلیق سے گزر کر دنیا میں آئے تھے لیکن آپ کہتے تھے کہ تم سب قیامت کے دن اکٹھے اٹھائے جاؤ گے بھلا یہ کیسے ممکن ہے؟

اس کے جواب میں اللہ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی اور کہا کہ تمہارا پیدا کرنا اور تمہیں مبعوث کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے تم سب کا محشور کرنا ہمارے لئے نفس واحدہ کی طرح سے ہے جب ہم ارادہ کریں گے تو کن کہہ کر حکم دیں گے تم سب مبعوث ہو جاؤ گے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے یعنی رات کو چھوٹا کر کے دن میں داخل کر دیتا ہے جیسے گرمیوں میں ہوتا ہے اور کبھی دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ جیسا کہ سردیوں میں ہوتا ہے۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ: كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ اس نے چاند و سورج کو مسخر کر دیا اور یہ دونوں ایک مدت معین تک چلتے رہیں گے۔

امام فرماتے ہیں۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کو ایک معین مدت کے لئے چلایا ہے یہ نا اس سے کم اور نہ اس سے تجاوز کریں گے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ ۔ یقیناً اس میں ہر صبر و شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں ہیں۔

فرماتے ہیں کہ صَبَّارٍ سے مراد وہ ہے جو فقر و فاقہ پر صبر کرے اور شَكُوْرٍ جو تمام احوال میں خدا کا شکر ادا کرے۔

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ: جب سائبانوں کی طرح کوئی موج انہیں ڈھانکنے لگی۔

یعنی وہ موج جو سمندر میں ہوتی ہے۔

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۔ اور جب ان کو خشکی پر نجات دے دی جاتی ہے تو ان میں سے بعض وہ ہیں جو اعتدال پر رہ جاتے ہیں۔ یعنی مقتصد سے مراد صالح و نیک ہوتے ہیں۔

وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ ۔ اور ہماری آیت کا انکار غدار اور ناشکرے افراد کے علاوہ کوئی نہیں کرتا۔

خَتَّارٍ :غدار۔ کَفُوْرٍ دھوکے باز کو کہا جاتا ہے۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ. یعنی خدا کا وعدہ حق ہے۔

یعنی: قیامت کے دن وہ خدا کے وعدہ کو حق پائیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ : ۔یقیناً قیامت کے دن کا علم اللہ کے پاس ہے وہ ہی بارش نازل کرتا ہے شکم کے اندر کے حالات کو جانتا ہے اور کوئی نفس یہ نہیں جانتا ہے کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کسی کو نہیں معلوم اسے کس زمین پر موت آئے گی بے شک اللہ جاننے والا ہے اور باخبر ہے۔

حضرت صادق فرماتے ہیں کہ ان پانچ چیزوں کے بارے کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل بھی نہیں جانتا۔ یہ فقط اللہ کی صفات ہیں۔ وہ ہی ان کو جانتا ہے۔

سورہ لقمان تمام شد

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ

سورہ مبارکہ السجدہ یہ مکی سورہ ہے اور اس کی آیات کی تعداد (30) ہیں اور اس کے رکوع تین ہیں اس کی قرآن کی موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 32 ہے اور نزول کے اعتبار سے اس کا نمبر 75 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

ثواب الاعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

جو شخص ہر شب جمعہ سورہ سجدہ کی تلاوت کرے گا اللہ اسے اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دے گا اور اس کے اعمال کا اس سے حساب نہیں لے گا وہ جنت میں آل محمد علیہم السلام کے رفقاء میں سے ہوگا۔

نیز آپ سے منقول ہے۔ کہ جسے جنت اور اس کی خصوصیات جاننے کا شوق ہو اسے چاہیے کہ سورۃ الواقعہ کی تلاوت کرے اور جو دوزخ کی سختیوں کو جاننا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ سورہ سجدہ اور سورہ لقمان کی تلاوت کرے۔

آیت نمبر ۱ تا ۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ اَمْ
يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ
نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا
لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ
مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ

سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝٥ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ
الرَّحِيْمُ ۝٦ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ
طِيْنٍ ۝٧ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝٨ ثُمَّ سَوّٰىهُ
وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ
قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝٩ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ
جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝١٠ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ
الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝١١ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ
الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا
فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝١٢ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ
هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ
اَجْمَعِيْنَ ۝١٣ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ
وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝١٤ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا
الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ
لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝١٥ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ
خَوْفًا وَّطَمَعًا ۖ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝١٦ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ
لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٧ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا

كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ۝١٨ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۖ نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٩ وَاَمَّا
الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ
اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ
تُكَذِّبُوْنَ ۝٢٠ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ
الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝٢١ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ
اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝٢٢ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى
الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ ۝٢٣ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَكَانُوْا
بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝٢٤ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا
كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝٢٥ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ
الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا
يَسْمَعُوْنَ ۝٢٦ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ
بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝٢٧
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٢٨ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ
لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝٢٩ فَاَعْرِضْ

عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

الٓمّٓ (۱) بیشک اس کتاب کی تنزیل عالمین کے پروردگار کی طرف سے ہے (۲) کیا ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ یہ رسول کا افتراء ہے ہرگز نہیں یہ آپ کے پروردگار کی طرف سے برحق ہے تا کہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جس کی طرف سے آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا رسول نہیں آیا ہے کہ شاید یہ ہدایت یافتہ ہو جائیں (۳) اللہ ہی وہ ہے جس نے آسمان وزمین اور اس کی تمام درمیانی مخلوقات کو چھ دن کے اندر پیدا کیا ہے اور اس کے بعد عرش پر اپنا اقتدار قائم کیا ہے اور تمہارے لئے اس کو چھوڑ کر کوئی سرپرست یا سفارش کرنے والا نہیں ہے کیا تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی ہے (۴) وہ خدا آسمان سے زمین تک کے اُمور کی تدبیر کرتا ہے پھر یہ امر اس کی بارگاہ میں اس دن پیش ہوگا جس کی مقدار تمہارے حساب کے مطابق ہزار سال کے برابر ہوگی (۵) وہ خدا حاضر و غائب سب کا جاننے والا اور صاحبِ عزّت و مہربان ہے (۶) اس نے ہر چیز کو حسن کے ساتھ بنایا ہے اور انسان کی خلقت کا آغاز مٹی سے کیا ہے (۷) اس کے بعد اس کی نسل کو ایک ذلیل پانی سے قرار دیا ہے (۸) اس کے بعد اسے برابر کر کے اس میں اپنی روح پھونک دی ہے اور تمہارے لئے کان، آنکھ اور دل بنا دیئے ہیں مگر تم بہت کم شکریہ ادا کرتے ہو (۹) اور یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم زمین میں گم ہو گئے تو کیا نئی خلقت میں پھر ظاہر کئے جائیں گے۔ بات یہ ہے کہ یہ اپنے پروردگار کی ملاقات کے منکر ہیں (۱۰) آپ کہہ دیجئے کہ تم کو وہ ملک الموت زندگی کی آخری منزل تک پہنچائے گا جو تم پر تعینات کیا گیا ہے اس کے بعد تم سب پروردگار کی بارگاہ میں پیش کئے جاؤ گے (۱۱) اور کاش آپ دیکھتے جب مجرمین پروردگار کی بارگاہ میں سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔ پروردگار ہم نے سب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں دوبارہ واپس کر دے کہ ہم نیک

عمل کریں بیشک ہم یقین کرنے والوں میں ہیں (۱۲) اور ہم چاہتے تو جبراً ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیتے لیکن ہماری طرف سے یہ بات طے ہو چکی ہے کہ ہم جہنّم کو جنات اور تمام گمراہ انسانوں سے بھر دیں گے (۱۳) لہٰذا تم لوگ اس بات کا مزہ چکھو کہ تم نے آج کے دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا تو ہم نے بھی تم کو نظر انداز کر دیا ہے اب اپنے گزشتہ اعمال کے بدلے دائمی عذاب کا مزہ چکھو (۱۴) ہماری آیتوں پر ایمان لانے والے افراد بس وہ ہیں جنہیں آیات کی یاد دلائی جاتی ہے تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد وثنا کی تسبیح کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے ہیں (۱۵) ان کے پہلو بستر سے الگ رہتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کو خوف اور طمع کی بنیاد پر پکارتے رہتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق سے ہماری راہ میں انفاق کرتے رہتے ہیں (۱۶) پس کسی نفس کو نہیں معلوم ہے کہ اس کے لئے کیا کیا خنکی چشم کا سامان چھپا کر رکھا گیا ہے جو ان کے اعمال کی جزا ہے (۱۷) کیا وہ شخص جو صاحب ایمان ہے اس کے مثل ہو جائے گا جو فاسق ہے ہرگز نہیں دونوں برابر نہیں ہو سکتے (۱۸) جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہیں ان کے لئے آرام کرنے کی جنتیں ہیں جو ان کے اعمال کی جزا ہیں (۱۹) اور جن لوگوں نے فسق اختیار کیا ہے ان کا ٹھکانا جہنّم ہے کہ جب اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو دوبارہ پلٹا دیئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ اس جہنّم کی آگ کا مزہ چکھو جس کا تم انکار کیا کرتے تھے (۲۰) اور ہم یقیناً بڑے عذاب سے پہلے انہیں معمولی عذاب کا مزہ چکھائیں گے کہ شاید اسی طرح راہِ راست پر پلٹ آئیں (۲۱) اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جسے آیاتِ الٰہیہ کی یاد دلائی جائے اور پھر اس سے اعراض کرے تو ہم یقیناً مجرمین سے انتقام لینے والے ہیں (۲۲) اور ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب عطا کی ہے لہٰذا آپ کو اپنے قرآن کے منجانب اللہ ہونے میں شک نہیں ہونا چاہئے اور ہم نے کتاب موسیٰ کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت قرار دیا ہے (۲۳) اور ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو امام اور پیشوا قرار دیا ہے جو ہمارے امر سے لوگوں کی ہدایت کرتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے صبر کیا ہے اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے (۲۴) بیشک آپ کا پروردگار ان کے درمیان روزِ قیامت ان تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں یہ آپس میں اختلاف رکھتے تھے (۲۵) تو کیا ان کی ہدایت کے لئے یہ

کافی نہیں ہے کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر دیا ہے جن کی بستیوں میں یہ چل پھر رہے ہیں اور اس میں ہماری بہت سی نشانیاں ہیں تو کیا یہ سنتے نہیں ہیں (۲۶) کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا ہے کہ ہم پانی کو چٹیل میدان کی طرف بہا لے جاتے ہیں اور اس کے ذریعہ زراعت پیدا کرتے ہیں جسے یہ خود بھی کھاتے ہیں اور ان کے جانور بھی کھاتے ہیں تو کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں (۲۷) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ آخر وہ فتح کا دن کب آئے گا اگر آپ لوگ سچے ہیں (۲۸) تو کہہ دیجئے کہ فتح کے دن پھر کفر اختیار کرنے والوں کا ایمان کام نہیں آئے گا اور نہ انہیں مہلت ہی دی جائے گی (۲۹) لہٰذا آپ ان سے کنارہ کش رہیں اور وقت کا انتظار کریں کہ یہ بھی انتظار کرنے والے ہیں (۳۰)

تفسیر

الٓمّٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

بے شک اس کتاب کا نزول پروردگار کی طرف سے ہے۔

لَارَيْبَ یعنی اس سے خدا کی طرف سے نازل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ کیا ان لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ ہمارے رسول کا افتراء ہے یعنی مکہ کے قریش اور کفار قرآن کے بارے میں یہ گمان رکھتے تھے کہ یہ قرآن خدا کی طرف سے نازل نہیں ہوتا بلکہ خود محمد (نعوذ باللہ) اپنی طرف سے جھوٹ بنا کر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے تو خدا ان قریش و کفار کے گمان باطل کو رد کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ ہرگز ایسا نہیں بلکہ یہ آپ کے رب کی طرف سے برحق ہے تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں کہ جن کی طرف پہلے کوئی رسول ڈرانے والا نہیں آیا شاید وہ ہدایت یافتہ ہو جائیں۔

اور پھر فرمایا ہے کہ اللہ وہی تو ہے جس نے زمین و آسمان تو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مخلوقات ہیں ان کو چھ دنوں میں خلق کیا اور اس نے عرش پر اپنا اقتدار قائم کیا ہے۔ اور پھر فرمایا ہے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ ۔ وہی خدا ہے جو آسمان سے لیکر زمین تک کے تمام امور کی تدبیر کرتا ہے۔ پھر سارا نظام اس کی بارگاہ میں اس دن پیش ہوگا جس کی مقدار ہزار سال کے برابر ہوگی۔

یعنی وہ جب امور کی تدبیر کرتا ہے اور جو وہ امر وہی کرتا ہے اور بندوں کے اعمال یہ سب قیامت کے دن اس کی بارگاہ میں پیش ہونگے کہ جس دن کی مقدار دنیاوی دن و رات کے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہوگی۔

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝

اور اس نے ہر چیز کو احسن انداز میں خلق کیا اور انسان کی خلقت کا آغاز مٹی سے کیا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ انسان کہ جس کی خلقت مٹی سے ہوئی وہ ہمارے بابا آدمؑ ہیں۔ اور ان کے بعد ان کی اولاد کو طعام اور پانی سے حاصل ہونے والے جوہر (منی) سے خلق کیا۔ مِنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ یعنی وہ ہی نطفہ جو کہ منی ہے ثُمَّ سَوّٰىهُ (پھر اسکو برابر کیا) یعنی اس نطفہ کو علقہ میں تبدیل کیا اور پھر اس علقہ کو مضغہ میں تبدیل کیا اور پھر اس میں روح کو پھونک دیا۔ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ۔ آپ فرما دیں کہ تم کو وہ ملک الموت زندگی کی آخری منزل تک پہنچائے گا۔ جو تمہارے لیے متعین ہے اس کے بعد تم سب اپنے رب کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔

حدثنی علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے ذکر کیا اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے نقل کیا اور انہوں ھشام سے اور انہوں حضرت امام ابو عبداللہ صادق سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا تو میں نے ایک فرشتہ دیکھا جس کے سامنے نور کی ایک تختی ہے وہ ادھر ادھر نہیں دیکھتا فقط اس تختی پر ہی جھکا ہوا ہے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہے؟

جبرائیلؑ نے مجھے بتایا کہ یہ ملک الموت ہے اور وہ ارواح کو قبض کرتا ہے میں نے کہا مجھے اس کے پاس لے جاؤ جبرائیل مجھے اس کے پاس لے گیا میں نے کہا اے ملک الموت۔ کیا ہر مرنے والے کی روح آپ ہی قبض کرتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا جی ہاں میں نے کہا کہ ہر مرنے والے کے پاس تم خود جاتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ اللہ نے ساری کائنات میرے لیے مسخر کر دی ہے اور پوری کائنات میرے لیے ایسے ہی ہے جیسا کہ کسی کے ہاتھ میں ایک درھم ہو وہ جیسے چاہے اسے خرچ دے میں روزانہ ہر گھر میں پانچ مرتبہ جاتا ہوں اور جب کوئی مرنے والے پر روتا ہے تو اس سے کہتا ہوں اس پر مت روؤ مجھے بار بار تیرے پاس بھی آنا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کوئی بھی نہیں بچے گا۔ میں نے جبرائیل سے کہا کہ موت سب سے بڑی مصیبت ہے۔ جبرائیل نے کہا کہ موت کے بعد جو کچھ ہوگا وہ اس سے بھی بڑی مصیبت ہے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا ۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو جبراً اس کی ہدایت دے دیتے۔

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ ۔ لہٰذا تم اس چیز کا مزہ چکھو تم نے آج کے دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا تھا تو ہم نے بھی تم کو نظر انداز کر دیا۔

یعنی نَسِيْنٰكُمْ ۔ سے مراد ہے کہ ہم نے بھی تم کو ترک کر دیا چھوڑ دیا ورنہ خدا کے ہاں نسیان ممکن نہیں ہے لہٰذا اس کا

معنی ہم نے کیا ہے کہ چھوڑ دیا ہے۔ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اور ان کے پہلو بستر سے الگ کرتے ہیں، اور وہ اپنے رب کو خوف وطمع کی بنیاد پر پکارتے رہتے ہیں۔ اور ہمارے دیے ہوئے رزق سے ہماری راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نقل کیا ہے اور انہوں نے عبدالرحمان بن ابی نجران سے اور اس نے عاصم بن حمید سے اور اسی نے ابوعبداللہ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا۔

اللہ نے ہر نیک عمل کہ جس کو بندہ کرتا ہے اس کا ثواب قرآن میں بیان کر دیا ہے لیکن نماز شب کے ثواب کی مقدار کو خدا نے بیان نہیں کیا۔ نماز شب پڑھنے والوں کے لیے خدا فرمایا ہے کہ ان کے پہلو رات کے وقت بستروں پر نہیں آتے وہ اپنے رب کے خوف اور طمع میں اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں۔ اور ہم نے جو بھی رزق دیا ہے وہ اس میں کچھ حصہ خرچ کرتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ ان کے نیک اعمال کے بدلے میں ان کے لیے کیا کیا ہے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان چھپا کر رکھا گیا ہے

پھر آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن اہل ایمان کے پاس ایک فرشتے کو بھیجتا ہے ۔جس کے پاس جنت کی پوشاکیں ہوتی ہیں وہ اس جنت کے دروازے پر جاتا ہے اور وہاں پہ موجود نگہبانوں سے کہتا ہے تم فلاں کو اندر آنے کی اجازت دو چنانچہ مومن جنت میں داخل ہوتا ہے، اس کی بیویاں اس کا استقبال کرتیں ہیں۔ وہ اپنی جنتی بیویوں سے کہتا ہے کہ تمہیں میرے وجود پہ کون سی چیز خوبصورت دکھائی دیتی ہے؟

وہ کہتی ہیں کہ اے ہمارے آقا! اس ذات کی قسم جس نے آپ کے لیے جنت کو مباح کیا ہے ہم نے اس پوشاک سے زیادہ حسین چیز اور نہیں دیکھی ہے اس وہ پوشاک زیب تن کرے گا وہ جہاں سے بھی گزرے گا وہاں روشنی پھیلتی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ وعدہ گاہ تک پہنچ جائے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اہل ایمان پر تجلی فرمائے گا۔ جب وہ خدا کی رحمت کو دیکھیں گے تو وہ سجدہ میں گر پڑیں گے۔

اس وقت انھیں ندائے قدرت سنائی دے گی؛ میرے بندو اس کو آٹھاؤ آج کا دن سجدہ اور عبادتوں کا دن نہیں ہے میں نے تم سے عبادت کا بوجھ اُٹھالیا ہے۔ اہل ایمان کہیں گے اے خدا یا جو کچھ تو نے ہمیں عطا کیا ہے اس سے بھلا افضل ایمان اور کیا ہو سکتا ہے؟ تو نے تو ہمیں جنت جیسی نعمت دی ہے خدا فرمائے گا جو کچھ تمہیں دیا گیا اب اس سے ستر گناہ زیادہ انعام دیا جاتا ہے۔ لہذا مومن جمعہ کے دن ستر گنا زیادہ انعام حاصل کریں گے اور یہی لدینا مزید کا مفہوم ہے۔

لوگو! جمعہ کا احترام کرو۔ اس کا راستہ روشن اور چمکدار ہے۔ اس میں خدائے متعال کی تسبیح وتہلیل وتکبیر وثناء کرو اور رسول خدا پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجو۔ مومن جمعہ کے دن جس بھی چیز سے جنت میں گزرے گا تو وہ روشنی پھیلی جائے گی۔ مومن کی جنتی بیویاں اس سے کہیں گے کہ آج تو آپ بہت زیادہ حسین لگ رہے ہیں مومن کہے گا: اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اپنے رب کے نور

کا نظارہ کیا ہے پھر آپؑ نے فرمایا: جنتی بیویاں حیض ونفاس اور ہر طرح کی غلاظت سے پاک ہوں گی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: مولا ایک بات آپؑ سے پوچھنا چاہتا ہوں لیکن پوچھتے ہوئے حیاء آتی ہے آپؑ یہ فرمائیں کہ جنت میں موسیقی ہوگی؟

آپ نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہوگا۔ اللہ ہواؤں کو چلائے گا تو اس کی شاخوں سے ایسی خوبصورت آوازیں نکلیں گی کہ ایسی آوازیں آج تک کسی نے نہیں سنی ہوں گی پھر آپؑ نے فرمایا یہ خوبصورت آوازیں اسے نصیب ہوں گی جو دنیا میں خدا کے خوف سے غناء وموسیقی سے بچتا ہوگا۔ راوی نے کہا کہ مولا کچھ اور ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے جنت کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے۔ اور وہ اتنی اچھی اور حسین ہے کہ آج تک کسی آنکھ نے ایسی حسین چیز نہ دیکھی ہے اور نہ ہی سنی ہے۔ اللہ ہر صبح اسے کھولتا ہے اور کہتا ہے کہ خوشبو میں اضافہ کر۔

اور یہ ہی قول خدا ہے کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ۔ پس انسان کیا جانے کہ ہم نے اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کیا مخفی رکھا ہوا ہے جو اس کے اعمال کی جزاء ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے آپ نے خدا کے اس قول کے بارے میں فرمایا اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ۝ کیا وہ شخص جو صاحب ایمان ہے وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو فاسق ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جو شخص صاحب ایمان ہے اس سے مراد علی ابن ابی طالبؑ میں اور فاسق سے مراد ولید بن عقبۃ بن ابی معیط مراد ہے ان دونوں سے نزاع ہوگئی ولید نے کہا میں آپ سے زیادہ سخی ہوں۔ آپ سے زیادہ فصیح انسان ہوں۔ تم سے زیادہ بہادر ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: اے فاسق خاموش ہو جا۔ تو وہی فاسق ہے جس کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے ۔اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ۝ ۔ کیا جو صاحب ایمان ہے وہ اس کی مانند ہو سکتا ہے جو فاسق ہے جو صاحب ایمان ہیں اور نیک اعمال انجام دیتے ہیں ان کے لیے آرام کرنے کی جنتیں ہیں جو ان کے اعمال کی جزاء ہیں۔

اس سے مراد علیؑ ہیں۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ خدا فرمایا وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ ۔ اور جن لوگوں نے فسق اختیار کیا ہے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے کہ جب اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو ان کو دوبارہ پلٹا دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس جہنم کی آگ کا مزہ چکھو جس کا تم انکار کرتے تھے۔

آپ نے فرمایا اہل جہنم جب جہنم میں داخل ہونگے ستر سال تک سفر کرنے کے بعد وہ اس کی تہہ پر اتریں گے پھر دوزخ کی آگ کا ایک طوفان آئے گا ان کو پھر اوپر لے آئے گا اور جب وہ کنارے پر آئیں گے تو اس سے نکلنے کی کوشش کریں گے

تو وہاں موجود عذاب کے فرشتے ان کو لوہے کے گرزوں سے مار مار کر دوبارہ جہنم میں واپس کر دیں گے۔

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ .

اور ہم ان کو بڑے عذاب سے پہلے ایک چھوٹے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

آپ نے فرمایا کہ اس ادنیٰ عذاب سے مراد وہ ہے جو رجعت کے دن تلوار کے ذریعے عذاب کا مزہ چکھایا جائے گا۔

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ :یعنی ان کو رجعت کے دن پلٹایا جائے گا تا کہ ان کو عذاب دیا جائے۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ . اور ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو امام بنایا تا کہ ہمارے امر کی ہدایت کریں اس لیے کہ انہوں نے صبر کیا۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ یہ لوگ ان مصیبتوں پر صبر کریں گے جو ان کو آئیں گی پس ان کو امام قرار دیا گیا۔

حمید بن زیاد نے محمد بن الحسین سے اور انہوں نے محمد بن یحییٰ سے اور انہوں نے طلحہ بن زید سے اور اس نے حضرت جعفر بن محمدؑ سے اور انہوں اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے ہوئے فرمایا۔ کتاب خدا میں آئمہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ امام ہیں جو عادل اور دوسری قسم امام وہ ہے جو ظالم برے امام ہیں۔ پس خدا نے فرمایا وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا ۔ وہ جن کو ہم نے امام قرار دیا وہ ہمارے امر و حکم کے تحت حکم کرتے ہیں اور وہ لوگوں کے امور میں خدا کے حکم کو مقدم رکھتے ہیں ہر معاملہ میں حکم خدا کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ دوسری قسم کے امام وہ ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ (قصص۔ ۴۲) اور کچھ وہ ہیں کہ جن کو ہم نے امام قرار دیا ہے جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور خدا کے حکم کی بجائے اپنی رائے کو مقدم رکھتے ہیں اور لوگوں کے تمام امور میں خدا کے حکم کے خلاف امر کرتے ہیں اور وہ خدا کی کتاب کی اتباع کے بجائے اپنی خواہشات کی اتباع کرتے اور خدا کی کتاب کے خلاف حکم کرتے ہیں۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ ۔ کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا ہے کہ ہم پانی کو چٹیل میدان کی طرف بہالے جاتے ہیں۔

الْأَرْضِ الْجُرُزِ :یعنی بنجر زمین و خراب زمین مراد ہے۔

اور یہ مثال اللہ نے رجعت کے لیے بیان کی اور قائم آل محمدؐ کے بارے میں تھی اور جب رسول خدا نے لوگوں کو آخری زمانے کی رجعت کے بارے میں بیان کیا تو لوگوں نے کہا۔ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٨﴾ ۔ آخر وہ فتح کا دن کب آئے گا اگر آپ سچے ہیں۔

اس آیت کا عطف پہلی والی آیت وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ ۔ پر ہو رہا ہے ۔یعنی پہلے سے فرمایا بڑے

عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب کا مزہ دیکھا جائے گا یعنی رجعت میں تو لوگوں نے کہا کہ یہ کب ہوگا تو اس کو قرآن نے حکایت کیا ہے ان کے جواب میں خدا نے فرمایا۔

يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٢٩﴾ .

فتح کے دن کفر کرنے والوں کا ایمان ان کو فائدہ نہیں دے گا اور ان کو مہلت بھی نہیں دی جائے گی۔

فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ . اے محمد آپ ان سے کنارہ کشی کر لیں۔

وَانتَظِرْ إِنَّهُم مُّنتَظِرُونَ ﴿٣٠﴾ . آپ بھی انتظار کریں یہ انتظار کرنے والے ہیں یعنی رجعت کا انتظار کریں۔

سورۃ السجدۃ تمام شد

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ

سورہ مبارکہ الاحزاب یہ مکی ہے اور اس کی آیات 73 ہیں اور اس کے رکوع 9 ہیں۔ قرآن کی موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر 33 ہے اور ترتیب نزولی میں اس کا نمبر 90 ہے۔

تلاوت کا ثواب:

کتاب ثواب اعمال میں حضرت امام جعفر صادق سے نقل ہوا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص سورہ مبارکہ احزاب کی تلاوت زیادہ کرے گا۔ قیامت کے دن وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی ازواج کے جوار میں ہوگا۔

آیت نمبر ۱ تا ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ﴿۴﴾ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ

وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵﴾ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۶﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ﴿۷﴾ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۸﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

اے پیغمبر خدا سے ڈرتے رہئے اور خبردار کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کیجئے گا یقیناً اللہ ہر شے کا جاننے والا اور صاحب حکمت ہے (۱) اور جو کچھ آپ کے پروردگار کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اسی کا اتباع کرتے رہیں کہ اللہ تم لوگوں کے اعمال سے خوب باخبر ہے (۲) اور اپنے خدا پر اعتماد کیجئے کہ وہ نگرانی کے لئے بہت کافی ہے (۳) اور اللہ نے کسی مرد کے سینے میں دو دل نہیں قرار دیئے ہیں اور تمہاری وہ بیویاں جن سے تم ظہار کرتے ہو انہیں تمہاری واقعی ماں نہیں قرار دیا ہے اور نہ تمہاری منہ بولی اولاد کو اولاد قرار دیا ہے یہ سب تمہاری زبانی باتیں ہیں اور اللہ تو صرف حق کی بات کہتا ہے اور سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے (۴) ان بچوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو کہ یہی خدا کی نظر میں انصاف سے قریب تر ہے اور اگر ان کے باپ کو نہیں جانتے ہو تو یہ دین میں تمہارے بھائی اور دوست

ہیں اور تمہارے لئے اس بات میں کوئی حرج نہیں ہے جو تم سے غلطی ہوگئی ہے البتہ تم اس بات کے ضرور ذمہ دار ہو جو تمہارے دلوں سے قصداً انجام دی ہے اور اللہ بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (۵) بیشک نبی تمام مومنین سے ان کے نفس کے بہ نسبت زیادہ اولیٰ ہے اور ان کی بیویاں ان سب کی مائیں ہیں اور مومنین و مہاجرین میں سے قرابتدار ایک دوسرے سے زیادہ اولویت اور قربت رکھتے ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا چاہو تو کوئی بات نہیں ہے یہ بات کتابِ خدا میں لکھی ہوئی موجود ہے (۶) اور اس وقت کو یاد کیجئے جب ہم نے تمام انبیاء سے اور بالخصوص آپ سے اور نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے عہد لیا اور سب سے بہت سخت قسم کا عہد لیا (۷) تاکہ صادقین سے ان کی صداقتِ تبلیغ کے بارے میں سوال کیا جائے اور خدا نے کافروں کے لئے بڑا دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے (۸)

تفسیر

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ①

اے نبی خدا سے ڈرتے رہو اور خبردار کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کرنا یقیناً اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ویسے ہی جیسے کہ امام صادقؑ نے فرمایا کہ قرآن کا نزول اس محاورہ پر ہوا ہے۔ اور خدا نے رسول کو بھی اس پر مبعوث کیا ہے کہ جیسے ہماری زبان میں کہتے سناؤ دیوار کو اور مراد گھر والے ہوں۔ یہ بھی خطاب نبی کو ہے لیکن مراد امت ہے کیونکہ نبی کے لیے ممکن ہی نہیں ہے کہ آپ ایسے افراد کی اطاعت کریں۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۠ خدا نے کسی مرد کے شکم میں دو دل نہیں قرار دیتے ہیں اور تمہاری وہ بیویاں جن سے تم ظہار کرتے ہو انھیں تمہاری واقعی ماں نہیں قرار دیا گیا اور نا تمہاری منہ بولی اولاد کو اولاد قرار دیا گیا ہے یہ سب تمہاری باتیں ہیں اور اللہ فقط حق کی بات کرتا ہے۔ اور سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے آپ نے خدا کے اس قول میں (خدا نے کسی شخص کے شکم میں دو دل نہیں قرار دیا ہے۔) حضرت علیؑ سے نقل ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہماری محبت اور ہمارے دشمنوں کی محبت ایک ہی وقت میں جمع نہیں ہو

سکتی کیونکہ خدا نے کسی شخص میں دو دل نہیں قرار دیے تاکہ وہ ایک دل میں ہماری محبت اور دوسرے میں ہمارے دشمنوں سے محبت کرے۔ ہماری محبت کو ایسے صاف و پاک رکھو جیسے آگ کے ذریعے سونے کو ملاوٹ سے پاک کیا جاتا ہے اگر کوئی شخص ہماری محبت کو جانچنا چاہتا ہے تو وہ اپنے دل کی طرف دیکھے اگر اس کے دل میں ہمارے دشمن کی محبت بھی ہے۔ تو ایسے شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ہمارا بھی اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ہمارے دشمن سے اللہ بھی دشمنی رکھتا ہے اور جبرائیل اور مکائیل اور سارے فرشتے بھی دشمنی رکھتے ہیں۔

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ اور تمہارے منہ بولی اولاد کو تمہاری اولاد نہیں قرار دیتا۔

حدثنی علی بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے جمیل سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہؑ سے نقل کیا ہے آپؑ نے فرمایا اس آیت کا شان نزول یوں ہے۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ کبریٰ سلام اللہ علیہا سے شادی کی تو آپ خدیجہ کے لیے ایک غلام خرید کے لیے مکہ کے بازار عکاظ میں گئے تو آپ نے غلاموں میں زید کو دیکھا جو فروخت ہونے کے لیے لایا گیا تھا تو آپ نے دیکھا کہ ذہین و فطین ہے پس آپ نے اس کو خرید لیا جب رسول خدا نے نبوت کا اعلان کیا تو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں زید بھی شامل ہے وہ ایمان لے آیا اور مسلمان بن گیا۔ زید کو محمد کا غلام (مولیٰ محمد کے نام سے پکارا جاتا تھا جب زید کے والد حارث بن شراحیل) کو زید کے بارے خبر ملی کہ وہ مکہ میں محمد نامی شخص کا غلام ہے وہ جلیل القدر شخص مکہ آیا اور ابوطالبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ اے ابوطالب میرا بیٹا غلام بن کر فروخت ہو چکا ہے اور مجھے خبر ملی ہے کہ وہ آپ کے بھائی کے بیٹے محمد کے پاس ہے آپ ان سے ہماری سفارش کریں یا وہ اپنی ادا شدہ رقم لیں۔ اور وہ ہمیں فروخت کر دیں یا ہمیں ہمارا بیٹا ہبہ کر دیں۔ یا اس کو آزاد کر دیں جناب ابوطالبؑ نے حضرت رسول خدا ؐ سے بات کی تو آپ نے زید کو بلایا اور فرمایا۔ اے زید جاؤ میں نے آپ کو آزاد کر دیا ہے۔ جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔ پس حارث کھڑا ہوا اور اس نے زید کا ہاتھ پکڑا اور کہا آؤ چلیں۔ اے میرے بیٹے اپنے خاندان میں ملحق ہو جاؤ جو کہ ایک شرف والا خاندان ہے اور وہ ہی تیرے لیے شرف ہے وہ ہی تیرا حسب ہے۔ تو زید نے کہا میں رسول خدا کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا تو اس کے والد نے کہا کہ تو اپنے خاندان اور اس کے شرف و حسب کو چھوڑ کر قریش کا غلام رہنا چاہتا ہے۔ اس نے پھر کہا میں جب تک زندہ ہوں رسول خدا کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر زید کا باپ غضب ناک ہو گیا اور اس نے بھری محفل میں اعلان کر دیا۔ اے لوگوں گواہ رہنا میں زید سے بری ہوں وہ آج کے بعد میرا بیٹا نہیں ہے تو اسی محفل میں رسول خدا نے بھی اعلان کر دیا لوگو! گواہ رہنا آج کے بعد زید میرا بیٹا ہے میں اس کا وارث اور یہ میرا وارث ہوگا اس کے بعد زید کا نام زید بن محمد ہو گیا اور رسول خدا اس سے محبت کرتے اور وہ آپ سے محبت کرتا تھا۔ اور اس کا نام رکھا گیا۔ (زید الحب)

جب رسول خدا نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپ نے زید کی شادی زینب بنت جحش سے کر دی۔ ایک دن

رسول خدا زید کے گھر کسی کام کے لیے آئے تو اس وقت جناب زینب اپنے گھر کے صحن میں بیٹھی ہوئی تھی اور کسی دوا کو رگڑ رہی تھی رسول خدا کی نظر اس پر پڑی وہ خوبصورت تو تھی ہی۔ تو آپ نے دیکھنے کے بعد فرمایا۔ سبحان الله خالق النور وتبارك الله احسن الخالقين ۔ پاک ومنزہ اللہ جس نے نور کو خلق کیا اور وہ بابرکت ہے اور سب سے بہترین خالق ہے۔

اس کے بعد آپ اپنے گھر واپس آ گئے لیکن یہ الفاظ جناب زینب کے دل میں بیٹھ گئے ۔ اور اس دل کی ایک عجیب حالت ہوگئی جب جناب زید گھر آئے تو جناب زینب نے رسول خدا کے الفاظ کے بارے میں زید کو اطلاع دے دی۔ جناب زید نے کہا کیا تو چاہتی ہے کہ میں آپ کو طلاق دے دوں اور آپ رسول خدا سے شادی کر لیں۔ کیونکہ شاید تیرے دل میں ان کی محبت گھر کر چکی ہے؟ تو اس نے کہا نہیں مجھے خوف وڈر ہے کہ کہیں وہ اس شادی سے انکار نہ کر دیں۔ تو جناب زید رسول خدا کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں وباپ آپ پر قربان ہو جائیں مجھے زینب نے ایسے خبر دی ہے کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میں اسے آپ کی خاطر طلاق دوں اور آپ اس سے شادی کر لیں؟

تو آپ نے فرمایا نہیں اے زید جاؤ خدا سے ڈرو اور اپنی بیوی کی حفاظت کرو اور اسے پاس رکھو۔ اسی کو قرآن نے حکایت کیا ہے۔

اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ.

پس تم اپنی بیوی کو اپنے پاس روک کر رکھو اور اللہ سے ڈرو۔

لیکن جو آپ کے دل میں تھا اس کو لوگوں کے خوف سے پوشیدہ رکھ رہے تھے۔ جب اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے ڈرا جائے جب زید نے اس کو چھوڑ دیا اور طلاق دے دی تو آپ نے اس سے شادی کر لی۔ اور خدا کا امر ایسے ہی ہو کر رہے گا تو جب زید نے زینب تو طلاق دے دی تو عدت کے بعد آپ نے اس سے شادی کر لی۔ اور خدا نے آپ کی شادی زینب سے عرش پر کی۔ جب رسول خدا نے زید کی مطلقہ سے شادی کی تو منافقین نے اعتراض کر دیا۔ کہ رسول ہمارے لیے بہو سے شادی کرنے کو

حرام قرار دیتا ہے اور خود اپنی ہی بہو سے شادی کر لی ہے۔ تو خدا نے یہ آیت نازل کر دی۔ [1]

جواب از سوال دوم:

نفس کا ہر خوبصورت چیز کی طرف میلان کرنا یہ اس انسان فطرت کا تقاضا ہے تو اگر یہ تقاضا نہ ہوتا تو اس روکنے سے نفس کے رک جانے کو مستحسن نہ قرار دیا جاتا؛ چونکہ نبی بھی ایک بشر ہیں تو دوسرے کمالات کی طرح یہ بھی ان میں بشری تقاضا پایا جاتا تھا۔ لیکن ہمارے اور ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہم اس نفسانی تقاضا کی وجہ سے کبھی ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں لیکن نبی کے لیے اپنے مقام عصمت کی وجہ سے ایسے نہیں ہوتا۔

جواب از سوال سوم:

آپ نے جناب زینب کہ جو زید کی مطلقہ تھی اس وقت تک شادی نہیں کی جب تک خدا کا حکم نہیں آیا تو یہ حکم ایک حکمت

---

[1] تفسیر کشاف اور بیضاوی میں یہ ذکر ہوا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا۔ سبحان الله مقلب القلوب؛ جب آپ نے زینب کو دیکھا تو یہ کلمات ادا کیے پاک ہے اللہ جو دلوں کو تبدیل کر دیتا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت میں احتمال ہے کہ تفسیر پر حمل کیا جائے کیونکہ عامہ کے موافق ہے لہٰذا علامہ علی بن ابراہیم نے تفسیر کرتے ہوئے اس کو نقل کر دیا ہے۔ لیکن صحیح وحق ہے کہ رسول خدا نے یہ کلمات نہیں کہے تھے۔ اور نہ ہی رسول خدا اس کے گھر آئے تھے خود اسی تفسیر میں خدا کے اس فرمان کے ذیل میں جس میں خدا فرماتا ہے "وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا " آئے گا۔

۱۔ اس پر چند اعتراض وارد ہوئے ہیں۔ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۔ یعنی تمہارے منہ بولے تمہارے بیٹے نہیں ہیں۔ ا کیا رسول خدا کے لیے جائز تھا کہ وہ دوسروں کی بیویوں کی طرف دیکھیں۔

۲۔ اور رسول خدا کے لیے یہ مناسب نہیں تھا کہ وہ اس کی طرف میلان کرتے۔

۳۔ اور یہ یعنی مقام رسول کے لیے مناسب نہیں تھا تو زید سے شادی کروانے کے بعد زینب کی طلاق کے بعد اس سے شادی کرتے اگر چہ یہ جائز تھا لیکن رسول خدا نے ایسا کیوں کیا؟

سوال اول کا جواب: ممکن ہے کہ یہ واقعہ حجاب والی آیت کے نازل ہونے سے قبل کا ہو۔ اور اجنبی عورت کی طرف دیکھنے کے روکے جانے سے قبل کا واقعہ ہو۔ لہٰذا ابھی قسم نہیں آیا تھا۔ اور اگر فرض کر لیں کہ اس کا حکم مذمت کے نازل ہونے کے بعد کا بھی ہو تو بھی پہلی نظر کرنا تو حرام نہیں ہے۔ اور اس نظر کے جواز میں ہی کوئی اشکال نہیں ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم اپنی امت کے لیے اعظم اور ان کے نفوس کے مولیٰ وحاکم ہیں۔ جیسا کہ قرآن نے بیان کیا "اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ " تو نبی ممکن ہو اس علوم سے خارج ہو اور باقی اس حکم حرمت میں باقی ہو۔ اور اس کے بعد خدا نے فرمایا کہ ان منہ بولے بچوں کے بارے میں اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ ۔ پس آپ کے لیے امت کی دوسری عورتوں کی طرف نظر کرنا جائز ہو۔

پر مبنی تھا۔ اور حکمت میں سے ایک یہ تھی جس کو خدا نے خود بیان کیا ہے۔ [1]

لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ .

تا کہ مومنین پر یہ حرج نہ رہے تا کہ وہ اپنے منہ بولے ہوئے بیٹے کی ازواج سے شادی کریں۔

اور دوسری حکمت یہ تھی کہ جس کو خدا نے بیان نہیں کیا۔ وہ یہ تھی کہ زید کے بارے مشہور ہو گیا تھا کہ وہ محمد کا فرزند و بیٹا ہے ممکن ہے کہ یہ مسلمانوں کے درمیان رائج ہو جاتا خصوصاً وہ لوگ جو مقام اہل بیت سلام اللہ علیہا رسول خدا کے بعد انکار کر رہے تھے وہ رسول کی وفات کے بعد زید کو رسول خدا کے بیٹے کا مقام دے دیتے۔ اور ان کے لیے یہ بھی بعید نہ تھا کہ وہ اس کو رسول خدا کا خلیفہ قرار دیتے جیسا کہ انہوں مشہور کر دیا تھا کہ یہ محمد کا بیٹا ہے تو خدا کے لیے ضروری ے تھا کہ وہ اس کا راستہ روک دے تا کہ نبی اور صلبی فرزند کے درمیان فرق رہ جائے۔ اور یہ بھی دنیا کو معلوم ہو جائے کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی صلبی بیٹے کی بیوی کی مانند تم پر حرام نہیں ہے تا کہ دنیا کو معلوم ہو جائے منہ بولے بیٹے کے بیوی سے شادی ہو سکتی ہے لیکن بیٹے کی بیوی سے شادی نہیں ہو سکتی۔

صلبی بیٹے کی بیوی سے شادی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اللہ چاہتا تھا کہ نبی اکرمؐ زید کی مطلقہ سے شادی کریں تا کہ زید کے بیٹے کے ہونے کا احتمال بھی ختم ہو جائے اور اس شادی کے اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا کہ آپؐ اس طرف نظر کریں اور اس کی محبت آپؐ کے دل میں پیدا ہو اور اس کے دل میں بھی آپؐ کی محبت پیدا ہو۔ جب خدا نے دیکھا کہ وہ اپنے مقام وحیا کی وجہ سے اس کا اظہار نہیں کر رہے تھے۔ اس لئے خدا نے اس کو ظاہر کر دیا جیسا کہ کہا: ''جو تیرے دل میں تھا وہ آپؐ اس کو چھپا رہے تھے اللہ نے اس کو ظاہر کر دیا اور آپؐ لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالانکہ حق یہ تھا کہ آپؐ اللہ سے ڈرتے۔ پس اگر نبی علیہ السلام کی زینبؓ کی شادی میں یہ حکمت نہ پائی جاتی تو کوئی نبی کبھی ایسا نہ کرتا کیونکہ نبی کا کوئی کام حکمت کے بغیر نہیں ہوتا تو وہ کیسے کام کر سکتے ہیں کہ جو مذموم ہو۔

فرمایا کہ اے لوگو آج کے بعد یہ میرا بیٹا ہے۔ اور اس کے علاوہ جو دلیل بیان کرتی ہے کہ زید رسول خدا کا بیٹا نہیں ہے وہ

---

[1] تمہارے منہ بولے تمہارے بیٹے نہیں ہیں۔ اور اس کے بعد خدا نے فرمایا اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ ۔۔۔ اور ان کو ان کے باپوں کے نام سے پکاروں اور یہ ہی خدا کے نزدیک عدل ہے۔ جناب زید رسول خدا کے بیٹے نہیں تھے صرف اس واقعہ کی وجہ سے مشہور ہوئے تھے جس میں رسول خدا نے اس کے باپ کے مقابل میں فرمایا تھا اے لوگو! آج کے بعد زید میرا بیٹا ہے اس نے علاوہ وہ دلیل جو بیان کرتی ہے کہ زید رسول خدا کا بیٹا نہیں ہے وہ دوسری آیت ہے جس میں خدا نے فرمایا۔۔۔ ماکان محمد۔

دوسرے مقام پر خدا نے فرمایا: [1] مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ . محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن رسول اللہ اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ ہر چیز کے بارے میں جاننے والا ہے۔

یہ آیت بھی دلالت کرتی ہے کہ زید رسول خدا کا فرزند نہیں ہے۔ پھر خدا نے نازل فرمایا۔ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ. اور اس کے بعد سورہ نساء میں ذکر کیا ہے۔ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ . اس کا تعلق بھی زید کی بیوی کے ساتھ کہ خدا نے فرمایا تَوَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ یعنی اس واقعہ کے بعد آپ کے لئے کسی مرد کی بیوی بارے میں جائز نہیں ہے کہ آپ اس سے خواہش کریں اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دے یہاں تک کہ پھر آپ اس سے شادی کر لیں۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ

بے شک نبی تمام مومنین سے ان کی نفسوں کی نسبت زیادہ اولیٰ ہے اور اس کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔ (احزاب۔۶)

یہ آیت بیان کر رہی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم لوگوں کے باپ ہیں اور ان کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں پس خدا نے مومنین کو رسول خدا کی اولاد قرار دیا ہے۔ اور رسول خدا کو ان کا باپ قرار دیا یہ ان لوگوں کے لئے تھا جو اپنے آپ کو محفوظ نہ رکھ سکتے تھے۔ اور ان کے لئے کوئی مال ہوتا تو ان کو اپنے آپ پر ولایت حاصل نہیں ہوتی۔ تو ایسے لوگوں کے لئے اللہ نے نبی ولی بنایا ہے۔ تو مومنین پر آپ کو ولایت دی ہے۔ جیسا کہ نبی نے غدیر خم پر بیان فرمایا۔ یا ایھاالناس است اولی بکم من انفسکم ۔ اے لوگوں کیا میں تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ اولیٰ نہیں ہوں۔ تو لوگوں نے جواب دیا۔ کیوں نہیں)

---

[1] اور اس پر دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم خود اس کام سے روکتے اگر اس میں حکمت نہ ہوتی تو خود نبی اکرم اس طرح کی شادی سے روکتے۔

جیسا کہ خدا کا قول۔ لایحل لك النساء من بعد ولا تبدل بھن من ازواج ولو ایجبك حسنھن، اس کے بعد آپ کے لئے عورتیں حلال نہیں ہیں اور یہی تم لوگوں کو اجازت کہ اپنی بیویاں تبدیل کرتے پھر خواہ ان کا حسن تمہیں تعجب میں ہی ڈال دے۔

اور عنقریب روایت میں جو ابوالجارود نے اس قول کے تحت نقل کی ہے۔

ماکان عومن ولا مومنه کے اذا قضی الله امر ان یکن لھم الخیرہ

یہ روایت بیان کر رہی ہے کہ حضرت رسول خدا زینب و زید کے گھر نہیں گئے تھے بلکہ زید و زینب آپس کا جھگڑا ختم کروانے رسول خدا کے پاس آئے تھے۔ تو یہ روایت نسب دوسری روایات کے زیادہ درست نظر آ رہی ہے۔ اور پہلی روایت عامہ کے موافق ہے۔ اس لئے ہمارے علماء نے اس کو ترک کر دیا ہے۔

پھر آپ نے امیر المومنین کے لئے بھی اسی ولایت کو قرار دیا جو آپ کے لئے تھی اور فرمایا۔ الامن کنت مولا. فعلی مولا.

پس جب اللہ تعالیٰ نے رسول خدا کو تمام مومنین کا باپ قرار دیا تو آپ پر ان کی کفالت بھی فرض تھی اور اس کے تحت رسول خدا منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔ جو تم میں سے مال چھوڑے گا میں اس کا وارث ہوں اور جو تم میں کوئی قرض چھوڑے گا یا کوئی واجب اپنے ذمہ چھوڑے گا وہ میرے ذمہ ہے تو اللہ نے مومنین کے لئے نبی کی اطاعت کو ایسے ہی قرار دیا ہے جیسا کہ والد کی اطاعت اپنی اولاد پر واجب قرار دی ہے مومنین پر بھی ایسے ہی اطاعت کو لازم قرار دیا ہے ایسے ہی جو کچھ خدا نے رسول کے لئے مومنین پر واجب قرار دیا ہے وہی امیر المومنین کے لیے بھی مومنین پر واجب قرار دیا ہے اور ایسے ہی آپ کے بعد ہر ایک امام کے لئے بھی ہے۔ رسول خدا اور امیر المومنین علیہما السلام دونوں کا مومنین کے لئے روحانی باپ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔ (نساء۔۳۶) اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ قرار دو اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔

فرماتے ہیں کہ رسول خدا اور امیر المومنین دونوں روحانی باپ ہیں۔

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

اور قرابت دار ایک دوسرے کے زیادہ اولیت و قربت رکھتے ہیں یہ علامہ فرماتے ہیں آیات امامت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تمام انبیا سے اور بالخصوص آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ بن مریم سے عہد لیا تھا۔

علامہ فرماتے ہیں ومنك میں جو واؤ ہے یہ زائد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے پہلے اپنے بارے میں عہد لیا کہ وہ اس کی توحید پر ایمان رکھیں گے اور اس کے بعد تمام انبیاء سے رسول خدا کی رسالت کا عہد لیا اور پھر رسول خدا کے بعد آنے والے تمام آئمہ کی امامت کا عہد لیا تھا۔

آیت نمبر ۹ تا ۲۷

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

بَصِيْرًا ۝۹ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝۱۰ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝۱۱ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۱۲ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛؕ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝۱۳ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝۱۴ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ۝۱۵ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۶ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۱۷ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۸ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ

فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ
اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرًا ﴿١٩﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ
يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِى الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ
كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢٠﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ
كَثِيْرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿٢٢﴾
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ
قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ لِيَجْزِىَ اللّٰهُ
الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ
عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٢٤﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ
اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿٢٥﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ
صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ
فَرِيْقًا ﴿٢٦﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ

تَطَـُٔوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢٧﴾

ترجمہ

ایمان والو! اس وقت اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب کفار کے لشکر تمہارے سامنے آ گئے اور ہم نے ان کے خلاف تمہاری مدد کے لئے تیز ہوا اور ایسے لشکر بھیج دیئے جن کو تم نے دیکھا بھی نہیں تھا اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے (۹) اس وقت جب کفار تمہارے اوپر کی طرف سے اور نیچے کی سمت سے آ گئے اور دہشت سے نگاہیں خیرہ کرنے لگیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور تم خدا کے بارے میں طرح طرح کے خیالات میں مبتلا ہو گئے (۱۰) اس وقت مومنین کا باقاعدہ امتحان لیا گیا اور انہیں شدید قسم کے جھٹکے دیئے گئے (۱۱) اور جب منافقین اور جن کے دلوں میں مرض تھا یہ کہہ رہے تھے کہ خدا اور رسول نے ہم سے صرف دھوکہ دینے والا وعدہ کیا ہے (۱۲) اور جب ان کے ایک گروہ نے کہہ دیا کہ مدینہ والو اب یہاں ٹھکانا نہیں ہے لہٰذا واپس بھاگ چلو اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے اجازت مانگ رہا تھا کہ ہمارے گھر خالی پڑے ہوئے ہیں حالانکہ وہ گھر خالی نہیں تھے بلکہ یہ لوگ صرف بھاگنے کا ارادہ کر رہے تھے (۱۳) حالانکہ اگر ان پر چاروں طرف سے لشکر داخل کر دیئے جاتے اور پھر ان سے فتنہ کا سوال کیا جاتا تو فوراً حاضر ہو جاتے اور تھوڑی دیر سے زیادہ نہ ٹھہرتے (۱۴) اور ان لوگوں نے اللہ سے یقینی عہد کیا تھا کہ ہرگز پیٹھ نہ پھرائیں گے اور اللہ کے عہد کے بارے میں بہرحال سوال کیا جائے گا (۱۵) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم قتل یا موت کے خوف سے بھاگنا بھی چاہو تو فرار کام آنے والا نہیں ہے اور دنیا میں تھوڑا ہی آرام کر سکو گے (۱۶) کہہ دیجئے کہ اگر خدا برائی کا ارادہ کر لے یا بھلائی ہی کرنا چاہے تو تمہیں اس سے کون بچا سکتا ہے اور یہ لوگ اس کے علاوہ نہ کوئی سرپرست پا سکتے ہیں اور نہ مددگار (۱۷) خدا ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو جنگ سے روکنے والے ہیں اور اپنے بھائیوں سے یہ کہنے والے ہیں کہ ہماری طرف آ جاؤ اور یہ خود میدانِ جنگ میں بہت کم آتے ہیں (۱۸) یہ تم سے جان

چھڑاتے ہیں اور جب خوف سامنے آجائے گا تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کی طرف اس طرح دیکھیں گے کہ جیسے ان کی آنکھیں یوں پھر رہی ہیں جیسے موت کی غشی طاری ہو اور جب خوف چلا جائے گا تو آپ پر تیز تر زبانوں کے ساتھ حملہ کریں گے اور انہیں مالِ غنیمت کی حرص ہوگی یہ لوگ شروع ہی سے ایمان نہیں لائے ہیں لہٰذا خدا نے ان کے اعمال کو برباد کر دیا ہے اور خدا کے لئے یہ کام بڑا آسان ہے (۱۹) یہ لوگ ابھی تک اس خیال میں ہیں کہ کفار کے لشکر گئے نہیں ہیں اور اگر دوبارہ لشکر آجائیں تو یہ یہی چاہیں گے کہ اے کاش دیہاتیوں کے ساتھ صحراؤں میں آباد ہو گئے ہوتے اور وہاں سے تمہاری خبریں دریافت کرتے رہتے اور اگر تمہارے ساتھ رہتے بھی تو بہت کم ہی جہاد کرتے (۲۰) مسلمانو! تم میں سے اس کے لئے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ عمل ہے جو شخص بھی اللہ اور آخرت سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے (۲۱) اور صاحبانِ ایمان کا یہ عالم ہے کہ جب انہوں نے کفار کے لشکروں کو دیکھا تو پکار اٹھے کہ یہ وہی بات ہے جس کا خدا اور رسول نے وعدہ کیا تھا اور خدا و رسول کا وعدہ بالکل سچا ہے اور اس ہجوم نے ان کے ایمان اور جذبہ تسلیم میں مزید اضافہ ہی کر دیا (۲۲) مومنین میں ایسے بھی مرد میدان ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے وعدہ کو سچ کر دکھایا ہے ان میں بعض اپنا وقت پورا کر چکے ہیں اور بعض اپنے وقت کا انتظار کر رہے ہیں اور ان لوگوں نے اپنی بات میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کی ہے (۲۳) تاکہ خدا صادقین کو ان کی صداقت کا بدلہ دے اور منافقین کو چاہے تو ان پر عذاب نازل کرے یا ان کی توبہ قبول کر لے کہ اللہ یقیناً بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (۲۴) اور خدا نے کفار کو ان کے غصہ سمیت واپس کر دیا کہ وہ کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے اور اللہ نے مومنین کو جنگ سے بچا لیا اور اللہ بڑی قوت والا اور صاحبِ عزت ہے (۲۵) اور اس نے کفار کی پشت پناہی کرنے والے اہل کتاب کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ تم ان میں سے کچھ کو قتل کر رہے تھے اور کچھ کو قیدی بنا رہے تھے (۲۶) اور پھر تمہیں ان کی زمین، ان کے دیار اور ان کے اموال اور زمینوں کا بھی وارث بنا دیا جن میں تم نے قدم بھی نہیں رکھا تھا اور بیشک اللہ ہر شئے پر قادر ہے (۲۷)

تفسیر

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ

اے ایمان والو! اس وقت اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جب کفار کے لشکر تمہارے سامنے آگئے اور ہم نے ان کے خلاف ہمارے مدد کے لئے تیز ہوا اور ایسے لشکر بھیج دیے جن کو تم نے دیکھا بھی نہیں تھا اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے اور اس وقت جب کفار تمہارے اوپر کی طرف سے اور نیچے کی سمت سے آگئے۔

یہ آیت واقعہ احزاب کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو قریش کے اور دوسرے عرب کے مختلف گروہ کہ جنہوں نے رسول خدا کے خلاف محاذ کھڑا کیا یہ اس وقت کی بات ہے کہ قریش والے ہجرت کے پانچوں سال جمع ہوئے اور انہوں نے مشورہ کیا کہ ہم اکیلے محمد کے خلاف کامیاب نہیں ہو سکتے لہٰذا اس کے لئے باقی عرب والوں سے مدد حاصل کی جائے۔ اس کے بعد انہوں نے باقی عرب قبائل سے مدد طلب کی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے رسول خدا کے خلاف انہوں نے مختلف عرب قبائلوں سے دس ہزار کا لشکر جمع کیا تاکہ رسول خدا کا مقابلہ کر سکیں ان میں بنی کنانہ، بنی سلیم اور بنی فزارہ سب شامل گئے یہ وہ دور تھا۔ جس میں رسول خدا نے مدینہ کے یہودیوں کو مدنیہ سے جلاوطن کر دیا تو وہ مدینہ سے نکل کر خیبر میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور ان کا سردار حی بن اخطب تھا وہ ابوسفیان کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ محمدؐ نے تمہیں بھی برباد کیا ہے اور ہمیں برباد کر دیا ہے اس نے ہمیں اور ہمارے دوسرے قبیلہ بنی قینقاع کو مدینہ سے نکال دیا ہے اور ہماری زمینوں اور جائیداد پر قبضہ کر لیا ہے تم لوگ اس کے خلاف جنگ کرو اور اس وقت ہمارے رشتہ داروں کا ایک قبیلہ بنی قریظہ وہاں پر موجود ہے ان کے پاس سات سو جنگجو جوان موجود ہیں۔ اس وقت ان کے اور محمدؐ کے درمیان امن معاہدہ ہے میں ان لوگوں کو عہد شکنی کی ترغیب دوں گا اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ میرا کہا ضرور مانیں گے تم قبائل عرب کا دورہ کرو اور یوں دس ہزار کی فوج جمع کی۔ اس فوج میں اقرع بن حابس اور بنی سلیم کا سردار عباس بن مرداس میں شامل تھا۔

رسولؐ خدا کو کفار کی نقل و حرکت کا علم ہوا تو آپؐ نے اپنے سات سو ساتھیوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے مسئلے کی نوعیت کو پیش کیا اور ان سے مشورہ طلب کیا بزم صحابہ میں حضرت سلمان فارسی بھی شامل تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول خدا اہل فارس کا

رواج ہے۔ اگر حملہ آوروں کی تعداد زیادہ ہو اور دفاع کرنے والوں کی تعداد کم ہو تو وہ اپنے لشکر کے گرد خندق کھود لیتے ہیں لہٰذا جب دشمن وہاں آتا ہے۔ تو وہ شہر میں داخل نہیں ہو سکتا اس طرح چند دن محاصرہ کرنے کے بعد دشمن واپس چلے جانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ آنحضرتؐ کو حضرت سلیمان فارسی کا مشورہ پسند آیا اور وحی الٰہی نے بھی اس کی تائید کر دی۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ حملہ آوروں کے آنے سے پہلے احد سے رائج تک وسیع و عریض خندق کھودی جائے۔ اور فرمایا کہ خندق ۲۰ فٹ گہری اور ۳۰ فٹ چوڑی ہونی چاہیے۔ آپؐ کے فرمان پر صحابہ نے کسیاں اور کدال اٹھائے اور خندق کھودنے کے لئے چل پڑے رسولؐ نے بھی ایک کدال اٹھایا اور آپؐ نے خندق کھودنا شروع کی۔ سارا دن آپ خندق کھودتے رہے اور حضرت علیؑ مٹی اٹھاتے رہے۔ اس دوران آپؐ یہ شعر پڑھتے رہے۔

لاعیش الاعیش الاخرة
فارحم الایضاء والمهاجرة

آدام و آسائش ہے فقط آخرت کی زندگی میں ہے۔ خدایا انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔ جب صحابہ نے آنحضرتؐ کو بنفس نفیس کھودتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی زور شور سے خندق کھودنے لگے دوسرے دن صحابہ خندق کھودنے لگے۔ آنحضرت مسجد فتح میں بیٹھ گئے۔ کھدائی کے دوران ایک پتھر نمودار ہوا صحابہ نے اسے توڑنے کی از حد کوشش کی مگر وہ ٹوٹنے میں نہ آیا۔ جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کو بتانے کے لئے مسجد میں گیا اور میں نے وہاں آنحضرتؐ کو لیٹے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ خندق میں ایک پتھر نمودار ہوا ہے۔ جو کسی طرح ٹوٹنے میں نہیں آتا ہے یہ سن کر آپؐ اٹھے پانی طلب کیا اور وضو کیا اور پانی پیا اور اس پانی کی کلی کی۔ اس پتھر پر ڈالی۔ پھر آپ نے کدال اٹھایا اور پتھر پر مارا اس وقت ایک روشنی نمودار ہوئی اور شام کے محلات دکھائی دیئے۔

پھر آپؐ نے کدال چلایا تو مدائن کے محلات دکھائی دیئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا تم نے جو علاقے دیکھے ہیں عنقریب خدا ان شہروں پر تمہیں تسلط عطا کرے گا اس کے بعد پتھر ریت کی طرح نرم ہو گیا۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں رسول خداؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کھانا کھائیں گئیں۔

آپؐ نے فرمایا یہ بتاؤ تمہارے گھر میں کیا کچھ ہے؟

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ایک بکری ہے جو ایک سال سے کم عمر کی ہے اور ایک صاع جو موجود ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: جاؤ بکری ذبح کر کے پکاؤ اور روٹیاں تیار کراؤ۔ جب کھانا پک جائے تو مجھے آ کے اطلاع کرنا میں گھر آیا، بکری ذبح کی۔ میری بیوی نے روٹیاں بنائیں جب کھانا تیار ہو گیا تو میں آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور آہستہ سے عرض کیا یا رسول اللہؐ: کھانا تیار ہے اگر آپؐ کسی کو اپنے ساتھ لانا چاہیں تو ضرور لے آئیں۔ رسول خدا نے خندق کے کنارے کھڑے ہو کر

آواز دی لوگو! جابر کی دعوت پر چلو۔ سات سو افراد خندق کھودنے پر مصروف تھے انہوں نے کدال وہاں رکھے اور آنحضرتؐ کے ساتھ چل پڑے۔ میں تیزی سے دوڑ کر گھر آیا اور بیوی سے کہا: رسولؐ خدا سات سو افراد لے کر ہمارے گھر آ رہے ہیں۔ میری بیوی نے کہا: کیا تم نے رسولؐ خدا کو گھر کی حالت سے آگاہ کیا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ میں نے آپؐ سے عرض کیا تھا میرے گھر میں ایک ہی بکری اور ایک صاع جو موجود ہے میری بیوی نے کہا پھر تم ہرگز فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ اس میں ہی برکت ڈالے گا۔ الغرض رسول خدا تشریف لائے اور ہانڈی کو دیکھ کر فرمایا: کہ خدا تجھ میں برکت دے پھر آپؐ نے تنور کی طرف دیکھ کر فرمایا: خدا تجھ میں بھی برکت دے پھر آپؐ نے فرمایا: کہ دس دس افراد کی ٹولیوں کو اندر بلاؤ۔ دس دس افراد آتے سیر ہو کے چلے جاتے برتن میں کھانا جوں کا توں موجود رہتا تھا اور کھانے پر ان کی انگلیوں کے نشان دکھائی دیتے تھے آپؐ نے فرمایا: جابر! بکری کی ران لاؤ۔ میں ران لایا۔ آپؐ نے بھی گوشت کھایا آپ کے ساتھیوں نے بھی گوشت کھایا۔ آنحضرت مسلسل ران مانگتے رہے میں لاتا رہا۔ آخر کار میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ ایک بکری کی اتنی رانیں تو نہیں ہوتیں۔ اگر تم خاموش رہتے اور رانیں لاتے رہتے تو نا جانے کتنی رانیں لے آتے۔ الغرض سات سو افراد نے جی بھر کر کھانا کھایا۔ مگر کھانا ویسے کا ویسے ہی بچا رہا کچھ دنوں میں خندق مکمل ہوئی۔ خندق پر آٹھ چوکیاں قائم کی گئی اور ہر چوکی پر کچھ مہاجرین و انصار کو متعین کیا گیا۔ خندق کی تکمیل کے تین دن بعد کفار کا لشکر مدینے آیا اور جب انہوں نے خندق دیکھی تو سر پیٹ کر رہ گئے کہنے لگے کہ عرب اس طرح سے جنگ نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے فارسی ساتھی کا مشورہ ہے۔ دس ہزار کے لشکر نے خندق کے پار خیمے لگائے اور مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ آدھی رات کے وقت حیی بن اخطب بنی قریضہ کے قلعہ کے دروازے پر پہنچا۔ قلعہ کا دروازہ اندر سے بند تھا اور کعب بن اسد نگرانی پر مامور تھا۔ حی بن اخطب نے دروازے پر دستک دی۔

دروازے کے نگران کعب بن اسد نے وہاں پر موجود افراد سے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حیی بن اخطب ہے۔ اپنے قوم کی جلاوطنی کے بعد اب یہ تمہیں تباہ کرنے کے لئے یہاں آیا ہے۔ مجھے اس کی آمد کا مقصد پہلے سے معلوم ہے۔ یہ ہماری قوم کو عہد شکنی کی ترغیب دے گا۔ جبکہ کے ہم محمدؐ سے معاہدہ امن کر چکے ہیں اور انہوں نے آج تک معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کی اس کے بعد وہ دروازے کے قریب آیا اور کہا: کون ہے؟ حی بن اخطب نے کہا میں حیی بن اخطب ہوں اور میں دنیا بھر کی عزت کا تمہارے لئے پیغام لایا ہوں۔ کعب بن اسد نے کہا: مجھے تیری پیغام کی حقیقت کا پہلے سے ہی اندازہ ہے تو دنیا جہاں کی رسوائی لے کر آیا ہے حیی بن اخطب نے کہا۔ قریش اپنا لشکر لے کر مقام عقیق پر آ چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے حلیف بنی قنانہ بھی ہیں۔ قبیلہ فزارہ کے سردار اپنے لشکر کو لے آئیں ہیں اور ان کی قومیں مقام زغابہ پر قیام پذیر ہیں۔ بنی سلیم اپنے ساتھی قبائل کے ساتھ حصن بن زبیان پر قیام پذیر ہو چکے ہیں اس بار پورا عرب جمع ہو کر محمدؐ کے مقابلے میں آیا ہے۔ اب محمدؐ ان کے ہاتھوں سے نہیں بچ سکے گا اب تم میرے لئے دروازہ کھولو اور تم نے محمدؐ کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا اس کو ختم کر دو۔ کعب نے کہا: میں تیرے لئے نہ تو دروازہ کھولوں گا اور نہ ہی

معاہدے کو ختم کروں گا۔ تو جہاں سے آیا ہے وہاں واپس چلا جا۔ حیی بن اخطب نے اسے طعنہ دیتے ہوئے کہا: میں جانتا ہوں تو دروازہ کیوں نہیں کھولنا چاہتا۔ رات تو نے ہانڈی میں ساگ ڈال کر اسے تنور میں رکھا تھا اب تجھے خطرہ یہ ہے کہ اگر دروازہ کھل گیا اور میں اندر آ گیا تو وہ ساگ تو اکیلا نہیں کھا سکے گا۔ چار و نا چار مجھے شریک کرنا پڑے گا لیکن سن میں یہاں ساگ کھانے نہیں آیا تجھے اس سے مطمئن ہونا چاہیے۔ کعب بن اسد کنجوسی کا یہ طعنہ برداشت نہ کر سکا۔ اور کہنے لگا خدا تجھ پر لعنت کرے تو نے ایک اور راستے سے مجھ پر حملہ کیا ہے۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس کے لئے دروازہ کھول دو۔ چنانچہ دروازہ کھلا۔ حیی بن اخطب اندر آیا۔ اس نے کہا: تم اس معاہدے کو ختم کر دو۔ تم بھی متحدہ فوجوں کا ساتھ دو اب محمدؐ کے دن گنے جا چکے ہیں اس لشکر سے وہ کبھی محفوظ نہیں رہ سکتا اگر آج تو نے یہ موقع کھو دیا تو ایسا موقع تمہیں پھر نہیں ملے گا اس کے بعد بنی قریضہ کے سربراہ افراد جن پر غزال بن شمول یا سربن قیت، رفع بن زید اور زبیر بن باتا بھی شامل تھے انہوں نے باہمی مشاورت کی۔

کعب نے کہا: آپ حضرات کی کیا رائے ہیں؟ حاضرین نے کہا کہ تم ہمارے سردار ہو اگر تم عہد شکنی کرو گے تو ہم بھی کریں گے اگر معاہدے پر کاربند رہنے کا اعلان کرو گے تو ہم بھی معاہدے پر قائم رہیں گے۔ زبیر بن باتا ایک تجربہ کار اور دانشور بوڑھا تھا اس کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ اس نے ایام جوانی میں تورات کا گہرا مطالعہ کر رکھا تھا۔ اس نے کہا: بھائیوں میں نے تورات میں پڑھا ہے آخری زمانے میں اللہ ایک نبی معبوث کرے گا۔ جو مکہ سے اعلان نبوت کرے گا اور ہجرت کر کے مدینہ آئے گا وہ بے پلان گدھے کی سواری کرے گا اور شملہ پہنے گا اور وہ روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں کھائے گا وہ مسکرانے والا بھی ہوگا اور جنگ کرنے والا بھی ہوگا اس کی آنکھوں میں سرخ ڈوریں بھی ہوں گے۔ ان کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت بھی ہوگی وہ اپنے کندھے پر تلوار لٹکائے ہوگا اور کسی بھی مدمقابل کی پرواہ نہ کرے گا اس کی حکومت مشرق و مغرب تک ہوگی۔ اب اگر محمدؐ وہی نبی ہے جس کا تورات میں ذکر ہے تو قبائل عرب کے لشکر اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے اگر یہ مضبوط پہاڑ بھی اس سے ٹکرانا چاہیں تو وہ ان پر غلبہ حاصل کر لے گا۔

حیی بن اخطب نے کہا۔ یہ وہ نبی نہیں ہے۔ آخری زمانہ میں جو نبی معبوث ہوگا اس کا تعلق ہماری قوم بنی اسرائیل سے ہوگا جبکہ اس کا تعلق بنی اسماعیل سے ہے۔ بنی اسرائیل کو خدا نے باقی اقوام پر فضیلت دی ہے۔ لہٰذا یہ بات ناممکن ہے کہ نبی اسرائیل کسی دوسرے خاندان کی پیروی کرے۔ اللہ نے ہماری قوم کو نبوت و حکومت سے سرفراز کیا ہے۔ اس سے قبل موسیٰؑ نے ہم سے عہد لیا تھا کہ جب تک کوئی شخص ایسی قربانی پیش نہ کرے گا جسے آسمانی آگ اس کو آ کر جلا دے۔ ہم اس وقت تک کسی کو رسول نہیں مانیں گے۔ جب کہ محمدؐ نے آج تک وہ نشانی پیش نہیں کی ہے اس نے چند لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ اب وہ پورے عرب پر حکومت کرنے کا خواہش مند ہے۔ الغرض حیی ابن اخطب نے اس طرح کی گفتگو کر کے انہیں ان کی رائے سے پھیر دیا اور انہیں عہد شکنی کے لئے قائل کر لیا پھر اس نے کہا: کہ وہ معاہدہ لاؤ جو تم نے محمدؐ سے کیا تھا۔ انہوں نے وہ لکھا ہوا معاہدہ حی بن اخطب کے سامنے

پیش کیا اس نے اس عہد نامے کو اپنے ہاتھوں سے پھاڑ دیا۔ اور کہا بس اب تم جنگ کی تیاری کرو۔ بنی قریضہ نے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ جب رسول اکرمؐ اور آپؐ کے صحابہ نے یہ سنا تو انہیں سخت افسوس ہوا۔ آنحضرت نے سعد بن معاذ اور اسید بن حصن سے فرمایا کہ تم ان کے پاس جاؤ اور صورت حال کا جائزہ لو آنحضرت نے ان دو صحابیوں کو اس لئے منتخب کیا تھا کہ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس سے تھا اور اوس اور بنی قریضہ ایک دوسرے کے حلیف تھے آنحضرت نے مذکورہ صحابیوں سے فرمایا: کہ اگر وہ عہد شکنی کر چکے ہوں تو یہاں آ کر سرعام اللہ کا اعلان نہ کرنا اس کی بجائے عضل والقارہ کے الفاظ کہنا۔ چنانچہ سعد بن معاذ اور اسید بن حصین بنی قریضہ کے قلعہ کے قریب آئے۔ نصب بن اسد نے قلعہ سے ان کو جھانکا اس نے رسول خداؐ اور سعد کو برا بھلا کہا۔ سعد نے اس سے کہا: تو بل میں چھپی لومڑی کی مانند ہے۔ قریش تو یہاں سے چلے جائیں گے اور سارا عقاب تجھ پر اور تیری قوم پر آئے گا۔ قریش کے جانے کے بعد رسول خداؐ تیرے قلعے کا محاصرہ کریں گے پھر تجھے رسوا ہو کر قلعہ سے اترنا پڑے گا۔ نبی کریمؐ تجھے قتل کر دیں گے یہ کہہ کر آنحضرتؐ کے نمائندے واپس آئے۔ رسول خداؐ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے۔ انہوں نے عضل والقارہ کے مخصوص الفاظ دہرائے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: ہمارے ہی کہنے پر ایسا کر رہے ہیں۔

وضاحت علامہ مجلسی لکھتے ہیں۔ رسول اکرمؐ یہ الفاظ بطور طور یہ کہتے تھے آپؐ نے یہ الفاظ اس لئے کہے تھے کہ آپؐ کو اندیشہ تھا کہ مسلمانوں کی جماعت میں قریش کے منبر چھپے ہوئے نہ ہوں۔ اگر ہم نے پریشانی کا مظاہرہ کیا تو منبر قریش کو اس کی اطلاع دے دیں گے۔ تو قریش کی ہمت میں مزید اضافہ ہوگا اور مسلمان مزید پریشان ہوں گے۔ حی بن اخطب ابوسفیان کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ بنی قریظہ نے رسولؐ سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا ہے۔ یہ سنا تو قریش بہت خوش ہوئے۔ انہیں اپنی کامیابی پر یقین ہو گیا۔

نعیم بن مسعود اشجعی لشکر قریش کی آمد سے صرف تین دن پیش تر مسلمان ہوئے تھے۔ اور عوام الناس کو ان کے اسلام کا کوئی علم نہیں تھا۔ وہ رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ: میں ایمان لا چکا ہوں۔ اور آپؐ کی تصدیق کر چکا ہوں لیکن ابھی تک کسی کا فر کو میرے ایمان کے متعلق کچھ پتہ نہیں اور اگر آپ کہتے ہیں تو میں آپؐ کے ساتھ رہ کر دفاع کروں۔ اور اگر آپؐ مجھے اجازت دیں تو میں قریش اور بنی قریظہ میں جا کر پھوٹ ڈال دوں۔ تا کہ یہ ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکیں۔

رسول خداؐ نے فرمایا تم قریش اور بنی قریظہ میں جا کر پھوٹ ڈالو۔ میرے نزدیک اس کی زیادہ اہمیت ہے۔ نعیم نے کہا: پھر آپؐ اجازت دیں آپؐ کے متعلق کچھ اول فول بکنا پڑے تو اس کا خدا مجھ سے محاسبہ نہ کرے۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا: جو مصلحت سمجھو جا کر کہو۔ آنحضرت سے اجازت پانے کے بعد وہ سیدھا ابوسفیان کے پاس گیا۔ اور اس سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم دشمنوں پر کامیابی حاصل کرو۔ میں تمہیں ایک بات بتانے

آیا ہوں۔تم سے اس وقت سخت دھوکہ ہونے والا ہے مجھے میرے اپنے ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ محمدؐ نے بنی قریظہ سے کہا کہ وہ فی الحال تمہارے ساتھ شامل ہو جائیں پھر کسی بھی رات کو اٹھ کر تمہارے لشکر پر شب خون ماریں۔محمدؐ ان کے ساتھ وعدہ کر چکا ہے اگر انہوں نے ایسا کیا تو وہ بنی نضیر اور بنی قینقاع کو مدینہ واپس آنے کی اجازت دے گا۔لہٰذا تم سے سخت دھوکہ ہونے والا ہے۔تم ان یہودیوں پر ہرگز اعتبار نہ کرنا۔ہاں اگر وہ تمہاری مدد کو آنا چاہے تو ان سے کہنا کہ پہلے وہ اپنے دس آدمی تمہارے پاس گروی رکھیں۔اور تم ان لوگوں کو مکہ بھیج دو۔اگر یہودی تم سے غداری نہ کریں تو ان کے آدمی واپس کرنا ورنہ انہیں مکہ میں قتل کر دینا۔

ابوسفیان نے کہا: کہ تمہاری بڑی مہربانی تم نے تو میری آنکھیں کھول دیں۔اس کے بعد نعیم بن مسعود بنی قریظہ گئے اور وہاں جا کر کعب سے کہا تم لوگوں کو میری خیر خواہی کا پورا علم ہے۔ابوسفیان لشکر لے کر اس شہر میں آچکا ہے۔اور اس کا منصوبہ یہ ہے کہ بنی قریظہ کو لشکر کے فرنٹ پر رکھا جائے اگر محمدؐ کو شکست ہوئی تو لوگ کہیں گے کہ ابوسفیان نے جنگ جیت لی تھی۔اور اگر قریش کو شکست ہوئی تو ہمارا کیا ہے؟ ہم اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔پھر محمدؐ جانے اور بنی قریظہ جانیں۔

لہٰذا تمہارے لئے میرا مشورہ یہی ہے کہ اگر ابوسفیان تم کو جنگ کی شمولیت کی دعوت دے۔تو اس سے کہو کہ پہلے وہ اپنے دس معزز آدمی تمہارے پاس رہن رکھوائے۔اور تم اپنے پاس انہیں قلعہ میں محصور رکھو۔اگر بالفرض جنگ میں تمہیں شکست ہو تو تم قریش سے یہ مطالبہ ضرور کر سکتے ہو کہ وہ تمہارے اور محمدؐ کے درمیان معاہدے کو بحال کروائیں۔اور اگر محمدؐ نے معاہدے کی تجدید نہ کی اور تم پر حملہ آور ہوئے تو اپنے افراد کو بچانے کے لئے قریش تمہارا ساتھ دینے پر مجبور ہوں گے۔ اگر تم نے ان کے دس معزز افراد کو اپنے پاس رہن نہ رکھا تو محمد تم پر حملہ کر دیں گے اور قریش تمہاری طرف مڑ کر بھی نہ دیکھیں گے۔

یہ سنا تو کعب بن الاسد نے کہا: کہ تم نے بہت اچھی رائے دی ہے۔جب تک ہم دس قریش کے افراد کو بطور رہن نہ رکھ لیں گے اس وقت تک ہم اپنے قلعہ سے اتر کر قریش کا ساتھ نہ دیں گے۔ابوسفیان نے مدینہ کا محاصرہ کیا اس نے حیی بن اخطب سے کہا کہ تیری قوم کے جنگ آزما کہاں ہیں؟

حیی بن اخطب نے کہا: وہ ہمارے ساتھ ہیں۔میں ان کے پاس جاتا ہوں اور انہیں قلعہ سے باہر نکال لاتا ہوں۔چنانچہ وہ یہ کہہ کر بنی قریظہ کے پاس آیا۔اور کہا کہ تم ابھی خاموش ہو۔تم نہ تو محمد ﷺ کے ساتھ ہو اور نہ ہی قریش کے ساتھ ہو۔کعب نے کہا ہم اس وقت تک قریش کا ساتھ نہ دیں گے جب تک قریش کے دس معزز افراد کو بطور رہن اپنے پاس نہ بٹھائیں گے کیونکہ ہمیں یہ خدشہ ہے کہ قریش تو چلے جائیں گے اور ہم محمد ﷺ کے رحم و کرم پر رہ جائیں گے وہ ہمارے مردوں کو قتل کرے گا اور ہماری عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لے گا۔

اور اگر ہم نے قریش کا ساتھ نہ دیا تو ممکن ہے کہ محمد ﷺ ہم سے تجدید عہد کرے۔بنی قریظہ کا یہ جواب سن کر حیی بن اخطب ابوسفیان کے پاس گیا اور اس سے کیا کہ وہ تم سے دس معزز افراد کا مطالبہ کرتے ہیں۔ابوسفیانؓ نے یہ سنا اور کہا: کہ یہ

تمہاری طرف سے پہلی دغابازی ہے۔نعیم بن مسعود نے بالکل سچ کہا تھا۔مجھے بندروں اور خنازیر کے رشتہ داروں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

رسول خدا ﷺ کے صحابہ پر خوف چھایا ہوا تھا کہ اب کیا ہوگا؟ کیونکہ قریش اوپر سے اور یہودی اندر سے حملہ کرنے والے ہیں۔بعض لوگوں نے آنحضرت سے کہا کہ ہمارے گھر بالکل خالی پڑے ہوئے ہیں ہمیں خدشہ ہے کہ یہودی ان پر حملہ کر کے انہیں تاراج کر دیں گے۔کچھ یہ کہنے لگے کہ ہم کو یہ شہر چھوڑ کر صحراؤں اور جنگلوں میں چلے جانا چاہیے۔محمد ﷺ نے ہم سے جھوٹا وعدہ کیا تھا۔

اس محاصرہ کے دوران میں عمرو بن عبدود ہبیرہ بن وہب اور فراز بن خطاب گھوڑوں پر سوار ہو کے اور خندق کا جائزہ لینے مگر ایک جگہ سے خندق کچھ تنگ دکھائی دی تو انہوں نے گھوڑوں کو جولان دیا۔اور خندق کو عبور کیا۔جب عمرو بن عبدود کو ایک شخص نے آتے ہوئے دیکھا تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا لو یہ دیکھو یہ شیطان عمرو آگیا ہے۔آج تک اس کے ہاتھ سے کوئی بچ کر نہیں گیا ہمیں چاہیے کہ محمد ﷺ کو پکڑ کر اسکے حوالے کر دیں۔تاکہ وہ اسے قتل کر ڈالے اس کے بعد ہم اپنی قوم میں شامل ہو جائیں اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی اشخاص کے متعلق یہ آیات ؛قَدْ يَعْلَمُ اللهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ اِلَيْنَا ۔ اللہ ان کو جانتا ہے جو جنگ میں شریک ہونے سے روک رہے ہیں۔اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ۔اور وہ جنگ میں حصہ نہیں لیتے مگر بہت کم"

عمرو بن عبدود رسول اللہ ﷺ کے خیمے کے سامنے آیا اور اس نے اپنا نیزہ زمین میں نصب کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چکر لگانے لگا اس نے یہ رجز پڑھا:

ولقد رفحت من الله اء بجهعكم هل مبارز۔ووقعت اذجبن اشجا ع مو اقف القر ن المناجز۔انی كذلك لم ازل متر عا لخو الهز اهز ۔ان الشجا عته فی الغتیٰ والجو من خير الفرا ئز

میں تمہارے سامنے ہل من مبارز (کوئی ہے جو مقابلہ میں آئے) کی صدا لگا رہا ہوں اور جب دلیر افراد مقابلہ میں آکر کانپ جاتے ہیں تو میں وہاں بھی ثابت قدم رہتا ہوں۔میں ہمیشہ سے جنگوں کی طرف بے خوف ہو کر بڑھنے والا ہوں۔کیونکہ کسی بھی جوان کے لیے دلیری اور سخاوت بہترین عادت ہے"

جب رسول خدا ﷺ نے یہ لاف گزاف سنی تو آپ نے صحابہ سے فرمایا۔ "اس کتے کے مقابلے میں کون جائے گا؟ حضرت علیؑ کے سوا پورے مجمع میں سناٹا چھا گیا۔آپؑ اٹھے اور عرض کیا۔یا رسول اللہ ﷺ میں اس کے مقابلہ میں

جاؤں گا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نے فرمایا: علی! یہ عمرو بن عبدود ہے مشہور شہسوار ہے۔

حضرت علیؑ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہوا کہ یہ عمرو بن عبدو ہے میں بھی تو علی بن ابی طالبؑ ہوں۔

رسول خدا نے کہا: میرے قریب آؤ۔ آپؑ قریب گئے۔ آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے آپؑ کو دستار بندھائی اور اپنی تلوار ذوالفقار حضرتؐ کے حوالے کی اور کہا جاؤ اور اس سے جنگ کرو۔

حضرت علیؑ چلے تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

الھم الحفظه من بین یدیهومن خلفه وعن عینیه وعن شماله ومن فوقه ومن تحته .

..خدایا! سامنے سے پیچھے سے، دائیں سے بائیں سے اوپر، سے اور نیچے سے علی کی حفاظت فرما''

امیر المومنین علیؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کے سائے میں عمرو بن عبدو کی طرف روانہ ہوئے آپؑ ناز و انداز سے چلتے ہوئے عمرو کیطرف گئے اور اس کے رجز کا یوں جواب دیا۔

لاتعجلن فقد اتا ك مجیب صوتك غیرعاجز .ونیت وبصیر ة والصدق منجی مکی فائز .انی لا رجو ان اقیم علیك نا ئحته الجنا ئر ه .من فربته نجلاء یبقی صیتا بعد الھز اھز

جلد بازی نہ کر کبھی عاجز نہ ہونے والا انسان تیری آواز کا جواب دینے آرہا تھا جو اخلاص نیت، بصیرت کا مجسمہ ہے۔ اور سچائی پر کامیاب ہونے والے شخص کو نجات دلاتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں تجھ پر ایسی صاف ستھری ضرب چلاؤں گا جو نوحوں کو بلند کردے گی اور جنگ کے بعد اس کی شہرت قائم رہے گی''

عمرو بن عبدو نے حضرت علیؑ سے کہا تو کون ہے؟ آپؑ نے فرمایا: میں ابوطالب کا فرزند علی ہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچازاد ہوں اور میں ان کا داماد ہوں۔ عمرو بن عبدو نے کہا کہ میں تجھ سے جنگ نہیں کرونگا کیونکہ تیرے والد ابوطالبؑ میرے دوست تھے اور میں اپنے دوست کے بیٹے کو قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔

لیکن ایک بات یاد رکھ تیرے چچازاد بھائی نے تجھ پر رحم نہیں کیا۔ اس نے تجھے میرے مقابلے میں بھیج دیا۔ اب اگر میں چاہوں تو تجھے اپنے نیزے کی انی پر پرو کر زمین و آسمان میں معلق کرسکتا ہوں۔ کہ تو نہ تو زندہ ہو اور نہ ہی مردہ ہو۔

امیر المومنین نے فرمایا کہ میرے ابن عم نے مجھے تیرے مقابلہ میں بھیج کر بالکل صحیح فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ انہیں علم ہے کہ اگر تو میرے ہاتھوں مارا گیا تو دوزخ میں جائے گا اور اگر میں تیرے ہاتھوں مارا گیا تو میں جنت میں جاؤں گا۔ عمرو نے کہا: اس کا

مطلب یہ ہے کہ تجھے ہر طرح سے فائدہ ہے حضرت علیؑ نے فرمایا؛ میں نے ایک بار تجھے دیکھا تو غلاف کعبہ کے مقام پر یہ کہہ رہا تھا کہ جو بھی جنگ کے دوران مجھ سے تین سوال کرے گا میں ان میں سے ایک ضرور پورا کروں گا۔ اور اب میں بھی تیرے سامنے تین باتیں رکھتا ہوں ان میں سے ایک بات کو قبول کر پہلی بات یہ کہ تو عبد تو حید و رسالت کی گواہی دے کر مسلمان ہو جا۔

اس نے کہا: یہ شرط رہنے دو۔ پھر آپؑ نے فرمایا؛ کہ میرا دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ واپس چلا جا اور اس لشکر کو چھوڑ دے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہوئے تو تیری قدردانی کریں گے اور اگر بالفرض جھوٹے ہوئے تو عرب کے سورما انہیں ماڈالیں گے۔

عمرو بن عبدو نے کہا؛ کہ قریش کی عورتیں مجھے طعنے دیں گی اور شعراء نظموں میں بیان کریں گے کہ عمرو بن عبدو میدان جنگ سے بھاگ گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے اس سے کہا۔ پھر میری تیسری بات یہ ہے کہ گھوڑے سے اتر کر مجھ سے مقابلہ میں آ کیونکہ میں پیدل ہوں اور تو سوار ہے یہ سنا تو وہ گھوڑے سے اترا اور گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے اور کہا: میں سمجھتا تھا کہ کوئی شخص مجھے لڑنے کی دعوت دے گا۔ پھر اس نے حضرت علیؑ کے سر پر تلوار سے وار کیا۔

امیر المومنین نے ڈھال سے اسے روکا۔ ضرب اتنی شدید تھی کہ ڈھال کٹ گئی اور امیر المومنین کے سر پر زخم لگا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: عمرو کیا یہ بات کافی نہیں تھی کہ تو مجھ سے اکیلا ہی مقابلہ کرتا دوسرے ساتھی کو کیوں لے آیا؟ اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ امیر المومنین نے اس کی ٹانگوں پر حملہ کیا اور اس کی ٹانگوں کو کاٹ دیا۔ زمین پر گرا۔ دھول اٹھی۔ منافقین نے کہا: علی بن ابی طالب مارے گئے۔ پھر جب غبار چھٹا تو لوگوں نے دیکھا کہ علی بن ابی طالب اس کے سینے پر سوار ہے اور آپؑ نے اس کی داڑھی پکڑی ہوئی تھی اور سے قتل کرنا چاہتے تھے۔ آپؑ کے سر سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے اور آپؑ کی تلوار سے عمرو بن عبدو کا خون ٹپک رہا تھا نیز آپؑ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

انا علی وابن عبد المطلب

الموت خیر للفی من العرب

''میں علی ہوں اور عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔ بھاگ جانے کی نپ نسبت جوانمرد کے لیے موت بہتر ہے۔''

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علیؑ! تم نے اسے دھوکہ دیا تھا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ دھوکا ہی تو ہوتی ہے۔ رسول خدا نے زبیر کو ہبیرہ بن وہب کے مقابلہ پر بھیجا۔ زبیر نے اس کے سر پر ایسی تلوار چلائی کہ اس کی کھوپڑی اڑ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرار بن خطاب کے مقابلہ میں عمر بن خطاب کو بھیجا۔ جب حضرت عمر اس کے مقابلے میں گئے تو انہوں نے کمان میں تیر چڑھایا اور ارادہ کیا کہ اسے تیر کا نشانہ بنائیں۔ فرار بن خطاب نے کہا کہ دو بدو مقابلہ میں تیر سے چلاتے ہو؟ اگر تو نے آج مجھ پر تیر چلایا تو مکہ میں جتنے بھی تیری قوم کے افراد ہونگے میں ان سب کو قتل کردوں گا۔

پھر فرار آگے بڑھا اس نے حضرت عمر کے سر پر نیزے کا ہلکا سا وار کیا اور کہا اے عمر اس وار کو یاد رکھنا میں نے قسم کھائی ہے کہ کسی قریشی کو قتل نہیں کرونگا۔ اگر یہ قسم حائل نہ ہوئی تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ حضرت عمر ساری زندگی اس کا احسان مانتے رہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو ہدایت دی کہ وہ رات کے وقت مدینہ کا پہرہ دیا کریں۔ امیر المومنینؑ ساری رات تن تنہا پہرہ دیتے تھے۔ اور آپؑ رات کے وقت خندق عبور کر کے مشرکین کی نقل و حرکت پر نظر رکھتے تھے اور جیسے ہی صبح کا وقت ہوتا آپ اپنے مرکز پر واپس آجاتے تھے۔ اور آپؑ کا مرکز اس جگہ پر تھا جہاں آج مسجد علی بنی ہوئی ہے مسجد علی، مسجد فتح سے عقیق کیطرف ہے۔ اور یہ مسجد فتح سے تھوڑا فاصلے پر ہے۔ الغرض پندرہ دن تک مدینہ کا محاصرہ جاری رہا۔ مدینہ میں خورد و نوش کی اشیاء کی قلت واقع ہونے لگی۔ آپؐ نے اس وقت مسجد فتح میں بیٹھ کر یہ دعا مانگی۔

یا صر یخ المکر وبین ویا مجیب دعوة امضطرین ویا کا شف الکر ب العظیم انت مولا ی وولی ابا ئی الا ولین اکشف عنا غمنا وهمنا و کر بنا واکشف عنا شر هو لا ء القومه بقوتك وحو لك و قد رتك.

''اے دردرسیدہ لوگوں کے مدد گا اور اے پریشان حال افراد کی دعاؤں کو قبول کرنے والے اے بڑے دکھوں کو دور کرنے والے تو ہی میرا آقا اور سرپرست ہے۔ اور میرے آبائے اولین کا بھی تو ہی سرپرست ہے۔ ہم سے دکھ تکلیف اور پریشانیاں دور فرما اور اپنی قوت و طاقت و قدرت کے صدقہ میں ہم سے اس قوم کے شر کو دور فرما۔''

اس وقت جبرئیل امین نازل ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اللہ نے آپؐ کی دعا سنی اور اسے قبول کیا۔ اللہ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھ دبور نامی ہوا کو ساتھ لے جائیں اور قریش اور دوسرے گروہوں کو اس سے شکست دیں۔ اب قریش کو شکست ہو رہی ہے اور وہ واپس جا رہے ہیں۔ ہوا کی وجہ سے ان کے خیمے اکھڑ چکے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حذیفہ بن یمان کو بلایا۔ حذیفہ نے قریب ہونے کے باوجود کوئی جواب نہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری بار اسے بلایا تو اس نے لبیک کہا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ کیا بات ہے میں تمہیں پکار رہا ہوں تم جواب نہیں دیتے؟ حذیفہ عرض کیا؛ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تو بھوک کی شدت ہے دوسرا سخت ٹھنڈی ہوا چل پڑی ہے۔ اس لئے میں جواب دینے سے قاصر تھا۔ آنحضرت نے کہا تم دشمنوں کی طرف جاؤ اور وہاں کی خبر ہمارے پاس لاؤ۔ اس کے علاوہ کوئی حرکت نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ان پر ہوا بھیج دی گئی ہے۔ اور انہیں شکست ہو چکی ہے۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ میں سردی سے کانپتا ہوا گیا اور جیسے ہی میں نے خندق عبور کی۔ تو مجھے یوں لگا کہ جیسے میں کسی حمام میں

پہنچ چکا ہوں۔ میں نے ایک بڑے خیمے کا رخ کیا۔ وہاں آگ جل بجھ رہی تھی۔ اور خیمے میں ابوسفیان کھڑا آگ تاپ رہا تھا اور سردی کی شدت سے کانپ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ گروہ قریش ہم اہل زمین سے تو جنگ کر سکتے ہیں آسمان والوں سے نہیں کر سکتے اچھی طرح سے دیکھو یہاں محمد کا کوئی جاسوس نہ ہو۔

میں نے جلدی کی اور اپنے دائیں جانب والے سے کہا تو کون ہے؟

اس نے کہا میں عمرو بن العاص ہوں۔ پھر میں بائیں جانب سے کہا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں معاویہ ہوں۔ میں نے سوال میں اس لئے جلدی کی تھی تا کہ مجھ سے کوئی یہ نہ پوچھ لے کہ تو کون ہے۔ پھر ابوسفیان اپنی سواری پر سوار ہوا۔ اگر رسول خدا نے مجھے کسی طرح کی کاروائی سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ابوسفیان کو قتل کر سکتا تھا۔ پھر ابوسفیان نے خالد بن ولید سے کہا: میرے اور تمہارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی فوج کے کمزور لوگوں کی حفاظت کریں۔ پھر ابوسفیان نے پورے لشکر سے کہا: واپس چلو۔ اس کے بعد تمام لوگ اپنی سواریوں پر بیٹھے۔ اور واپسی شروع کر دی۔ صبح تک مدینہ کی فضا لشکر کفار سے صاف ہو چکی تھی۔ جنگ خندق کے دوران بھی ابوعرقہ کنانی یہودی نے سعد بن معاذ کو تیر مارا جس سے اس کی ایک رگ کٹ گئی۔ اور اس سے بہت زیادہ خون بہنے لگا سعد نے پٹی باندھی اور کہا: خدایا اگر قریش کے ساتھ جنگ باقی ہے تو مجھے زندہ رکھ تا کہ دشمنان خدا اور رسولؐ سے لڑنے کی سعادت حاصل کر سکوں اور اگر قریش سے جنگ ختم ہو گئی ہے تو پھر مجھے شہادت کی موت عطا فرما۔

لیکن شہادت سے پہلے مجھے اتنی زندگی عطا کر کہ میں بنی قریضہ کا حشر اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔ سعد کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ اس کا بہتا ہوا خون رک گیا اور اس کے ہاتھ پر ورم آ گیا۔

رسولؐ خدا نے مسجد نبویؐ میں سعد کے لئے ایک خیمہ نصب کرایا آپؐ خود جا کر اس کی تیمارداری کرتے تھے بہر نوع جنگ ختم ہو گئی۔ آنحضرت خندق کا علاقہ چھوڑ کر مدینہ میں تشریف لائے۔ آپؐ نے غبار دور کرنے کے لئے نہانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ جبرائیلؑ نازل ہوئے اور انہوں نے کہا: آپ تو لباس جنگ اتار رہے ہیں لیکن فرشتوں نے ابھی جنگی لباس نہیں اتارا ہم لشکر قریش کو حمراء الاسد کے مقام تک چھوڑ آئے ہیں۔

اب اللہ فرما رہے ہیں کہ آپؐ نے عصر کی نماز بنی قریظہ کے علاقہ میں ادا کرنی ہے۔ میں آپؐ کے آگے آگے چلوں گا۔

اور ان کے قلعہ کو زیر و زبر کروں گا۔ اتنے میں حارثہ بن نعمان آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے دحیہ کلبی کو دیکھا کہ وہ اعلان کر رہا تھا: لوگو! تیاری کرو اور عصر کی نماز بنی قریظہ کی سرزمین پر پڑھو۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: وہ دحیہ نہیں جبرائیل امین تھا۔ پھر رسول اکرمؐ نے فرمایا: علی کو بلاؤ۔ علی آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ لوگوں میں اعلان کرو کہ آج عصر کی نماز بنی قریظہ کی سرزمین پر پڑھو۔ پھر رسولؐ خدا مدینہ سے بنی قریظہ کی طرف نکلے۔ حضرت علیؑ بڑا پرچم لے کر آپؐ سے آگے آگے تھے۔ جنگ خندق کے اختتام پر حیی بن اخطب بنی قریظہ کے قلعہ میں آ گیا

تھا۔حضرت علیؑ نے وہاں پہنچ کر ان کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا تھا۔کعب بن اسد نے قلعہ کے اوپر سے جھانک کر مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو اس نے رسول اکرمؐ اور مسلمانوں کو سب وشتم کرنا شروع کردیا۔ کچھ دیر بعد رسولؐ خدا ایک گدھے پر سوار ہوکر وہاں پہنچے۔حضرت علیؑ نے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا۔اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ قلعہ کے قریب مت جائیں۔رسول خداؐ نے فرمایا: علیؑ مجھے ان کے قریب جانے دو۔ وہ جیسے ہی مجھے دیکھیں گے تو خدا انہیں ذلیل کرے گا۔ یہ کہہ کر آپؐ ان کے قلعہ کے قریب گئے۔اور ان سے خطاب کیا: کہ اے بندروں اور خنزیروں کے بھائیو۔اور اے طاغوت کے عبادت گزارتم مجھے گالیاں دیتے ہو لیکن یاد رکھو ہم جہاں مقابلہ کے لئے چلے جائیں تو وہاں تباہی و بربادی آجاتی ہے۔کعب بن اسد نے قلعہ سے جھانک کر کہا۔ابوالقاسم! آپ جاہل تو نہیں ہیں۔

اس کے جملہ سے آنحضرت کو اتنی شرم سی محسوس ہوئی کہ آپؐ کی رداء تک گرگئی۔قلعہ کے گرداگرد کھجوریں ہی کھجوریں تھیں۔آپؐ نے اشارہ کیا تو کچھ کھجوروں کو کاٹ دیا گیا۔تین دن تک مسلمانوں نے ان کا محاصرہ جاری رکھا۔ان دنوں میں کسی یہودی نے آپؐ سے رابطہ نہ کیا۔تین دن گزرنے کے بعد قلعہ سے غزال بن شمول نیچے اترا اور رسول اکرمؐ کے پاس گیا اور ان سے کہا: کہ آپؐ ہم سے بنی نضیر کا سلوک کریں۔ہم یہاں سے جلاوطن ہونے کے لئے تیار ہیں۔ ہماری یہاں جائیدادیں اور باغات آپ کے ملکیت ہوں گے آپ بس ہمیں سلامتی سے نکلنے کا راستہ دے دیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: نہیں! تمہیں میری شرائط پر پورا اترنا ہوگا۔آنحضرت کی بات سن کر وہ واپس چلا گیا۔اور پھر کئی دنوں سے انھوں نے آنحضرت سے رابطہ نہ کیا۔جب قلعہ میں کھانے پینے کی اشیاء نہ رہیں۔ بچے اور عورتیں بھوک کی وجہ سے بلبلانے لگے تو وہ آنحضرتؐ کی شرائط مان کر قلعہ سے اترے ان کے تمام مردوں کو گرفتار کرلیا گیا۔جنکی تعداد سات سو تھی۔انصار میں سے اوس قبیلہ بنی قریظہ کا حلیف تھا۔قبیلہ اوس کے افراد رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اور عرض کیا: یارسول اللہ یہ لوگ ہمارے حلیف ہیں۔اور اسلام سے قبل اوس اور خزرج کی جتنی لڑائیاں ہوئی تھیں ان تمام لڑائیوں میں ان لوگوں نے ہمارا ساتھ دیا تھا اور تھوڑا عرصہ قبل آپؐ نے عبداللہ بن ابی کی سفارش پر سات سو مسلح اور تین سو غیر مسلح یہودیوں کو معافی دی تھی اور نہیں یہاں سے جلاوطن کیا تھا۔کم از کم ہمیں بھی اتنا موقع کو ملنا چاہیے۔جو آپؐ نے عبداللہ بن ابی کو دیا تھا۔

رسول خدا نے فرمایا کہ ان کا فیصلہ میں خود نہیں کرنا چاہتا ان کا فیصلہ تمہارے ہی قبیلہ کے ایک معزز فرد سے کرانا چاہتا ہوں انھوں نے کہا: کہ وہ کون ہے آنحضرتؐ نے فرمایا: میں اس کا فیصلہ تمہارے سردار سعد بن معاذ سے کرانا چاہتا ہوں۔قبیلہ اوس کے افراد نے کہا: ہم راضی ہیں۔سعد بن معاذ چلنے کے قابل نہ تھے۔انہیں چارپائی پر اٹھا کر لایا گیا۔

قبیلہ اوس کے تمام لوگ ان کے گرد جمع ہوگئے اور ان سے کہا ابوعمر! خدا سے ڈرنا، یہ لوگ ہمارے حلیف ہیں۔اپنے حلیفوں سے بھلائی کرنا۔ان لوگوں نے آج تک ہر مشکل میں ہماری مدد کی ہے۔جب لوگوں کا اصرار بڑھا تو سعدؓ نے کہا: بھائیو!

میری زندگی کا چراغ گل ہونے کو ہے۔لہذا مجھے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔اس وقت قبیلہ اوس رو رو کر کہنے لگا کہ ہائے! بنی قریظہ مارے گئے۔عورتیں اور بچے روتے ہوئے سعد کے پاس آئے۔جب ہر طرف خاموشی چھا گئی تو سعد نے کہا: اے گروہ یہود! کیا تم میرے فیصلے کو قبول کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں ہم آپ کے فیصلے پر راضی ہیں اور آپ سے شفقت اور حسن نظر کے امیدوار ہیں۔سعد بن معاذ نے دوبارہ یہی سوال کیا۔یہودیوں نے دوبارہ یہی جواب دیا۔اس کے بعد سعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا رائے ہے؟

نبی کریم نے فرمایا: سعد فیصلہ کرو، میں تمہارے فیصلہ کو قبول کرونگا۔

سعد بن معاذ نے کہا: یارسول اللہ! ان کے متعلق میں یہی فیصلہ کررہا ہوں کہ ان کے مردوں کو قتل کردیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو کنیزیں اور غلام بنالیا جائے۔اور ان کی تمام دولت مہاجرین وانصار میں تقسیم کردی جائے۔اور ان کا فیصلہ سنا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: تو نے وہ فیصلہ کیا ہے جو سات آسمانوں کے اوپر خدا نے کیا تھا۔

اس کے بعد سعد کا زخم کھل گیا اور زیادہ خون بہنے کی وجہ سے ان کا انتقال ہوگیا قیدیوں کو مدینہ لایا گیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔جنت البقیع میں خندق کھودی گئی۔شام کا وقت ہوا تو ایک ایک قیدی کو باہر نکال کر ٹھکانے لگایا گیا۔حی بن اخطب سے کعب بن اسد نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے تم سے کیا سلوک کیا جائے گا؟

کعب نے کہا: اندھے ہوگئے ہو۔جس بھی قیدی کو یہاں سے لے جایا گیا ہے ان میں سے کوئی بھی تو واپس نہیں آیا۔اب تم صبر کرو اور اپنے دین پر قائم رہو۔

کچھ زیر بعد کعب بن اسد کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لایا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب سے فرمایا۔افسوس! شام سے آنے والے نیک طینت عالم ابن حواس کی نصیحت نے تجھے کوئی فائدہ نہیں دیا۔اس نے تجھے کہا کہ تمہارے بزرگوں نے عیش وآرام کی زندگی چھوڑ کر یہاں اقامت اختیار کی تھی کہ ایک نبی ہجرت کرکے اس شہر میں آئے گا۔وہ روٹی کے ٹکڑوں اور کھجوروں پر گزر اوقات کرنے والا ہوگا اور وہ بے پالان گدھے پر سواری کرے گا۔اس کی آنکھوں پر سرخ ڈورے ہوں گے اور اس کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔وہ اپنے کندھوں پر تلوار رکھے گا اور وہ ہر مخالف سے جنگ کرے گا اور اس کی حکومت مشرق ومغرب تک ہوگی۔کعب بن اسد نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ سچ ہے اگر مجھے یہودیوں کے اس طعنہ سے خوف نہ ہوتا کہ کعب موت سے ڈر کر مسلمان ہوا تھا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ضرور ایمان لے آتا۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرتا۔اب میں دین یہود پر مررہا ہوں۔اسی پر زندہ رہوں گا اور اسی پر مروں گا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ کیا کہ اسے قتل کردیا جائے۔

صحابہ نے اس کی گردن کاٹ ڈالی۔ پھر حیی بن اخطب کو رسول خدا کے سامنے لایا گیا۔ تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ فاسق تو نے دیکھا کہ خدا نے تجھ سے کیا سلوک کیا؟

اس نے جواب دیا کہ میں آپ ﷺ کی دشمنی پر اپنے آپ ﷺ کو ملامت نہیں کروں گا۔ میں نے اپنی طرف سے پوری جدوجہد کی ہے۔ لیکن میرے مقدر میں کامیابی نہ تھی۔ جسے خدا ذلیل کرنا چاہے وہ ذلیل ہوا کہ ہی رہتا ہے۔ پھر جب اسے قتل کے لیے لایا گیا تو اس نے شعر پڑھا۔

لعمر ی ما لامه ابن احطب نفس
ولكنه من يخذل الله نيخذل

''مجھے اپنی زندگی کی قسم! ابن احطب اپنے آپ کو ملامت نہیں کرتا لیکن جسے خدا بے یار و مددگار رکھنا چاہے تو وہ بے یار و مددگار ہو جاتے ہے''

اس کے بعد اسے قتل کر دیا گیا بنی قریظہ کے سات سو مردوں کو صبح و شام کے اوقات میں تین دن تک قتل کیا جاتا رہا۔

سورۃ احزاب میں احمی کے متعلق یہ آیات نازل ہوئی۔ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ

آیت نمبر ۲۸ تا ۵۸

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا

لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّاۗىِٕمِيْنَ وَالصّٰۗىِٕمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى

زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ
اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ
مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ
فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ
يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى
بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ
اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾
هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ
وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا
وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ
الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ
وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ
قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ

وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ
الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ
وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ
هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ
النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ
عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ
لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾ تُرْجِيْ مَنْ
تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ
بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ
وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ
يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ
فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ
ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ

الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ
اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ
عَظِيْمًا ۝۵۳ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۵۴
لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْۤ اٰبَآئِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ
اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ
وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝۵۵ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ
يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا ۝۵۶ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝۵۷ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝۵۸

ترجمہ

پیغمبر آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ زندگانی دنیا اور اس کی زینت کی طلبگار ہو تو آؤ میں تمہیں متاعِ دنیا دے کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دوں (۲۸) اور اگر اللہ اور رسول اور آخرت کی طلبگار ہو تو خدا نے تم میں سے نیک کردار عورتوں کے لئے بہت بڑا اجر فراہم کر رکھا ہے (۲۹) اے زنانِ پیغمبر جو بھی تم میں سے کھلی ہوئی برائی کا ارتکاب کرے گی اس کا عذاب بھی دہرا کر دیا جائے گا اور یہ بات خدا کے لئے بہت آسان ہے (۳۰) اور جو بھی تم میں سے خدا اور رسول کی اطاعت کرے اور

نیک اعمال کرے اسے دہرا اجر عطا کریں گے اور ہم نے اس کے لئے بہترین رزق فراہم کیا ہے (۳۱) اے زنانِ پیغمبر تم اگر تقویٰ اختیار کرو تو تمہارا مرتبہ کسی عام عورت جیسا نہیں ہے لہٰذا کسی آدمی سے لگی لپٹی بات نہ کرنا کہ جس کے دل میں بیماری ہو اسے لالچ پیدا ہو جائے اور ہمیشہ نیک باتیں کیا کرو (۳۲) اور اپنے گھر میں بیٹھی رہو اور پہلی جاہلیت جیسا بناؤ سنگھار نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ بس اللہ کا ارادہ یہ ہے اے اہل بیت کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے (۳۳) اور ازواج پیغمبر تمہارے گھروں میں جن آیاتِ الٰہی اور حکمت کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے انہیں یاد رکھنا کہ خدا بڑا باریک بین اور ہر شے کی خبر رکھنے والا ہے (۳۴) بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی عفت کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور خدا کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔ اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور عظیم اجر مہیا کر رکھا ہے (۳۵) اور کسی مومن مرد یا عورت کو اختیار نہیں ہے کہ جب خدا و رسول کسی امر کے بارے میں فیصلہ کر دیں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے میں صاحبِ اختیار بن جائے اور جو بھی خدا و رسول کی نافرمانی کرے گا وہ بڑی کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہوگا (۳۶) اور اس وقت کو یاد کرو جب تم اس شخص سے جس پر خدا نے بھی نعمت نازل کی اور تم نے بھی احسان کیا یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی زوجہ کو روک کر رکھو اور اللہ سے ڈرو اور تم اپنے دل میں اس بات کو چھپائے ہوئے تھے جسے خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنوں کا خوف تھا حالانکہ خدا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ڈرا جائے اس کے بعد جب زید نے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے اس عورت کا عقد تم سے کر دیا تاکہ مومنین کے لئے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے عقد کرنے میں کوئی حرج نہ رہے جب وہ لوگ اپنی ضرورت پوری کر چکیں اور اللہ کا حکم بہرحال نافذ ہو کر رہتا ہے (۳۷) نبی کے لئے خدا کے فرائض میں

کوئی حرج نہیں ہے یہ گزشتہ انبیاء کے دور سے سنّت الٰہیہ چلی آرہی ہے اور اللہ کا حکم صحیح اندازے کے مطابق مقرر کیا ہوا ہوتا ہے (۳۸) وہ لوگ اللہ کے پیغام کو پہنچاتے ہیں اور دل میں اس کا خوف رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے ہیں اور اللہ حساب کرنے کے لئے کافی ہے (۳۹) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سلسلہ انبیاء کے خاتم ہیں اور اللہ ہر شے کا خوب جاننے والا ہے (۴۰) ایمان والو اللہ کا ذکر بہت زیادہ کیا کرو (۴۱) اور صبح وشام اس کی تسبیح کیا کرو (۴۲) وہی وہ ہے جو تم پر رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر نور کی منزل تک لے آئے اور وہ صاحبانِ ایمان پر بہت زیادہ مہربان ہے (۴۳) ان کی مدارات جس دن پروردگار سے ملاقات کریں گے سلامتی سے ہوگی اور ان کے لئے اس نے بہترین اجر مہیا کر رکھا ہے (۴۴) اے پیغمبر ہم نے آپ کو گواہ، بشارت دینے والا، عذابِ الٰہی سے ڈرانے والا (۴۵) اور خدا کی طرف اس کی اجازت سے دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے (۴۶) اور مومنین کو بشارت دے دیجئے کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل وکرم ہے (۴۷) اور خبردار کفّار اور منافقین کی اطاعت نہ کیجئے گا اور ان کی اذیت کا خیال ہی چھوڑ دیجئے اور اللہ پر اعتماد کیجئے کہ وہ نگرانی کرنے کے لئے بہت کافی ہے (۴۸) ایمان والو جب مومنات سے نکاح کرنا اور ان کو ہاتھ لگائے بغیر طلاق دے دینا تو تمہارے لئے کوئی حق نہیں ہے کہ ان سے وعدہ کا مطالبہ کرو لہٰذا کچھ عطیہ دے کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دینا (۴۹) اے پیغمبر ہم نے آپ کے لئے آپ کی بیویوں کو جن کا مہر دے دیا ہے اور کنیزوں کو جنہیں خدا نے جنگ کے بغیر عطا کر دیا ہے اور آپ کے چچا کی بیٹیوں کو اور آپ کی پھوپھی کی بیٹیوں کو اور آپ کے ماموں کی بیٹیوں کو اور آپ کی خالہ کی بیٹیوں کو جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے اور اس مومنہ عورت کو جو اپنا نفس نبی کو بخش دے اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے تو حلال کر دیا ہے لیکن یہ صرف آپ کے لئے ہے باقی مومنین کے لئے نہیں ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے ان لوگوں پر ان کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں کیا فریضہ قرار دیا ہے تاکہ آپ کے لئے کوئی زحمت اور مشقت نہ ہو اور اللہ بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے

(۵۰) ان میں سے جس کو آپ چاہیں الگ کر لیں اور جس کو چاہیں اپنی پناہ میں رکھیں اور جن کو الگ کر دیا ہے ان میں سے بھی کسی کو چاہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ سب اس لئے ہے تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور یہ رنجیدہ نہ ہوں اور جو کچھ آپ نے دیدیا ہے اس سے خوش رہیں اور اللہ تمہارے دلوں کا حال خوب جانتا ہے اور وہ ہر شے کا جاننے والا اور صاحب حکمت ہے (۵۱) اس کے بعد آپ کے لئے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ ان بیویوں کو بدل لیں چاہے دوسری عورتوں کا حسن کتنا ہی اچھا کیوں نہ لگے علاوہ ان عورتوں کے جو آپ کے ہاتھوں کی ملکیت ہیں اور خدا ہر شے کی نگرانی کرنے والا ہے (۵۲) اے ایمان والو خبردار پیغمبر کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہونا جب تک تمہیں کھانے کے لئے اجازت نہ دے دی جائے اور اس وقت بھی برتنوں پر نگاہ نہ رکھنا ہاں جب دعوت دے دی جائے تو داخل ہو جاؤ اور جب کھالو تو فوراً منتشر ہو جاؤ اور باتوں میں نہ لگ جاؤ کہ یہ بات پیغمبر کو تکلیف پہنچاتی ہے اور وہ تمہارا خیال کرتے ہیں حالانکہ اللہ حق کے بارے میں کسی بات کی شرم نہیں رکھتا اور جب ازواجِ پیغمبر سے کسی چیز کا سوال کرو تو پردہ کے پیچھے سے سوال کرو کہ یہ بات تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور تمہیں حق نہیں ہے کہ خدا کے رسول کو اذیت دو یا ان کے بعد کبھی بھی ان کی ازواج سے نکاح کرو کہ یہ بات خدا کی نگاہ میں بہت بڑی بات ہے (۵۳) تم کسی شے کا اظہار کرو یا اس کی پردہ داری کرو اللہ بہرحال ہر شے کا جاننے والا ہے (۵۴) اور عورتوں کے لئے کوئی حرج نہیں ہے اگر اپنے باپ دادا، اپنی اولاد، اپنے بھائی، اپنے بھتیجے اور اپنے بھانجوں کے سامنے بے حجاب آئیں یا اپنی عورتوں اور اپنی کنیزوں کے سامنے آئیں لیکن تم سب اللہ سے ڈرتی رہو کہ اللہ ہر شے پر حاضر وناظر ہے (۵۵) بیشک اللہ اور اس کے ملائکہ رسول پر صلوات بھیجتے ہیں تو اے صاحبانِ ایمان تم بھی ان پر صلوات بھیجتے رہو اور سلام کرتے رہو (۵۶) یقیناً جو لوگ خدا اور اس کے رسول کو ستاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور خدا نے ان کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے (۵۷) اور جو لوگ صاحبانِ ایمان مرد یا عورتوں کو بغیر کچھ کئے دھرے اذیت دیتے ہیں انہوں نے بڑے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا رکھا ہے (۵۸)

تفسیر

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ .

اے نبی آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیں کہ اگر تم لوگ زندگانی دنیا اور اس کی زینت کی طلب گار ہو تو آؤ میں تمہیں متاع دنیا دے کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ اور اگر اللہ اور رسول اور آخرت کی طلب گار ہو تو خدا نے تم میں سے نیک کردار عورتوں کے لیے بہت بڑا اجر فراہم کر رکھا ہے۔

شان نزول:

ان آیات کا شان نزول یوں ہے کہ جب رسول خدا فتح خیبر کے بعد واپس آئے اور مشہور ہو گیا کہ خیبر سے مسلمانوں کو بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا تو رسول خدا کی بیویاں بہت خوش ہوئیں اور کہا کہ چلو شکر ہے اب ہمارے گھروں میں فاقے نہیں ہونگے لیکن رسول خدا گھر آئے اور آپ کی بیویوں نے دیکھا کہ رسول خدا کے ہاتھ خالی ہیں۔ تو آپ کی بیویوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے حصے کا مال غنیمت کہاں گیا تو رسول خدا نے فرمایا کہ میں نے اپنا حصہ مدینہ کے غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیا ہے۔ تو یہ جواب سن کر رسول خدا کی بیویاں غصہ میں آ گئیں اور آپ سے کہا کہ شاید آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ہمیں طلاق دے دیں گے تو ہم کوئی قبول نہیں کرے گا یہ آپ کو اشتباہ ہے ہماری قوم کے اکثر لوگ ہمیں قبول کرنے کو تیار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ جسارت پسند نہ آئی تو خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ آپ ان تمام بیویوں سے الگ ہو جائیں یہاں تک کہ یہ حیض دیکھ لیں اور اس سے پاک ہو جائیں تو رسول خدا 29 دن تک کے لیے ان سے الگ ہو کر ام ابراہیم کے گھر میں رہے تو ان ایام میں تمام بیویاں ایک دفعہ حیض دیکھنے کے بعد پاک ہو گئی تھیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

کہ اے نبی آپ ان تمام بیویوں کو اختیار دے دیں کہ اگر یہ مال دنیا چاہتی ہیں تو پھر آؤ ہم تمہیں مال دنیا میں سے کچھ نہ کچھ مال دے کر شائستہ طریقہ سے رخصت دے دیتے ہیں۔ اور اگر تمہیں خدا رسول اور آخرت چاہیے تو اللہ نے نیکوکار عورتوں کے لیے بڑا اجر رکھا ہے۔ جب رسول کی بیویوں کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا گیا تو سب سے پہلے ام سلمیٰ کھڑی ہوئیں اور عرض کیا میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ اس کے بعد تمام ازواج نبی نے بھی رسول خدا کی خدمت میں کھڑے ہو کر یہی جواب دیا۔ تو پھر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ .

ان میں سے جس کو آپ چاہیں الگ کر لیں اور جس کو چاہیں اپنی پناہ میں رکھیں۔

حضرت امام صادقؑ نے فرمایا جس کو پناہ میں لیا جائے اس سے نکاح قائم رہتا ہے اور جس کو الگ کر دیا جائے اس کو طلاق ہو جائے گی اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ اور خدا نے نبی کی ازواج کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ . اے رسول کی بیو یو تم میں سے جو بھی کسی کھلی ہوئی برائی کا ارتکاب کرے گی اس کا عذاب بھی دوگنا ہوگا یہ بات خدا اور رسول کے لیے بہت آسان ہے۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ . اور جو بھی تم میں سے خدا اور رسول کی اطاعت کرے اور نیک اعمال کرے اسے دوگنا اجر دیا جائے گا اور ہم نے اس کے لیے بہترین رزق فراہم کیا ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا ان کو اجر دوگنا دیا جائے گا اور عذاب بھی دوگنا ہوگا اور اجر و عذاب میں سے ہر چیز آخرت میں ہوگی۔

جناب حریز نے ذکر کیا ہے کہ میں حضرت ابوعبداللہ امام صادقؑ سے سوال کیا اے فرزند رسول یہ جو خدا نے فرمایا کہ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ . میں فاحشہ آیا ہے اس سے مراد کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اس سے مراد ہے تم میں سے جو بھی تلوار لے کر وقت کے برحق امام کے خلاف خروج کرے گی اس کو دوگنا عذاب دیا جائے گا نیز امام ابوعبداللہؑ نے خدا کے اس قول کے بارے لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى . پہلی جاہیت کی طرح کا بناؤ سنگار نہ کرنا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ الجاهلیت اولیٰ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ لفظ بیان کر رہے ہیں کہ ایک اور زمانہ جاہلیت والا آنے والا ہے

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ .

پس اللہ کا ارادہ یہی ہے کہ اے اہل بیت کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جیسے پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیت رسول خدا علی ابن ابی طالب و فاطمہ زہراء امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور اس کا شان نزول یوں ہے کہ ایک دن رسول خدا حضرت ام سلمیٰؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے تو آپ نے علی و فاطمہ و حسن و حسین کو اپنے پاس بلایا اور ان پر خیبری چادر ڈال

دی اور خود بھی چادر کے اندر داخل ہو گئے۔ اور پھر آپ نے بارگاہ خدا میں عرض کی۔ اے میرے خدایا یہ میرے اہل بیت میں تو نے ان کے متعلق مجھ سے وعدہ کیا ہے اس کو پورا کر اور اے خدایا ان سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرما۔ اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے انہیں ویسا ہی پاک و پاکیزہ رکھ۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت ام سلمٰی نے جب یہ سنا تو عرض کیا یا رسول کیا میں آپ میں داخل نہیں ہوں تو آپ نے فرمایا کہ آپ کو بشارت ہو کہ تم خیر پر ہو لیکن اے ام سلمٰی تو ان میں شامل نہیں ہو۔

ابوالجارود نے حضرت زید بن علی بن حسینؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کچھ جاہل لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ آیت تطہیر ازواج نبی کے بارے میں نازل ہوئی ہے حالانکہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ اگر اس آیت سے ازواج نبی مراد ہوتیں تو پھر یوں ہوتا۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُنَّ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُنَّ تَطْهِیْرًا۝ ۔ یعنی کم کے بجائے جمع مونث کی ضمیر کن استعمال ہوتیں تا کہ کم جو مذکر کی ضمیر ہے۔ یعنی کلام مونث ہوئی جیسا کہ اللہ نے دوسری آیت کہ جس میں مراد ازواج نبی ہیں وہاں جمع مونث کے الفاظ استعمال کیے ہیں خدا نے فرمایا۔ وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰى فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۔ علی بن ابرہیم فرماتے ہیں کہ آیت کے شروع کا خطاب ازواج نبی سے تھا اور ان سے خطاب کو موڑ کر خدا نے اہل بیت علیہ السلام کی طرف کر دیا ہے اور فرمایا۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۝ ۔ اس کے بعد خطاب کو ازواج نبی کی طرف موڑ دیا گیا ہے اور خدا نے فرمایا ہے وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰى فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا۝ ۔ اور اے ازواج نبی تمہارے گھر میں جو آیات ایسی اور حکمت کی باتیں ہوتیں ہیں ان کو یاد رکھنا خدا بڑا باریک بین اور ہر شے سے خبر رکھنے والا ہے۔

اس کے بعد دوبارہ خدا نے اپنا خطاب کو آل محمدؐ کی طرف موڑ دیا ہے۔ فرمایا ہے کہ۔ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآىِٕمِیْنَ وَالصّٰٓىِٕمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۝ ۔ بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عوتیں اطاعت گذار مرد اور اطاعت گذار عورتیں سچے مرد اور سچی عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں خدا سے ڈرنے والے مرد اور ڈرنے والی عورتیں صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ دار عورتیں پاک دامن مرد اور پاک دامن عورتیں خدا کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور خدا کا کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں اللہ نے ان سب کے لیے بہت بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔

یہ آیت بھی آل محمدؐ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۔ اور کسی مرد مومن اور مومن عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ جب خدا اور اس کا رسول کسی امر کے بارے میں فیصلہ کر دیں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے صاحب اختیار بن جائے اور خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور یہ بڑی کھلی گمراہی ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارث کے لیے زینب بنت جحش اسدیہ کا رشتہ طلب کیا جو کہ اسد بن خزیمہ کی اولاد سے تھی اور حضرت رسول خداؐ کی پھوپھی کی بیٹی تھی۔ تو جناب زینب نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے کچھ سوچنے کے لیے وقت دیں۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئی اور خدا نے فرمایا تو جب جناب زینب نے آیت کو سنا تو رسول خدا سے عرض کیا میں اپنے آپ کو آپ اختیار میں دیتی ہوں۔ آپ کو میرا اختیار ہے۔ تو رسول خدا نے اس کا نکاح زید بن حارث سے کر دیا زینب ایک معزز خاندان کی عورت تھی اور زید بن حارث ایک زر خرید غلام تھا۔ اس پر عورتوں نے زینب کو طعنے دینا شروع کر دے اسی وجہ سے زید اور زینب کے درمیان ناچاقی پیدا ہو گی۔

جناب زید رسول خداؐ کے پاس آتے اور بیوی کی بدخلقی کی شکایت کرتے تھے رسول خداؐ اسے ہدایت کرتے تھے کہ اپنی بیوی کے ساتھ نباہ کرتے رہو اور خدا سے ڈرتے رہو کچھ عرصہ تک زید نے زینب کو برداشت کیا۔ لیکن معاملہ اس کی برداشت سے باہر ہو گیا آخر کار اس نے زینب کو طلاق دے دی اور جب زینب کی عدت پوری ہو گئی تو ایک دینی مصلحت کی خاطر رسول خدا نے اس کو نکاح کا پیغام ارسال کیا جسے اس نے اس نے خوشی سے قبول کر لیا یوں وہ آپ کی بیوی بن گئی۔ یہ ہی قرآن نے کہا فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا ۔ اور جب زید نے اس سے اپنی حاجت پوری کر دی تو پھر ہم نے اس کا عقد آپ سے کر دیا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ ۔ اور محمد تم مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیا ہیں۔ اور اللہ ہر شیء کا خوب جاننے والا ہے۔

شان نزول:

جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید کی مطلقہ زینب بنت جحش سے شادی کر لی تو منافقین نے زبان کھول دی اور کہنے لگے کل تک تو زید بیٹا تھا اور اس کی بیوی محمد کی بہو تھی اب انہوں نے بہو کو اپنی بیوی بنا لیا ہے۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ جب ہمارا محمد مردوں میں سے کسی کا باپ ہی نہیں تو پھر بیٹا کیسے۔

ہمارا محمد فقط ہمارے رسول اور خاتم الانبیا ہیں۔ پس وہ زید کے باپ نہیں ہیں۔ وہ خاتم الانبیا ہیں یعنی ان کے بعد کوئی نبی ہماری طرف سے نہیں آئے گا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اے نبی ہم نے آپ کو گواہ وبشارت دینے والا، عذاب خدا سے ڈرانے والا اور خدا کی طرف اس کی اجازت سے دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اور مومنین کو بشارت دے دیں کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل وکرم ہے۔ اور خبردار کفار اور منافقین کی اطاعت مت کر نا اور ان کی اذیت کا خیال ہی چھوڑ دیں اور اللہ پر اعتماد کریں کہ وہ حفاظت ونگرانی کے لیے کافی ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہجرت سے پانچ سال قبل مکہ میں نازل ہوئی تھی۔ یہ دلیل ہے کہ قرآن جس ترتیب سے نازل ہوا تھا اس ترتیب پر جمع نہیں ہوا۔ اس کے بعد پھر خدا اپنے نبی اکرمؐ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ اے ہمارے نبی ہم نے آپ کے لیے آپ کی بیویاں کہ جن کا مہر دے دیا گیا ہے۔ اور کنیزوں کو جنہیں خدا نے جنگ کے بغیر عطاء کر دیا ہے۔

(یعنی مال غنیمت سے ہیں) اور آپ کے چچا کی بیٹیوں کو اور پھوپھی کی بیٹیوں کو اور آپ کے ماموں کی بیٹیوں کو اور آپ کی خالہ کی بیٹیوں کو جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے اور وہ مومنہ عورت جو اپنا نفس نبی کو ھبہ کر دے اگر نبی اس سے نکاح کر چاہیں تو حلال کر دیا ہے۔

شان نزول:

حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین عائشہؓ کے گھر میں موجود تھے کہ ایک انصاری خاتون بن سنور کر رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ کسی عورت کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ خود کسی مرد کو پیش کش کرے لیکن میں ایک بیوہ عورت ہوں میرا شوہر کافی عرصہ قبل مر چکا ہے میری کوئی اولاد نہیں ہے اگر آپ مجھے قبول کرنا چاہیں تو میں اپنا نفس آپ کو ھبہ کرتی ہوں۔

رسول خدا نے اس عورت کو دعا دی اور فرمایا کہ اے گروہ انصار خدا رحم فرمائے تمہارے مردوں نے میری مدد ونصرت کی۔ اور تمہاری عورتیں میری طرف مائل ہوئیں۔ جب ام المومنین نے یہ سنا تو اس کو غصہ آیا اور کہا اے بی بی تو بڑی بے حیاء اور ڈھیٹ ہے اور مردوں کی پیاسی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ تم سے بہتر ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف راغب ہے۔ اور تو نے اس کی ملامت کی ہے پھر آپ نے اس عورت سے فرمایا۔ تم واپس جاؤ خدا تم پر رحم فرمائے تم نے میری طرف رغبت کی ہے اس وجہ سے خدا نے جنت آپ پر واجب کر دی ہے میں تیرے پاس جو بھی خدا فیصلہ کرے گا میں تجھے اس کے بارے میں اطلاع دے دوں گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا نے اس عورت کو قبول کر لیا۔

علامہ فرماتے ہیں سوائے رسول خدا کے کسی دوسرے کے لیے ھبہ والی عورت حلال نہیں ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ

اے ایمان والو خبردار نبی کے گھروں میں اس وقت تک داخل مت ہونا جب تک وہ خود تم کو کھانے کی دعوت نہ دیں۔ اور برتنوں پر نگاہ مت رکھنا۔

علامہ فرماتے ہیں جب حضرت رسول خدا نے زینب بنت جحش سے شادی کی۔ تو رسول خدا اسے بہت زیادہ چاہتے اور اس سے محبت کرتے تھے اور اس کے ساتھ تنہائی میں رہنا چاہتے تھے لیکن اصحاب آپ کو فرصت نہ دیتے اور آپ کے کھانے کا وقت ہوتا تو پھر بھی کچھ اصحاب آجاتے اور رسول خدا سے باتیں کرنا شروع کر دیتے۔ جب کہ رسول خدا چاہتے تھے کہ وہ زینب سے خلوت کریں تو پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان دارں نبی کے گھر بغیر اجازت داخل مت ہونا۔ کیونکہ اصحاب بغیر اجازت کے اندر آجاتے تھے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝

اور تمہیں حق حاصل نہیں ہے کہ تم خدا کے رسول کو اذیت دو اور ان کے بعد آپ کی کسی بیوی سے شادی کرو۔ یہ بات خدا کے نزدیک بہت بڑی جسارت ہے۔

شان نزول:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۔ (نبی تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ حق رکھتا ہے اور اس کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔) (نبی تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ حق رکھتا ہے اور اس کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں اللہ نے نبی کی بیویاں لوگوں پر حرام کر دیں تو اس پر طلحہ کو بہت غصہ آیا اور اس نے کہا کہ محمد نے اپنی بیویاں ہم پر حرام کر دیں ہیں جبکہ وہ ہماری بیویوں سے نکاح کر لیتا ہے۔ اگر محمد گئے تو میں عائشہ بنت ابوبکر سے شادی کروں گا۔ تو رسول خدا کو یہ سن کر اذیت ہوئی تو

خدا نے یہ آیت نازل کردی۔ اور پھر فرمایا۔

اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ تم کسی چیز کا اظہار کرو یا پوشیدہ رکھو اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اس کے بعد خدا نے ان لوگوں کو اجازت دی ہے جو نیک اور صالح ہیں وہ بغیر اذن کے داخل ہو سکتے ہیں۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ اور عورتوں کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر اپنے باپ دادا اپنی اولاد اور اپنے بھائی۔ اپنے بھتیجے اور بھانجوں کے سامنے بے حجاب آئیں۔ یا اپنی عورتوں اور اپنی کنیزوں کے سامنے آئیں لیکن تم سب اللہ سے ڈرتی رہو کہ اللہ تم پر حاضر و ناظر ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾: بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ رسول پر صلوٰت ہیں تو اے صاحبان ایمان تم بھی ان پر صلوۃ بھیجتے رہو اور سلام کرتے رہو آپ نے فرمایا۔ صلوۃ اللہ سے مراد ہے کہ اللہ نے محمد کو پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے۔ اور اس کی اس پر وہ ثنا کرتا ہے۔ صلوۃ الملائکہ سے مراد کہ وہ رسول خدا کی مدحت کرتے ہیں۔ اور لوگوں کی صلوۃ سے مراد کہ وہ خدا کی بارگاہ میں دعا کریں کہ وہ آپ پر اور درود نازل فرمائے۔ اور پھر نبی کے فضل کا اقرار اور اس کی تصدیق کریں۔

سَلِّمُوْا۔ سے مراد یہ ہے آل محمدؐ کی ولایت میں وہ آپ کی اطاعت کرے اور ان کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾

یقیناً جو لوگ خدا اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور خدا نے ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے نبی کو ستایا اور خدا نے نبی کی اذیت کو اپنی اذیت قرار دیا ہے اور یہ آیت ان لوگوں کو بھی شامل ہے جنہوں نے امیر المومنین علیہ السلام کا حق غصب کیا تھا۔ اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے حق کو چھین لیا اور آپ کو اذیت دی۔ اور رسول خداؐ نے فرمایا تھا۔ یقیناً جس شخص نے میری زندگی میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اذیت دی وہ ایسے ہی جس نے میری وفات کے بعد فاطمہ کو اذیت دی ہے۔ اور جس نے میری وفات کے بعد فاطمہ کو اذیت دی وہ ایسے ہی ہے جس نے فاطمہ کو میری زندگی میں اذیت دی ہے اور جس نے فاطمہ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی۔ اور جس نے خدا کو اذیت دی وہ اس آیت کے ذیل میں شامل ہے جس میں خدا نے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور خدا کا فرمانا وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔ اور وہ لوگ جو مومنین اور مومنات کو اذیت دیتے ہیں۔

اس آیت میں مومنین و مومنات سے مراد علی و فاطمہ علیہما السلام ہیں۔

بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ اور جو بغیر کچھ کئے دھرے اذیت دیتے ہیں انہوں نے بڑے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا رکھا ہے۔

یہ تمام لوگوں میں جاری ہے کہ جو بھی کسی پر بہتان لگائے گا اس کا یہ ہی حکم ہے۔

آیت نمبر ۵۹ تا ۷۳

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاۗءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ يَسْـَٔـلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاۗءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ

لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى
فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ
لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾ اِنَّا
عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ
يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا
جَهُوْلًا ﴿٧٢﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ
وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٣﴾

ترجمہ

اے پیغمبر آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں، اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادر کو اپنے اوپر لٹکائے رہا کریں کہ یہ طریقہ ان کی شناخت یا شرافت سے قریب تر ہے اور اس طرح ان کو اذیت نہ دی جائے گی اور خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (۵۹) پھر اگر منافقین اور جن کے دلوں میں بیماری ہے اور مدینہ میں افواہ پھیلانے والے اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ ہی کو ان پر مسلّط کر دیں گے اور پھر یہ آپ کے ہمسایہ میں صرف چند ہی دن رہ پائیں گے (۶۰) یہ لعنت کے مارے ہوئے ہوں گے کہ جہاں مل جائیں گرفتار کر لئے جائیں اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں (۶۱) یہ خدائی سنّت ان لوگوں کے بارے میں رہ چکی ہے جو گزر چکے ہیں اور خدائی سنت میں تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے

(۶۲) پیغمبر یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو کہہ دیجئے کہ اس کا علم خدا کے پاس ہے اور تم کیا جانو شائد وہ قریب ہی ہو (۶۳) بیشک اللہ نے کفار پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے جہنّم کا انتظام کیا ہے (۶۴) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور انہیں کوئی سرپرست یا مددگار نہیں ملے گا (۶۵) جس دن ان کے چہرے جہنّم کی طرف موڑ دیئے جائیں گے اور یہ کہیں گے کہ اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی (۶۶) اور کہیں گے کہ ہم نے اپنے سرداروں اور بزرگوں کی اطاعت کی تو انہوں نے راستہ سے بہکا دیا (۶۷) پروردگار اب ان پر دہرا عذاب نازل کر اور ان پر بہت بڑی لعنت کر (۶۸) ایمان والو خبردار ان کے جیسے نہ بن جاؤ جنہوں نے موسیٰؑ کو اذیت دی تو خدا نے انہیں ان کے قول سے بری ثابت کر دیا اور وہ اللہ کے نزدیک ایک باوجاہت انسان تھے (۶۹) ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کرو (۷۰) تاکہ وہ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے اور جو بھی خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ عظیم کامیابی کے درجہ پر فائز ہوگا (۷۱) بیشک ہم نے امانت کو آسمان، زمین اور پہاڑ سب کے سامنے پیش کیا اور سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور خوف ظاہر کیا بس انسان نے اس بوجھ کو اٹھا لیا کہ انسان اپنے حق میں ظالم اور نادان ہے (۷۲) تاکہ خدا منافق مرد اور منافق عورت اور مشرک مرد اور مشرک عورت سب پر عذاب نازل کرے اور صاحبِ ایمان مرد اور صاحبِ ایمان عورتوں کی توبہ قبول کرے کہ خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (۷۳)

تفسیر

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ

اے رسولؐ آپ اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنی چادر کو اپنے اوپر لٹکائے رہا کریں۔

شان نزول:

اس آیت کا شان نزول یوں ہے کہ مدینہ میں رسول کی زندگی میں نماز فجر اور مغرب وعشاء کے لئے جب مسلمان عورتیں مسجد کی طرف آتیں تو راستے میں نوجوان لڑکے ان کو چھیڑا کرتے تھے کہتے تھے کہ یہ کنیزیں جارہی ہیں تو خدا نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی۔ اور مومن خواتین کو لمبی چادریں پہننے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس طرح معلوم ہوجائے کہ یہ پاک دامن اور عفیف عورتیں ہیں یہ کنیزیں نہیں ہیں۔

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥٩﴾ اور یہ طریقہ ان کی شناخت یا شرافت سے قریب تر ہے اور اس طرح ان کو اذیت نہ دی جائے اور خدا بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٠﴾

پھر اگر منافق اور جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ مدینہ میں افواہ پھیلانے والے اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ ہی کو ان پر مسلط کردیں گے اور پھر یہ آپ کے ہمسایہ میں صرف چند ہی دن رہ پائیں گے۔

شان نزول:

منافق وبداعتقاد لوگ مدینہ میں رہ کر اہل ایمان کو اذیتیں دیا کرتے تھے اور وہ ہیجان انگیز خبریں پھیلایا کرتے تھے خصوصاً جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جنگ میں جاتے تو منافق عجیب خبریں پھیلایا کرتے تھے بدبخت کبھی مشہور کردیتے کہ رسول خدا کفار کے ہاتھوں گرفتار ہوچکے ہیں اور کبھی کہتے کہ اس جنگ رسولؐ خدا شہید ہوگئے ہیں۔ تو مسلمان اس قسم کی خبروں سے پریشان ہوجاتے اور انہوں نے رسول خدا سے ان کے اسی رویے کی شکایت کی۔ تو خدا نے یہ آیت نازل کی جس میں منافقین کو سخت وارننگ دی گئی کہ اگر وہ لوگ اپنی اس نازیبا وناجائز حرکات سے باز نہ آئے تو رسول خدا کو ہم ان پر مسلط کردیں گے اور پھر وہ زیادہ دیر تک شہر میں نہیں رہ سکیں گے اور ان پر خدا کی لعنت ہوگی وہ جہاں پکڑے جائیں گے وہی برے انداز سے قتل کردیے جائیں گے۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: ملعونین سے مراد ہے کہ ان پر لعنت کرنا واجب ہے۔ اور لعنت کے بعد خدا نے فرمایا کہ ان کے لئے دوسری سزا یہ ہے کہ جہاں بھی ان پاؤں کو قتل کردو۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ جن دن ان کے چہرے جہنم کی طرف موڑ دے جائیں گے۔

علامہ فرماتے ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے آل محمد کے حق کو غصب کیا ہے۔

يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾ اور وہ کہیں گے کہ اے کاش ہم نے خدا اور اس رسول کی اطاعت کرلی ہوتی۔

یعنی امیر المومنین علی علیہ السلام کے حق کے بارے میں ہم نے حکم خدا اور رسول کو مان لیا ہوتا اور ان کی اطاعت کرلی ہوتی۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ اور وہ لوگ کہیں گے ہم نے اپنے سرداروں اور بزرگوں کی اطاعت کی تو انہوں نے راستہ سے بہکا دیا۔

کہنے والے عامۃ الناس ہوگئے اور سردار اور بزرگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آل محمد کا حق غصب کیا اور وہ راستہ جس سے بہکایا گیا وہ راستہ جنت کا ہے اور سبیل سے مراد خود امیر المومنین علی علیہ السلام میں جن سے لوگوں کو دور کیا گیا۔

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾

اے ہمارے خدا یا ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت کر۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ

اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح سے مت بن جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو اذیت دی خدا نے موسیٰ کو ان کے قول سے بری ثابت کردیا اور وہ اللہ کے نزدیک ایک بڑے عزت دار انسان تھے۔

وَجِيْهًا سے مراد عزت دار اور وجاہت والے۔

علامہ نے اسی آیت کے ذیل ایک روایت کو نقل کیا ہے جو یوں ہے۔

علی بن ابراہیم قمی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے نضر بن سوید سے اور انہوں نے صفوان سے اور انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ بنواسرائیل کا گمان تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ کچھ نہیں ہے جو ایک مرد کے لئے ہوتا ہے۔ اور اس گمان کی وجہ یہ تھی کہ حضرت موسیٰؑ ہمیشہ غسل کرنے کے لئے ایسے مقام پر جاتے تھے کہ جہاں ان کو کوئی شخص نہ دیکھے۔ تو اسی سے بنواسرائیل میں بدگمانی پیدا ہوگئی۔ ایک دن حضرت موسیٰؑ دریا میں غسل کررہے تھے اور آپ نے اپنے کپڑے کنارے پر ایک پتھر پر رکھے ہوئے تھے تو خدا نے پتھر کو حکم دیا کہ کپڑے لے کر دور چلا جائے۔ تو پتھر نے ایسا ہی کیا۔

تو جناب موسیٰؑ جب دریا سے باہر نکلے تو کپڑوں تک جاتے ہوئے لوگوں نے دیکھا کہ جو ہم گمان کررہے تھے وہ غلط ہے موسیٰ تو ایک سالم مرد ہیں۔

(اس روایت کو سچ مان لیا جائے تو یہ عصمت کے خلاف ہے۔ اور اس پر چند اعتراض وارد ہوتے ہیں۔)

نعوذ باللہ معصوم نبی کا دریا میں جا کر بغیر ستر کے غسل کرنا یہ عصمت کے منافی ہے۔ کیونکہ جب ایک عام آدمی جو عقل مند ہے وہ یہ حرکت نہیں کر سکتا تو نبی ایسے کام کس طرح کر سکتا ہے دوسرا یہ خدا پر بھی اعتراض آتا ہے کہ اس نے نبی کو اس وہم و گمان سے بری کرنے کے لئے یہ طریقہ اپنایا جو مناسب نہیں ہے۔ اور پھر موسیٰ پتھر کو بعد میں سزا دیتے ہیں تو جب کام خدا کا ہے تو موسیٰ پتھر کو سزا کیوں دیتا ہے۔

ایسی روایات کا تعلق آل محمدؐ کی طرف منسوب کرنا یہ غیر مناسب کام ہے۔

ایسی روایات اسرائیلی ہیں اور عامہ کی کتب میں درج ہوئی ہیں ہم ایسے روایات کو قبول نہیں کرتے اور اگر کوئی کہہ دے کہہ دے کہ حضرت امام صادق سے نقل ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خود رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ میری حدیث تمہارے پاس آئے جو کتاب خدا کے خلاف ہو اس کو دیوار پر دے مارو وہ میرا فرمان نہیں ہو سکتا یہ ہی طریقہ سارے آئمہ کی احادیث میں جاری ہوگا اور جو روایت بھی قرآن اور متواتر احادیث کے خلاف ہوگی اس کو بھی دیوار پر مار دیا جائے گا اس کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

ممکن ہے ایسے روایات ہمارے علماء اپنی کتابوں میں اس لئے درج کرتے دیتے ہوں تا کہ اگر سو فیصد شیعہ روایات درج ہو تو دشمن ان کی کتابوں کو ضائع نہ کر دے تو اس خطر سے بچنے کے لئے ایسی روایات درج کر دی جاتیں تھیں۔ تا کہ بعد کے آنے والے لوگ احادیث کی جانچ پڑتال کر لیں گے جیسا کہ بحار انوار میں بہت سی روایات عامہ کی علامہ نے درج کی ہیں۔

اصل واقعہ کیا ہے۔

اصل واقعہ یوں ہے جیسا کہ مجمع البیان والے نے بھی اس کو ذکر کیا ہے کہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام دونوں ایک پہاڑ پر گئے تو وہاں حضرت ہارون کو موت آ گئی اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی کو اسی پہاڑ پر ہی دفن کر دیا اور خود واپس آئے اور لوگوں نے ہاروں کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے تھے اور میں نے انہیں وہی دفن کر دیا ہے۔ تو بنی اسرائیل والوں نے موسیٰ پر الزام لگایا کہ اس نے ہارون کو خود قتل کر دیا ہے اور پھر اپنا جرم چھپانے کے لیے ہارون کو وہی دفن کر دیا ہے اور یہ اپنے بھائی کا قاتل ہے اس الزام کی وجہ سے موسیٰ پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ حکم دیا کہ وہ ہارون کی لاش کو قبر سے نکال کر موسیٰ کے پاس بنی اسرائیل کے سامنے لے آئیں۔ تا کہ بنی اسرائیل والے دیکھ لیں تو فرشتوں نے ایسا ہی کیا۔ جب بنی اسرائیل والوں نے دیکھا کہ ہارون علیہ السلام اپنی طبعی موت مرے ہیں اور ان کو قتل نہیں کیا گیا اور ان کے جسم پر تشدد کا کوئی نشان نہیں ہے تو پھر انہوں نے یقین کیا اور لوگوں کی زبانوں کو خدا نے یوں بند کر دیا۔ اور موسیٰ کو اس الزام سے بری قرار دیا۔ اور یہ ہی بات قرین قیاس اور عقل کے مطابق ہے۔ مترجم)

اخبرنا ۔ علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے حسین بن محمد نقل کیا۔ اور انہوں نے معلی بن محمد سے اور انہوں نے احمد بن نضر سے اور انہوں نے محمد بن مروان سے اور مرفوعاً امام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اے ایمان والوں تم اللہ کے رسول کو علی اور دوسرے آئمہ کے بارے میں ایسے اذیت نہ دو جیسے موسیٰؑ کو لوگوں نے اذیت دی اور ان پر بہتان لگایا۔ اور پھر خدا نے موسیٰ کو اس بہتان سے بری کر دیا۔

(مرفوع حدیث وہ ہوتی ہے جس کا سلسلہ سند معصوم تک نہ جائے درمیان میں سند ٹوٹ جائے مترجم)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کرو۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں قول شدید سے مراد صحیح بات ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ اور جو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ عظیم کامیابی کے درجہ پر فائز ہوگا۔

حسین بن محمد نے معلی بن محمد سے اور اس نے علی بن اسباط سے اور اس نے علی بن ابوحمزہ سے اور اس نے ابوبصیر سے اس نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے خدا کے اس قول نے بارے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: جو شخص علی اور ان کے بعد والے آئمہ علیہم السلام کے بارے میں خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہوئے ان کی ولایت کا اقرار کرے گا وہ قیامت کے دن عظیم کامیابی اور عظیم درجہ پر فائز ہوگا۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا بے شک ہم نے آسمان کو زمین اور سب پہاڑوں کے سامنے اپنی امانت کو پیش کیا تو سب نے اٹھانے سے انکار کر دیا۔

علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ اس امانت سے مراد امامت ہے۔ اور خدا کا امر و نہی ہے۔ اور اس امانت سے امامت کے مراد ہونے پر دلیل یہ ہے۔ خدا نے آئمہ کے لئے فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا۔ تحقیق اللہ تمہیں حکم دیا ہے کہ امانات کو ان کے اہل کو ادا کر دو۔

اس سے مراد بھی امامت ہے۔ اور وہ امانت جس کو خدا نے آسمان اور زمین اور تمام پہاڑوں کے سامنے پیش کیا اور ان سب نے اس بار امانت کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔ کہ ہم اس کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے وہ امانت امامت ہے لیکن انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ اور جو ان کے حق دار تھے اس سے غصب کر لیا۔ تو یہ انسان اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ ۔ یہ کتنا بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

تا کہ خدا منافق مرد اور منافق عورت اور مشرک مرد اور مشرک عورت سب پر اپنا عذاب نازل کرے گا۔ اور صاحب ایمان مرد اور عورتوں کی توبہ قبول کرے گا کہ خدا بہت بڑا۔ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

سورۃ الاحزاب تمام شد

سُوْرَةُ سَبَإٍ

سورہ مبارکہ سبا مکی سورہ ہے اور اس کی آیات ۵۴ ہیں اور اس کے رکوع ۶ ہیں۔

قرآن کی موجودہ ترتیب میں اس کا نمبر ۳۴ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا نمبر ۵۸ ہے۔

تلاوت کا ثواب:

ثواب اعمال میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہے آپ نے فرمایا:

لفظ حمد سے شروع ہونے والی دو سورتوں سبا اور فاطر جو شخص رات کو ان دونوں کی تلاوت کرے گا پوری رات خدا کی حفظ وامان میں رہے گا اور جو ان دونوں سورتوں کو دن میں پڑھے گا تو سارا دن اس کو کوئی اذیت نہیں ہوگی اور خدا اسے دنیا و آخرت کی اتنی اچھائیاں عطا کرے گا جس کا اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا ہوگا۔

نیز رسول خدا سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا جو شخص سورہ سبا کی تلاوت کرے تو قیامت کے دن ہر رسول و نبی اس کا رفیق ہوگا اور اس سے مصافحہ کرے گا۔

آیت نمبر ۱ تا ۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ۱ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ۲ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَیْبِ ۚ لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی

السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۳ لِّیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ۴ وَالَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ۵ وَیَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَیَهْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۶ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ یُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۷ اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِی الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ ۸ اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ۹ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ۱۰ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۱۱ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ یَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ ۱۲ یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا

يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ
اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا
قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ
مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا
لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ
جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ
بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ
الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ
مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا
الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى
ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾
فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ
اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ
شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ
بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ قُلِ

ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي
السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ
مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰٓى اِذَا
فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ
وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ
لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا
رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ
الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ وَمَآ
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ
لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کے اختیار میں آسمان اور زمین کی تمام چیزیں ہیں اور اسی کے لئے آخرت میں بھی حمد ہے اور وہی صاحبِ حکمت اور ہر بات کی خبر رکھنے والا ہے (۱) وہ جانتا ہے کہ زمین میں کیا چیز داخل ہوتی ہے اور کیا چیز اس سے نکلتی ہے اور کیا چیز آسمان سے نازل ہوتی ہے اور کیا

اس میں بلند ہوتی ہے اور وہ مہربان اور بخشنے والا ہے (۲) اور کفار کہتے ہیں کہ قیامت آنے والی نہیں ہے تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار کی قسم وہ ضرور آئے گی وہ عالم الغیب ہے اس کے علم سے آسمان وزمین کا کوئی ذرّہ دور نہیں ہے اور نہ اس سے چھوٹا اور نہ بڑا بلکہ سب کچھ اس کی روشن کتاب میں محفوظ ہے (۳) تاکہ وہ ایمان لانے والے اور نیک اعمال انجام دینے والوں کو جزا دے کہ ان کے لئے مغفرت اور باعزّت رزق ہے (۴) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے مقابلہ میں دوڑ دھوپ کی ان کے لئے دردناک سزا کا عذاب معین ہے (۵) اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ آپ کی طرف پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے سب بالکل حق ہے اور خدائے غالب وقابلِ حمد و ثنا کی طرف ہدایت کرنے والا ہے (۶) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کا کہنا ہے کہ ہم تمہیں ایسے آدمی کا پتہ بتائیں جو یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم مرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤ گے تو تمہیں نئی خلقت کے بھیس میں لایا جائے گا (۷) اس نے اللہ پر جھوٹا الزام باندھا ہے یا اس میں جنون پایا جاتا ہے نہیں بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ عذاب اور گمراہی میں مبتلا ہیں (۸) کیا انہوں نے آسمان و زمین میں اپنے سامنے اور پس پشت کی چیزوں کو نہیں دیکھا ہے کہ ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان کے اوپر آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دیں۔ اس میں ہر رجوع کرنے والے بندہ کے لئے قدرت کی نشانی پائی جاتی ہے (۹) اور ہم نے داؤد کو یہ فضل عطا کیا کہ پہاڑو تم ان کے ساتھ تسبیحِ پروردگار کیا کرو اور پرندوں کو مسخر کر دیا اور لوہے کو نرم کر دیا (۱۰) کہ تم کشادہ اور مکمل زرہیں بناؤ اور کڑیوں کے جوڑنے میں اندازہ کا خیال رکھو اور تم لوگ سب نیک عمل کرو کہ میں تم سب کے اعمال کا دیکھنے والا ہوں (۱۱) اور ہم نے سلیمان کے ساتھ ہواؤں کو مسخر کر دیا کہ ان کی صبح کی رفتار ایک ماہ کی مسافت تھی اور شام کی رفتار بھی ایک ماہ کے برابر تھی اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا اور جنّات میں ایسے افراد بنا دیئے جو خدا کی اجازت سے ان کے سامنے کام کرتے تھے اور جس نے ہمارے حکم سے انحراف کیا ہم اسے آتش جہنّم کا مزہ چکھائیں گے (۱۲) یہ جنات سلیمان کے لئے جو وہ چاہتے تھے بنا دیتے تھے جیسے محرابیں، تصویریں اور حوضوں کے برابر پیالے اور بڑی بڑی زمین میں

گڑی ہوئی دیگیں آل داود شکر ادا کرو اور ہمارے بندوں میں شکر گزار بندے بہت کم ہیں (۱۳) پھر جب ہم نے ان کی موت کا فیصلہ کر دیا تو ان کی موت کی خبر بھی جنات کو کسی نے نہ بتائی سوائے دیمک کے جو ان کے عصا کو کھا رہی تھی اور وہ خاک پر گرے تو جنات کو معلوم ہوا کہ اگر وہ غیب کے جاننے والے ہوتے تو اس ذلیل کرنے والے عذاب میں مبتلا نہ رہتے (۱۴) اور قوم سبا کے لئے ان کے وطن ہی میں ہماری نشانی تھی کہ داہنے بائیں دونوں طرف باغات تھے۔ تم لوگ اپنے پروردگار کا دیا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو تمہارے لئے پاکیزہ شہر اور بخشنے والا پروردگار ہے (۱۵) مگر ان لوگوں نے انحراف کیا تو ہم نے ان پر بڑے زوروں کا سیلاب بھیج دیا اور ان کے دونوں باغات کو ایسے دو باغات میں تبدیل کر دیا جن کے پھل بے مزہ تھے اور ان میں جھاؤ کے درخت اور کچھ بیریاں بھی تھیں (۱۶) یہ ہم نے ان کی ناشکری کی سزا دی ہے اور ہم ناشکروں کے علاوہ کس کو سزا دیتے ہیں (۱۷) اور جب ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں کچھ نمایاں بستیاں قرار دیں اور ان کے درمیان سیر کو معین کر دیا کہ اب دن و رات جب چاہو سفر کرو محفوظ رہو گے (۱۸) تو انہوں نے اس پر بھی یہ کہا کہ پروردگار ہمارے سفر دور دراز بنا دے اور اس طرح اپنے نفس پر ظلم کیا تو ہم نے انہیں کہانی بنا کر چھوڑ دیا اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ یقیناً اس میں صبر و شکر کرنے والوں کے لئے بڑی نشانیاں پائی جاتی ہیں (۱۹) اور ان پر ابلیس نے اپنے گمان کو سچا کر دکھایا تو مومنین کے ایک گروہ کو چھوڑ کر سب نے اس کا اتباع کر لیا (۲۰) اور شیطان کو ان پر اختیار حاصل نہ ہوتا مگر ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کون آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور کون اس کی طرف سے شک میں مبتلا ہے اور آپ کا پروردگار ہر شے کا نگراں ہے (۲۱) آپ کہہ دیجئے کہ تم لوگ انہیں پکارو جن کا اللہ کو چھوڑ کر تمہیں خیال تھا تو دیکھو گے کہ یہ آسمان وزمین میں ایک ذرّہ برابر اختیار نہیں رکھتے ہیں اور ان کا آسمان وزمین میں کوئی حصّہ ہے اور نہ ان میں سے کوئی ان لوگوں کا پشت پناہ ہے (۲۲) اس کے یہاں کسی کی سفارش بھی کام آنے والی نہیں ہے مگر وہ جس کو وہ خود اجازت دیدے یہاں تک کہ جب ان کے دلوں کی ہیبت دور کر دی جائے گی تو پوچھیں گے کہ تمہارے پروردگار نے کیا کہا ہے تو وہ جواب دیں گے کہ جو کچھ کہا ہے حق کہا

مملوکہ کتاب عذا منظر الیاس

ہے اور وہ بلند و بالا اور بزرگ و برتر ہے (۲۳) آپ کہئے کہ تمہیں آسمان و زمین سے روزی کون دیتا ہے اور پھر بتائیے کہ اللہ اور کہئے کہ ہم یا تم ہدایت پر ہیں یا کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں (۲۴) انہیں بتائیے کہ ہم جو خطا کریں گے اس کے بارے میں تم سے سوال نہ کیا جائے گا اور تم جو کچھ کرو گے اس کے بارے میں ہم سے سوال نہ ہوگا (۲۵) کہئے کہ ایک دن خدا ہم سب کو جمع کرے گا اور پھر ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے اور جاننے والا ہے (۲۶) ان سے کہئے کہ ذرا ان شرکاء کو دکھلاؤ جن کو خدا سے ملا دیا ہے۔ یہ ہرگز نہیں دکھا سکیں گے بلکہ خدا صرف خدائے عزیز و حکیم ہے (۲۷) اور پیغمبر ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے صرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے یہ اور بات ہے کہ اکثر لوگ اس حقیقت سے باخبر نہیں ہیں (۲۸) اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدۂ قیامت کب پورا ہوگا (۲۹) کہہ دیجئے کہ تمہارے لئے ایک دن کا وعدہ مقرر ہے جس سے ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو (۳۰)

تفسیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝۱ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ

ساری حمد اس اللہ کے لئے ہے جس کے اختیار میں آسمان اور زمین کی تمام چیزیں ہیں اور اس کے لیے آخرت میں بھی حمد ہے اور وہی صاحب حکمت اور بات کی خبر رکھنے والا ہے۔ اور وہ جانتا ہے کہ زمین میں کیا چیز داخل ہوتی ہے اور کیا چیز اس سے نکلتی ہے اور کیا چیز آسمان سے نازل ہوتی اور کیا اس کی طرف بلند ہوتی ہے۔ اور وہ مہربان اور بخشنے والا ہے۔

مَا یَلِجُ ۔ سے مراد ہے کیا چیز زمین میں داخل ہوتی مراد وہ بیج ہے جو زمین میں بویا جاتا ہے۔

اور جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ اس سے مراد بارش ہے جو برستی ہے۔

مَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا سے مراد نباتات ہیں جو زمین سے اُگتے ہیں۔

مَا یَعْرُجُ: یعنی جو اس کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ اس سے مراد انسان کے اعمال ہیں اس کے بعد خدا دھریوں کے قول

کی حکایت کرتے ہوتے فرماتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّكُمْ ۙ اور کفار کہتے ہیں کہ قیامت آنے والی نہیں ہے۔ تو آپ فرمادیں کہ میرے رب کی قسم وہ ضرور آئے گی۔ اور وہ عالم غیب ہے اس کے علم سے زمین و آسمان کا کوئی ذرہ پوشیدہ و دور نہیں ہے اور نہ ہی کوئی چھوٹا اور نہ بڑا بلکہ سب کچھ اس نے روشن کتاب میں محفوظ کر دیا۔

ابو عبداللہ علیہ السلام سے ہشام نے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے سب سے پہلے قلم کو خلق کیا اور پھر اس کو حکم دیا کہ لکھو اور اس نے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا وہ سب کچھ لکھ دیا۔

وَیَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ

اور جن کو علم دیا گیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ آپ پر خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ حق ہے۔

هُوَ الْحَقَّ سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام میں اور رسول نے جو کچھ کہا وہ سچ ہے۔ اس کے بعد خدا پھر زنادقہ (یعنی زندیق خدا کے منکر) کا قول کی حکایت کر رہا ہے۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ یُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کا کہنا ہے کہ ہم تمہیں ایسے آدمی کے بارے میں بتائیں کہ جو کہتا ہے۔ جب تم مرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤ گے تو تمہیں نئی خلقت دی جائے گی۔

اِذَا مُزِّقْتُمْ یعنی جب تم مرنے کے بعد مٹی بن جاؤ گے تو وہ تعجب کرنے لگے کہ ان کو دوبارہ خلق کر دیا جائے گا۔ یہ بندہ یا تو خدا کے بارے جھوٹ بولتا ہے اور یا یہ مجنون ہے۔ خدا نے ان کو رد کرتے ہوئے فرمایا۔

اِنْ هُوَ اِفْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِی الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ ۝۸

بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ عذاب اور گمراہی میں مبتلا ہیں اس کے بعد خدا ان احسانات کو بیان کر رہا ہے جو اس نے حضرت داؤد علیہ السلام پر ہے۔ اور فرمایا۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ۝۱۰ اور ہم نے داؤد کو یہ فضل عطا کیا کہ ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا کہ تم داؤد کے ساتھ مل کر تسبیح کیا کرو۔

یعنی پہاڑ اللہ کی تسبیح کرتے تھے۔

وَالطَّیْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ۝۱۰ اور ہم نے داؤد کے لئے پرندوں کو مسخر کر دیا۔ اور لوہے کو ان کے لئے نرم کر دیا۔

علامہ فرماتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام جب جنگلوں سے گزرتے ہوئے زبور کی تلاوت کیا کرتے تھے تو تمام پرندے اور

جانور حتی کہ درخت و پہاڑ بھی آپ کے ساتھ مل کر خدا کی تسبیح کیا کرتے تھے اور خدا نے آپ کے لئے لوہے کو موم کی مانند نرم کر دیا تھا جو چاہتے تھے وہ لوہے سے بنالیا کرتے تھے حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ منگل کے دن خدا سے اپنی حاجات کو طلب کیا کرو کیونکہ خدا نے اسی دن حضرت داؤد کے لئے لوہے کو نرم کیا تھا۔

اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ اور حکم دیا کہ تم لوہے سے جنگ کے لئے زرہیں بناؤ۔ سابقات سے مراد جنگی زرہ ہے۔ آپ زرہیں بنایا کرتے تھے۔

وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ اور ان کے حلقے ٹھیک انداز میں رکھو۔

یعنی زرہ کے گلے کا ڈاہرہ ٹھیک انداز میں تیار اور اس کے کپڑے بھی ٹھیک انداز میں تیار کرو۔

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱﴾ اور تم سب نیک اعمال انجام دو میں تم سب کے اعمال کو دیکھنے والا ہوں۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ اور ہم نے سلیمان کے لئے ہواؤں کو مسخر کر دیا کہ ان کی صبح کی رفتار ایک ماہ کی مسافت تھی اور شام کی رفتا بھی ایک ماہ کی تھی۔

فرماتے ہیں ہوائیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کو اٹھا کر چلتی تھیں۔

اور آپ ہواؤں کے دوش پر ایک دن میں ایک ماہ کے برابر کا سفر کرتے اور ایک رات میں بھی ایک ماہ کے برابر سفر کیا کرتے تھے۔ یعنی ایک دن و رات میں اتنا سفر کرتے جتنا ایک زمین پر سفر کرنے والا دو ماہ میں کیا کرتا تھا۔

وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا ہے۔

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾ اور جنات میں سے ایسا گروہ تھا جو حکم خدا سے ان کے سامنے کام کرتا تھا اور جس نے ہمارے حکم سے انحراف کیا ہم اسے آتش جہنم کا مزہ چکھائیں گے۔

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ اور جنات آپ کے لئے جو چاہتے تھے بنا دیتے تھے جیسا کہ محرابین اور تصویریں۔ یعنی وہ یہ تصویریں درختوں میں بنا دیا کرتے تھے۔

وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ حوض کے برابر پیالے بنایا کرتے تھے۔

یعنی وہ پیالے جو جنات آپ کے لئے بنایا کرتے تھے وہ ایک حوض کے برابر ہوتے تھے۔

وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اور بڑی بڑی دیگیں جو زمین میں گڑی ہوتی اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ ۔ آل داؤد تم شکر

ادا کرو۔

یعنی: اے آل داؤد تم ایسے کام کرو جن سے خدا کا شکر ادا ہو رہا ہو۔ اس کے بعد فرمایا۔

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ اور ہمارے بندوں میں سے شکر ادا کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ

پھر جب ہم نے ان کی موت کا فیصلہ کر دیا تو ان کی موت کی خبر بھی جنات کو کسی نے نہ بتائی سوائے دیمک کے جو ان کے عصا کو کھا رہی تھی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی کی اور ان کو ان کی موت کے بارے میں اطلاع دی تو آپ نے شیاطین کو حکم دیا کہ وہ آپ کے لئے ایک شیشے کا محل تیار کریں۔ اور اس کو دریا کے پانی کی سطح پر رکھا جائے۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا اور آپ اس محل میں داخل ہوئے اور اپنے عصا کے سہارے پر کھڑے ہو گئے اور زبور کی تلاوت شروع کر دی۔ اور شیاطین آپ کے محل کے اطراف میں کام کرتے رہے اور ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور کسی میں جرأت نہیں تھی کہ کوئی وہاں جائے یا کوئی آپ کے محل میں داخل ہو۔

اسی دوران آپ نے محسوس کیا کہ کوئی اس محل کے قبہ میں ہے۔ آپ اس سے خوف زدہ ہو گئے تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں وہ ہوں جو کسی سے رشوت قبول نہیں کرتا اور بادشاہوں سے نہیں ڈرتا میں آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔

پس ملک الموت نے آپ کی روح کو قبض کر لیا اور آپ اس وقت عصا کے سہارے کھڑے تھے اور اسی طرح ایک سال تک کھڑے رہے۔

اور جنات ایسے ہی اپنا اپنا کام کرتے رہے اور کسی کو ان کی موت کے بارے میں خبر نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ خدا نے دیمک کو ان کے عصا پر مسلط کیا اور اس نے آپ کے عصا کو اندر ہی اندر سے کھانا شروع کر دیا اور عصا کھوکھلا ہو گیا تو وہ ٹوٹ گیا اور آپ منہ کے بل زمین پر گر پڑے تو جنات کو معلوم ہوا کہ سلیمان مر چکے ہیں اور اگر جنات کو علم غیب حاصل ہوتا تو کبھی بھی پورا سال اس ذلیل کرنے والے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔ ایسے ہی آیت نازل ہوئی۔

اس دور میں انسان یہ گمان کرتے تھے کہ جنات کو غیب کا علم حاصل ہے تو جب حضرت سلیمان منہ کے بل زمین پر گرے تو اس وقت انسانوں کو علم ہوا کہ اگر جنات غیب کا علم جانتے ہوتے تو پورا سال وہ سلیمان کو زندہ سمجھ کر ان کے لئے کام نہ کرتے۔ تو فرماتے ہیں کہ جنات آج تک دیمک کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس کی وجہ سے ان کو سلیمان کی موت کی خبر ہوئی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہوا تو ابلیس نے جادو کو ایجاد کیا اور اس پر ایک کتاب تحریر کی اور اس کی پشت پر یہ لکھا کہ وہ کتاب ہے جس کو آصف بن برخیا نے اپنے بادشاہ سلیمان بن داؤد کے لئے لکھا تھا۔ اور ان کے علم و بادشاہت کا خزانہ ہے۔ اور اس سے یوں یوں کیا کرتے تھے اور ان کا ارادہ تھا۔ پھر اس کو زمین میں دفن کر دیا۔ اسی کو قرآن نے استعارہ کرتے ہوئے ذکر کیا۔

کہ کافروں نے کہا کہ سلیمان جو غلبہ حاصل کرتا تھا وہ اس جادو کی وجہ سے تھا۔ اور مومن لوگ کہتے تھے کہ وہ فقط اللہ کا بندہ اور اس کا نبی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ؕ

اور قوم سباء کے لئے ان کے اپنے وطن میں ہی ہماری نشانی تھی اور دائیں بائیں دونوں اطراف باغات تھے۔

یمن میں ایک دریا تھا جناب سلیمان نے اپنے لشکر کو حکم دیا اس دریا سے نہریں جاری کریں جو ہند کے شہروں کی طرف جائیں۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر انہوں ایک ہیڈ بنایا اور اس سے نہریں جاری کرائی جب وہاں کے لوگوں کی ضرورت ہوتی تو اپنے کھیتوں کو سیراب کر لیتے تھے علاقے میں سرسبزی پھیلی کہ دائیں بائیں دس دس دنوں کی مسافت کے فاصلہ پر ہر طرف باغات ہی باغات دکھائی دینے لگے۔

جب ان کے درمیان سے گزرتے تھے ان کو سورج کی دھوپ نہیں لگتی تھی۔ لیکن جب ان لوگوں نے خدا کی نافرمانیاں شروع کی اور برے اعمال کو انجام دینا شروع کر دیا اور خدا کے نیک بندوں نے ان کو روکنا شروع کیا لیکن وہ اس سے باز نہ آئے۔ تو خدا نے ان کے ہیڈ پر چوہوں کو مسلط کر دیا جنہوں نے اس ہیڈہ کی دیواروں کو کھوکھلا کرنا شروع کر دیا اور کناروں کو کاٹنا شروع کر دیا اور پتھر گرنے شروع ہو گئے جب نیک لوگوں نے دیکھا وہ ان شہروں کو چھوڑ کر دوسرے محفوظ علاقوں کی طرف چلے گئے۔ اور چوہے ان ہیڈ کے بندوں کو کھوکھلا کرتے رہے اور وہاں کے لوگوں کو اس کا شعور ہی نہ ہو۔

یہاں تک وہ بند ٹوٹ گئے اور سیلاب آ گیا اور درخت و باغات سب برباد ہو گئے۔ اور اس کو خدا نے بیان کیا ہے۔ اور قوم سبا کہ ان کے وطن میں ہی ہماری نشانی تھی کہ داہنے بائیں دونوں اطراف باغات تھے۔ پھر ہم نے ان پر سیلاب جاری کر دیا۔

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ اور ہم نے ان دونوں باغوں کو ایسے دو باغوں میں بدل دیا جن کے پھل بے مزہ تھے۔ اور ان میں جھاڑ کے درخت اور کچھ بیریاں بھی تھیں۔ اور یہ ہم نے ان کی ناشکری کی سزا دی۔

بارکنا فیها یعنی مکہ میں ہم نے برکت قرار دی۔

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور ان پر ابلیس نے اپنا گمان سچ کر دکھایا تو مومنین کے علاوہ باقی سب نے اس کی اتباع کر لی۔

حدثنی۔ علامہ علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابن سنان سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

جب خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ امیر المومنین علیہ السلام کو لوگوں کے لئے حاکم بنائیں تو خدا نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ

اور آپ نے غدیر کے مقام پر علی علیہ السلام کو جا کر مولا مقرر کرتے ہوئے فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

تو ابلیس جو سب سے بڑا ہے اس کے سارے چیلے اس کے اردگرد جمع ہو گئے اور خوب روئے اور اپنے سروں پر خاک ڈال کر کہا۔ اے سردار ہم برباد ہو گئے۔ تو ابلیس نے ان سے کہا کہ کیا ہو گیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ محمدؐ نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے اپنا ولی اپنے بعد حاکم علی کو قرار دیا ہے جس کی وجہ سے ان کے دین کا نظام قیامت تک کے لئے برقرار رہے گا تو اس نے جواب دیا تم پریشان نہ ہو نا محمد کے اردگرد ایسے افراد ہیں جن سے میں نے عہد لیا ہے کہ وہ اس کو رسول کے بعد ان کی خلافت پر نہیں آنے دیں گے۔ تو خدا نے یہ آیت نازل کی۔

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ

ابلیس نے ان پر اپنا گمان سچ کر دیا۔ اور مومنین کے ایک گروہ کے علاوہ باقی سب نے اس کی اتباع کر لی۔

وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اور شیطان کو ان پر کوئی اختیار نہ ہوتا۔ (اس سے مراد ابلیس ہے۔)

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مگر ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ کون آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور کون اس کی طرف سے شک میں مبتلا ہے اور آپ کا پروردگار ہر شئے کا نگران ہے۔

اس کے بعد خدا ان پر بتوں کی پوجا کرنے پر احتجاج کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا

آپ کہہ دیں کہ تم لوگ ان کو پکارو جن کے بارے خدا کو چھوڑ کر تمہیں خیال تھا تو دیکھو گے کہ یہ آسمان اور زمین میں ایک ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے۔

یعنی آسمانوں اور زمینوں میں ذرہ برابر اختیار نہیں ہے اور نہ ہی زمین و آسمان میں کوئی حصہ ہے اور نہ ان میں سے کوئی ان کا پشت پناہ ہے۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ۔ اور اس کے پاس کسی کی کو سفارش بھی کام نہیں آئے گی مگر وہ کہ جس کو وہ خود اجازت دے گا۔

علامہ فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن انبیاء و مرسلین میں سے کسی ایک کو بھی شفاعت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی سوائے اس کے جس کو اجازت دی جائے گی۔ لیکن رسول خداؐ اس سے الگ ہیں کیونکہ خدا نے ان کو قیامت کے دن سے پہلے ہی حق شفاعت دے رکھا ہے اور قیامت کے دن شفاعت رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام ہی شفاعت کریں گے۔ اور ان کے بعد دوسرے انبیاء کو یہ اجازت دی جائے گی۔

مملوکہ کتاب ھذا منظر ایلیاء